اَلْاِرْشَادُ وَالْاِسْتِرْشَادُ فِی الْاِسْلَامِ

پیری مریدی کی شرعی حیثیت

- تقویٰ کی حقیقت 36
- سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان 45
- مرشد خاص کا معیار 48
- اولیاء اللہ کے طبقات کی پہچان 54
- کیا ہر ولی اللہ پیر و مرشد ہو سکتا ہے 58
- سچے اولیاء اللہ کی پہچان 63
- حقیقی پیر و مرشد اور مرید صادق کے لیے 96
- جعلی پیروں کو پذیرائی ملنے کے اسباب 104
- ولی اللہ ہونے کے لیے مخصوص لباس ضروری ہے نہ مزار 114
- جعلی پیروں کی وجہ سے طریقت کی بدنامی 145
- منازلِ سلوک 154
- کشف المحجوب سے مغالطہ کا ازالہ 239
- جعل سازوں کے خلاف اہل حق کا کردار 283
- شریعت، طریقت، معرفت 297
- مقاماتِ تصوف 304
- ناقص پیر کی بیعت حرام 336
- علماء حق پر جاہل پیروں کو ترجیح دینے کا جہل 403
- علماء سوء اور مشائخ سوء کا موازنہ 435
- حقیقی اور عوامی کرامت کا موازنہ 443
- جعلی پیروں کے مختلف طریقہ واردات 450
- علم لدنی کی حقیقت 490

مصنف

شیخ المشائخ، پیرِ طریقت رہبر شریعت

پیر محمد چشتی مدظلہ

جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور شہر، پاکستان

گلف پبلشرز، محلہ جنگی قصہ خوانی پشاور

091-2580188

Marfat.com

Marfat.com

التماس

اس کتاب کی تدوین واشاعت میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالہ جات میں ہر ممکن احتیاط برتی گئی ہے تاہم ادارہ کسی بھی نادانستہ غلطی کے لیے معذرت خواہ ہے اور اس کی نشان دہی کے لیے قارئین کا ممنون ہوگا۔

اس کتاب کے حوالہ سے قاری کے ذہن میں کوئی اشتباہ ہو تو اس کو دور کرنے کے لیے بھی ادارہ ہٰذا سے رابطہ کیا جاسکتا ہے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اُس کا ازالہ کیا جاسکے۔

ادارہ ہٰذا اپنے قارئین کی آراء اور مفید مشوروں پر سنجیدگی سے غور کرنے کے ساتھ تہہ دل سے اُن کا شکرگزار ہوگا۔

منجانب:۔

گلف پبلشرز

Marfat.com

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی یا اسلامی کتاب پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے ان شاءاللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم پر علم وحکمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما، اے عظمت اور بزرگی والے۔ (مستطرف، ج ۱، ص ۴۰، دارالفکر بیروت)

قیامت کے روز حسرت

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :۔ سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اُس کو ہوگی جسے دُنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اُس نے حاصل نہ کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں نے تو اس سے سن کر نفع اُٹھایا لیکن اس نے نہ اُٹھایا (یعنی اس علم پر عمل نہ کیا)۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۵۱، ص 138، دارالفکر بیروت)

کتاب کے خریدار متوجہ ہوں

کتاب کی طباعت میں نمایاں خرابی ہو یا صفحات کم ہوں یا بائنڈنگ میں آگے پیچھے ہو گئے ہوں تو ناشر ادارہ سے رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

اَلْاِرْشَادُ وَالْاِسْتِرْشَادُ
فِی الْاِسْلَامِ

پیری مریدی کی شرعی حیثیت

مصنف
شیخ المشائخ، پیرِ طریقت رہبر شریعت
پیر محمد چشتی مدظلہ
جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور شہر، پاکستان

ناشر
گلف پبلشرز محلّہ جنگی قصہ خوانی پشاور
091-2580188

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:............ الارشاد والاسترشاد فی الاسلام

مصنف:............ شیخ المشائخ پیر محمد چشتی مدظلہ

کمپوزر:............ عاطف شہزاد چشتی

پروف ریڈنگ:...... اُستاذِ حدیث مولانا نقیب علی

ناشر:............ گلف پبلشرز

تعداد:............ 1100

سالِ اشاعت:...... نومبر 2015ء

قیمت:............ 500 روپے

گزارش:۔ مصنف کی اجازت کے بغیر کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

Marfat.com

کتاب پڑھنے کے آداب

(۱) سب سے باوضو ہونا۔ (۲) حمد وصلوٰۃ پڑھنا۔ (۳) تعوذ پڑھنا۔

(۴) تسمیہ پڑھنا۔ (۵) قبلہ رُو بیٹھنا۔

(۶) جہاں جہاں اللہ کا نام پاک آئے وہاں عَزَّوَجَلَّ پڑھنا۔

(۷) اور جہاں جہاں ''سید عالم رحمتِ عالم'' کا اسم مبارک آئے وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پڑھنا۔

(۸) اور جہاں جہاں صحابہ کرام اور صحابیات کے نام آئیں وہاں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پڑھنا۔

(۹) جہاں جہاں اولیاء کرام کے نام آئیں وہاں رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پڑھنا۔

کتاب سے مستفید ہونے کی نیتیں

(۱) رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اول سے آخر کتاب کا مطالعہ کرنا۔

(۲) قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی زیارت کرنا۔

(۳) فرض علوم کو سیکھ کر اُس پر عمل کرنا۔

(۴) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلانا۔

(۵) حضرت سفیان بن عینیہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کے اس قول ''عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ'' یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے، پر عمل کرتے ہوئے ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹنا۔

(۶) اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری اُمت کو ایصال کرنا۔

(۷) سنتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر عمل اور مشائخ کرام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنا۔ (انشاء اللہ عَزَّوَجَلَّ)

Marfat.com

کتاب ملنے کے پتے

☆ المکتبۃ الغوثیہ، دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور، 0345-9040446

☆ نظامیہ کتاب گھر۔ زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور 0301-4377868

☆ دارالنور دکان نمبر ۴ مرکز الاولیس دربار مارکیٹ لاہور 04237247702

☆ مکتبہ غوثیہ۔ یونیورسٹی روڈ، بالمقابل عسکری پارک کراچی 021-34926110

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور 04237247301

☆ مکتبہ المصطفیٰ چکدرہ 0343-9070902

☆ شبیر برادرز زبیدہ سنٹر ۴۰، اُردو بازار لاہور 042-37246006

☆ زاویہ پبلشرز دربار مارکیٹ لاہور 04237300642

☆ مکتبہ امام احمد رضا کری روڈ رراولپنڈی 0514907446

☆ اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ جہلم 03335833360

☆ مکتبہ دارالاحناف کامران مارکیٹ نیو اڈا مردان 03119231283

☆ مکتبہ عفوریہ قادریہ طارق آباد تندوڈاک سوات 03449294923

☆ مکتبہ عمر فاروق جنگی محلہ قصہ خوانی 03018845717

☆ مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر دوکان نمبر ۳، بیسمنٹ نزد لوئر مال تھانہ اُردو بازار لاہور

☆ مکتبہ رضائے مصطفیٰ پیپل منڈی پشاور محمد علیم شاہ۔ 0300-5864762

☆ مکتبۃ النظامیہ مسجد ابوایوب انصاریؓ گھنٹہ گھر پشاور 0300-5893316

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عرضِ ناشر

علم و معرفت کا ذوق رکھنے والے بہت ہی عزت واحترام کے لائق قارئین کرام ایک طویل عرصے سے آپ بھی اور ہم بھی اس بات کی شدید ضرورت محسوس کررہے تھے کہ موجودہ دور میں کوئی ایسی کتاب ہو جو مسلمانانِ عالم کی صحیح تربیت کرنے کیلئے قرآن وسنت اور ائمہ مجتہدین کے دِکھائے ہوئے راستے کی کماحقہ پہچان کرا سکے اور مسلمانوں کو حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے ایک سیدھی راہ کی حیثیت رکھتی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ہم ایسے عالم باعمل، شیخ طریقت، مرشدِ کامل اور رہنما کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگئے ہیں جنکی زندگی کالمحہ لمحہ علم دین کی ترویج واشاعت اور طریقت کے اسرار ورموز کو طالبان رُشد وہدایت تک پہنچانے میں صرف ہورہا ہے۔ ایسے عظیم رہبر جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ظاہری علوم میں مہارت رکھنے کے ساتھ باطنی علوم پر کمال دسترس رکھنے والے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کو سب چیزوں پر مقدم رکھنے والے درویشِ خدامست، اپنے دور کے رازی اور غزالی ہیں، وہ مردِ حق، مرشد کامل، مردم ساز ومردم شناس شیخ التفسیر، پیرِ طریقت ورہبر شریعت، شیخ المشائخ مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ العالی ہیں جن کی تحریروں نے مسلمانوں میں ایک نیا تازہ ولولہ اور ایک نیا جذبہ مومنانہ پیدا کردیا ہے۔ حضرت موصوف کی جتنی کتابیں طبع ہوکر ابتک اہل علم کے مطالعہ میں آچکی ہیں اُن سے آپ کو اُن کے علم وعرفان کی بلند پروازی کا اندازہ ہوچکا ہوگا اور آپ نے یقین کیا ہوگا کہ مذہبی عصبیت وتنگ نظری اور انانیت کے اِس پرآشوب دور میں بھی لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر آوازِ حق بلند کرنے والے موجود ہیں، جو حدیث نبوی ''لَا تَزَالُ مِنْ اُمَّتِی اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ''۔ (متفق علیہ) کے مظہر ہیں اور دینِ اسلام کے حقیقی خادم ہیں۔

Marfat.com

آج ہم شیخ حضرت موصوف کی ایک ایسی کتاب شائع کرنے کی سعادت پا رہے ہیں جس سے متعلق اگر اتنا کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ جامع الصفات، شریعت وطریقت اور علم و عرفان کی خزانہ ہے **"الارشاد والاسترشاد فی الاسلام"** نام سے اِس کتاب میں حضرت الشیخ نے علم وعرفان کے موتی بکھیرے ہیں اور سلوک وطریقت کے حوالہ سے اصل اور نقل کی تمیز بتائی ہے جو ایک بار بھی پڑھ لینے سے ذہن کے صفحات پر پتھر کی لکیر کی طرح منتقش ہو جاتا ہے۔ علمی ذوق رکھنے والے طالبانِ شریعت وطریقت بار بار پڑھ کر اپنی علمی پیاس بجھانے کے ساتھ دینی وروحانی تربیت کے حصول کا ذریعہ بنا سکتے ہیں کیوں کہ یہ کتاب اہل علم حضرات کے لیے دینی وروحانی تربیت کے نصاب کے طور پر کام دے گی۔ یہ کتاب اہل طریقت کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں ایسا محققانہ انداز اپنایا ہے جو سراسر دلائل و براہین پر مبنی ہے، شریعت وطریقت کی پہچان کو اپنا شعار بنایا ہے۔ کتاب کو پڑھنے والا عام قاری بھی محسوس کر سکتا ہے کہ حضرت نے جس سوز وگداز اور جس اخلاص کے ساتھ خانقاہ نشین وارثان منبر ومحراب کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے لبادے میں مسندارشاد ومسند استاد پر بیٹھے ہوئے نااہل لوگوں کا اصل چہرہ مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کیا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمان جو اصلی اور جعلی میں تمیز نہیں کر سکتے۔ وہ خدانخواستہ ایسے لوگوں کے دجل وفریب میں نہ آئیں اور شریعت وطریقت کے اصل وارثوں کی بدنامی کا ذریعہ نہ بنیں۔ یہ کتاب ہر آستانے، ہر دینی مرکز اور ہر لائبریری کی ضرورت ہے۔ اس کتاب کی زیادہ ضرورت ان جامعات میں ہوگی جہاں طلباء مختلف دینی موضوعات پر تحقیق کر رہے ہیں۔

اس کتاب میں حضرت موصوف نے پیری مریدی کی شرعی حیثیت کی تعین سے لے کر شریعت وطریقت کے جامع رُموز تک بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب اہل طریقت کے لیے ایک انمول خزانہ ہے، اس کتاب میں حضرت موصوف نے حقیقی اہل طریقت اور جعلی اہل طریقت

Marfat.com

کے مابین حدِ فاصل بتائی ہے اور جعلی اہلیان طریقت کا تاریخی آپریشن کیا ہے۔اس کتاب میں حضرت شیخ المشائخ نے حضرت پیرانِ پیر الشیخ عبدالقادر جیلانی کی تعلیماتِ سلوک سے لیکر حضرت سلطان الہند خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے اندازِ سلوک اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی کے اندازِ تربیت سے لیکر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے روحانی اندازِ تبلیغ تک، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے انکشافات سے لیکر حضرت شیخ کبیر صدرالدین قونوی کے معارف وکمالات تک کا تذکرہ بڑے خوبصورت انداز سے کیا ہے۔ مصنف نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ہر ولی کا پیر و مرشد ہونا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ کسی غیر معیاری اور شریعت وطریقت سے ناواقف کا لوگوں کو بیعت دینا جائز ہو۔حضرت موصوف نے کتاب میں فرضی سلوک اور نفلی سلوک کا فرق واضح کیا ہے۔فلاحِ تقوی اور فلاحِ احسان کی تشریح کا حق ادا کیا ہے اولیاء کرام سے متعلق آیاتِ قرآنی کی ایسی تفسیر پیش کی ہے جو تفاسیر کے ہزاروں صفحات ٹٹولنے سے بھی نہیں مل سکتی۔الغرض یہ کتاب روحانیت کے متلاشیوں کے لئے خضرِ راہ سے کم نہیں۔ہمیں اُمید ہے کہ کتاب ہٰذا کے پڑھنے سے جہاں عام قارئین کو بے پناہ فائدہ ہوگا وہاں اہلیانِ طریقت وشریعت کے زاویہ علم میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔

کتاب سے استفادہ کرنے والے قارئین حضرت شیخ المشائخ جناب **پیر محمد چشتی** کو اپنی خصوصی دُعاؤں میں ضرور یاد رکھیں کیوں کہ وہ جہاں درس وتدریس کے میدان کے قابلِ فخر شہسوار ہیں جس میں ان کا بدل نہیں ہے اِسی طرح تحریری میدان میں بھی با کمال شخصیت کے مالک ہیں۔آپ کی دُعائیں شاملِ حال رہیں تو بہت سارے موتی پروتے پروتے ''کتابوں'' کا ایک ایسا ہار تیار ہو رہا ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ثابت ہونے کے ساتھ اُمت مسلمہ کے لیے ایک نادر تحفہ ہوگا۔

ناشر

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مشتملات	صفحہ نمبر
۱	حالاتِ مصنف بقلمِ مصنف	13
۲	مذہبی تعلیم میں آنے کے غیبی اسباب	16
۳	تقویٰ کی حقیقت	36
۴	فنا و بقاء کی حقیقت	38
۵	فناء کی تعریف	39
۶	بقاء کی تعریف	40
۷	سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان	45
۸	مرشد خاص کا معیار	48
۹	اولیاء اللہ کے طبقات کی پہچان	54
۱۰	کیا ہر ولی اللہ پیر و مرشد ہو سکتا ہے	58
۱۱	سچے اولیاء اللہ کی پہچان	63
۱۲	حقیقی اولیاء اللہ سلطانِ جہان ہوتے ہیں	66
۱۳	اولیاء اللہ کے نام سے دھوکہ دینا	69
۱۴	نام سے دھوکہ دینا کارِ شیطان ہے	73

Marfat.com

۱۵	اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کی تفریق	76
۱۶	جعلی مشائخ اور علماسوٗ کا ایک حکم	80
۱۷	جعلی مشائخ کو دعوتِ فکر	83
۱۸	بے بصیرتی سے جنم پانے والا مغالطہ	87
۱۹	عام مسلمانوں کو دعوتِ فکر	89
۲۰	حقیقی پیرومرشد اور مرید صادق کے لیے	96
۲۱	جعلی پیروں کو پذیرائی ملنے کے اسباب	104
۲۲	اہل سنت و جماعت کا مظہر و مطلب	110
۲۳	ولی اللہ ہونے کے لیے مخصوص لباس ضروری ہے نہ مزار	114
۲۴	ایک متوقع کج فہمی کا پیشگی جواب	125
۲۵	گواہ بھی چست، مدعی بھی چست	130
۲۶	جہل مرکب اور اندھی تقلید کا فرق	132
۲۷	امام المحدثین کی بصیرت	136
۲۸	جعلی پیروں کی وجہ سے طریقت کی بدنامی	145
۲۹	منازلِ سلوک	154
۳۰	افیون کا نشہ	168
۳۱	پیری مریدی کی جوازی و عدم جوازی صورتیں	171
۳۲	مرشدِ عام و مرشدِ خاص	183

Marfat.com

۳۳	ایک درددل رکھنے والے کی فریاد	185
۳۴	ایک مفتی کا وقیع فتویٰ	192
۳۵	سلوکِ تقویٰ کی شرعی حیثیت	227
۳۶	صوفیاء کرام کے کلام میں تعارض کا ازالہ	232
۳۷	کشف المحجوب سے مغالطہ کا ازالہ	239
۳۸	ایک اشتباہ کا ازالہ	242
۳۹	امام احمد رضا کے نادان دوستوں کا المیہ	253
۴۰	دو اولیاء اللہ کے اختلاف سے سبق	261
۴۱	احبار ورہبان سے متعلق	267
۴۲	اُونٹ کے منہ میں زیرہ	270
۴۳	پیری مریدی سے شرعی مقاصد	274
۴۴	معالج مریضوں کے شرح تناسب سے	278
۴۵	ایک غیر سنجیدہ اعتراض کا جواب	280
۴۶	جعل سازوں کے خلاف اہل حق کا کردار	283
۴۷	شریعت، طریقت، معرفت	297
۴۸	سیر الی اللہ کی حقیقت	301
۴۹	مقاماتِ تصوف	304
۵۰	احوال کا علم مقامات کے علم سے افضل	311

Marfat.com

۵۱	صوفی حال اور فقہی حال کا فرق	319
۵۲	فقیر اور عالم دین کے تضاد کا اشتباہ	322
۵۳	جملہ معترضہ	329
۵۴	غیر معیاری پیروں کے ماحول کا جہلستان	333
۵۵	ناقص پیر کی بیعت حرام	336
۵۶	ایک خطرناک مغالطہ کا ازالہ	344
۵۷	جعلی پیروں کا علماء کو استعمال کرنا	352
۵۸	ناقص مشائخ اور علماء سُوٗ کا سلسلۂ دراز	356
۵۹	مشائخ کے طبقہ شرفاء سے متعلق	363
۶۰	دینی مدارس سے متعلق	370
۶۱	ایک بے مصرف خوش فہمی کا ازالہ	373
۶۲	ایک عام مغالطہ کا ازالہ	377
۶۳	علماء کی تبلیغ بے اثر ہونے کی وجہ	385
۶۴	اسلامی مدارس میں علمی انحطاط	389
۶۵	بے علم پیر کی مثال چکی کا گدھا	393
۶۶	ایک اہل علم کے سوال کا جواب	395
۶۷	علماء و مشائخ کا موازنہ	400
۶۸	علماء حق پر جاہل پیروں کو ترجیح دینے کا جہل	403

Marfat.com

۶۹	پیرومرید کا موازنہ	414
۷۰	خلاصۃ الکلام	416
۷۱	مدارس وخانقاہوں کا موازنہ	425
۷۲	علماء حق اور علماء سوٗ کا موازنہ	426
۷۳	علماء سوٗ اور مشائخ سوٗ کا موازنہ	435
۷۴	حقیقی اور عوامی اولیاء کا موازنہ	439
۷۵	حقیقی اور عوامی کرامت کا موازنہ	443
۷۶	جعلی پیروں کے مختلف طریقہ واردات	450
۷۷	اہل علم کی توجہ کے لیے	459
۷۸	فضائل اولیاء کے نام سے واردات	463
۷۹	معاشرہ کے ناسور	468
۸۰	تربیت کے کرشمے	470
۸۱	روابط	473
۸۲	پیرنسواں وجاہلان بننے کے چند نسخے	475
۸۳	پرہیز سے علاج بہتر	476
۸۴	لمحہ فکریہ	478
۸۵	سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان میں عدم تمیز	483
۸۶	علمِ ظاہر وباطن سے اشتباہ	486
۸۷	علم لدنی کی حقیقت	490

Marfat.com

حالاتِ مصنف بقلمِ مصنف

آج 2010ء سے تقریباً 73 سال قبل شاگروم میں پیدا ہوا۔ شاگروم نام کا یہ وسیع و عریض گاؤں درہ تریچ کی آخری آبادی ہے ضلع چترال تحصیل ملکھو کا یہ درہ میری پیدائش سے پہلے بھی مردم خیزی میں مشہور تھا جس میں نوابی دور کے علم دشمن ماحول میں بھی محمد جناب شاہ اور قاضی بدر الدین خواجہ جیسی ہستیاں بالترتیب عصری اور مذہبی علوم کی روشنی پھیلا رہی تھیں۔ نوابوں کے تعلیم دشمن ماحول سے آزادی اور ریاست کا پاکستان کے ساتھ الحاق ہو جانے کے بعد بھی چترال کے اِس درہ سے اچھے خاصے اہل علم پیدا ہوئے میری پیدائش ریاستی دور کے جس ماحول میں ہوئی وہ کچھ اِس طرح تھا کہ نوابوں کے بچوں کیلئے ابتدائی تعلیم کا انتظام مقامی طور پر میسّر تھا جبکہ قرآن شریف ناظرہ پڑھنے اور نماز روزہ جیسے ضروری احکام سے روشناس ہونے کے ساتھ مڈل تک دُنیوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے پشاور، دہلی، لاہور اور انگلینڈ کا رُخ کیا کرتے تھے جبکہ رعایا کے بچوں کی تعلیم کا قطعاً کوئی انتظام ہی نہیں تھا مگر یہ کہ نوابوں کے کارندوں سے چھپ کر ریاست کی حدود سے نکلنے میں کامیاب ہوتا تو سفر و غربت اور بے وطنی کی صعوبتیں برداشت کر کے مذہبی یا عصری تعلیم کی کچھ روشنی پاتا جن کی تعداد اکائیوں سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔

فقدانِ تعلیم کی اِس بدحالی کے ساتھ معاشی زبوں حالی کا یہ عالم تھا کہ نوابوں کی گزراوقات رعایا سے ظلماً وصول کیے جانے والے غلّہائے عشر پر ہوا کرتی تھی تو عام آدمیوں کی معیشت کا کہنا ہی کیا تھا درہ تریچ میں سب سے زیادہ قطعہ اراضی کے مالک ہونیکے باوجود ہمارے خاندان میں بھی عمومی خوراک جو کی روٹی یا باجرہ کی روٹی ہوا کرتی تھی لیکن اِس کے ساتھ

Marfat.com

ہمارے خاندان پر ربّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ کا خاص کرم یہ تھا کہ ہرن کے گوشت سے ہمارا گھر کبھی خالی نہ ہوتا تھا، میرے دادا جان (نام رحیم ولد عبدالکریم) جو اپنے وقت کے خدارسیدہ بزرگ تھے۔ وفاداری، امانتداری، سخاوت، شجاعت اور صدقِ لہجہ میں مشہور تھے جن کی وفاشعاری کو دیکھ کر مہتر چترال نواب محمد ناصر الملک (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے اُنہیں اَمین دربار کے عہدے پر فائز کیا تھا جس کی بدولت اُن کے بیٹوں کو شاگروم سے ملحق بالائی شکارگاہوں کی اختیارداری اور ہر جگہ سے شکار کی اجازت تھی۔ میرے تایا شہزادہ رحیم (مرحوم) سرکاری شکاری ہونے کی بناء پر پورے چترال میں شکاری کے نام سے ہی مشہور تھے میرے (مرحوم) والد اُن سے عمر میں تقریباً تین سال چھوٹے تھے، گھریلو ذمہ داریوں سے زمینوں کی دیکھ بھال تک جملہ انتظامات کے نگران تھے جبکہ میرے چھوٹے چچا امام رحیم (مرحوم) اُن کے نائب ومعاون تھے۔ میرے والد محمد رحیم ولد نام رحیم ہرن کے شکار سے لے کر ہر موسم کے پرندوں تک کا شکار کرنے میں پورے درہ تریچ میں اپنی مثال آپ تھے۔ شانِ قدرت ہے کہ شکار کر کے کھانے اور کھلانے والے اِس عظیم شکاری کو اِس حوالہ سے وہ شہرت نہیں ملی جو اُن کے بڑے بھائی شہزادہ رحیم کو ملی۔

علاقائی ماحول اور خاندانی روایات کا شعور پانے کے بعد میں بھی اُس راہ پر چلنے لگا جس پر چلتے ہوئے اپنے بڑوں کو دیکھا تھا لیکن شکار کے حوالہ سے میرے اور میرے بڑے بھائی جان مولانا شیر محمد مدظلہ العالی کا معاملہ اپنے بزرگوں سے مختلف رہا کیوں کہ ہمارے والد مرحوم ومغفور (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) اپنے بڑے بھائی سے کئی گنا زیادہ فعّال اور ہر موسم کے شکار کا بہترین شکاری ہونے کے باوجود اپنے بڑے بھائی جیسی شہرت اِس حوالہ سے نہ پا سکے جبکہ میرے بڑے بھائی میرے مقابلہ میں کئی گنا اچھا شکاری ہوتے ہوئے بھی اِس حوالہ سے میری شہرت کو نہ پہنچ پائے حالانکہ وہ ہر موسم کے اچھے شکاری تھے چھوٹے پرندوں

Marfat.com

کے شکار کے حوالہ سے میری فنکاری کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی درخت کے نیچے بیٹھ کر گھنٹہ سے دو گھنٹے کے دورانیہ میں پچاس ساٹھ کی تعداد میں پرندے مار گراتا تھا مجھے مواد پہنچانے اور ذبح کرنے پر مقرر لڑکوں کا کہنا ہے کہ روزانہ کی یہ تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہوا کرتی تھی۔ صحیح تعداد کے متعلق حتمی صورت مجھے یاد نہیں ہے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ)

یہاں پر شاید قارئین کو اُن پرندوں سے متعلق تعجب ہو کہ اِس کثرت سے آنے والے وہ کیسے پرندے ہونگے اور وہ شکار گاہ کیسی ہوگی؟ تو اِس کے متعلق یہ ہے کہ اُن دِنوں میں یعنی آج سے تقریباً نصف صدی قبل ہر قسم شکار کی بہتات ہونے کی طرح گندم اور باجرہ کی فصل جب پکنے کے قریب ہوتی تھی تو اُسے کھانے کے لیے پرندوں کی یہ نسل کثیر تعداد میں آیا کرتی تھی۔ جس کو کھوار زبان میں شوتیچ کہا جاتا ہے جو جسامت میں اندازاً تین چڑیوں کے برابر ہوتا ہے اور رنگت کے اعتبار سے اُن کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک خاکستری سفید، دوسری وہ جس کا سر اور گردن سمیت سینے کا بالائی حصہ سرخ باقی سارا حصہ خاکستری جو خوبصورتی و دلکشی میں اپنی مثال آپ ہے اور گوشت اُس کا بہت لذیذ ہوتا ہے۔ درہ تریچ سمیت چترال کے بالائی حصہ کی تینوں تحصیلوں میں اُس کی کثرت کے ساتھ آمد کا موسم ماہ ستمبر ہوا کرتا تھا لیکن دُنیا کی ارتقائی زندگی کے دوسرے شعبوں میں نمایاں تبدیلیاں آنے کی طرح ہر موسم کے شکار میں بھی کافی حد تک تبدیلیاں آچکی ہیں۔ کیمیائی کھاد کی وجہ سے گندم کی پیداوار زیادہ ہونے کی بناء پر باجرہ کی کاشت ہی ہمارے علاقہ سے ناپید ہو چکی ہے یہ باجرہ بھی خاص نسل کا ہوتا تھا جس کو کھوار زبان میں اُڑین کہا جاتا تھا جو آج سے نصف صدی قبل ہماری عمومی خوراک ہوا کرتا تھا اور گندم کی فصل ستمبر میں پکنے کے بجائے ترقی کر کے اگست کے اوائل میں ہی تیار رہتی ہے جس وجہ سے شوتیچ کی اُس کثرت سے آمد رہی نہ اُس کے شکار کا رواج۔ اگر کوئی اِکّا دُکّا دانہ اُڑتا ہوا نظر آتا ہے اُسے ماضی کی یادگار تصور کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔جس درخت کو میں نے شکارگاہ بنایا ہوا تھا وہ شتلک کی درمیانہ سائز کی لمبائی والا درخت تھا جس کی لمبائی اندازتاً ۱۵ سے ۲۰ فٹ تک ہوگی جس کے نیچے اندازتاً آٹھ کنال میں پھیلی ہوئی گندم کی فصل اور بعض سالوں میں اُڑین کی فصل ہوا کرتی تھی۔وہ دلکش و حسین منظر میرے لئے بھولنے کی چیز نہیں ہے جب لیسِرک وَاشپِرُ وسِرک شوتیچ کا روم (سیل) آ کر اُوپر سے درخت کو ڈھانپتا تھا اور نیچے سے میں شونجور سے اُنہیں مار گرایا کرتا تھا۔ الغرض اُس وقت کے شکار کے حوالہ سے اپنے ماضی کے کِن کِن حسین جھروکوں کا تصور نہیں کرتا بلکہ ایک ایک کے تصور پر کلام اقبال بے ساختہ زبان پر آتا ہے کہ ع

یاد آتا ہے مجھ کو گزرا ہوا زمانہ

مذہبی تعلیم میں آنے کے غیبی اسباب

برادری کی بزرگ ہستی صوفی گل محمد مرحوم کے پاس دوسرے لڑکوں کے ہمراہ قرآن شریف کا ناظرہ سبق پڑھ رہا تھا۔ایک دن سبق یاد نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے ہاتھوں مار پڑی اُنہوں نے کہا کہ ''شیر ڈشمن بتی گوئے تہ کریمتو کتابان برے تان اَچا کسیر''جس کا ترجمہ یہ ہے کہ شیر محمد عالم دین بن کر آئے گا تجھ پر کتابیں لاد کر اپنے پیچھے پھیرائے گا۔مزید وضاحت اس کی یہ ہے کہ میرے بڑے بھائی صاحب کا نام شیر محمد ہے جس کو لڑکپن میں شیر کہہ کر پکارا جاتا تھا اور وہ مذہبی تعلیم کے لیے مسافرت میں تھا۔

صوفی گل محمد کی اِس بات کا مجھ پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ میں نے بھی مذہبی تعلیم کے لیے مسافرت اختیار کی ،عرصہ ایک سال تک انگور کلی علاقہ ورسک چارسدہ میں ترکی حاجی صاحب مرحوم کے مدرسہ میں اپنے بڑے بھائی مولانا شیر محمد اور گاؤں کے اور چند لڑکوں کے ہمراہ مولانا عبدالعزیز چترالی (مرحوم) کے درس میں ابتدائی تعلیم حاصل کرتا رہا۔دوسرے سال میں

Marfat.com

پشاور شہر میں آ کر اُس وقت کے دار العلوم سرحد واقع مسجد غلام جیلانی میں داخلہ لیا تقریباً تین سال تک یہیں پر ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مفتی عبد اللطیف، حضرت مولانا پائندہ محمد عرف کابل اُستاذ، حضرت مولانا محمد عمر چکسر استاذ جیسے کہنہ مشق و مشفق اساتذہ سے پڑھی۔ اِس دوران کے میرے رفقاءِ درس میں سے مولانا محمد وزیر سکنہ نشکو چترال (مرحوم)، مولانا کبیر شاہ سکنہ مدک چترال (حیات)، مولانا حاجی ابراہیم سکنہ ورکوپ چترال (حیات)، مجھے یاد ہیں جو ہر اعتبار سے قابل ستائش طلباء تھے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے اِن تین سالوں میں دار العلوم کے تمام طلباء میں نمایاں حیثیت رہی کسی بھی کتاب اور کسی بھی امتحان میں کوئی اور مجھ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے نہیں پایا۔ اِس پر مستزاد یہ کہ دار العلوم کے سالانہ جلسہ میں طلباء کی نمائندگی کرتے ہوئے عربی زبان میں جو تقریر کیا کرتا تھا وہ مزید شہرت کا سبب بنی۔ تین سال یہیں پر اوسط درجہ تک کتابیں پڑھنے کے بعد اُس وقت کے جامعہ اشرفیہ واقع ہندو متروکہ بلڈنگ نیلا گنبد لاہور چلا گیا لیکن لیٹ پہنچنے کی وجہ سے داخلہ نہ مل سکا تو مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں داخلہ لیا لیکن اسباق میں تسلی نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ کر اُس وقت کے احسن المدارس واقع جامع مسجد الحنفیہ راولپنڈی میں جا کر داخلہ لیا اور مولانا اللہ بخش (نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) اور سید عارف اللہ شاہ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی نگرانی میں چند کتابیں پڑھ کر سالانہ ماہ رمضان کی تعطیلات میں دورہ تفسیر پڑھنے کے لیے وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حضرت ابو الحقائق مولانا عبد الغفور ہزاروی کے درس تفسیر میں شامل ہوا۔ جس میں (40) شرکاءِ درس میں سے جن رفقاء کے نام مجھے یاد ہیں، اُن میں:

پیر طریقت رہبر شریعت مولانا علاء الدین صدیقی مالک النور چینل انگلینڈ (حیات)۔

مولانا عبد اللہ شاہ (مرحوم) مہتمم مدرسہ انوار الابرار ملتان۔

Marfat.com

مولانا حافظ فضل احمد حال امریکہ۔

مولانا شیخ الحدیث نور حسین شیخ الدرس جامعہ مراڑیاں شریف گجرات۔

مولانا صادق شاہ کشمیری جن کی حیات وممات کا علم نہیں ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت مولانا عابد حسین شاہ م (مرحوم) جو حضرت جماعت علی شاہ محدث علی پوری نارووال پنجاب کے سجادہ نشین تھے۔

مولانا مفتی عبدالشکور جو حضرت ابوالحقائق نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے تھے جواَب مرحوم ہو چکے ہیں۔

وزیر آباد کے دورہ تفسیر میں چالیس (40) دن کا دورانیہ کامیابی کے ساتھ گزارنے اور امتیازی پوزیشن حاصل کرنے کے بعد دوسرے سال مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث و بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے درس میں شامل ہوا اِس دوران اُن سے استفادہ کرنے کے علاوہ اُس وقت کے متعدد مشاہیر علماء لاہور سے بھی مستفیض ہونے کا اچھا موقع مل گیا۔ تعلیمی سال یہیں پر کامیابی کیساتھ گزارنے اور امتیازی پوزیشن پانے کے بعد حضرت استاذ العلماء دُنیائے تدریس کے تاجدار مولانا عطاء محمد چشتی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ کے درس میں سیال شریف حاضر ہوا یہیں پر ایک سال کامیابی کے ساتھ گزارنے کے بعد جب استاذ مکرم بندیال کو منتقل ہوئے اُن کی ہمراہی میں وہیں جا کر دو سال تک حضرت کی کفش برداری کی سعادت پائی۔ سیال شریف سے لیکر بندیال شریف تک اِس دورانیہ میں حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالحق بندیالوی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی، حضرت شیخ المعقولات والمنقولات مولانا غلام محمد تونسوی جیسے قابل فخر رفقاء درس کی معیت رہی، بحمدہ سبحانہٗ وتعالیٰ ابتک یہ سب کے سب حیات ہیں، جو علمی امانت کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

Marfat.com

درس نظامی کی آخری کتابوں کے اختتام پر غالباً 1961ء تھا، ملتان جا کر دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے لیے شیخ الحدیث مولانا السید احمد سعید الکاظمی (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) کے درس حدیث میں شامل ہوا، اُسی سال تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کی بنیاد بھی رکھی گئی تھی جس کے صدر حضرت غزالی زماں اور ناظم اعلیٰ مولانا غلام جہانیاں سکنہ ڈیرہ غازی خان مقرر ہوئے تھے اُن ہی کی کوششوں سے 1961ء میں تنظیم المدارس پاکستان کے زیر انتظام مدارس کے اُن طلباء کا تحریری امتحان لیا گیا تھا جو دورہ حدیث پڑھ کر فارغ تحصیل ہونے والے تھے وَن یونٹ کا زمانہ تھا موجودہ پاکستان کے چاروں صوبوں کو ملا کر مغربی پاکستان کہا جاتا تھا، سیاسی آزادی نہیں تھی، فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان (مرحوم) کا دور تھا، ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) ایوب خان کے وزیر خارجہ تھا۔ تنظیم المدارس پاکستان کے اُس تاریخی امتحان میں مجھے ملک بھر سے فارغ تحصیل ہونے والوں میں پہلی پوزیشن پانے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جس کے بعد میری تدریسی خدمات حاصل کرنے کے لیے جامعہ غوثیہ کہروڑپکا ملتان، جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ سراج العلوم خانپور رحیم یارخان کے منتظمین ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے جبکہ میرے شیخ فی الحدیث حضرت غزالی زماں (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) مجھے اپنے مدرسہ انوارالعلوم ملتان میں ہی مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن خانپور کے حافظ سراج احمد (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی طلب کو اپنی پسند پر ترجیح دیتے ہوئے مجھے خانپور ضلع رحیم یارخان بھیج دیا۔ جہاں پر تقریباً دو سال تک منتہی طلباء کو پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی جن میں سے مولانا سید محمد فاروق القادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ، گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یارخان، مولانا عزیز الرحمٰن درانی سکنہ خانپور، مولانا حافظ محمد خان، مولانا محمد احمد سکنہ خاص رحیم یارخان حال انگلینڈ، مولانا نذیر احمد حال مقیم مکہ معظّمہ، مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم سکنہ دنین چترال کے نام اِس وقت یاد ہیں جبکہ حافظ سراج احمد مرحوم

Marfat.com

اور اُن کے صاحبزادے مولانا مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ سراج العلوم جس اخلاص ومحبت سے پیش آتے رہے، وہ اب بھی مجھے یاد ہے۔

1964ء میں جب جامعہ عباسیہ بہاولپور اسلامی یونیورسٹی میں تبدیل ہو کر تخصص فی التفسیر والحدیث کے لیے اُمیدواروں کو امتحان کے لیے بلایا گیا میں بھی اپنے شیخ فی الحدیث کی ہدایات کے مطابق سراج العلوم خانپور کی تدریس سے استعفیٰ دے کر اُس میں شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی توفیق سے اُس تاریخی امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی جس کا ملک بھر میں چرچا ہوا، سکالرشپ کے خصوصی اعزاز کے ساتھ تخصص فی التفسیر والحدیث کی کلاسوں سے مستفیض ہونے کے ابھی صرف چھ (6) ماہ گزرے تھے کہ جامعہ انوار العلوم ملتان کے طلباء نے کچھ داخلی سازشیوں کے دخل عمل سے ہنگامہ برپا کیا تو حضرت غزالی زماں نے حالات کنٹرول کرنے کے لیے شیخ الدرس بنا کر انوار العلوم ملتان بھیج دیا۔ شبانہ روز محنت کر کے جب یہاں پر خوشگوار علمی فضا قائم کرنے میں کامیاب ہوا تو یہاں کے کچھ کہنہ مشق سازشیوں نے میری سادگی اور نوجوانی کی ناتجربہ کاری سے فائدہ اُٹھا کر اعتماد کا ایسا دھوکہ دیا کہ حضرت غزالی زماں اور مفتی مسعود علی القادری رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی سے ہدایات لیے بغیر محض سازشیوں کے دھوکہ میں آکر موسم گرما کی تعطیلات کا اعلان کر دیا۔ میرا یہ فیصلہ نہ صرف دینی مدارس کے مزاج وروایت کے منافی تھا بلکہ ہر اعتبار سے نامناسب وغلط تھا مجھے اپنی اِس غلطی کا احساس تب ہوا جب حضرت غزالی زماں (نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِيْفَ) کی طرف سے تفصیلی خط گھر کے پتہ پر وصول ہوا، جس میں اِس کے پس منظر سے مجھے آگاہ کرنے کے ساتھ اِس کو نوجوانی کی ناتجربہ کاری اور حاسدوں کی سازش سے بے علمی کا نتیجہ قرار دے کر مجھے جلد از جلد انوار العلوم واپس پہنچنے کا فرمایا گیا تھا۔ حضرت کا یہ مکتوب گرامی اُس وقت مجھے وصول ہوا جب میں بیماری سے نڈھال تھا اور علاج کے لیے

Marfat.com

میوہسپتال لاہور جانے کی تیاری تھی جس کے بعد حضرت مفتی اعجاز ولی شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ لاہور (نَـوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) کی وساطت سے میوہسپتال لاہور کے ایک بڑے ڈاکٹر جو پیر محمد کرم شاہ الازہری مرحوم کے برادرِ محترم تھے جن کا نامِ گرامی یاد نہیں آ رہا۔ اللہ تعالیٰ اُس جہاں میں اُنہیں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے کی نگرانی میں زیرِ علاج رہا۔ تقریباً تین ماہ لاہور میں علاج کے اِس دورانیہ میں جامعہ نظامیہ لاہور میں بڑی کلاسوں کو چند اسباق بھی پڑھاتا رہا، اِس دوران مجھ سے استفادہ کرنے والوں میں سے قاری خوشی محمد مرحوم اور مولانا حکیم اللہ اوگی مانسہرہ (ابھی حیات ہے) کے نام اِس وقت یاد ہیں۔ علاج سے فائدہ نہ ہونے پر کچھ تجربہ کار حضرات کے مشورے اور حضرت غزالی زماں کی نگرانی میں حضرت کے ہمسایہ حکیم عطاء اللہ مرحوم سکنہ محلّہ قدیر آباد ملتان کے پاس پہنچا۔ نبض دیکھ کر اُنہوں نے مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ جگر کی حرارت حدِ اعتدال سے تجاوز کیے ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، ڈاکٹروں کی غلط تشخیص اور بے مصرف گرم دوائیوں نے ''جلتے پر تیل کا کام'' کیا ہے۔ انجام کار حکیم عطاء اللہ مرحوم کے علاج سے چند ہفتوں میں بیماری سے نجات پانے کے بعد تصوف کی جان ''فُصوص الحِکَم'' شریف پڑھنے کا دیرینہ شوق پورا کرنے کے لیے حضرت غزالی زماں کی اجازت سے مہر آباد شریف گوگڑاں، ضلع لودھراں امام الواصلین، افضل العاملین، سند الکاملین، جامع المعقول والمنقول سیدی وسندی ومرشدی امام شاہ (نَـوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) کی خدمت میں مہر آباد شریف پہنچا۔ صحیح النسب بخاری سادات کی یہ بستی کسی وقت ''چاہ نئی والا'' کے نام سے مشہور تھی، لیکن حضرت امام الواصلین کی علمی شخصیت، قال اللہ قال الرسول کی تعلیم وتبلیغ اور خلقِ خدا کی روحانی تربیت کی بدولت آہستہ آہستہ بستی کا نام تبدیل ہو کر سیدوں کی بستی مشہور ہونے لگی اور جس روز حضرت پیر مہر علی شاہ نے (نَـوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) اپنے چہیتے خلیفہ کی احوال پرسی کے لیے یہاں پر

Marfat.com

قدم رنجہ فرمایا اُس دن سے اِس کا نام مہر آباد شریف پڑ گیا اور یہ دلکش نام اتنا مشہور ہوا کہ نئی نسل کو پرانے نام کا پتہ ہی نہیں ہے یہیں پر ڈیڑھ ماہ میں حضرت امام الواصلین (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) سے فصوص الحکم شریف کا درس سبقاً سبقاً پڑھا۔ درس کے اختتام پر عید الفطر کی صبح کو عیدگاہ جانے سے قبل اپنے مبارک ہاتھوں سے میری دستار بندی فرمائی۔

یہاں پر اگر مہر آباد شریف میں قیام کے دوران حضرت کے لیل و النہار کے حوالہ سے اپنے حسین مشاہدات کا تذکرہ کروں یا فصوص الحکم شریف کے درس کے حوالہ سے فیوضات و برکات اور مکاشفات کی تفصیل میں جاؤں تو اِس سے مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن میں نے یہیں پر اپنے ماضی کے جھروکوں کی صرف اور صرف اجمالی جھلک ضبط تحریر میں لانے کے سوا اور کچھ نہ کرنے کا التزام کیا ہوا ہے ورنہ مہر آباد شریف سے میری کافی سے زیادہ حسین یادیں وابستہ ہیں۔ تاہم فرمانِ الٰہی ''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ''(۱) پر عمل کرتے ہوئے اِس حقیقت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت کے فیض رساں درس میں فصوص الحکم شریف پڑھنے کے بعد شرح صدر کی وہ توفیق مجھے میسّر ہوئی جس کے بعد الٰہیات کے مشکل سے مشکل مسائل آسان ہونے لگے، درسِ نظامی کے جملہ فنون و کتب میں پوشیدہ رموز کا عقدہ کھلنے لگا اور بالخصوص قرآن و سنت کے معارف تک رسائی کی سبیل میسر ہوئی جسکے بعد فتاویٰ درالمختار کی اُس بات پر مجھے حق الیقین کا درجہ حاصل ہوا جو اُنہوں نے امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس فی اللغۃ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وَمِنْ خواص کُتُبِہٖ اَنَّ مَنْ واظَبَ علی مطالعتھا انشرحَ صدرُہٗ لفکّ المُعضلاتِ وَحلِّ المشکلات''(۲)

۱۔ الضحٰی، 11۔

۲۔ فتاویٰ الدر المختار، ج 1، ص 358، مطبوعہ مجتبائی دھلی۔

Marfat.com

جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتابوں کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو ہمیشہ اُن کا مطالعہ کرتا ہے اُس کو لاینحل اور مشکل مسائل کا عقدہ کھولنے کے لیے شرح صدر کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اِس کے بعد حضرت غزالی زماں (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) کی طرف سے جامعہ غوثیہ سکھر جا کر شیخ الدرس کا منصب سنبھالنے کا حکم ملا۔ تقریباً دو سال تک وہیں پر حضرت مولانا مفتی محمد حسین قادری (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) کی نگرانی میں خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اِس دوران حضرت مفتی صاحب مرحوم کی کمالِ شفقت ومحبت کیساتھ نواب وحید احمد خان ایڈووکیٹ مرحوم کا اخلاص اور حاجی محمد یعقوب مرحوم اور اُن کے بیٹوں کی میری ساتھ محبت بھولنے کی چیز نہیں ہے۔

یہاں پر مجھ سے درس پڑھنے والے حضرات میں صرف مولانا شمیم الحسن القادری حال خطیب کشمور، مولانا محمد فاروق مرحوم، مولانا مفتی محمد شریف خطیب روہڑی سکھر، مولانا حبیب احمد شیخ الحدیث جامعہ نوریہ کوئٹہ بلوچستان کے نام یاد ہیں۔

بعدازاں حضرت غزالی زمان کی ہدایات کے مطابق جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور کی بنیاد 31 دسمبر 1966ء کو رکھ کر حسب استطاعت مذہبی خدمات انجام دے رہا ہوں۔ اب تک میرے حلقہ درس سے بلاواسطہ علم وعمل کی تربیت حاصل کرنے کے بعد نمایاں خدمات انجام دینے والے حیات حضرات میں مندرجہ ذیل کے نام یاد ہیں:

(1) مولانا ڈاکٹر صدیق علی چشتی سویڈن۔

(2) مولانا سید محمد فاروق القادری، سجادہ نشین خانقاہ قادریہ غفوریہ گڑھی اختیار خان، ضلع رحیم یار خان۔

(3) مولانا شاہ منیر چشتی، شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ جنیدیہ کارخانو خیبر روڈ پشاور۔

Marfat.com

(4) مولانا سید محمد عرفان المشہدی خطیب یورپ۔

(5) مولانا حبیب احمد نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نوریہ کوئٹہ بلوچستان۔

(6) مولانا محمد قاسم چشتی شیخ الدرس دارالعلوم جامع مسجد العربی النہان، خاران بلوچستان۔

(7) مولانا مفتی غلام صدیق قادری خطیب اعظم کوہ دامن اضاخیل متنی سرحد۔

(8) مولانا محمد صدیق نقشبندی شیخ الدرس دارالعلوم غوثیہ خالو غازی ہری پور۔

(9) مولانا پیر سید شیخ الدرس دارالعلوم قادریہ غفوریہ طارق آباد سوات۔

(10) مولانا قاری محمد انور بیگ امجدی چشتی قادری خطیب الجامع السنہری مسجد پشاور وہتمم مدرسہ حدیقۃ القرآن پشاور۔

(11) مولانا محمد یعقوب القادری خطیب بروٹھہ اٹک۔

(12) مولانا سید منیر اللہ شاہ قادری خانقاہ قادریہ گڑھی بلوچ پشاور۔

(13) مولانا محمد درود پکتیا افغانستان

(14) مولانا محب الرحمٰن فاروقی ملکھو چترال۔

(15) مولانا قاری عطاء اللہ خطیب بلیم چترال۔

(16) مولانا جہاں شاہ رائین چترال۔

(17) مولانا محمد ضیاء الدین کراچی، اُستاذ جامعہ وقاریہ نارتھ ناظم آباد کراچی۔

(18) مولانا اخونزادہ عبدالرحمٰن لوگر افغانستان۔

(19) مولانا سید محمد صدیق بخاری خطیب شاہور جنوبی وزیرستان۔

(20) مولانا سید افضل مہتمم مدرسہ اسلامیہ حیات العلوم جلال آباد افغانستان۔

(21) مولانا حبیب اللہ خان شیخ الدرس دارالعلوم قادریہ اسبنڑ لوئر دیر۔

Marfat.com

(22) مولانا عزیز الرحمٰن درانی خان پور ضلع رحیم یار خان۔

(23) مولانا نعمت اللہ استاذِ جامعہ شمس العلوم نقشبندیہ خاران بلوچستان۔

(24) مولانا شادی خان چشتی خطیب ڈوڈالکی مروت۔

(25) مولانا صاحبزادہ عبدالولی مہتمم مدرسہ جامعہ مومنیہ قادریہ ماشوگگر ضلع پشاور۔

(26) مولانا صاحبزادہ حمدُ اللہ سجادہ نشین حاجی محمد امین عمرزئی چارسدہ۔

(27) مولانا میاں محمد عمر انبار مہمند ایجنسی۔

(28) مولانا محمد اسحاق صدیقی شیخ الدرس فیضان مدینہ ایبٹ آباد۔

(29) مولانا الشیخ محمد عبداللہ خطیب داؤدزئی پشاور۔

(30) مولانا محمد صاحب الحق کٹھانہ پاتراک کوہستان ضلع دیر۔

(31) مولانا عبدالقادر چشتی خطیب کالام ضلع سوات۔

(32) مولانا احسان الملک باچا خطیب راموڑہ چکدرہ۔

(33) مولانا صاحبزادہ فضلِ منان خطیب کوہاٹ۔

(34) مولانا نورعزیز چشتی لیکچرار ڈگری کالج بروک وسپور چترال۔

(35) مولانا حبیب اللہ چشتی ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور۔

(36) مولانا کلیم اللہ اُستاذ دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور۔

(37) مولانا قاری محمد حکیم مہتمم وخطیب جامعہ نجم النساء، گلبہار پشاور، ...... الحمدللہ علی توفیقہ اِفاضہ وتربیت کا یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

عمر کی اِس منزل میں ماضی کے نشیب وفراز کے آئینہ سبق سے جن تلخ وشیرین تجربات کا احساس کررہا ہوں اُنہیں آئندہ کی امانتِ حیات کو بامقصد بنانے کے لیے رہنما اُصول سمجھ کر سفرِ حیات طے کررہا ہوں، جن کی کچھ جھلکیاں یہ ہیں۔

Marfat.com

جوانی کی عمر میں جو کام مجھے کرنے چاہئے تھے اور جن کو بہتر انداز میں انجام دے سکتا تھا وہ نہ کر پایا، جس کی سب سے بڑی وجہ مذہبی تعصب سے آلودہ معاشرہ ہے، تحقیق دشمن ماحول اور محدودیت کا زندان ہے، سیاست نا آشنا معاشرہ کا حصہ ہونا ہے، اپنے وجود میں موجود خداداد صلاحیتوں سے بے اعتنائی اور زنگ آلود ماحول کی خرابی سے نا تجربہ کاری تھی۔ اے کاش! عمر کی اِس منزل میں پہنچ کر تجربہ کی جو روشنی محسوس کر رہا ہوں یہ اگر جوانی میں مجھے حاصل ہوتی تو ع

ہم بھی آدمی تھے بڑے کام کے

○ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا بے حد احسان ہے کہ عصبیت کے اُس حصار سے نکال کر حق پرستی، حق جوئی اور حق بینی کی شاہراہِ استقامت پر چلنے کی توفیق دی، لقمۂ حلال نصیب فرمایا، صبر و استقامت اور قناعت کی دولت سے سرفراز فرمایا۔

○ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت مجھ پر یہ بھی ہوئی کہ ابناءِ جنس کی روش کے برعکس کسی مذہبی ادارہ، انجمن، مدرسہ اور کسی بھی فورم کو حصولِ دُنیا کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ عائلی مصارف سے اضافی وسائل کو دینی مدرسہ سے لے کر تبلیغِ حق کی راہ میں صرف کرنے کی توفیق شاملِ حال رہی، تقریر سے لے کر تحریر تک اور خطابت سے لے کر تدریس تک حسبِ استطاعت جس کی توفیق مل رہی ہے۔ اُسے دُنیاوی لالچ، شہرت، معاوضہ، نام و نمود وغیرہ کسی بھی دُنیوی مفاد سے بالاتر رہ کر حَسْبَةً لِلّٰه انجام دینے کی بھی توفیق مل رہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان در احسان اور کرم بالائے کرم سمجھتا ہوں۔

○ ربِ کریم جل جلالہ کی مجھ پر خصوصی عنایت یہ بھی رہی کہ قناعت کی توفیق سے مجھے نوازا ہے کہ عائلی زندگی میں مابہ الکفاف سے زیادہ کی خواہش کبھی نہیں کی۔ ضروریاتِ زندگی کے تمام گوشوں میں کفایت شعاری کی اِس توفیق کا ثمرہ ہے کہ کئی بار گزر اوقات

Marfat.com

مشکل سے ہونے کے باوجود کسی کو بھی اپنی بے استطاعتی پر مطلع ہونے نہیں دیا، اپنے کسی بھی قریبی دوست احباب اور عقیدت کیشوں کا زیر احسان نہ ہوا، ہر حال میں ورثہ نبوت، محراب ومنبر کے تقدس اور علمی وقار کے تحفظ کو پیش نظر رکھا۔ یہاں تک کہ اپنے ہاتھ سے قائم کردہ دارالعلوم کے مصارف کے لیے حکومتی امداد یا اہل ثروت کی زکوٰۃ وخیرات کو بھی کبھی خاطر میں نہیں لایا، دُنیا سے استغناء کی یہ توفیق رب کریم جَلَّ جَلَالہ وعم نوالہ کی مجھ پر خصوصی عنایت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ورنہ ؎

مَن انم کہ مَن دانم

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّد وَّاٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحَابَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

وَاَنَا الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ

پیر محمد

چِشْتِی طَرِیْقَۃً، وَالْحَنَفِی مَسْلَکًا، وَالْمُسْلِم مَذْھَبًا،

وَالْچِتْرَالِی مولدًا، وَالْبِشَاوَرِی مَسْکَنًا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ حَمۡدًا اَزَلِیًّا بِاَبَدِیَّتِہٖ وَاَبَدِیًّا بِاَزَلِیَّتِہٖ سَرۡمَدًا بِاِطۡلَاقِہٖ مُتَجَلِّیًا مَرَایَا آفَاقِہٖ حَمۡدَ الۡحَامِدِیۡنَ دَھۡرَ الدَّاھِرِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ وَآلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاھِرِیۡنَ وَصَحَابَتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَمَنۡ تَبِعَھُمۡ بِاِحۡسَانٍ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد چاہتا ہوں کہ اپنے طویل علمی تجربہ سے متلاشیانِ علم کو آگاہ کروں۔ ولایت اللہ تعالیٰ کے اسم ''اَلۡوَلِیّ'' کا وہ مظہر ہے جس میں انقطاع ممکن ہے نہ توقف اگر وَلایتُ اللہ کی کارفرمائی نہ ہو تو اربع عناصر کے اِس عالَم ناسوت کا نظام چل سکتا ہے نہ عالَم غیب کے حصہ ملکوت کا، نہ جبروت کا اور عالَ مثال کی تصویر ممکن ہو سکتے ہے نہ عالَم ارواح کا ارتباط جیسا اسماء اللہ، صفات اللہ، افعال اللہ اور احکام اللہ کے بغیر ذاتِ الٰہی کا تصور ممکن نہیں ہے۔ اِسی طرح اسم اللہ ''اَلۡوَلِیّ'' کی تجلی و کارفرمائی کے بغیر اولیاء اللہ کا وجود ممکن نہیں ہے اور ذاتِ الٰہی کی صفات و شئونات متضاد ہونے کی طرح اسم اللہ ''اَلۡوَلِیّ'' کے یہ مظاہر اور اولیاء اللہ کے وجودِ مسعود کا یہ سلسلہ دراز بھی متضاد ہے۔ اِن میں جمالی بھی ہوتے ہیں جلالی بھی، مغلوب السکوت بھی ہوتے ہیں مغلوب القوالی بھی، مشغول الحق بھی ہوتے ہیں متروک الخلق بھی، معروف المقام بھی ہوتے ہیں مجہول المقام بھی، مجذوب سالک بھی ہوتے ہیں سالک مجذوب بھی۔ اِن میں وہ بھی ہیں جو ماوراء الحس باتوں کا اِدراک بھی رکھتے ہیں اور وہ بھی جو اپنے آپ کے بھی خبر نہیں رکھتے۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کے یہ متضاد طبقات اسم اللہ ''اَلْـوَلِـیّ'' کی مختلف شئون و اعتبارات کے ایسے جلوے و مظاہر ہیں جیسا جملہ موجودات الوجود المطلق جل جلالہ و عم نوالہ کے لیے متضاد مظاہر ہیں اور یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے امتیازی وصف اور جدا جدا شہرت سے قطع نظر کر کے سب پر ممکن، حادث اور مخلوق جیسے الفاظ صادق آنے کی طرح یہاں پر بھی اِن متضاد اوصاف کے حامل حضرات پر لفظ ''ولی اللہ'' یکساں صادق آتا ہے یعنی سب کو اولیاء اللہ کہا جا سکتا ہے اور سب پر آیت کریمہ ''اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَکَانُوا یَتَّقُوْنَ ''(۱) صادق آتی ہے کہ حقیقی اولیاء اللہ کی پہچان کے لیے ذکر کی گئی یہ چاروں صفات اُن سب پر صادق آتی ہیں:

اول وصف ''لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ'' ہے کہ دُنیوی مفاد کے حاصل نہ ہونے کے خوف سے آزاد ہیں یعنی خواہشِ نفس کے لیے فکر مند نہیں ہوتے تو پھر اُس کے حاصل نہ ہونے کا خوف کیوں کریں۔

دوسرا وصف ''وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ'' ہے کہ خواہشِ نفس کے عدم حصول کا غم نہیں کرتے۔ تمام اولیاء اللہ میں پائے جانے والی یہ دونوں صفات باطنی اوصاف کہلاتے ہیں کیوں کہ خوف بھی و حزن بھی دل کی مخصوص کیفیات کے نام ہیں جو عام حالات میں محسوس ہو سکتی ہیں نہ معقول بلکہ وجدانیات کے قبیل سے ہیں جن کی پہچان اُن کے آثار و نتائج کے مشاہدہ سے ہی ممکن ہے۔

تیسرا وصف ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوا'' کی شکل میں ہے یعنی وصفِ ایمان جو اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب سے عبارت ہے۔ جس کا بنیادی جوہر اسلامی عقیدہ ہے جو جمیع ما جاء بہ

۱۔ یونس،62-63۔

Marfat.com

النبی ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم ہونے کی تعبیر ہے جو اہل اللہ کی خاص زبان میں معارف خمسہ یعنی ذات اللہ، افعال اللہ، صفات اللہ، اسماء اللہ، احکام اللہ سے متعلق عقیدہ کو شامل ہونے کے ساتھ معرفت کے ہر شعبہ کو بھی محیط ہے۔

چوتھا وصف ''وَكَانُوا يَتَّقُونَ'' کی شکل میں یعنی وصف تقوی جو ''اتیان بما ینبغی و اجتناب عما لا ینبغی'' سے عبارت ہے تمام اولیاء اللہ میں پائی جانے والی یہ دونوں صفات ظاہری اوصاف کہلاتے ہیں کیوں کہ ایمان وتقوی دونوں عام حالت میں ظاہر ہوتے ہیں جو اہل معاشرہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اولیاء اللہ کے سلسلۂ دراز میں کوئی ایسا ولی نہیں ہے۔ جو ان چاروں صفات میں سے کسی ایک سے بھی خالی ہو۔ پہلی صفت کا مقتضا یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کی فوتگی پر غم کرنیوالے اور انہیں تقاضاء ایمان پر ترجیح دینے والے ہرگز اولیاء اللہ نہیں ہوسکتے کیوں کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے لیے ایسے منفی کردار کو پسند نہیں فرماتا تو پھر نفس کے ایسے اسیروں کا اولیاء اللہ ہونے کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

''لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَافَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ''(۱)

اس کی تفسیر میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ومن لم یاس علی الماضی ولم یفرح بالاتی فقداخذ الزھد بطرفیه''(۲)

ترجمہ:۔ اور جسے خواہشِ نفس کی فوتگی کا غم نہ ہو اور خواہشِ نفس کے حاصل ہونے پر اترائے نہیں بے شک اس نے زہد کو اس کی دونوں طرف سے پالیا۔

حضرت امام غزالی نے اپنے پیشرو بزرگوں کے حوالہ سے لکھا ہے:

۱۔ الحدید، 23۔

۲۔ التفسیر الکاشف، ج 7، ص 253، مطبوعه دار المعرفه بیروت۔

Marfat.com

''الراضی من لم یَندَم علی فائت من الدنیاولم یتاسّف علیها''(۱)

اور حضرت علی ہجویری المعروف بداتا گنج بخش (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ) نے حضرت جنید البغدادی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے اولیاء کی مذکورہ صفات کی کہ وہ دنیا میں خواہشِ نفس کے خوف وغم سے آزاد ہوتے ہیں۔لکھا ہے:

''الولی لا یکون لہ خوف لِاَن الخوف ترقُّبُ مکروہٍ یحل فی المستقبل او انتظارُ المحبوب یفوت فی المستأ نف والولی ابن وقتہ لیس لہ وقت مستقبل فیخاف شیاءً''(۲)

اولیاء کے تعارف میں بیان ہونے والی تیسری صفت کا بھی یہی حال ہے کہ ایمان کے منافی کردار کے حامل لوگ کبھی اولیاء اللہ نہیں ہوسکتے۔اور چوتھی صفت یعنی صفت تقویٰ کے منافی کردار والے بھی ولایت خاصہ کا شرف کبھی نہیں پاسکتے۔اولیاء کے تعارف وپہچان کے سلسلہ میں بیان ہونے والی اس چوتھی صفت کی اہمیت اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس کے متعلق استمرار کا صیغہ مذکور ہوا ہے یعنی آیت کریمہ ''وَکَانُوا یَتَّقُونَ'' کا مقتضایہ ہے کہ تقویٰ کی صفت ان میں ہمیشہ ہو۔اولیاء اللہ کی اِن چاروں ناگزیر صفات کے اجتماع سے درج ذیل حقائق وجود پاتے ہیں:

❶ اولیاء اللہ اسم اللہ ''الولی'' کے مظاہر ہوتے ہیں۔

❷ دارِ دُنیا کے اس جہان میں ان چاروں اوصاف سے متصف ہونے کو دارِ آخرت میں بے خوفی و بے غمی لازم ہے۔جیسا فرمایا:

''لَایَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلَائِکَةُ هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِی کُنْتُمْ

۱۔ احیاء علوم الدین ج5،ص239،مطبوعہ دارلمعرف بیروت۔

۲۔ کشف المحجوب،ص170، مطبوعہ اسلامیہ سٹم پریس لاہور۔

Marfat.com

تُو عَدُونَ''(۱)

نیز فرمایا: ''وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ''(۲)

اولیاء اللہ کی ان صفات کو اُخروی زندگی میں بے خوفی و بے غمی کو مستلزم ہونے کو ربط بین السبب والمسبب بھی کہا جا سکتا ہے جیسا آیت کریمہ ''فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ''(۳) سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔ جس کے مطابق پیشِ نظر آیت کریمہ سے مقصدِ نزول میں اولیاء اللہ کی اُخروی زندگی کے حوالہ سے بے خوفی و بے غمی مذکور نہ ہوتے ہوئے بھی موجود ضرور ہے جو اُصولِ فطرت ''اذا ثبت الشيئ ثبت بجميع لوازمه'' کا مقتضاء ہے۔

۳ اولیاء اللہ کا تعارف بتانے میں ان آیات کو کلیدی حیثیت حاصل ہے کہ ان کے مطابق عملی زندگی گزارنے والا ہر شخص ولی اللہ ہوتا ہے جبکہ ان صفات میں سے کسی ایک کے خلاف کردار کے حامل شخص کا بھی ولی اللہ ہونے کا تصور اسلام میں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ متکلمینِ اسلام نے بھی ان ہی کی بنیاد پر ولی اللہ کی تعریف و پہچان کرائی ہے شرح العقائد النسفی میں ہے:

''الولی هو العارف بالله تعالىٰ وصفاته حسب مايمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات''(۴)

۱۔ الانبیاء، 103۔ ۲۔ فصلت، 31۔

۳۔ السجدہ، 17۔

٤۔ شرح العقائد، ص 101، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی۔

Marfat.com

❹ لفظ اولیاء اللہ جمع ہے ''ولی اللہ'' کی جبکہ لفظ ولی علمی زبان میں صفت مشبّہ کہلاتا ہے اور علم تصریف کی زبان میں مفروق کہلانے والا یہ لفظ (و، ل، ی) کے مجموعہ کی اِسی ترتیب سے اشتقاق پا کر محبت کرنے، قریب ہونے، مدد کرنے اور تصرف کرنے جیسے متعدد معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ میں ان سب کی جھلک کسی نہ کسی انداز میں موجود ہوتی ہے عام اس سے کہ کسی کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔

❺ اولیاء اللہ کے تعارف کے لیے نازل شدہ اِن آیات کے پہلے حصہ یعنی ''اَلا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۱) والی دونوں صفات تمام منازل سلوک کو محیط ہیں اس تفصیل کے ساتھ کہ زہد کا ثبوت بطور عبارۃ النص ہے جبکہ باقی نو (۹) منازل مقتضاء النص کے طور پر ثابت ہو رہے ہیں جس کے مطابق اس آیت کریمہ کو تمام منازلِ سلوک کی جامع، سب کی حامل اور سب کو محیط کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسری آیت یعنی ''اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' والی دونوں صفات شریعت مقدسہ کے تمام شعبوں کو محیط ہیں۔ جس کے مطابق اولیاء اللہ شریعت وطریقت کے جامع ہوتے ہیں، منازلِ سلوک کے مسافر ہوتے ہیں اور دُنیا کے مختلف زاویہ ہائے حیات سے منسلک ہوتے ہوئے بھی عام انسانوں کے اِدراک سے ماوراء ہوتے ہیں۔

❻ اولیاء اللہ کی پہچان کے لیے ان ناگزیر صفات کے حامل حضرات کا ولی اللہ ہونا اگرچہ ضروری ہے تاہم مسندِ ارشاد کے مناسب ہونا ضروری نہیں ہے کہ ہر ولی اللہ پیرو مرشد بنے یا اسے پیرو مرشد بنایا جائے نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے کیوں کہ ہر پیر و مرشد کے لیے ولی اللہ ہونا ضروری چاہے ولایت عامہ کے رُتبے پر ہو یا ولایت خاصہ کے درجہ پر جیسا مرشدِ عام اور مرشدِ خاص کی صورتوں میں ہوتا ہے لیکن ہر ولی اللہ کا پیرومرشد ہونا

۱۔ یونس، 62۔

Marfat.com

ضروری نہیں ہے بلکہ ہزاروں اولیاء اللہ میں کوئی کوئی اِس مسند کے مناسب یا اس کا مسئول و ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے علماء کرام کی غالب اکثریت اس حقیقت سے غافل ہے۔

۷ اولیاء اللہ کے تعارف میں نازل شدہ یہ دونوں آیات ولایت خاصہ کے حق میں متعین ہوتے ہوئے ولایت عامہ کو بھی فی الجملہ شامل ہیں۔ اِسی طرح صوفیاء کرام کی اصطلاح کے مطابق فلاحِ تقویٰ اور فلاحِ احسان کو بھی اور سلوکِ فرضی اور نفلی کو بھی محیط ہیں۔

۸ کسی نہ کسی طریقے سے روحانیت کے قائل تمام مذاہب میں ولایت کی اہمیت اور اس کی جاذبیت کا اعتراف کیا جاتا ہے اور ایسے ہر مذہب میں مختلف ناموں کے ساتھ ولی ہونے کے دعویدار پائے جاتے ہیں خاص کر یہودیت و نصرانیت میں جھوٹے مدعیانِ ولایت کی بہتات رہی ہے۔ آج سے چودہ پندرہ سو سال قبل یہودیوں میں جو مدعیانِ ولایت ہوا کرتے تھے انہیں رہبان کہا جاتا تھا جیسا ان کے علماء کو بالترتیب احبار اور قسیس کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جبکہ نبی آخر الزمان رحمتِ عالم ﷺ کی اُمت میں عوام کی ظاہری تربیت کرنے والوں کو علماءِ اُمت اور باطنی تربیت کرنے والوں کو اولیاءِ ملت کہا جاتا ہے اور اہل دانش جانتے ہیں کہ ناموں کے بدلنے سے حقائق نہیں بدلتے۔ یہود و نصاریٰ کے علماء سو یعنی احبار و قسیس جہاں خواہشاتِ نفس کو مذہبی احکام پر ترجیح دے کر التباس الحق بالباطل کیا کرتے تھے وہاں ان کے دنیادار مشائخ یعنی ربانی و رہبان بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے سچے پیروکار اور حقیقی اولیاء اللہ سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے وہ نہ صرف یہ کہ خود کو اولیاء اللہ کہتے تھے بلکہ اپنے سوا کسی اور کو ولی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔ ایسے جھوٹے مدعیانِ ولایت کے دجل و فریب سے دنیا کو آگاہ کرنیکے لیے اللہ تعالی نے مختلف انداز سے ان پر رد کیا، فرمایا:

Marfat.com

’’قُلْ یَا أَیُّھَا الَّذِینَ ھَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّکُمْ أَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ کُنْتُمْ صَادِقِینَ‘‘(۱)

نیز فرمایا: ’’یَااَھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ‘‘(۲)

نیز فرمایا: ’’قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْآخِرَۃُ عِنْدَ اللّٰہِ خَالِصَۃً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُاالْمَوْتَ إِنْ کُنْتُمْ صَادِقِینَ‘‘(۳)

اور سورۃ یونس کی ان دو آیات ’’اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُونَ ٥ الَّذِینَ آمَنُوا وَکَانُوا یَتَّقُونَ‘‘(۴) کے زوردار انداز بیان سے حاصل مقصد بھی یہی کچھ ہے کہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کے دنیا دار مشائخ کا جھوٹ ظاہر کیا جارہا ہے۔ اور ان کے جھوٹے مدعیانِ ولایت کا پول کھولا جارہا ہے بلکہ قیامت تک ہر دور کے جھوٹے مدعیانِ ولایت سے بچنے کی ہدایت دی جارہی ہے کہ جس مدعی ولایت میں بھی دنیا سے بے رغبتی و بے غمی اور علم و عمل کی درستی جیسی یہ کلیدی صفات نہ پائی جاتی ہوں وہ جھوٹا ہے۔ ناقص اور غیر معیاری ہے چاہے اس کا پسِ منظر جیسا بھی ہو بہر حال اسے ولی اللہ کہنا غلط ہے۔ ان آیات کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے حرفِ تنبیہ ’’اَلَا‘‘ استعمال کر کے ہر شخص کو اس تفریق کی طرف متوجہ کیا اور اولیاء اللہ کے پر کشش نام سے دھوکہ نہ کھانے کیلیے تنبیہ فرمائی اس کے باوجود ناقصوں کو کامل کہنے والے اور جاہل بدعقیدہ اور مغلوب

۱۔ الجمعہ، 6۔

۲۔ آلِ عمران، 71۔

۳۔ البقرہ، 94۔

۴۔ یونس، 62-63

Marfat.com

النفس گمراہوں کو پیر بنانیکی جو وبا پھیل رہی ہے وہ مسلم معاشرہ کے لیے ناسور سے کم نہیں ہے۔

٩ عُرسوں کے اجتماعات میں پیشہ ور مقررین جس شرمناک انداز سے ان آیات کی تشریح کرتے ہیں اور انہیں دنیادار ناقص پیروں پر چسپاں کر کے عوام کالانعام کے لیے گمراہی کا سامان کرتے ہیں اُس اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہے نہ اولیاء اللہ کے تعارف میں نازل شدہ اِن آیات سے کوئی میل ہے۔ایسے حضرات کو مزاجِ اسلام سے بیگانہ، اہل ہوا کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

١٠ سورۃ یونس، آیت نمبر 63 کا دوسرا حصہ جو تقویٰ پر مشتمل ہے اس کا صیغہ استمرار کے ساتھ مذکور ہونا یعنی ''وَ کَانُوا یَتَّقُوْنَ '' کے خاص اندازِ استمرار نے تاریخ کے ہر دور میں اولیاء اللہ کو دعوتِ فکر دی ہے۔

تقویٰ کی حقیقت

لُغت عربی اور کتب تفسیر کی متفقہ تصریحات کے مطابق اسلام کی زبان میں تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ شریعت کے مأمورات پر عمل کیا جائے اور منہیات شرعیہ سے اجتناب کیا جائے یا دوسرے لفظوں میں اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر اُس کردار سے بچنے کا نام تقویٰ ہے جو گناہ کا موجب ہوتا ہو چاہے مأمورات شرعیہ کے ترک سے ہو یا منہیات شرعیہ کے ارتکاب کرنے سے جیسے مفردات امام راغب میں لکھا ہے:

''وَصَارَ التَّقْوٰی فِی تَعَارُفِ الشَّرعِ حِفْظَ النَّفْسِ عَمَّا یُؤثِمُ''(١)

یعنی عرف شرع میں گناہ کے موجب بننے والے کاموں سے بچنے کا نام تقویٰ ہو گیا ہے۔

١۔ مفردات امام راغب باب الواو مع القاف۔

Marfat.com

اور تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

''وَهُوَ فِي عُرْفِ الشَّرْعِ اِسْمٌ لِمَنْ يَتَّقِي نَفْسَهٗ مِمَّا يَضُرُّهٗ فِي الْآخِرَةِ''(۱)

یعنی عرف شرع میں متقی ہر اُس شخص کا نام ہے جو آخرت میں موجب ضرر بننے والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے۔

تو ظاہر ہے کہ آخرت کے نقصان بننے والی چیزوں کی مذکورہ دو صورتیں ہی شریعت میں متعارف ہیں یعنی مأمورات شرعیہ کو ترک کرنا اور منہیات شرعیہ کا ارتکاب کرنا۔ تقویٰ کی اس تعریف کو بیان کرنے کے بعد مفسرین کرام نے تقویٰ کے تین درجات بھی متعین کئے ہیں جن کو ادنیٰ واوسط اور اعلیٰ کہا جاتا ہے۔

ادنیٰ مرتبے کا متقی وہ ہوتا ہے جو کم از کم کفر وشرک اور اعتقادی منافقت سے اپنے آپ کو بچائے۔

اوسط درجہ کا متقی وہ ہوتا ہے جو اسلامی عقیدہ وعمل کے منافی ہر ظاہری و باطنی گناہ سے اپنے آپ کو بچائے۔

اعلیٰ درجہ کا متقی وہ ہوتا ہے جو اِن دونوں کے ساتھ ساتھ مرتبہ احسان پر بھی فائز ہو جس کے مطابق زندگی کے جملہ لمحات میں منشاء مولیٰ کو پیش نظر رکھے۔

جس کی تشریح تصوف وسلوک کی زبان میں اِس طرح ہے کہ منازل عشرۂ سلوک یعنی توبہ، زہد، فقر، خوف، رجاء، صبر، شکر، توکّل، حُبّ اور رضاء کی وسعتوں میں فنافی اللہ، فنافی الرسول یا فنافی الشیخ کی شکل میں مستغرق ہو جن میں سے اول یعنی فنا فی اللہ کے سب سے عظیم، سب سے زیادہ اور سب سے افضل رُتبے پر ذوات قدسیہ انبیاء ومرسلین علیہم

۱۔ تفسیر بیضاوی، تحت الآیۃ المذکورہ (ھدی للمتقین)۔

Marfat.com

الصلوٰۃ والتسلیمات فائز ہوتے ہیں اور دوم پر اخص الخواص اولیاء اللہ فائز ہوتے ہیں جبکہ سوم پر خواص اولیاء اللہ فائز ہوتے ہیں۔تصوف وطریقت سے آشنائی رکھنے والے سعادت مند جانتے ہیں کہ اِن میں سے ہر اعلیٰ رُتبے کا دریاءِ معرفت وعمل اسفل والوں کی نگاہ میں اپنی وسعت کے اعتبار سے لامتناہی ہے۔

فناء وبقاکی حقیقت

سلوک وطریقت اور تصوف وحقیقت کی زبان میں استعمال ہونیوالے دوسرے الفاظ کی طرح فنا، بقا، فنافی اللہ، فنافی الرسول اور فنافی الشیخ کے یہ الفاظ بھی افادۂ عام کے لیے قابل تشریح ہیں۔اولیاء اللہ کی حقیقت سے ناآشنا حضرات کے ہاتھوں قرآن شریف کی آیت ’’اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ‘‘(۱) بے محل استعمال کیے جانے کی طرح توہم پرستوں اور حقیقت ناشناساؤں کے ہاں فنافی اللہ، فنافی الرسول اور فنافی الشیخ جیسے الفاظ بھی موجودہ معاشرہ میں بے محل استعمال ہورہے ہیں نہ صرف یہ بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تصوف وطریقت کے نام پر کچھ گندم نما جو فروش ہوشیار حضرات کا ناواقف حال لوگوں کو اپنے متعلق ماہر تصوف ورمز شناسِ طریقت ہونے کا تاثر دینے کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ صوفیاء کرام کے اس قسم درجنوں اصطلاحی الفاظ کو اُن کی حقیقت تک پہنچے بغیر محض زبانی یاد کرکے اُن کے سامنے دُہراتے ہیں۔گویا اُن بیچاروں کی بے علمی سے ناجائز فائدہ اُٹھاکر اُنہیں بے وقوف بناتے ہیں۔ضعیف العقیدہ عوام کی زبان سے متعدد بار کچھ ایسے نمبر دو مشائخ کے متعلق فنافی اللہ، فنافی الرسول یا فنافی الشیخ ہونے کی صفت میں نے خود سنی ہے۔لہٰذا اِنکی حقیقت واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے پہلے نفس فنا وبقا کی

۱۔ یونس،62۔

Marfat.com

تشریح ضروری ہے کیوں کہ راہِ سلوک کی دونوں قسموں میں یعنی سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان میں اِن دونوں کا استعمال ہوتا ہے۔اس کے علاوہ فنا کی مذکورہ تینوں قسمیں اصل فناء وبقاء کے تابع وفروع ہیں۔ لہٰذا اصل کی وضاحت کیئے بغیر اِن کی وضاحت ممکن نہیں ہو سکتی۔ نیز صوفیاء کرام کے مطابق فنا وبقاء مدار ولایت ہیں جس کے بغیر سلوک کی دوسری قسم یعنی سلوک احسان میں قدم رکھنا حماقت وجہالت یا معکوسی حرکت سے خالی نہیں ہے۔ نیز فنا وبقا ایک دوسرے کو لازم ہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ فنا بغیر بقا یا بقا بغیر فنا کے پایا جاسکے بلکہ صوفیاء کرام کے مطابق جس سعادت مند میں صفتِ فنا پائی جائے گی اُس میں صفت بقا کا پایا جانا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسے ایک انسان کی طبعی عمر کے پورا ہونے پر موت ضروری ہے۔

فنا کی تعریف

صوفی اصطلاح کے مطابق فنا یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے اندر موجود قوتِ عقلانی، غضبانی اور شہوانی کے جملہ تقاضوں کو منشاء مولیٰ جل جلالہ کے تابع بنا کر نفس امّارہ کو مایوس کرے یا بالفاظ دیگر یہ کہ نفس امارہ کے جملہ تقاضوں کو منشاء مولیٰ جل جلالہ پر قربان کر کے خارجی شیطان کو مایوس کرنے کے ساتھ اپنے اندر موجود داخلی شیطان کو بھی مغلوب کرے اور اُسے منشاء مولیٰ کے خلاف کسی کردار پر اُکسانے سے کلیۃً منع کرنے پر ملکہ واستعداد پیدا کرے۔عمل کی دنیا میں اِس استعداد کے پیدا ہو جانے کے بعد گویا وہ سعادت مند انسان منشاء مولیٰ کے مقابلہ میں اپنے نفس کے ہر من پسند کو مٹا کر فنا کر دیتا ہے۔ جس وجہ سے اُس پر فنا صادق آ سکتی ہے یعنی اُسکے متعلق یہ کہنا درست ہو جاتا ہے کہ اُس نے منشاء مولیٰ کے سامنے اپنے نفس امارہ کو فنا کر دیا ہے۔ خارجی و داخلی شیطانوں کو اپنے اُوپر مسلط ہونے سے مایوس کر کے نیست ونابود کر دیا ہے اور قوت فکری وعملی کی جملہ صلاحیتوں کو منشاء مولیٰ کے خلاف نفس امارہ کی راہ چلنے سے منع کر کے فانی کر دیا ہے۔

Marfat.com

بقاء کی تعریف

جس وقت بھی کسی سعادت مند انسان کو فنا کی یہ صفت حاصل ہو جاتی ہے تو عین اُس وقت اُس کی بقاء کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ جیسے فنا کی حقیقت کو سمجھنا انسان کی قوتِ فکری و عملی کے بامحل اور بے محل تصرف کو جاننے پر موقوف ہے۔ اِسی طرح بقاء کی حقیقت کو جاننا بھی اُس کے متعلقات کو جاننے پر موقوف ہے یعنی باقی کہاں ہے، کس ظرف میں ہے اور کس لئے ہے تو واضح ہو کہ جس ظرفِ حیات میں وہ فناء کی صفت پر فائز ہوا ہے اُسی ظرف حیات میں بقاء کی صفت بھی اُس کے لیے ثابت ہو رہی ہے۔ وہ ہے دنیوی زندگی، دارالحیات، دارالامتحان اور یہی دارتکلیف ہے جسے دُنیا کہا جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فنا میں اس ظرف حیات کی جانب ماضی کا لحاظ ہے جو محدود ہے جس کا دورانیہ مکلّفیت کے وقت سے لے کر بقاء کے شروع ہونے تک ہے جبکہ بقاء میں جانب مستقبل کا لحاظ ہوتا ہے جو لامحدود ہے یعنی بقاء کی سرحد میں داخل ہونے سے لے کر موت تک جو محدود وقلیل ہے اور موت سے لے کر بعث بعد الموت تک جو محدود وکثیر ہے اور برزخی زندگی سے عبارت ہے اُس کے بعد جنتی زندگی ہے، جو علی الاطلاق لامحدود ہے۔ جانب مستقبل کے اِن تینوں مختلف ومتضاد لوازمات والے ظروف کے مجموعہ کا بقا کی صفت کے لیے ظرف حیات ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرنے کے بعد عالم برزخ و عالم آخرت میں بھی صفت بقاء پر فائز کاملین کا یہ کمال موجب اجر وثواب ہوتا رہے کیوں کہ انسان کے کسی کردار کا موجب اجر وثواب ہونا صرف اِس دنیوی زندگی کے ساتھ خاص ہے مرنے کے بعد اُن دو جہانوں میں اِن کاملین کو اُن کی اِن صفات کا نتیجہ وا جر اور لازمہ وثمرہ لامحدود طور پر ملتا ہے جس کے متعلق ربّ کریم جلّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ''(۱)

یعنی اُن کی صفت فنا و بقاء کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ بن کر ہمیشہ اُنہیں ملتا رہے گا جس میں محدودیت وانقطاع نہیں ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اللہ کے اِن سچے بندوں کو حاصل ہونے والی یہ صفات (فنا و بقاء) کس لئے ہیں اور کیوں ہیں؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ کوئی اچانک حادثہ یا حسن اتفاق کے ثمرات نہیں ہیں بلکہ یہ دونوں انسان کی مسئولیت اور تقاضاء بندگی ہیں، انسان کے اختیار میں موجود اللہ کی دو عظیم امانتوں (قوتِ فکری و عملی) سے متعلق امانتداری ہے، اسلامی عقیدہ و عمل کی پابندی کے ثمرات ہیں اور نفس کے جملہ تقاضوں کو منشاء مولیٰ کی خاطر قال اللہ وقال الرسول پر قربان کرنے کے طبعی نتائج ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی''(۲)

یعنی جس نیک بخت نے اپنی قوّت فکری و عملی سے متعلقہ ذمّہ داریوں کو نبھایا اور اُنہیں بے محل صرف کرنے سے بچایا اور قال اللہ وقال الرسول کے بہترین احکام کی عملی تصدیق کی تو اس کے نتیجہ میں ہم اُس کا مستقبل آسان کر دیں گے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ انسان کے لامحدود اور نہ ختم ہونے والے مستقبل یعنی دُنیا و برزخ اور دار آخرت اِن تینوں کی آسانی اور ترقی وعروج کی ضمانت صرف اور صرف فنا و بقاء کی اِن صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے میں پوشیدہ ہے، چاہے جس درجہ پر بھی ہو۔

سلوک وتصوف کی حقیقت سے نابلد حضرات کے ایک طبقہ کی نگاہ میں صوفیاء کرام کے یہ

---

۱. ھود، 11.

۲. اللیل، 6-7 .

Marfat.com

اصطلاحی الفاظ بے حقیقت افسانے ہیں، دوسرے طبقہ کے نزدیک افیون کا نشہ ہیں اور تیسرے گروہ کے خیال میں ناقابل فہم معمّہ ہیں۔ جبکہ حقیقت کی نگاہ میں یہ سب کے سب قرآن وسنت کی تفسیر ہیں، حقائق کا انکشاف ہیں اور اسلام کے دونوں بازوؤں (عقیدہ و عمل) کے فطری نتائج ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''(۱)

یعنی اُس وقت تک عملی مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے اختلافات میں تیرا حکم ماننے کے بعد دل میں حرج محسوس کئے بغیر مکمل طور پر تسلیم نہ ہوجائے۔

جملہ مفسرین کرام کی تصریحات کے مطابق اس آیت کریمہ میں ذکر اگرچہ خصوصی سبب نزول کی وجہ سے مشاجرات کا ہے لیکن مراد عام ہے کہ دین ودنیا، اتفاق واختلاف، عداوت ومحبت اور ظاہر وباطن الغرض جملہ معاملات ومسائل میں اللہ کے حبیب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کے احکام چاہے قرآن شریف کی شکل میں ہو یا فرمانِ نبوی ﷺ کی صورت میں، کو دل وجان سے تسلیم کرکے صداقت کے ساتھ اُن پر عمل نہ کیا جائے اُس وقت تک سچّے معنی میں ایماندار ہونا ممکن نہیں ہے۔

اِس مضمون ومفہوم میں سینکڑوں آیات واحادیث اور بھی ہیں جن کا حال وانجام یہی فنا وبقا ہے یعنی اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کے لیے اپنے نفس کے جملہ تقاضوں کو قربان کرنا، اپنی قوّت فکری وعملی کی امانتوں کو قال اللہ و قال الرسول کے مطابق صَرف کرکے امانتدار ہونا اور منشاء مولیٰ جل جلالہ کی خاطر اپنے نفس امّارہ کو مسدود الحرکت، مایوس ومغلوب کرکے فنا کرنے کے بعد اپنی قوتِ عقلانی، شہوانی اور

۱۔ النساء،65۔

Marfat.com

غضبانی کو اللہ کی رضا کے لیے اپنے ظاہر و باطن کو قال اللہ و قال الرسول کی پیروی کے لیے اور اپنی قوتِ فکری و عملی کی صلاحیتوں کو ہر لحظہ منشاء مولیٰ میں صرف کر کے اللہ کے لیے باقی رہنا، اللہ کے لیے جینا، اللہ کے لیے مرنا، اللہ کے لیے زندگی کے لمحات گزارنا اس قسم تمام نصوص کا تقاضا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ“ (۱)

یعنی کہہ دیجئے کہ بالیقین میری صلوٰۃ، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے خاص ہے۔

اہلِ انصاف جانتے ہیں کہ محض زبان سے مؤمن مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا یا اسلام کے چند ظاہری احکام و اعمال پر بطور رواج عمل کرنا تو آسان ہے جبکہ قال اللہ و قال الرسول کے اِن تقاضوں کو عملی زندگی کا جزو بنانا ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ قرآن و سنت کے اِن مطالب و تقاضوں کو صحیح معنی میں وہی سعادت مند حضرات پورا کر سکتے ہیں جو منشاء مولیٰ کی خاطر اپنے نفس امّارہ کے تقاضوں کو فنا کر کے بقاء برضاء اللہ حاصل کرنیکے درپے ہوتے ہیں جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ“ (۲)

یعنی قال اللہ و قال الرسول کی ہدایات پر عمل وہی کریں گے جو سنتے ہیں۔

تفسیرِ قرآنی سے شغف رکھنے والوں پر واضح ہے کہ اِس قسم مواقع پر سننے والوں سے مراد ہمیشہ اخلاص کے ساتھ علم و عمل کے درپے رہنے والے ہی ہوتے ہیں جس کے مطابق اس آیت کریمہ کا مرادی مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ نفس امّارہ کے تقاضوں کو چھوڑ کر

۱۔ آلِ عمران، 162۔

۲۔ الانعام، 36۔

Marfat.com

قال اللہ وقال الرسول کو سمجھ کر اُس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے درپے ہوتے ہیں صحیح معنی میں حق کو قبول کرنے والے بھی وہی ہوتے ہیں۔

سچے صوفیاء کرام واہل سلوک کی عملی زندگی سے واقف حال حضرات پر مخفی نہ ہونا چاہئے کہ اِن پاکیزہ نفوس میں نہ کوئی بدفکر ہوتا ہے نہ بدعمل، قوتِ فکری کی امانت کا کوئی خیانت کار ہوتا ہے نہ قوتِ عملی کی امانت کا، کسی کا نفس امّارہ اُس پر غالب ہوتا ہے نہ قوتِ شہوانی وغضبانی کیوں کہ حقیقی تصوف وسلوک کی غرض وغایت اور عملی کردار ہی یہ ہوتا ہے کہ اِس کے ذریعہ اپنی قوتِ فکری کی امانت کو منشاءِ الٰہی کے عین مطابق اسلامی عقیدہ کے حصول میں اور قوتِ عملی کی امانت کو منشاءِ مولیٰ کے عین مطابق اسلامی عمل میں اخلاص کے ساتھ صَرف کر کے نفس امّارہ کو مغلوب وفنا کیا جائے تاکہ انسان کی بقاء وحیات مع جملہ صلاحیتوں کے اللہ کی رضا کے لیے باقی رہ جائے لیکن مقام افسوس ہے کہ دنیوی ایجادات کے حوالہ سے ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی ایجاد ہونے کی طرح تصوف وسلوک جیسے خالص اسلامی و روحانی ذریعہ کمال کو بھی جعل ساز مشائخ اور نمبر دو پیروں نے بدنام کیا، معاشرہ کے چاروں اطراف میں پھیل کر اصل اور اُس کے متلاشیوں کے درمیان شیطانی باڑ لگا دیا، اصل کو دُنیا کی نگاہ سے محجوب ومستور کر کے اپنی شیطانی حرکات کو اصل کے نام پر مشہور کر دیا، اصل کے دلکش ومقدّس لیبل کو چُرا کر اپنی دوکانِ خسران پر لگا دیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ اصل کی افادیت واستفادہ سے دُنیا محروم ہورہی ہے بلکہ خلق خدا کی غالب اکثریت نمبر دو کو نمبر ایک تصور کر کے گمراہ ہورہی ہے۔ سلوک وتصوف کے نام پر ہی دھوکہ کھا کر اصل کے متضاد کردار میں مبتلا ہورہی ہے اور چینی کی بوری میں کھاد بیچنے والے جعل سازوں کے ہاتھوں زہر کھا رہی ہے۔ اِن معروضی حالات کی روشنی میں ہم سمجھتے ہیں کہ اصل ونقل کی تمیز بتانا، جعل سازوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اصل کو نقل کی اس گمراہی کے رنگ

Marfat.com

میں گم ہونے اور بدنام ہونے سے بچانے کے لیے آوازِ حق بلند کرنے کو ہم بہترین فریضہ و جہاد سمجھتے ہیں۔ (اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ)

سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان

جعلی پیروں کا عوام کو بیوقوف بنا کر مرید کرنے کے طریقہ ہائے واردات کے طویل سلسلہ میں ایک حربہ یہ بھی ہے کہ حضرت پیران پیر اور حضرت جنید بغدادی جیسے اولیاء کاملین سے مختلف الفاظ میں منقول باتوں سے استدلال کر کے مرید ہونے کو سب پر فرض بتا کر کام نکالتے ہیں۔ مثال کے طور پر ''مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ شَیْخٌ فَاِبْلِیْسُ شَیْخُهٗ'' کا مفہوم و مطلب یہ مشہور کر کے عوام کو ڈراتے ہیں کہ جس کا پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے اور جو کسی کا مرید نہ ہو وہ شیطان کا مرید ہوتا ہے۔

تو ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات و احکام سے غافل عوام کا اِس ترغیب و ترہیب سے متاثر ہونا فطری بات ہے کیوں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر شخص شیطان کا مرید ہونے سے بچنا چاہتا ہے اور فرض کی ادائیگی میں رغبت کرتا ہے۔ اِس سلسلہ میں عوام کی بھیڑ چال کے علاوہ ہم نے اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیات بھی ایسی بہت دیکھی ہیں جو غیر معیاری پیروں کے اِس حربہ سے متاثر ہونے کی بنا پر جہالت کے گڑھے میں پھنس رہے ہیں۔ جہالت خیزی کی یہ طوفانِ بدتمیزی اِس لیے روز افزوں پھیل رہی ہے کہ بزرگانِ دین اور سچے اولیاء اللہ کے اِن اقوال کے صحیح محمل و مصداق بتا کر تبلیغ کرنے والوں کا فقدان ہے، فلاح تقویٰ اور فلاح احسان کی تفریق بتانے والے نہیں ہیں، مرشد عام و مرشد خاص کی تمیز بتا کر سمجھانے والے نہیں ہیں۔

سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کی جدا جدا شرعی حیثیتوں کی تعلیم دینے والے نہیں

Marfat.com

ہیں اور ارادتِ فرضی و ارادتِ نفلی کے جدا جدا لوازمات سے آ گاہی دے کر فرض کو چھوڑ کر نفل میں پڑنے والے جاہلوں کو اِس گمراہی سے بچانے والے چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے ہیں ورنہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے کہ بزرگانِ دین کے اِن فرمودات سے مراد صرف فلاح تقویٰ اور ارادت عامہ ہے جو بلا تخصیص ہر نرینہ و زنانہ پر فرض عین ہے۔ جو شریعت مقدسہ کے ظاہری و باطنی احکام پر عمل کرنا ہے یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی بجا آوری اور کفر وشرک، منافقت، حسد، تکبّر، ریاکاری جیسے ظاہری وباطنی اعمال سے متعلقہ احکام شرعیہ کے علم وعمل کا نام ہے جس کے لیے کسی نا کسی مرشد ورہنما کی ناگزیر ضرورت ہے۔ چاہے قرآن وحدیث کی صورت میں ہو یا کسی مذہبی کتاب کی شکل میں، مذہبی استاذ و مربّی کی شکل میں ہو یا اسلامی مبلّغ وناصح کی شکل میں، مردہ ہو یا زندہ بہر حال قابل اصلاح عام لوگوں کو فلاح تقویٰ اور فرضی سلوک پر عمل کرنا اِس قسم رہبر و رہنما اور مرشد و معلّم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

”پیر تعلیم ہم استاذ شریعت است وہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجا باید آورد وباسم پیری دواحق باشد“(۱)

اللہ کے دین کی تعلیم وتربیت دینے والا استاذ وشیخ شریعت میں استاذ اور طریقت میں رہنما ہے بخلاف جبّہ پہنانے والے پیر کے کہ وہ ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا پیر تعلیم کے آداب کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے اور وہ پیر کہلانے کے زیادہ مستحق ہے۔

قربان جاؤں سچّے اولیاء اللہ کی دوربین نگاہ بصیرت پر ایسا لگ رہا ہے جیسے اُنہوں نے

۱۔ مکتوبات، دفتر اوّل، حصّہ چھارم، مکتوب نمبر 221۔

Marfat.com

سلوکِ تقویٰ کے فریضہ سے محروم، علم و عمل کے کورے اِن گندم نما جوفروشوں کے ہاتھوں پیدا شدہ موجودہ ماحول کو دیکھ کر فرمایا تھا:

''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ اُسْتَاذٌ فِاِمَامُهُ الشَّیْطٰنُ''(۱)

یعنی جس کا مذہبی استاذ و رہنما نہ ہو اُس کا پیشوا شیطان ہوتا ہے۔

ضعیف العقیدہ عوام نے جب باعمل علماء کرام کی صحبت اختیار کر کے فلاح تقویٰ و فریضۂ سلوک کی راہ میں اُن سے رہنمائی لینا چھوڑ دی ''اَلْعُلَمَآءُ وِرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ'' کے شرعی احکام سے منہ پھیرا اور اللہ کے فرمان ''فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ''(۲) جیسے فرائض سے بے اعتنائی برتی تو بزرگانِ دین کے اِن ارشادات کے عین مطابق مریدِ شیطان ہو گئے اور اِنسی اَبالِسہ کے یہ جھتے اِن کے پیر بن کر خدا کی بندگی کے بجائے اپنی بندگی کراتے ہیں، خود مریدِ شیطان ہو کر جنّی شیطان کے کھلونے بننے کی طرح اِنہیں بھی اپنا بندہ بنا کر استعمال کرتے ہیں شریعت کی راہ دکھانے کی بجائے اپنی راہ دکھاتے ہیں اور ''خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسُ''(الحدیث) کے مطابق علم و عمل کی ترغیب دینے کے بجائے صرف اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے امام احمد رضا فاضل بریلوی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْفُ نے فرمایا:

''بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے۔''(۳)

قربان جاؤں ربّ کریم جل مجدہٗ کے نظام عدل کے قدرتی مکافات اعمال پر جو لوگ فرض کو چھوڑ کر نفل کو مقصدِ حیات بناتے ہیں، سچے اولیاء اللہ کا در چھوڑ کر جاہلوں کو پیشوا بناتے ہیں

۱۔ عوارف المعارف مع احیاء العلوم، ج5، ص78، مطبوعہ بیروت۔

۲۔ النحل، 43۔

۳۔ فتاویٰ رضویہ، ج21، ص528۔

Marfat.com

اسلام کے حقیقی وفرضی احکام کی طرف پشت کر کے توہم پرستی کو اپنا شعار بناتے ہیں اُن کا انجام مرید شیطان ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ایسوں کا پیر شیطان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا۔ جیسے ربِّ کریم جلّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

''اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ''(۱)

مرشدِ خاص کا معیار

جیسے ولایت عامہ وسلوک تقویٰ کے لیے مرشد عام کی عمومی کیفیت واقسام کی پہچان ضروری تھی اسی طرح اِس نفلی سلوک جسے سلوکِ احسان، سلوکِ اخلاص، سلوکِ بقا، سلوکِ استحکام اور سیر فی اللہ ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے جسے اختیار کرنے کا مقصد سلوک کی پہلی قسم سے حاصل شدہ اسلامی عقیدہ وعمل میں اخلاص کی پختگی ورسوخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اِس کی دست آوری وکامیابی کے لیے جس خصوصی پیر ومرشد اور خصوصی رہنما ورہبر کا ہونا ضروری ہے اُس کے لیے ضروری اوصاف وشرائط اور معیار وپہچان میں مندرجہ ذیل کمالات کا ہونا ضروری ہے:

1. شریعت وطریقت اور حقیقت کا علم رکھتا ہو، کیوں کہ ''بے علم نتواند خدا راشناخت''
2. کبیرہ گناہوں سے ظاہری وباطنی طور پر ہر طرح سے محفوظ ہو۔ ظاہری کبائر جیسے جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، دھوکہ دینا، ریاکاری کرنا، دوسروں کا حق مارنا، حقوق اللہ یا حقوق العباد میں مقررہ فرائض کو ترک کرنے جیسے کوئی گناہ اور باطنی کبائر جیسے حسد کرنا، تکبر کر کے اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنا، کینہ، دنیا کی طمع میں حرص، شہرت کی

۱۔ المجادلہ، 19۔

Marfat.com

آرزو، بے جا تعریف کیے جانے کو پسند کرنا، اپنے نفس کے لیے کسی سے ناراض ہونا، لوگوں کو بیوقوف بنانے اور دھوکہ دینے کے لیے سوچنے جیسے گناہ شامل ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ صغیرہ گناہوں پر مداومت کرنے سے بھی محفوظ ہو۔ یہ شرط اِس لیے ضروری ہے کہ آلودہ انسان خود قابلِ اصلاح ہوتا ہے دوسروں کی کیا تربیت کرے گا۔

۳ سلوک تقویٰ مکمل کر کے فنا و بقا کے رتبے پر فائز ہو چکا ہو یعنی سیر الی اللہ اور علم و عمل کے ذریعہ اسلامی عقیدہ و عمل میں کامل و پختہ ہو چکا ہو کیوں کہ یہ فرض ہونے کی وجہ سے نفلی سلوک کے لیے بنیاد ہے جس کے بغیر سلوکِ احسان میں داخل ہونے کی مثال بنیاد کے بغیر آبادی تعمیر کرنے کی حماقت سے مختلف نہیں ہوگی۔

۴ مُجاز بالارشاد والخلافۃ ہو کیوں کہ بے پیر اور بے اجازت شیخ اس عظیم منصب کا اہل نہیں ہوسکتا کہ یہ مقام خالصتاً روحانی تربیت اور باطنی کیفیت و پختگی اخلاص کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے غیر ظاہر، غیر محسوس اور مشاہدہ سے ماوراء ہونے کی بنا پر قابل احتیاط ہے تاکہ بے پیروں، جعلسازوں، ناقصوں اور سفلی علم والے شیطانوں کی دراندازی سے اِسے محفوظ رکھا جاسکے۔ اسی احتیاطی تدبیر کی بنا پر اِس راہ کے جملہ اہل حق نے بالاجماع یہ شرط عائد کی ہے کہ جب تک کوئی انسان سلوک تقویٰ میں کامیاب ہو کر مرتبہ فنا و بقا پر فائز ہونے کے بعد کسی جامع الشرائط کامل ہستی کی طرف سے مُجاز بالارشاد والخلافۃ نہ ہو جائے اُس وقت تک سلوک احسان کے مسندِ ارشاد و تربیت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوسکتا، دوسروں کی تربیت نہیں کرسکتا اور اِس راہ کا پیر و مرشد نہیں بن سکتا۔

۵ اِس کا سلسلۂ طریقت اول سے آخر تک متصل ہو یعنی سلوکِ احسان کے اِس

Marfat.com

سلسلۂ عمل میں اُس کے اساتذہ ومشائخ کی سند بالترتیب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ تک پہنچتی ہو کہ اس سلسلۂ دراز میں کسی بھی وجہ سے کسی مقام پر بھی انقطاع (۱) نہ ہو۔

۶ منازل عشرہ سلوک کے مقامات مختلفہ یعنی توبہ، زہد، صبر، شکر، فقر، توکل، خوف، رجاء، حُب، رضا، کے جملہ تقاضوں پر بالفعل فائز ہو کیوں کہ سلوکِ خاص کا دائرہ عمل اِن ہی منازل پر محدود ہے۔ جو ان کے حوالہ سے خود ناقص و ناتمام ہو وہ دوسروں کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے۔

۷ روحانی تربیت دینے کی صلاحیت رکھتا ہو کیوں کہ ارادتِ خاص کا یہ سلوک قدم قدم پر تربیت مانگتا ہے جس کے لیے ناتربیت، ناواقف راہ اور اُصولِ تربیت کی راہ و رسم سے نابلد شخص قطعاً ناکافی ہے۔ یہاں پر وہ مشہور مقولہ سو فیصد صادق آتا ہے جہاں کہا گیا ہے ''اُطْلُبِ الرَّفِيقَ قَبْلَ الطَّرِيقِ '' جس کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ نفلی و استحبابی سلوک کی اِس راہ پر چلنے سے پہلے اُس کی راہ ورسم سے واقفیت رکھنے والے اور رہنمائی کرنے پر قادر ساتھی کو تلاش کرنا فرض ہے۔ جیسے نفلی نماز کا پڑھنا تو مستحب ہے کہ پڑھنے سے ثواب ہوگا اور نہ پڑھنے سے گناہ نہیں ہوگا لیکن اِس کو شروع کرنے سے پہلے وضو کرنا فرض ہے ورنہ پوری محنت ضائع ہو جائے گی۔ نیز کسی بھی ماہرِ فن شخص کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو اُس کی تربیت دے کر سکھانے کے بھی ماہر ہوں، بہت

---

(۱) یاد رہے کہ اس راہ میں سند کا انقطاع اُس انقطاع سند کے مفہوم سے عام ہے جو انقطاع سند حدیث میں ہوتا ہے کیوں کہ سند حدیث کا انقطاع صرف عدم ملاقات یا اُستاذی شاگردی کا رابطہ قائم نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ اس راہ میں اس کے علاوہ بدعقیدگی و بدعملی اور نااہلیت کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ یہ شرط اس لیے ضروری ہے کہ روحانی سلسلہ منقطع ہونے کے بعد بے فیض اور بے اثر ہو جاتا ہے۔۔

Marfat.com

سے فنکار و ماہرین کار ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو اُس کی تربیت دینے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ اِس شرط کی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرۡقَدَہٗ نے اپنے ایک خط بنام مرزا حسام الدین احمد، میں فرمایا:

''نزد فقیر تلقین ذکر در رنگ تعلیم الف وبا ست مر صبیان را''(۱)

یعنی میرے نزدیک ارادتِ خاص کے سالکین کو مرید بنانے کی ذمہ داری ایسی مشکل ہے جیسے چھوٹے بچوں کو الف با سے سبق پڑھا کر کمال تک پہنچانا۔

اہل انصاف جانتے ہیں کہ الف با سے ابتدائی تعلیم شروع کرنے والے بچوں کو پڑھانا کتنا مشکل کام ہے، کتنا توجہ طلب عمل ہے اور کتنا وسیع سینہ و جگر اور ٹھنڈا دل مانگتا ہے۔ جس کے اندر کلاس میں شامل ہر ایک بچے پر نظر رکھنی ہوتی ہے، ہر ایک کی نشست، برخاست، حرکات کی نگرانی کرنی ہوتی ہے اور بیک وقت مشفق والدین کی طرح سب کے ساتھ ہمدردی کرنی ہوتی ہے۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ اِس شرط پر پورا اُترے بغیر جو مشائخ وسجادہ نشین حضرات لوگوں کو مرید کرتے ہیں تو اُن ناواقف حال، قابل رحم مریدوں کا مستقبل اُن بچوں کے مستقبل سے مختلف نہیں ہوتا جو غیر مشفق، نا اہل اور نا تجربہ کار اساتذہ کے دروس میں ناکام رہتے ہیں، باغی ہو کر بھاگ جاتے ہیں، بددل ہو کر غیر حاضری کرتے ہیں یا معکوسی تعلیم و بدتربیتی کے نتیجہ میں معاشرہ پر بوجھ بن جاتے ہیں اور نہ سہی ''اَلۡآنَ کَمَا کَانَ ''یعنی جیسے تھے ویسے ہی جاہل کے جاہل رہ جاتے ہیں۔ قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں خلق خدا کو جاہل رکھنے کے اِس جرم کی تمام تر ذمہ داری صرف اور صرف اُن ہی حضرات پر عائد ہوتی ہے جو تعلیم وتربیت اور مشیخیت کی اِس ضروری شرط پر پورا اُترے بغیر اِس منصب امانت پر

۱۔ مکتوبات، دفتر دوم، حصہ ششم، ص 70۔

Marfat.com

براجمان ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ سے بے خوفی بے تربیتی اور دوسروں کے مذہبی و روحانی جذبات سے بے التفاتی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے خوف کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

٨ ہر قسم دُنیوی مفادات وطمع سے بے نیاز ہو کر اِس راہ کے مریدوں کو اخلاص کے ساتھ تربیت دینے کی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہو، یہ شرط اس لیے ضروری ہے کہ اِس کے بغیر سلوک احسان کا اصل مقصد ہی مریدوں کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ شاید اِس ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اگر میرے کسی مرید کا پاؤں پھسلے گا تو میں اُس کا ہاتھ پکڑ کر بچاؤں گا۔''(١)

نیز اِسی بہجۃ الاسرار میں حضرت کے ایک اور ارشاد کو نقل کیا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اگر میرے ساتھ ارادت رکھنے والا مرید صادق مشرق میں ہو، میں مغرب میں اور اُس کے پردہ کھلنے کا خطرہ ہو تو میں اُسے ڈھانپ دوں گا۔''(٢)

حضرت کے ان فرمودات کا واضح مقصد بالترتیب اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ میری رہنمائی وتربیت پر اعتماد کر کے میرے ساتھ ارادت رکھنے والوں کا جس گناہ و معصیت کے حوالہ سے بھی پاؤں پھسلنے کا اور شیطان کے پھندے میں آنے کا خدشہ ہو مجھے اُس کا غم ہوتا ہے اور میں اُنہیں بچانے کی کوشش کرتا ہوں اور بدعقیدگی و بدعملی کی بے پردگی سے اُنہیں بچانے کی فکر کرتا ہوں جو پیر و مرشد ہونے کی حیثیت سے میری ذمہ داری ہے۔ یہی حال حضرت کے قصیدہ غوثیہ میں موجود اُس کلام کا بھی ہے جس میں مرشد و رہنما ہونے

١۔ بهجة الاسرار ص 102، مطبوعه مصر۔

٢۔ بهجة الاسرار، ص 99، مطبوعه مصر۔

Marfat.com

کے ناطے اپنی بیداری اور فرض شناسی کا اشارہ دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''مُرِیۡدِیۡ لَاتَخَفۡ وَاشٍ فَاِنِّیۡ عَزُوۡمٌ قَاتِلٌ عِنۡدَالۡقِتَالِ''

حضرت نے اپنے اِن حکیمانہ جملوں میں جہاں اپنے مریدین وسالکین کو تسلی دیتے ہوئے پیرومرشد ہونے کے حوالہ سے اپنی ذمہ داری کا اظہار فرمایا ہے وہاں دوسرے رہنمایانِ طریقت ومرشدین حقیقت کو بھی سبق دیا ہے کہ لوگوں کو مرید بنا کر مخصوص وظائف بتانے سے ہی رہنمائی کا حق ادا نہیں ہوسکتا بلکہ اِس کے لیے مریدوں کے ظاہر وباطن پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، بے اعتدالیوں کی بے لباسی وشرمندگی اور دارین کی رسوائی سے اُنہیں بچانے کے لیے ہمہ وقت اُن کی اصلاح احوال کے درپے رہنا چاہیے یہ اس لیے کہ مرید ہونے والے متلاشیان اصلاح نے جب اُن کے ہاتھ پر توبہ کر کے ''گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط'' کے عزم کے ساتھ اپنے آپ کو اُن کی رہنمائی میں دیدیا اور

سپردم بتو مایۂ خویش را　　　تو دانی حساب کم وبیش را

کے تصور کے ساتھ اُن پر مکمل اعتماد کیا اور اپنے روحانی مستقبل کو اُنکے حوالہ کر دیا تو عنداللہ وعندالرسول اِن مخلص سالکین کے روحانی مستقبل کی تمام تر ذمہ داری اُن حضرات پر ہی عائد ہوتی ہے کہ وہ اِن کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچنے دیں، علم وعمل سکھانے، روحانیت کی تربیت دینے اور داخلی وخارجی شیطانوں کی اغوا کاری سے بچنے کی تدبیر بتانے میں غفلت نہ کریں۔ جیسے بخاری شریف کی مرفوع حدیث میں نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَکُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِہٖ''(۱)

تم میں ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر ذمہ دار سے اُس کی ذمّہ داری سے متعلق پوچھا جائیگا۔

اِس سے بڑی مسئولیت اور کیا ہوسکتی ہے کہ کسی شخص کو مرید بنا کر اُس کی فکری و

ا۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج5، ص38، حدیث نمبر6370۔

Marfat.com

عملی صلاحیتوں کو بے اعتدالیوں سے بچا کر راہ استقامت دِکھانے کا ذمہ اُٹھایا جائے، منشاء مولیٰ کے مطابق چلانے، جملہ بے لباسیوں، برائیوں، شرمندگیوں سے بچنے کی عملی تربیت دینے کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اُٹھائی جائے جو حقیقی بیعت اور سچی ارادت و پیری مریدی کی صورت میں ہوتی ہے۔

اولیاء اللہ کے طبقات کی پہچان

قرآن وسنت کے مطابق ولایت کا دارومدار چونکہ قوتِ فکری وعملی کے کمال پر ہے جسے شریعت کی زبان میں ایمان وتقویٰ کہا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ''(۱)

یعنی حقیقی اولیاء اللہ وہی ہوتے ہیں جو صحیح معنی میں مومن ومتقی ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جو اپنی قوتِ فکری وعملی کی امانتوں کو منشاء مولیٰ جل جلالہ کے مطابق صرف کرتے ہیں اور متکلمین اسلام کی زبان میں اولیاء اللہ کے اِس قرآنی تعارف کی تعبیر صحت عقیدہ وعمل سے بھی کی جاتی ہے جس کا حاصل عالم باعمل کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ صحت عقیدہ وایمان کا تعلق علم سے ہے جو انسان کی قوتِ فکری کا نتیجہ ہے اور صحت عمل و تقویٰ کا تعلق انسانی جوارح کے اعمال سے ہے جو انسان کی قوتِ عملی کا نتیجہ ہے اور ولایت کا یہ کمال مذہبی تعلیم وتربیت کے جس مرتبہ میں بھی ہو، سلسلہ عوام میں ہو یا طبقہ علماء میں پھر طبقہ علماء کے جس دور وتاریخ میں بھی ہو۔ نیز اہل اجتہاد میں ہو یا اہل تقلید میں اور یہ کہ جس جائز کسب وعمل کے شغل کرنے والوں میں بھی ہو اور عرف عام میں اُن کا تعارف وپہچان اور نام ونسب جیسا بھی ہو سب کو حاصل ہوسکتا ہے اِس کے حصول کے لیے یعنی اولیاء اللہ

ا۔ یونس، 62۔

Marfat.com

ہونے کے لیے آلِ نبی ہونا ضروری ہے نہ اولادِ علی ہونا، بنو فاطمہ ہونا ناگزیر ہے نہ صحابی رسول ہونا، مجتہد ہونا شرط ہے نہ مقلد ہونا، جُبّہ ودستار کی رعنائی میں ہونا لازم ہے نہ پشمینہ پوش ہونا، خلوف نشین وچلہ کش ہونے پر موقوف ہے نہ جلوہ آرا ہونے پر، کسی مزار کے سجادہ نشین یا خلیفہ مجاز ہونے پر مدار ہے نہ مخصوص وضع قطع اختیار کرنے پر بلکہ یہ محض عطیہ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ''(۱) کے مصداق ومظہر بننے والے سعادت مندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کے لیے ناگزیر شرط صرف اور صرف اس آیت کریمہ کا مصداق ومظہر بننا ہے اور بس۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف اور صرف اِن ہی سعادت مندوں کو واجب الاتباع اولیاء اللہ قرار دے کر اِن کی تقلید واتباع کرنے کی ترغیب دی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ''(۲)

یعنی اللہ کے حضور تم میں سب سے زیادہ صاحب کرامت وہ ہیں جو زیادہ تقویٰ والے ہوں۔

نیز فرمایا: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ''(۳)

تو ظاہر ہے کہ ایمان وتقوی اور عقیدہ وعمل کے صدق کا یہ جوہر کمال جس کسی کے اندر بھی پیدا ہو جائے وہی اولیاء اللہ ہوتے ہیں ''لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ '' کے مظہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے اس تعارف ومصداق کے ساتھ طبقۂ علماء میں بھی پائے جاتے ہیں، ان کے درس صحبت سے علم وعمل کے فیض پانے والے عوام میں بھی، مجتہدین اسلام میں بھی، ان کے مقلدین میں بھی،

۱۔ یونس، 63۔

۲۔ الحجرات، 13۔

۳۔ التوبہ، 119۔

Marfat.com

محدثین وفقہاء میں بھی، مفسرین ومتکلمین میں بھی اور اس کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے حیات کے ساتھ وابستہ افراد میں بھی صاحبِ کرامت اولیاء اللہ کے پائے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ مثال کے طور پر گجروں، لکڑہاروں، نان پزاور رنگسازوں جیسے کمزور ذرائع معاش کے ساتھ وابستہ مسلمانوں میں بھی عظیم اولیاء اللہ ہوئے ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ ایسے ہی کاملین سے متعلق اللہ کے حبیب ﷺ نے مرفوع حدیث میں ارشاد فرمایا:

''اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ''(۱)

یعنی مسلمان بندوں میں کچھ وہ ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ تعالیٰ پر یقین کرتے ہوئے قسم اُٹھائیں تو بالیقین اللہ اسے سچا کر دیتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

''رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ تَنْبُوْ عَنْهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ''(۲)

یعنی مسلمانوں میں بہت سے اشخاص پراگندہ بال، غبار آلود، پھٹے پرانے کپڑوں والے، لوگوں کی نگاہ میں ہیچ، ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ پر یقین کرتے ہوئے کسی بات پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ اسے بالیقین سچا کر دیتا ہے۔

یہ سب کچھ اِس لیے ہے کہ اولیاء اللہ ہونا قرآن وحدیث میں بیان شدہ اِس تعارف کے مطابق ایک مفہوم کلی ہے۔ جس کے مصادیق ومظاہر میں بے شمار اصناف در اصناف ہوسکتے ہیں جس میں کالے گورے کی تمیز نہیں ہے، عربی وعجمی کی تفریق نہیں ہے اور کسی درگاہ کے سجادہ نشین ہونے یا نہ ہونے کا امتیاز نہیں ہے جیسے اللہ کے رسول ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع سے معلوم ہو رہا ہے، جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

۱۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج2، ص540۔

۲۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج4، ص15۔

Marfat.com

''لَافَضْلَ لِلْعَرَبِیِ عَلَی الْعَجَمِیِّ وَلَالِلْاَبْیَضِ عَلَی الْاَسْوَدِ اِلَّا بِالتَّقْوٰی''

قرآن وحدیث میں اولیاء اللہ کے تعارف ومظاہر کے اس معیار کے مطابق باعمل علماء کرام کے مقدس طبقہ کے علاوہ زندگی کے دوسرے شعبوں کے ساتھ مربوط اولیاء اللہ کی پہچان نہایت مشکل کام ہے۔فتوحات مکیہ شریف، ج2،ص16 تا39 میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی تفصیل کے مطابق ان مقدس حضرات کی اصناف در اصناف مختلف قسموں میں بہت کم حضرات ایسے ہوتے ہیں جوایک دوسرے کی حقیقت سے آگاہ ہوں چہ جائیکہ عام لوگوں کواُن کی حقیقت کا پتہ چل سکے۔جبکہ باعمل علماء کرام کی ولایت کسی بھی اسلام شناس سے مخفی نہیں رہ سکتی کیوں کہ زندگی کے دوسرے شعبوں سے مربوط اولیاء اللہ کا وارث پیغمبر ہونا جزوی درجہ میں ہونے کی وجہ سے اتنا ظاہر نہیں ہے جبکہ باعمل علماء کرام کا وارث پیغمبر ہونا کلی فضیلت کے درجہ میں ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے۔نیز باعمل علماء کرام کا یہ مقدس طبقہ اصحاب محراب ومنبر ہونے، معلم ومبلغ ہونے اور مربی الناس ہونے کی بنا پر ظاہر الایمان والتقویٰ ہیں بخلاف دوسرے شعبہ ہائے حیات میں موجود اولیاء اللہ کے مثال کے طور پر ایک لکڑ ہارا جو درحقیقت ایمان وتقویٰ کی اس کسوٹی پر فٹ ہونے کی بنا پر قرآن وحدیث کے مطابق بالیقین ولی اللہ ہے لیکن اپنے ظاہری اور عرفی حالات کے حوالہ سے اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ اس پر اس جوہر کمال کا گمان کیا جاسکے۔ اسی طرح ایک دیہاڑی مار مزدور جو عنداللہ قرآنی سانچہ وتعریف پر منطبق ہے اور اللہ کے فرمان ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ''(۱) کے عین مطابق عنداللہ وعند الرسول ﷺ ''اَلَااِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۲) کا مظہر ہے

۱۔ الحجرات،13۔

۲۔ یونس،62۔

Marfat.com

جبکہ انسانوں کی نگاہ میں اسے ایک مزدور کار کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا جاتا۔

کیا ھر ولی اللہ پیرو مرشد ھوسکتا ھے

گزشتہ سطور میں ہم حقیقی اولیاء اللہ اور اُن کا قرآنی تعارف ومصداق واضح کر آئے ہیں جس سے قارئین ہٰذا سمجھ گئے ہوں گے کہ اللہ کے ہر سچّے ولی کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو بیعت دیتا پھرے یا جُبہ کی زینت و دستار کی رعنائی میں ملبوس ہوکر لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے یا کسی مزار کا سجادہ نشین اور کسی خانقاہ کا گدی نشین ہو، نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کے مطابق اولیاء اللہ کا صرف اور صرف ایمان وتقویٰ کی کسوٹی پر منشاء الٰہی کے مطابق اُترنا ضروری ہے۔لباس تقویٰ کی اِس زینت میں ملبوس ہونے کے بعد اگر وہ مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت توبہ واصلاح لینے پر مامور بھی ہو جائے تو یہ سونے پر سہاگے سے کم نہیں ہوتا۔اِس لیے یہاں پر ہم حقیقی اولیاء اللہ اور پیرو مرشد کے مابین موازنہ پر بھی روشنی ڈالنا مناسب سمجھتے ہیں وہ اس طرح ہے کہ مسندِ ارشاد پر بیٹھ کر لوگوں سے بیعت توبہ واصلاح لینے والے حقیقی پیروں کیلئے اولیاء اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ جو خود ایمان وتقویٰ کی کسوٹی پر پورا نہ اُترتا ہو وہ اِس منصب کے لوازمات کو کیا جانے ایسے ہی ناقص جاہل پیروں سے متعلق بہجۃ الاسرار میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی کے حوالہ سے لکھا ہے، اُنہوں نے فرمایا:

''کَانَ مَایُفْسِدُہٗ اَکْثَرَ مِمَّا یُصْلِحُہٗ''(۱)

یعنی ایسے جاہل پیر کا فساد ونقصان اُس کی اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی نے اپنے اِس پُرمغز کلام میں جاہل پیروں کے سایہ

۱۔ بهجة الاسرار، ص 53، مطبوعه مصر۔

Marfat.com

نحوست سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ مسندارشاد کے قابل حقیقی پیروں کے لیے اولیاء ہونا ضروری قرار دیا ہے کیوں کہ اولیاء اللہ جاہل نہیں ہوتے جیسے فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے ہم بیان کر آئے ہیں کہ:

''مَا اتَّخِذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا''(۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جاہل کو ولی نہیں بنایا ہے۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِيْف نے فرمایا:

''وجملہ مشائخ ایشان اہل علم بودہ اند وجملہ مریدان را بر آموختن علم باعث بودہ اند وبر مداومت کردن بران ایشانرا حریص داشتہ اند''(۲)

یعنی لوگوں کی اصلاح کرنے والے مشائخ طریقت جتنے بھی گزرے ہیں وہ سب کے سب اہل علم تھے اور اپنے تمام عقیدتمندوں کو علم سیکھنے پر ابھارتے تھے اور اُنہیں علم وعمل پر ہمیشہ قائم رہنے کے لیے حریص بناتے تھے۔

اہل اسلام میں کوئی بزرگ، فقیہ، مفسر، محدث اور کسی بھی قابلِ ذکر ہستی نے کسی بھی بے علم جاہل کو مسندارشاد پر بیٹھ کر پیری مریدی کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، چاہے وہ بزرگ زادہ ہو یا شیخ زادہ، پیرزادہ ہو یا مریدزادہ، آلِ نبی ہو یا اولادِ علی۔ بہر تقدیر جملہ اہل شریعت وطریقت اور تمام بزرگانِ دین اِس بات پر متفق ہیں کہ مسندارشاد پر بیٹھ کر پیری مریدی کرنے کے لیے، لوگوں کو بیعت توبہ واصلاح دینے کے لیے اور بامعنی شیخ طریقت بننے کے لیے شریعت وطریقت کا علم اولین شرط ہے جس میں ایمان وتقویٰ ضروری ہے لیکن

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 530، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور۔

۲۔ کشف المحجوب، ص 8۔

Marfat.com

ہر ولی اللہ کے لیے مسند ارشاد پر بیٹھ کر پیری مریدی کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ حقیقی اولیاء اللہ کے اصناف در اصناف اقسام کثیرہ میں اِس منصب پر مامور ہونے والے طبقہ کی شرح تناسب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ کے مطابق ایک فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔

ہر حقیقی پیر ومرشد کے لیے ولی اللہ ہونا ضروری ہے لیکن ہر ولی اللہ کے لیے پیرو مرشد ہونا ضروری نہیں ہے، مسند ارشاد کے قابل ہر حقیقی پیر ومرشد کے لیے محض ولی اللہ ہونا یعنی ایمان وتقویٰ کی کسوٹی پر پورا اترنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ امانتداری کے اس عظیم منصب کے اہل ہونے کے لیے عقیدت مندوں، شاگردوں اور مریدوں کو منازل سلوک پر فائز کرنے کی عملی تربیت دینے کی صلاحیت بھی ضروری ہے ورنہ ولی اللہ ہوتے ہوئے بھی پیری مریدی کرنے کا اہل نہیں ہوسکتا کیوں کہ حقیقی پیری ومریدی شریعت کی عملی تربیت گاہ ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جس تعلیم گاہ کا معلّم ومربی اُس کے آداب و احکام سے ناآشنا ہو، اُس کی راہ ورسم سے ناواقف ہو اور تعلیم وتربیت دینے کے کٹھن مراحل ومنازل سے نابلد ہو تو اُس کے ہاتھوں کسی کی کیا تربیت ممکن ہوسکے گی۔ اللہ کے حبیب رحمتِ عالم ﷺ نے جن خطوط پر صحابہ کرام واہل بیت نبوت کی روحانی تربیت فرمائی تھی اُس کی روشنی میں بزرگانِ دین نے طریقت کی اس تربیت گاہ کے لیے دس چیزوں کو بطور نصاب تعلیم وتربیت ضروری جانا ہے جنہیں منازل سلوک کہا جاتا ہے یعنی (توبہ، زُہد، فقر، صبر، شکر، توکل، خوف، رجاء، حُب ورضا) گویا تصوف وسلوک کی جان یہی منازل عشرہ ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ طریقت کی تربیت گاہ میں اِن کی ترتیب حصول کے حوالہ سے چاروں سلاسلِ طریقت کے طریقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں جو عام سی بات ہے کیوں کہ ہر معلم ومربی کا اندازِ تربیت جدا ہوتا ہے لیکن توبہ کا اِن میں اصل الاصول، سب

Marfat.com

سے اول اور سب کی بنیاد ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف اپنے درس تربیت میں آنے والوں کی تربیت و اصلاح کا آغاز توبہ سے کرایا کرتے تھے۔ جب تک اس کے لوازمات پورے نہ ہوتے اُس وقت تک دوسرے خانہ و منزل میں قدم نہ رکھتے تھے چاہے دریائے توبہ کے یہ لوازمات دِنوں میں حاصل ہوں یا ہفتوں میں، مہینوں میں ہوں یا سالوں میں کیوں کہ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق ہی کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔ سلسلۂ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف بھی اپنے درس تربیت میں شامل ہونے والے سعادت مندوں کی تربیت و اصلاح کی ابتداء توبہ سے ہی کراتے تھے۔ یہی حال سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کا اور سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ نقشبند اور ان کے حقیقی جانشین بزرگوں کا تھا کہ سلسلہ اصلاح و تربیت میں شامل ہونے والوں کی تربیت و تعلیم کا آغاز توبہ سے ہی کرایا کرتے تھے اور جب تک اُس کے لوازمات کا حق پورا نہیں ہوتا اُس وقت تک دوسری منزل کی تربیت شروع نہ کرتے۔ علیٰ ہذا القیاس نصابِ تربیت کی مذکورہ منازل کی آخری سرحد تک سب کا انداز تعلیم و تربیت اسی ترتیب سے ہوا کرتا تھا۔

اِس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے دینی مدارس میں جب تک علم صرف کے لوازمات کو پورا نہیں کیا جاتا اُس وقت تک علم نحو شروع کرنا ممکن نہیں ہوتا اور جب تک علم نحو کے لوازمات کو پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک علم بلاغت کو شروع کرنا خبط کاری کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اِسی طرح دُنیوی علوم میں جیسے پرائمری پاس کیے بغیر مڈل میں اور مڈل پاس کیے بغیر ہائی سکول میں داخلہ ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن ہمیں افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں پیری مریدی کے نام سے یا سلوک وطریقت کے عنوان سے جو کچھ دیکھنے کو مل رہا

Marfat.com

ہے اُس کا اصلی طریقت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اِس حوالہ سے معروضی حالات کی روشنی میں موجودہ دور کی پیری مریدی کے رسم کا سلاسل طریقت کے ساتھ موازنہ اِس طرح ہے کہ طریقت کا ہر ایک سلسلہ شریعت پر عمل کرنے کے لیے تربیت گاہ تھا جو دورِ حاضر میں متروک ہو کر محض نام رہ گیا ہے۔ نیز طریقت کے اِن چاروں سلاسل میں اندازِ تربیت مختلف ہونے کے باوجود منزلِ راہ اور مقصودِ اصلی سب کا شریعت کے احکام پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنا تھا جو متروک ہو کر محض رسم رہ گیا ہے، نیز وہ اصلی تھے جبکہ اِن کی غالب اکثریت نقلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مریدوں کو حسبِ استعداد منزلِ مقصود تک پہنچایا کرتے تھے جبکہ یہ پڑھنے کے لیے کچھ وظیفہ دے کر ٹرخاتے ہیں، وہ اسے وصول الی اللہ کا ذریعہ بناتے تھے جبکہ یہ اُسے محض رسم کے طور چلاتے ہیں اور وہ مریدوں کی روحانی تربیت میں محنت کرتے تھے جبکہ یہ حضرات اپنی خدمت کراتے ہیں۔ ایسے میں طریقت جیسی بہترین تربیت گاہ کی نشاۃ ثانیہ کی کیا اُمید ہو سکتی ہے؟

اِس پر مستزاد یہ کہ کچھ چالاک و ہوشیار حضرات ماضی بعید کے گزرے ہوئے کچھ صوفیاء کرام کے اُن کے اپنے معاشرہ و اصطلاح میں مستعمل الفاظ کو تصوف کے رموز و اسرار مشہور کر کے اِس راہ عمل کو ناقابل عمل و بدنام کر چکے ہیں جبکہ حقیقت میں بزرگانِ دین کی یہ درسگاہ نہ اوراد و وظائف پڑھنے کا نام تھا نہ چلہ کشی کرنے کا، الفاظ کا نام تھا نہ کسی غیر یقینی کردار کا، بلکہ اس کی حقیقت شریعت مقدسہ کے احکام پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی تربیت گاہ ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی۔

میری حیرت کی انتہا ہو رہی ہے کہ طریقت جیسی بہترین درسگاہ عمل کی جعلسازوں کے ہاتھوں کس طرح بدنامی ہو رہی ہے، غیر معیاری مشائخ کے ہاتھوں کس طرح اِس کا بیڑہ غرق کیا جا رہا ہے اور عوام کو طریقت کے نام پر کس طرح بیوقوف بنایا جا رہا ہے۔ کیا اس

Marfat.com

میدان میں کوئی ''رجل رشید'' نہیں ہے جوان جعلسازوں سے اِس کی تطہیر کرنے کے لیے قدم اُٹھائے یا التباس الحق بالباطل کی اِس گمراہی کے خلاف ''آوازِ حق'' بلند کریں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اِس میدان کے جعلساز روزِ اول سے چلے آرہے ہیں لیکن جس کثرت سے پھلتے ہوئے آج دیکھے جارہے ہیں شاید اس سے پہلے کبھی ایسا نہ ہو۔

سچے اولیاء اللہ کی پہچان

دُنیا کی ہر اصلی چیز کے مقابلہ میں نقلی چیزوں کا رواج پانے کی طرح تصوف وطریقت کے اس بہترین شعبہ اصلاح میں بھی نمبر دو پیروں کے داخل ہونے سے اصل ونقل کا التباس ہو رہا ہے، روحانی اقدار میں اشتباہ پیدا ہو رہا ہے اور اصل کی جگہ نقل رواج پا رہا ہے۔ اس المیہ میں اول تو اصل اور نقل میں تمیز کرنے والوں کی کمی ہے۔ سراب کو پانی سمجھنے والوں کے اس بازارِ اشتباہ میں اگر کچھ لوگوں کو اس کی تمیز نصیب ہوتی بھی ہے تو وہ ماحول کی آلودگی یا ذاتی مفادات کے حصار میں محصور ہونے یا کسی نفسانی مصلحت کے پیش نظر خاموشی میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ نیز اہل سنت وجماعت کے نام کو جو دراصل اہل بدعت سے امتیاز کا ذریعہ تھا ہر بدعتی وگمراہ اپنے اوپر چسپاں کرکے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بناتا ہے۔ نیز پیری مریدی کو اہل سنت کا مصنوعی شعار بنا کر اِس کے ذریعہ بے بصیرت عوام کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اس شعبہ کے ساتھ منسلک ہر پیر ومرید اہل سنت ہے چاہے وہ فی الواقع اہل سنت کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ پھر یہ بھی ہے کہ تصوف وطریقت کے نورانی ماتھے پر بدنما داغ لگانے والے یہ ہوشیار دجاجلہ اپنے اِس شیطانی کاروبار کو ترقی دینے کی غرض سے من گھڑت خوابوں، شعبدہ بازیوں اور غیر اسلامی حرکات کو بطور کرامات مشہور کرکے سچے اولیاء اللہ کی اصل کرامات سے لوگوں کو جاہل رکھتے ہیں، شیطانیت کو ترویج دے کر رحمانیت کو

Marfat.com

نقصان پہنچاتے ہیں اور معیار شرعی کے مطابق واقعی اولیاء اللہ کو میسّر قرآنی کرامات سے عامۃ المسلمین کی توجہ ہٹا کر التباس الحق بالباطل کرتے ہیں جبکہ میزان شریعت کے مطابق اصل ولایت، قرآن شریف میں مذکور صفات کے سوا اور کچھ نہیں ہے، جیسے فرمایا ہے:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ''(۱)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ۝ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں ۝ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ کا ولی ہونے کے لیے اس معیار کے سوا کوئی چیز بھی اسلام کی رُو سے معتبر نہیں ہے۔ یہی وہ نیک بخت انسان ہیں جن پر دنیوی مفادات کی فوتگی کا کوئی خوف ہے نہ دنیا کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کا غم۔ اِسی کمال کی دست آوری کی بدولت دنیا و آخرت میں اُنہیں بامراد ہونے کی نوید مسرت ہے۔ مجازاتِ اعمال کے عادلانہ نظام قدرت کے تحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اولیاء کے لیے صادر شدہ یہ احکام بھی اٹل ہیں جن میں کسی قسم کی تبدیلی ناممکن ہے۔

واقعی ولایت کا جو تعارف و پہچان اس آیت کریمہ میں کرائی گئی ہے وہ صرف اور صرف درستی فکر و عمل ہے اور بس۔ جس کی صحت معلوم کرنے کے لیے واقعی معیار قرآن شریف کی مذکورہ آیات جیسی سینکڑوں آیات و احادیث میں موجود ہے جن میں فرمایا گیا ہے کہ نبی اکرم سیدِ عالم رحمتِ عالم ﷺ کی اتباع کے بغیر انسان کوئی شے نہیں ہے، اپنی

۱۔ یونس، 62تا64۔

Marfat.com

خواہشات کو سنتِ رسول قرار دینے والے انسانی لباس میں شیطان ہوتے ہیں، خود پسندی، خود بینی اور خود غرضی میں مبتلا انسان شیطان کے کھلونے ہوتے ہیں، جھوٹ، غیبت، بہتان تراشی اور جہل مرکب میں گرفتار ہوتے ہوئے بھی ولایت کا دعویٰ کرنے والے شیطان کا جال ہوتے ہیں۔

اصل ولایت یعنی درستی فکر و عمل معلوم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ معیار و ترازو صرف اور صرف اُسوۂ حَسنہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ترازو جس طرح سچے اور جھوٹے کی تمیز بتاتا ہے، اصلی و نقلی کا پتہ دیتا ہے اور نمبر ایک و نمبر دو کی تفریق بتا دیتا ہے، اِسی طرح اصلی ولایت یعنی فکری و عملی درستی اور اپنے نفس کی پسند کو اللہ اور اُس کے رسول کی رضا پر قربان کرنے والوں کے فرقِ مراتب بھی بتا دیتا ہے کہ جس کے اندر اس قربانی کا جوہرِ عمل جتنا زیادہ ہوگا اُس تناسب سے اُس کا قُرب اور معیّت مع اللہ بھی اتنی ہی قوی ہوگی۔ الغرض اولیاء الرحمٰن کے فردِ ادنیٰ و فردِ اعلیٰ کے مابین ہزاروں مدارج و مراتب ہیں جن کی جزئیات و تفصیل قرآن و حدیث کے اندر موجود ہیں ہر درجہ پر فائز حضرات کے مراتب کرامت بھی اُن کے مقام کے تناسب سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ بہر تقدیر ''**استقامت فی الدین**'' اِن سب میں قدر مشترک ہے جس کے بغیر کوئی شخص بھی ولی اللہ نہیں ہوسکتا، اللہ اور اُس کے رسول کی رضا مندی کو اپنی خواہش نفس پر ترجیح دیئے بغیر ولایت کی سرحد میں داخل نہیں ہوسکتا اور وقت آنے پر اپنی جان و مال کو منشاء مولیٰ پر فدا کر کے راحت محسوس کرنے کے لیے تیار رہے بغیر ولایت کی حلاوت پا نہیں سکتا یہی ہے شریعت کی نگاہ میں اصلی کرامت، کرشمہ ولایت اور راہِ استقامت اسی کے متعلق قرآن شریف میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَآئِمٍ''(١)

یعنی راہِ استقامت میں وہ کسی ملامت گر کی پرواہ نہیں کرتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ''(٢)

یعنی دعویٰ ایمان میں عملی سچّوں کے دامن عاطفت میں رہو۔

نیز فرمایا: ''اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ''(٣)

یعنی بندگی کا دعویٰ کرنے میں عملی سچّوں پر شیطان کا داؤ نہیں چل سکتا۔

نیز فرمایا: ''وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسۡتَقِیۡمًا''(٤)

یعنی فکر و عمل کی درستی تیرے پروردگار تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔

نیز فرمایا: ''فَمَنۡ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ''(٥)

حقیقی اولیاء اللہ سلطانِ جہاں ہوتے ہیں

کرامتِ الٰہی کی اس سعادت پر فائز حضرات اپنے اپنے مراتب کے مطابق متصرف باذن اللہ ہوتے ہیں، سلطانِ جہاں ہوتے ہیں، غوث الثقلین ہوتے ہیں، سلطان الہند خواجہ غریب نواز ہوتے ہیں، وہ اللہ کے ہو چکے ہوتے ہیں تو جملہ جہاں اُن کا ہو چکا ہوتا ہے۔

قارئین کرام سے بالخصوص طبقہ علماء سے گزارش کروں گا کہ ولایت وکرامت

١۔ المائدہ، 54۔

٢۔ التوبہ، 119۔

٣۔ الحجر، 42۔

٤۔ الانعام، 126۔

٥۔ البقرہ، 38۔

Marfat.com

کے جزئیات کو اس قرآنی معیار کی روشنی میں دیکھ لیا کریں تو جملہ شیطانی راستوں سے بچ سکتے ہیں۔ اہل بصیرت کی رہنمائی کے لیے اس اجمال میں سب کچھ آ گیا جبکہ جہل مرکّب میں مبتلا نااہلوں کے لیے دفتر بھی ناکافی ہے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

قرآن وحدیث سے ہٹ کر کسی کا ایمان معتبر ہے نہ مذہب، بزرگی قابلِ قبول ہے نہ ولایت لیکن یہ مسلمانوں کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے کہ اسلام کے اِن دو عظیم منابع و مآخذ سے مستفاد کرامت کو جو اولیاء اللہ کا طُرّہ امتیاز ہوتی ہے یعنی اپنی قوتِ فکری وعملی کو کتاب وسنت کے مطابق استعمال کر کے راہِ استقامت پر رواں دواں زندگی گزارنے والے متقیوں کے سوا کسی اور نوع بشر میں نہیں پائی جاتی سادہ لوح عوام سے چُھپا کر نمبر دو پیروں نے من گھڑت باتوں کو بطور کرامت مشہور کیا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں صدیوں سے سچّے اولیاء اللہ کے دامن تقدّس سے وابستہ مسلمانوں کی اولاد در اولاد کی غالب اکثریت توحید پرستی کی بجائے توہم پرستی، اعتقادی پختگی کی بجائے ضعفِ اعتقاد، قرآن وسنت کی تعلیمات کی بجائے نمبر دو بزرگوں کی پڑھائی ہوئی من گھڑت باتوں کو معیار ولایت تصوّر کر کے روشنی کی بجائے اندھیرے کی طرف جا رہی ہے۔

تصوف وطریقت جیسے تزکیہ نفس کی راہ میں بہترین ذریعہ عمل اور قرآن وسنت پر اخلاص کے ساتھ عمل کر کے ایمان کی مٹھاس پانے کے اس سچے جادۂ حق کو بدنام کرنے کے لیے جب سے نمبر دو پیروں کا عمل دخل شروع ہوا ہے اُس وقت سے اس عظیم راہِ عمل میں شیطان کی دراندازی بھی شروع ہونے لگی ہے، التباس الحق بالباطل ہونے لگا ہے اصل کی جگہ نقل ترقی پا رہا ہے، اولیاء الرحمن کی جگہ اولیاء الشیطان کی پذیرائی ہو رہی ہے اور اصل کرامت یعنی استقامت فی الدین کی جملہ برکات وفیوضات اور جزئیات ومظاہر کی جگہ

Marfat.com

توہمات، شعبدہ بازیاں، عملیات، تصنّع و بناوٹ، نفس پرستی اور جھوٹ و مکاریوں نے سنبھالی ہوئی ہے۔ مشہور مقولہ ''اَحْسَنُ الشِّعْرِ اَکْذَبُہٗ'' یعنی شعر گوئی کی دنیا میں اُسے بہترین سمجھا جاتا ہے جو سب سے بڑا جھوٹ ہو۔ کے عین مطابق اِس خود ساختہ ولایت و کرامت کی زہر آلود دُنیا میں اُسے بڑا ولی سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ جھوٹا ہو اور اُس کی اِن لغویات و گمراہیوں کو سب سے بڑی کرامت تصور کی جاتی ہے جو شیطانی حرکات پر مشتمل ہو۔ الٹی گنگا میں نہانے والے اِن دجاجلہ کی مکاریوں کی کچھ دیدہ اور کچھ شنیدہ تفصیلات اگر سپردِ قلم کروں تو اس سے سینکڑوں صفحات پر مشتمل دفتر تیار ہو سکتا ہے لیکن یہاں پر میرا مقصد کتاب الدجاجلہ کے عنوانات، مکر و فریب کے تنوع و تفصیلات بیان کرنا نہیں ہے میں تو یہاں پر صرف اور صرف ولایتِ شرعی کا امتیازی وصف یعنی کرامت شرعی کی تفصیل بیان کرنا چاہتا ہوں تا کہ متلاشیانِ حق کی رہنمائی ہو سکے اولیاء الرحمٰن کی پہچان اور اولیاء الشیطان کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔ ولایت و بزرگی کے حوالہ سے اصل و نقل کی تمیز ہو سکے اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کی مسئولیت کے ساتھ سچّے اولیاء الرحمٰن کا دفاع اور اُن کی عظمت اور مقام کا تحفظ ہو سکے۔ (فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ)

لفظ ولی اصل میں ''وَلِیْ'' ہے جو باب ''حَسِبَ، یَحْسِبُ'' سے ''حَسِیْبٌ'' کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کے مواقع استعمال درجنوں سے زیادہ معانی کیلئے آئے ہیں۔ (و، ل، ی) کے اس لفیف مفروق مادہ ''وَلِیٌّ'' سے ترکیب پانے والے الفاظ کی ہیئات ترکیبیہ اور صیغوں کے بدل جانے سے اُنکے معانی کا بدلنا تو عربی گرائمر کے عام قاعدہ و قانون کے مطابق ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ قرآن و حدیث اور عربی لُغت کی المنجد، اقرب الموارد، القاموس اور لسان العرب جیسی کتابوں میں اس مادہ کے مواقع استعمال و معانی کا جو انکشاف کیا گیا ہے اُسکے مطابق بنیادی طور پر اس مادہ سے ترکیب پانے والے

جملہ الفاظ میں بطور اشتراک لفظی مندرجہ ذیل معانی میں سے کسی ایک کا تحقّق لازمی ہے۔

1: قریب 2: تابع 3: محبّ

4: ناصر ومددگار 5: صدیق ودوست 6: متصرّف اور کسی کام کے ذمّہ دار ومسئول

اِس تحریر میں چونکہ میں نے ولی بمعنی ولی اللہ کی شرعی تحقیق کے دائرہ میں ہی کلام کرنا ہے۔ لہٰذا اسم جلالت (اللہ) کے ماسوا کسی اور چیز کی طرف نسبت ہونے والے ولی سے اس تحریر میں ہمارا کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

اولیاء اللہ کے نام سے دھوکہ دینا

ولی اللہ کی جمع اولیاء اللہ آتی ہے اور اولیاء اللہ کا یہ لفظ اس اضافت کے ساتھ پورے قرآن شریف میں صرف ایک مقام پر ذکر ہوا ہے جو سورۃ یونس آیت نمبر 62 میں ہے اور سورۃ جمعہ آیت نمبر 6 میں ''اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ'' کے الفاظ کو شامل کر کے پورے قرآن شریف میں اِن دو مقامات پر مذکور ہونے کا قول کرنا بھی درست ہوگا یہ الگ بات ہے کہ قرآن شریف کے اِن دو مقامات کا معنی ومراد ایک نہیں ہے کیوں کہ سورۃ یونس آیت نمبر 62 میں اس کو ذکر کرنے سے اولیاء اللہ کا تعارف اور اُن کی عظمت شان کے اظہار کے ساتھ جھوٹے مدعیان ولایت سے امتیاز بتانا مقصود ہے جبکہ سورۃ جمعہ آیت نمبر 6 میں اِس کو ذکر کرنے سے یہودیوں کے جھوٹے دعویٰ کا رد کرنا مقصد ہے کہ وہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ سے خلق خدا کو منع کر کے یہودیت کو تقویت دینے کے لیے اپنے آپ کو اولیاء اللہ کے منصب پر فائز مشہور کرنے کے لیے کہا کرتے تھے کہ ہم اولیاء اللہ ہیں اور بزرگوں کی اولاد ہونے کی وجہ سے اللہ کے دوست ہیں اور اُن کے اس بے حقیقت پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر نہ صرف اُن کے اپنے جاہل عوام بلکہ دوسرے مختلف الخیال مذاہب کے بھی ناواقف حال

Marfat.com

سادہ لوح عوام گمراہ ہو رہے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ''(۱)

یعنی اے اہل کتاب تم دیدہ ودانستہ کجروی کیساتھ اُن لوگوں کو جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعہ اللہ کی راہ سے کیوں منع کرتے ہو جو نبی آخر الزمان، خاتم المرسلین ﷺ پر ایمان لانے کے خواہش مند ہوتے ہیں حالانکہ تمہارے اپنے دل اُسکی سچائی پر گواہی دیتے ہیں تو اللہ تمہارے اس معکوس کردار سے غافل نہیں ہے کہ تمہیں سزا دیئے بغیر یونہی چھوڑ دے۔

گویا اولیاء اللہ کے اِس لفظ میں اتنی بڑی معنویت وکشش اور جاذبیت ہے کہ نظام مصطفی ﷺ کے ازلی دشمن بھی اس کے مصداق ومظہر ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے رہیں، دنیوی مطلب نکالتے رہیں اور اپنے دام تزویر کے گیتی نما جال میں ناواقفِ حال سادہ لوحوں کو پھنسا کر اُن کا متاعِ دین ودُنیا لوٹتے رہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ''(۲)

سچے اولیاء اللہ کی راہ سے معکوس راہ اختیار کرنے والے دجاجلہ اُن کے اس امتیازی نام کو ہائی جیک کر کے اس کے اندر موجود معنویت ومقناطیسی کشش کی بدولت ناواقف حال خلائق کو اِس حد تک بے وقوف بناتے رہے ہیں کہ یہ جاہل اُنہیں تحلیل وتحریم جیسے اوصاف مختصہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے کر اَنجانے میں اُن دجاجلہ کو ''رَبّ'' تسلیم کرنے لگے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اُن کی اندھی تقلید اور مخلوق پرستی کی جاہلیت کا پردہ چاک

۱۔ آلِ عمران، 99۔

۲۔ التوبہ، 34۔

Marfat.com

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اِتَّخَذُوْآ اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ''(۱)

اِس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جملہ مفسرین نے حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بیان کی ہیں کہ جس کے مطابق اُس نومسلم اہل کتاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ازروئے تعجب پوچھا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت کریمہ کے الفاظ اور اسکے سیاق وسباق سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اولیاء اللہ ہونے کے دعویدار احبار ورھبان (یہود و نصاریٰ کے علماء و مشائخ) کی عبادت کرنے اور اُنہیں رب تسلیم کرنے کے شرک میں مبتلا ہونے والے جہلاءِ اہل کتاب کی مذمت فرمائی ہے حالانکہ اہل کتاب میں سے کوئی بد سے بدتر اور بڑے سے بڑا جاہل بھی اُنہیں رب نہیں کہتا اور نہ ہی اُن کی عبادت کرتا ہے تو پھر شرک کس طرح ہوا؟ اللہ کے حبیب نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اولیاء اللہ ہونے کے دعویٰ کرنے والے اِن ہوشیار احبار ورھبان کے ساتھ عقیدہ رکھنے والے اور اُنہیں اولیاء اللہ سمجھنے والے جہلاء اُن کے کہنے کے مطابق اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال ٹھہراتے ہیں؟ عدی ابن حاتم نے تصدیق کی کہ ہاں ایسا ہی ہے تب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحلیل وتحریم یعنی کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ ہی کا خاصہ ہے فی الواقع یہ حق کسی اور کو حاصل نہیں ہے لہٰذا جو بھی ایسا کرے گا وہ مشرک ہی قرار پائے گا۔''

حضرت امام ابوحنیفہ کے شیخ معظم امام المسلمین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۔ التوبہ، 31۔

Marfat.com

ہے کہ اُنہوں نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اِنَّھُمْ مَاصَامُوْا وَلَا صَلَّوْا لَھُمْ وَلٰکِنَّھُمْ اَحَلُّوْا لَھُمْ حَرَامًا وَحَرَّمُوْا عَلَیْھِمْ حَلَالًا فَاتَّبَعُوْھُمْ وَعَبَدُوْھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ''(۱)

یعنی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس شرک کی وجہ سے اُن کی مذمت فرمائی ہے وہ ایسا نہیں تھا کہ خود کو اولیاء اللہ مشہور کرانے والے احبار ورھبان کی اندھی عقیدت کے گندے سیلاب میں بہہ کر جاہل عوام اُن کی عبادت، روزے اور نماز کی شکل میں ادا کر کے مشرک قرار پائے تھے نہیں ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ اُن کا شرک یہی تھا کہ اولیاء اللہ ہونے کے جھوٹے مُدّعی احبار ورھبان اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنے مفاد کے لیے حرام قرار دیتے تھے اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتے تھے۔ جبکہ یہ جاہل عقیدت مند عقل سے کام لینے کی بجائے اس شر کی عمل میں ان کا ساتھ دیا کرتے تھے، میزان عقل کی روشنی میں دیکھنے کی بجائے اسی کو سب کچھ تصور کرتے تھے، اہل حق کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اُسی پر اکتفا کیا کرتے تھے اور اللہ کی تحریم وتحلیل والی صفت مختصہ کو اُن دجا جلہ کے لیے تسلیم کر کے انجانے میں ان کو ''اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' (یعنی اللہ کے سوا دوسرے رب) تسلیم کرنے کے شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔

''اولیاء اللہ'' کے اِس لفظ میں یا عربی کے سوا دوسری زبانوں میں اس کے ہم معنی وہم رنگ اور اس جیسے روحانی کشش وجاذبیت پر مشتمل الفاظ جو اللہ کی محبوبیت اور اُس کے قرب و اطاعت پر دلالت کرتے ہیں اِن میں ایسا کمال ہے کہ بے حقیقت احبار ورھبان سے لیکر ہندو پنڈتوں تک، جوگیوں سے لے کر قرامطہ تک اور خبطیوں سے لیکر جھوٹے مسلمانوں و منافقوں تک سب نے اس کے پردہ میں اپنی دُنیا سجائی، ناواقف حال لوگوں کو بے وقوف

۱۔ التفسیر الکاشف، ج4، ص33، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

بنایا اور التباس الحق بالباطل کر کے شیطانی کاروبار کا بازار گرم رکھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ'' (۱)

یعنی اپنی بے حقیقتی کو جانتے ہوئے بھی دیدہ ودانستہ التباس الحق بالباطل کرنے کا گناہ مت کرو۔

نام سے دھوکہ دینا کارِ شیطان ھے

سچے اولیاء الرحمٰن کے اعتقادی و عملی کردار کے برعکس زندگی گزارنے والے دَجاجلہ کا اللہ کے ان حقیقی دوستوں کے لبادہ میں اور اُن کے اس امتیازی نام کو اپنے اُوپر چسپاں کر کے التباس الحق بالباطل کرنا، سچے اولیاء اللہ تک رسائی سے خلق خدا کو منع کرنا، اچھے نام کو برے کام کے لیے استعمال کرنا اور اللہ کی طرف سے اپنے اولیاء کے لیے مقرر کردہ لقب وامتیاز کو چُرا کر منشاء مولیٰ کے برعکس زندگی گزارنے کا ذریعہ بنانا دراصل منشاء الٰہی کے خلاف شیطان کی اُن کوششوں کا حصہ ہے جو انسانوں کی قوت فکری و عملی کو منشاء مولیٰ کے برعکس استعمال کرانے کے لیے اُس نے دعویٰ کیا تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ'' (۲)

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کا خود بے مراد ہونے کی طرح انسانوں کو بھی بے مراد کرنے کے لیے حتی المقدور سازشیں کرنے کے جس دعویٰ کا ذکر کیا ہے اُس کی گہرائی واثر اندازی کو دیکھ کر فرشتوں کو بھی انسانوں پر ترس آیا تو اُنھوں نے بارگاہ الٰہی میں سوال کیا کہ:

۱۔ البقرہ، 42۔

۲۔ الاعراف، 17-16۔

Marfat.com

''اے اللہ تیری دی ہوئی طاقت کو تیرے بندوں کے خلاف استعمال کر کے اُنہیں بے مراد کرنیکا یہ جس انداز سے دعویٰ کر رہا ہے اُسے سچ کر کے دکھانے کی صلاحیت بھی اُس میں موجود ہے ایسے میں تیرے اِن قابلِ رحم بندوں کی خلاصی کا کیا ذریعہ ہوسکتا ہے؟''

اِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

''انسان کو گمراہ و بے مراد کرنے کے لیے شیطان کے پاس یہی چار راستے تھے جن کا اُس نے ذکر کیا ہے یعنی آگے، پیچھے اور دائیں، بائیں۔ اِن کے علاوہ دو راستے اور بھی ہیں جنہیں استعمال کرنے کی استطاعت میں نے اُسے نہیں دی ہے وہ ہیں فوق وتحت شیطان کی سازش سے بچنے یا اُس کے داؤ میں آ کر لغزش کھانے کے بعد بھی خلاصی پانے کے لیے انسان کو میں نے ان دونوں کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہوئی ہے۔''(۱)

شیخ زادہ علی البیضاوی کی اس روایت کا مفاد یہ ہے کہ انسان اگر ہر وقت اِن دونوں راستوں کا سالک رہے تو کبھی بھی شیطان کے داؤ میں نہیں آ سکتا جن میں سے تحتانی راہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبودیت کا تصّور لیے ہوئے خود کو ہر وقت خلق خدا پر بے جا تفوق تکبّر جمانے سے بچا کر اللہ کی بالا دستی سے خائف رکھے کیوں کہ خالق ﷻ کی بالا دستی و فوقیت کے مقابلہ میں یہ ماتحت واسفل، عاجز ومحتاج ہے۔ تفوق وتکبّر اُس کی فطرت کے خلاف ہونے کے ساتھ فوقانی راہ کے سالک ہونے سے بھی مانع ہے جس کے بغیر اللہ ﷻ کے لطف وکرم سے محروم ہونے اور راہِ شیطان کے سالک ہونے کا خوف وخطرہ ہے اور اس تحتانی راہ کے سالک ہونے کے ساتھ فوقانی راہ کے بھی سالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبودیت کا تصّور لیے ہوئے تکبّر، عُجب اور غُرور جیسے شیطانی راستوں سے خود کو بچا کر

۱۔ شیخ زادہ علی البیضاوی، ج 2، ص232، مطبوعہ ترکیہ تحت آیت نمبر16 سورۃ اعراف۔

Marfat.com

جملہ خلائق پر رفعت وفوقیت، بالا دستی و کبریائی اور سب کا مشاہدہ ونگرانی کرنیوالے ربّ ﷻ کے ساتھ ہر وقت خود کو مربوط رکھے اور اس اِرتباط میں فرق آنے سے حرمان نصیبی کا خوف جبکہ اس کے اِستمرار ودوام کی صورت میں اُس کے رحم وکرم کی اُمید ورَجا یعنی "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ" کی الٰہی تعلیم کو ہر لحظہ پیش نظر رکھے تو کبھی بھی شیطان کا اُس پر تسلّط نہیں ہوسکتا کیوں کہ اُسے فوقانی وتحتانی راستوں کے بیک وقت سالک ہونے کی توفیق نصیب نہیں ہے۔ تحتانی راہ کے سالک ہو کر خلق خدا کے لیے تواضع و عاجزی، انکساری و بردباری اور تکبر، عُجب وغرور سے اجتناب کرنے کی صفت تو اُس کی فطرت میں ہی نہیں ہے جس کے بغیر فوقانی راہ کا سلوک نصیب نہیں ہوسکتا۔ شیطان نے فوقانی راہ کا سلوک اختیار کرنے سے کبھی انکار نہیں کیا اللہ کی خالقیت، ربوبیت، مالکیت ومعبودیت او راُس کے جملہ کمالات وصفات سے کبھی انکار نہیں کیا، کبھی شرک نہیں کیا اور کبھی منافقت بھی نہیں کی۔ مقام تعجب ہے کہ مُوحّد ہونے کیساتھ اللہ تعالیٰ کے جملہ کمالات وصفات، افعال وخواص اور عظمت وکبرایائی کے جملہ گوشوں کو تسلیم کرتے ہوئے فوقانی راہ کو پسند کرنے کے باوجود اُسکے سالک ہونے کی توفیق محض اس بناء پر اُسے نصیب نہیں ہوسکتی کہ وہ متکبّر ہے ،انسانوں کے مقابلہ میں عُجب وغرور کی لعنت میں مبتلا ہے۔

الغرض اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جہات ستّہ میں سے صرف آگے، پیچھے اور دائیں وبائیں کی راہوں سے آکر انسانوں پر شیطان کے مسلّط ہونے کا ذِکر کرکے یہ اشارہ دیا ہے کہ فوق اور تحت کی راہ اختیار کرنے کی طاقت اُس کے پاس نہیں ہے لٰہذا انسان کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اِن دونوں کو بیک وقت اختیار کرکے "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ" کی صفت پر ہر دم قائم ودائم رہے تا کہ شیطان کے تسلّط سے ہمیشہ کے لیے محفوظ رہ سکے اور اگر اِن میں سے کبھی کسی ایک میں بتقاضائے بشریت کچھ فرق آنے کی بنا

Marfat.com

پر کسی وقت انسان پر اُسے تسلّط جمانے کا موقع مل جائے جس کے نتیجہ میں اُسکی قوت فکری وعملی منشاء الٰہی کے خلاف استعمال ہو جانے لگے تو اُس کے ازالہ کے لیے بھی یہی ذریعہ بتایا گیا ہے کہ توبۃ النصوح اختیار کر کے اِن دونوں راہوں کے نتیجہ یعنی ''اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَآءِ'' کا ثمرہ اپنے اندر پیدا کیا جائے جس سے شیطان کو شکست ہونے کے ساتھ اللہ کی رضا مندی دوبارہ لوٹ آتی ہے۔ اِسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ''(۱)

لیکن اولیاء الشیطان کا کردار ایسا نہیں ہے کہ وہ روحانی بالیدگی کے لیے اِن دونوں معنوی اور وجدانی راستوں کو بیک وقت اپنا کر ''اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ'' کی صفت اپنے اندر پیدا کر سکیں بلکہ وہ تو شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن کر نہ صرف خود مقصدِ تخلیق فراموش کر چکے ہوتے ہیں بلکہ شیطان کے آلہ کار بن کر انسان دشمنی کے حوالہ سے اُس کے جملہ عزائم کی تکمیل بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ''(۲)

یعنی اپنے اِن حواریوں کے ذریعہ انسان دشمنی کی جملہ راہوں میں ہمہ جہت کوششیں کرتے ہیں۔

اولیاءِ الرحمٰن اور اولیاءِ الشیطان کی تفریق

اولیاء الرحمٰن کی قوت فکری وعملی کا ہمہ وقت ''اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَآءِ'' کے تقاضوں کے مطابق صَرف ہونے کے برعکس اولیاء الشیطان کی قوت فکری وعملی ہمہ وقت شیطانی عزائم کی تکمیل کے لیے صَرف ہوتی ہے۔ اولیاء الشیطان نفس اَمّارہ کی خوشنودی و

۱۔ الاعراف، 201۔

۲۔ الاعراف، 202۔

Marfat.com

تسکین کی دست آوری کو مقصد حیات سمجھ کر کچھ جان بوجھ کر اور کچھ انجانے میں انسانیت کی رسوائی کا سامان تیار کرتے ہیں گویا اِس نکتۂ امتیاز کی بنیاد پر اِن دو متضاد طبقوں کی قوتِ فکری و عملی کی حرکتِ ارتقائی کی راہیں جدا جدا ہیں۔ جن کی منزلیں اور آثار و ثمرات اور زاویۂ حیات کُلی طور پر ظاہر ہیں جس وجہ سے اولیاء الرحمٰن اور اُنکی صحبتِ صالح و تربیت میں رہنے والوں کو خود بھی اولیاء الشیطان کی راہوں سے بچنا آسان ہوتا ہے اور عام انسانوں کو بھی اِن سے بچنے کی تلقین کرنا، اُن کی پہچان کرا کر اُن کی صحبتِ بد سے بچانا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا اولیاء الرحمٰن کا لبادہ اُوڑھ کر کارِ شیطان کرنے والوں سے بچانے میں ہوتا ہے، اللہ کے حقیقی دوستوں کا نام اپنے اوپر چسپاں کر کے اُن کے کردار، اُن کے نصب العین اور اُن کے مشن کے منافی کردار انجام دینے والوں کے گیتی نما دامِ تزویر کی پہچان کرانے میں اور خلقِ خدا کو اُن کی گمراہیوں سے بچانے میں ہوتا ہے کیوں کہ ظاہری اولیاء الشیطان چاہے بدفکری کے مرتکب ہو کر کفر و شرک کی صورت میں پہچانے جاتے ہوں یا حدود اللہ کو پامال کر کے بدعملی کے ساتھ مشہور ہوں بہر تقدیر اولیاء الرحمٰن کے متلاشی، روحانی بالیدگی کے خواہش منداور سچے اولیاء اللہ کی صحبت صالح کے خواہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت اِن سے نفرت کرتی ہے اور اُن کی قوت فکری و عملی کی کجروی کو دیکھ کر اُن کے اولیاء الشیطان ہونے پر یقین کرتی ہے چاہے یہ خود معصیت کار ہی کیوں نہ ہو لیکن ان کے اندر موجود ایمانی جھلک اور روحانی بالیدگی کے لیے سچے اولیاء اللہ کی تلاش کا صادق جذبہ یہ دونوں جوہر مل کر اُنہیں اولیاء الشیطان کے اِن ظاہری مظاہر سے نفرت دلاتے ہیں، اُن کی طرف قدم بڑھانے سے روکتے ہیں اور اُن کی فکری و عملی بے اعتدالیوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کے ساتھ اپنے حلقۂ اثر کو بھی اُن کی طرف جانے سے منع کرتے ہیں۔ جبکہ اولیاء اللہ کا لیبل لگا کر اُن کی ظاہری نقل اُتارنے اور اسلام کے چند ظاہری احکام پر عمل

Marfat.com

کرنے کو دام بنا کر اندرون خانہ اپنی قوت فکری و عملی کو منشاء مولیٰ کے خلاف صَرف کرنے والے اولیاء الشیطان کی پہچان کرانا اور خلقِ خدا کو اُن کے دام ہم رنگ زمین سے بچانا بہت مشکل ہے کیوں کہ بظاہر وہ نماز و روزہ جیسے چند ظاہری احکام کی پابندی کے ساتھ لباس و خوراک اور نشست و برخواست جیسے کچھ ظاہری ہیئات میں خود کو متبعِ شریعت و پابندِ سنت مشہور کر کے ناواقفِ حال سطحی ذہنوں کو متاثر کرتے ہیں کیوں کہ شریعت کی گہرائی اور سچے معنی میں اللہ کے دوست اور ولی اللہ ہونے کے لیے نہ صرف ظاہری چند احکام بلکہ تکبّر، غیبت، عُجب وغرور، جھوٹ، الزام تراشی، بہتان تراشی، بداعتقادی اور غیر شرعی حرکات کے ارتکاب جیسے کبیرہ گناہوں سے قطعی طور پر محفوظ ہونے اور صغیرہ گناہوں پر مداومت سے بچنے کی شرط کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اِن ہی چند ظاہری باتوں کو دیکھ کر ولی اللہ ہونے کا تاثر قائم کر لیتے ہیں۔ نیز اُن میں سے کچھ اپنے اس کاروبار کو ترویج دینے کے لیے آلہ کاروں کا بھی جال پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو اِن کی من گھڑت کرامات کا تاثر دیکر اپنا ہم رنگ بنا لیتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ شروع میں تو اُنہیں اِس راہ و رسم کو دُنیوی کاروبار کے طور پر اختیار کرنے کا کوئی خیال نہیں ہوتا بلکہ سچّے معنی میں حق کے متلاشی ہوتے ہیں اور اپنی بے علمی کی وجہ سے محض ظاہری وضع و قطع اور مخصوص ہیئت کے تحت عملی زندگی گزارنے کو اولیاء اللہ کی راہ و رسم تصوّر کر کے اسے اختیار کر لیتے ہیں۔ اُنہیں چوں کہ شریعت کی گہرائی اور اولیاء اللہ کے رُتبے پر فائز ہونے کے لیے اسلامی راہ و رسم، پیغمبری ہدایات اور قال اللہ وقال الرسول کی رہنمائی کا علم نہیں ہوتا جس وجہ سے وہ اصل ولایت اور اولیاء اللہ ہونے کے عظیم رُتبے تک پہنچنے کے بنیادی لوازمات و شرائط سے غافل ہوتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ کچھ اُن کے ہم خیال اور کچھ سادہ لوح عوام مُریدوں کی شکل میں اُن کے اِردگرد جمع ہو کر اُن کی تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں، کچھ من

Marfat.com

گھڑت کچھ شیطانی اور کچھ نفسیاتی خوابوں کے حوالہ سے اور کچھ خیالی پلاؤ کے ظروف سے بیان کیے جانے والی کرامات کو سُن کر بتقضائے بشریت اُن کے خیالات تبدیل ہونے لگتے ہیں، نفسیاتی طور پر وہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ کے زمرہ میں پہنچے ہوئے سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اِسی طرح جوں جوں یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے اُسی کے مطابق اِن کے تصوّرات و خیالات میں بھی ارتقائی تبدیلی افزوں سے افزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے انجامِ کار اُن میں سے بعض قرآن وحدیث کی وساطت کے بغیر براہ راست نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ سے تربیت وہدایات وصول کرنے کے دعویدار بن جاتے ہیں جیسے کہا گیا ہے کہ:

”اِذَاصَلّٰی الْحَآئِکُ رَکْعَتَیْنِ یَنْتَظِرُ الْوَحْیَ مِنَ السَّمَآءِ“

یعنی بے علم ونادیدہ مُدعی ولایت دورکعت نفلی نماز پڑھ کر بھی اپنے آپ کو دربارِ الٰہی میں پہنچا ہوا سمجھ کر وحی کا انتظار کرنے لگتا ہے۔

بعض شیطان کے ہاتھ کا کھلونا بن کر براہِ راست اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں، بعض اپنے آپ کو اسلام کے ظاہری احکام وحدود کی پابندی سے مستغنی سمجھ کر وصول اِلی اللہ کے مُدّعی ہونے لگتے ہیں اور بعض کا مغلوب النفس ومنفعل ہونے کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اب تک جن اولیاء اللہ کے کمالات کے گُن گاتے تھے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کو معیارِ ولایت قرار دے کر اُن کے ساتھ روحانی سلسلہ جوڑتے رہے اب شیطان کے بہکانے پر اپنے آپ کو اُن سے افضل قرار دینے لگتے ہیں۔ اِن حضرات کو اپنے غیر اسلامی اقوال وافعال اور تلبیس ابلیس کی اِن رنگینیوں میں روز افزوں ترقی کی بنیادی وجوہات میری فہم وتجربہ کے مطابق دو چیزیں ہیں:

اول:۔ اہل اسلام کے سیاسی اقتدار پر نااہلوں کے ناجائز تسلّط اور مذہب آزاد مقتدرہ کی طرف سے کھلی چھٹی ملنا ہے تاکہ عوام کو اس طرح کی توہم پرستی کے اندھیروں میں

Marfat.com

رکھ کر آرام سے اقتدار کے مزے اُڑا سکیں، خاص کر ایسے حالات میں جبکہ اولیاء اللہ ہونے کے پُرکشش نام کے اندرون پردہ ولایتِ شیطانی پھیلانے والے اِن جعل سازوں میں کچھ حضرات اُن کے اپنے ایجاد کردہ ہوں یا اُن کے استحکام کا سبب بن رہے ہوں۔ میں نے اپنے معاصرین میں اس ڈگر کے بھی بہت سے دجاجلہ دیکھے ہیں جن کے پجاریوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

دوم:۔عوام کی جہالت اور اسلام کی تعلیمات سے بے خبری، ضُعف عقیدہ میں مبتلا پیر پرستی کے شوق میں ڈوبے ہوئے حضرات اگرچہ دُنیوی علوم کے حصول کے بعد اعلیٰ مناسب پر فائز اور سرکاری عہدوں پر تعینات ہیں پھر بھی ضُعفِ عقیدہ کی بیماری اِن پر غالب ہوتی ہے اور اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان کے مابین تمیز کرنے کی توفیق سے محروم ہوتے ہیں جبکہ ناقص مشائخ اور جعلی پیروں کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ اسلامی تعلیم سے دور رہیں، ضُعف عقیدگی میں ھل من مزید ہو اور پیر پرستی کی اِس اندھی تقلید کو آئندہ نسلوں کو منتقل کریں کیوں کہ ہر جاہل اور ناقص پیر مریدوں کے جہل میں اپنا مفاد سمجھتا ہے وہ جانتے ہیں کہ مذہبی تعلیم کی روشنی ملنے کے بعد یہ ہم سے بیزار ہوں گے اِسی وجہ سے ہر ناقص پیر اپنے مریدوں کو نسل در نسل مذہبی تعلیم سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے، علماء کی غیبت کرتا ہے اور دینی مدارس سے الرجک رہتا ہے۔

جعلی مشائخ اور علماء سُوْ کا ایک حکم

خود کو گونگا شیطان بنانے والے یہ حضرات چاہے دنیا اُنہیں بریلوی کہے یا دیوبندی شیعہ کہے یا سنی، اہل حدیث کہے یا اہل تقلید ان سب کے اغراض فاسدہ یکساں نہیں ہوتے ہیں بلکہ گونگا شیطان بننے والے اِن حضرات میں میری معلومات و تجربہ کے

Marfat.com

مطابق بعض وہ ہیں جو اپنی جہالت کی بنا پر جائز و ناجائز اور حق و باطل کی تمیز کرنے سے ہی محروم ہیں بلکہ ماحول کے تابع ہونے کی وجہ سے اُن کا دین و مذہب وہی ہوتا ہے جو اُن کے ماحول و معاشرہ میں متعارف ہو اگر چہ وہ اسلام کے صریح احکام کے ساتھ متصادم ہی سہی تب بھی یہ اپنی بے علمی کی وجہ سے اُسے اسلام ہی سمجھتے ہیں ۔عرصہ نصف صدی سے میں دیکھ رہا ہوں کہ اندرون پاکستان خصوصیت مسلک سے قطع نظر دینی مدارس سے سالانہ فارغ تحصیل ہونے والوں کی غالب اکثریت کا یہی حال ہے۔

بعض وہ ہیں جو نمبر دو بزرگوں کی ان آلودگیوں ، بدعتوں اور گمراہیوں کو ناجائز، اسلام کے لیے نقصان اور مسلمانوں کے حق میں خرابی ایمان ہونے کی تمیز رکھتے ہیں پھر اُن میں بھی بعض وہ ہیں جو انہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر کے اپنی شرعی ذمہ داری پوری کرنے سے محض اس بنا پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں کہ وہ ان کی اپنی پارٹی یا جماعت کے لوگ ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کو ٹو کنے یا اُنہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے میں پیر صاحب کے کچھ مرید میرے خلاف ہونگے ۔الغرض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے استحکام کو اسلام پر ترجیح دیتے ہیں، جماعتی مفاد کو اسلامی مفاد سے مقدم سمجھتے ہیں اور دین اسلام میں اشتباہ والتباس پیدا کئے جانے کو برداشت کر سکتے ہیں لیکن جماعتی نقصان کے قلیل سے قلیل احتمال کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

بعض وہ ہیں جو اِس حوالہ سے عادی مجرم بن چکے ہوتے ہیں جنہوں نے اپنا مقصد حیات ہی حصولِ دنیا بنا رکھا ہے اِس رَوش میں وہ اِس حد تک ایمانی بصیرت سے اندھے ہو چکے ہوتے ہیں کہ نمبر دو پیروں اور جعلی بزرگوں کی اِن غیر اسلامی حرکات میں اُن کے مُمِد و معاون ہوتے ہیں تا کہ دونوں طرف سے شیطانی کاروبار کو ترویج ملے ۔اسلام و مذہب محض ان کی زبان پر ہوتا ہے دراصل وہ اپنے دنیوی مفادات کے خلاف اسلام کو

Marfat.com

مانتے ہیں نہ مذہب کو۔ ایسوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اَلشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَھُمْ وَاَمْلٰی لَھُمْ''(۱)

یعنی اُن کے نفس امارہ نے دنیوی مفادات کو ہی اُن کی نگاہ میں خوبصورت و دلکش بنا کر اُنہیں حصول دنیا کی آرزوؤں میں ڈال رکھا ہے۔

اور دیدہ و دانستہ اِس عملی نفاق میں مبتلا ہونیوالے سیاہ بختوں کے انجام کار کی بابت ارشاد فرمایا:

''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَاَعْمٰی اَبْصَارَھُمْ''(۲)

یعنی دین اسلام کے مقابلہ میں اُن کی اِس دنیا طلبی و گمراہی اور منافقت کاری کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی رحمت سے دور کیا ہے اور اُن کی بصیرت و بصارت کے ذرائع کو بھی بے مراد کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے عین مطابق میں نے ایسے دنیا پرست علماء سوٗ بہت دیکھے ہیں جنہیں توفیق توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ)

بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو سب کچھ جاننے کے باوجود محض دنیوی مصلحت و تعلقات کی بِنا پر حق کا اظہار کرنے اور ان گمراہوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے کے شرعی فریضہ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ ہم نے ایسے بہت سے بے ضمیر اور اخلاقی جرأت سے محروم اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو اظہارِ حق کرنے والے اہل حق کو دل ہی دل میں دادِ شجاعت دیتے ہیں اور اُن کے اِس اسلامی کردار کو خلوت میں سراہتے ہیں لیکن اکثریت کی بے بصیرتی کا یہ عالم ہے کہ جماعتی عصبیت اور مذہبی تنگ نظری کے زنداں کے اسیر ہونے کی بِنا پر اپنی جماعت و فرقہ کے اندر موجود اِن کالی بھیڑوں کی جملہ سیاہ کاریوں،

۱۔ محمد، 25۔

۲۔ محمد، 23۔

Marfat.com

بدعت عملیوں اور التباس الحق بالباطل کرنے کے جرائم کو سمجھنے، دیکھنے یا اُن کی طرف توجہ کرنے سے ہی اندھے و بہرے ہوتے ہیں لیکن مذہبی عصبیت کے زنگ آلود ماحول و اندھے پن نے ہر چیز کو معیارِ شریعت کی روشنی میں دیکھنے اور سوچنے کی شرعی مسؤلیت کے احساس سے ہی انہیں محروم کر رکھا ہے۔ جس وجہ سے ان کی عملی سوچ کا یہ عالم ہوتا ہے کہ مذہب وطریقت اور شریعت و روحانیت کے حوالہ سے جن باتوں کو یہ اپنے مذہبی مخالفین میں ناجائز محسوس کر کے اُنہیں کفر و شرک اور بدعت و معصیت کاری کے کبائر تک پہنچنے کا فتویٰ دیتے ہیں اُنہی باتوں کو اپنی جماعت و فرقہ کی اِن کالی بھیڑوں میں دیکھنے، سننے اور مشاہدہ کرنے کے باوجود اُنہیں سانپ سونگھ جاتا ہے، اُن کے لبوں پر مہر سکوت طاری ہو جاتا ہے اور غیروں پر لگائے جانے والے فتوے اُنہیں بھول جاتے ہیں۔ کیا اِس قسم دُہرے معیار کی اسلام میں کوئی گنجائش ہو سکتی ہے؟ کیا بنی اسرائیل کے مردود قرار دیئے گئے احبار و رھبان کا ایسا ہی کردار نہیں تھا؟ جس کی وجہ سے قرآن شریف نے اُنہیں مردود و ملعون قرار دیا ہے اور اللہ کے رسول نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی اُمت کے علماء و مشائخ کو ایسے مردود کردار سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ“(۱)

جعلی مشائخ کو دعوت فکر

پیری مریدی کا روزگار کرنے والے نمبر دو بزرگوں اور اُن کے دست و بازو بننے والے گونگے شیاطین سے متعلق جو کچھ پیش کر رہا ہوں یہ کوئی تخمین و قیاس آرائی یا رجم بالغیب کی باتیں نہیں ہیں بلکہ میرے ذاتی مشاہدہ و تجربات کے حصے ہیں۔ جب میرے

۱۔ الحشر، 19۔

Marfat.com

جیسے غیر عوامی، بوریا نشین اور علمی مشاغل میں محدود زندگی گزارنے والے شخص کو نمبر دو پیروں کی شکل میں دین اسلام کے اندر بگاڑ پیدا کرنے والوں اور اُن کے حواریوں سے متعلق اتنے مشاہدات ہو سکتے ہیں تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ہر خاص و عام کے ساتھ مخلوط زندگی گزارنے والے علماء و درویشوں کو اِن گمراہیوں کا علم نہ ہو۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اگر اِن دین دشمنوں کی بے اعتدالیوں کا دس فیصد مشاہدہ ہے تو دوسرے حضرات کو پچاس فیصد سے کم نہیں ہوگا۔ ایسے میں اپنے دلوں میں ذرّہ برابر خوفِ خدا اور اسلام کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے ہم عصر علماء و درویشوں اور اپنے تلامذہ و احباب کو میں دعوت فکر دونگا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر سوچئے کہ؛

1. کیا سلسلۂ طریقت چلانے والے بزرگان دین نَوَّرَاللّٰہُ مَرَاقِدَهُمُ الْقُدُسِيَّةِ کا یہی طریقہ تھا جو یہ لوگ کر رہے ہیں؟ برائے خدا ٹھنڈے دل سے سوچئے۔
2. کیا سلاسل اربعۂ طریقت کے یہی اہداف تھے جو اُن کے نام سے کیے جا رہے ہیں، جن کا ہر طرف آپ خود مشاہدہ کر رہے ہیں؟ برائے خدا کھلے ذہن سے سوچئے۔
3. سچے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے مزارات پر منعقد کیے جانے والے سالانہ ایام اعراس کے دوران جن غیر شرعی حرکات کا ارتکاب نمبر دو پیروں کی نگرانی میں کیا جا رہا ہے کیا صاحب مزار یا صاحب عرس بزرگوں کا بھی یہی طریقہ تھا؟ کیا اُنکی ارواح اِن بدتمیزیوں سے خوش ہوتی ہیں؟ للہ خود اپنے ضمیر سے ہی پوچھیں تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے۔
4. روحِ تصوف جو تزکیہ نفس اور منشاء مولیٰ کے مطابق اپنی قوتِ فکری و عملی کو صَرف کرنے سے عبارت ہے، پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور شہر بہ شہر ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے اِن گندم نما جو فروشوں میں

Marfat.com

پانچ فیصد کا کردار بھی اِس کے مطابق ہے؟ مہربانی کر کے ذرا وسیع نظر سے دیکھئے اور سوچئے۔ مجھے یقین ہے اگر آپ ماحولیاتی اثر کی قید و بند سے نکل کر آزاد ذہن سے سوچیں گے تو ضرور میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔

❺ جب تاریخ کے کسی بھی دور میں تصوف وطریقت کے نام پر سوداگری کرنیوالے اِن گندم نما جوفروشوں نے کبھی اہل حق کا ساتھ نہیں دیا۔ اسلام پر آنے والے مشکل وقت میں کبھی اُنہوں نے سچے مسلمان کا کردار ادا نہیں کیا اور مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے کے لیے اٹھنے والی اجتماعی تحریکوں میں کبھی اِن کا کوئی حصہ نہیں رہا، کیا ایسے گمراہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

''لَا یَاْ لُوْنَکُمْ خَبَالًا''(۱)

یعنی یہ منہ بولے پیرانِ حرم نقصان پہنچانے کے سوا اور کوئی فائدہ تمہیں نہیں پہنچائیں گے۔ تو ایسے میں ماضی سے سبق حاصل کر کے اُنہیں نہی عن المنکر کی تبلیغ کرنے کی بجائے اُن سے خیر کی اُمیدیں وابستہ رکھنے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ اُن سے اہل حق کو کون سا جماعتی فائدہ ملنے کی اُمید ہوسکتی ہے؟ مذکورہ آیت کریمہ کا مصداق قرار پانے کے بعد دنیا کے اِن پُجاریوں کو اہل حق کا حصہ سمجھنا کیا اہل حق کی توہین اور خود فریبی نہیں ہے؟ خدا کے لیے ماحولیاتی اثر سے آزاد اور کھلے ذہن سے سوچ کر فیصلہ کیجئے۔

❻ اِن دَجاجِلہ کو اہل حق کا حصہ سمجھنے، اُنہیں جماعتی سرپرست و رہنما سمجھ کر اُن کی گمراہیوں، بدعت کاریوں اور غیر اسلامی حرکات کا دفاع کرنے یا اُن کی تقویت کا سبب بننے میں اہل حق کو جن مذہبی و دُنیوی خُسران و نقصان کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اُس کی مندرجہ ذیل جھلکیوں پر بھی ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں:

۱۔ آلِ عمران،118۔

Marfat.com

1 تصوف وطریقت کے پردہ میں دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے جن بدعات اور غیر شرعی حرکات کا نفس امارہ کے یہ گندم نما جو فروش پجاری ارتکاب کرتے ہیں اُن کے جواز کے لیے بے وزن و بے وقار علماء سوٗ کو بطور ٹشو پیپر استعمال کرنے کے نتیجہ میں التباس الحق بالباطل کے فتنہ وفساد ہونے کیساتھ اہل حق کی جو بدنامی ہورہی ہے، اُس سے بچنے کیلئے نہی عن المنکر کے اِس شرعی انداز عمل کے سوا آیا کوئی اور ذریعہ ہوسکتا ہے؟

جواب اگر اثبات میں ہے تو اُس پر عمل کیوں نہیں کیا جارہا ہے؟

اور اگر نفی میں ہے (یقیناً نفی میں ہے) تو پھر مجھ پر اعتراض کرنے کا کیا جواز باقی رہتا ہے؟

سوچئے ٹھنڈے دل سے خوب سوچئے۔

2 پیر طریقت، قطب لاثانی، شہباز لامکانی، جیسے ماوراء العقل القاب کیساتھ خود کو مشہور کرا کر دنیا کو بیوقوف بنانے والے ان ہوشیار دنیاداروں کی نجی زندگی سے واقف حال لوگوں کی نگاہ میں اِن کی وجہ سے واقعی اصحاب سلاسل، سچے اولیاء اللہ اور مسلمہ بزرگانِ دین کے متعلق جو بدگمانیاں پیدا ہورہی ہیں کہ وہ بھی اپنے وقت میں شاید ایسے ہی دنیادار و ہوشیار ہی ہوں گے۔ کیا دیدہ و دانستہ اِن کا ساتھ دینے میں بے گناہ بزرگانِ دین کی بابت پیدا ہونے والی اِس بدگمانی کو تقویت نہیں مل رہی؟

کیا اِس سے سچے اولیاء اللہ و درویش صلحاء جو بقید حیات موجود ہیں اور اپنی استطاعت کے مطابق باعمل زندگی گزار رہے ہیں اُنکی ساکھ کو نقصان نہیں پہنچ رہا؟

آخر مقامِ غور ہے کہ اہل باطل کو اپنی صفوں میں پذیرائی دے کر اہل حق کی بدنامی اور سچے اولیاء اللہ کے ساکھ کو نقصان پہنچانے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ برائے خدا فرقہ

Marfat.com

پرستی کی اس غیر اسلامی روش کو چھوڑ کر خالص اسلامی سوچ کے ساتھ غور فرمایئے تو سب کچھ آپ پر عیاں ہوسکتا ہے۔ آپ بھی حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی طرح علی الاعلان کہہ سکتے ہیں۔

فَمَنْ شَھِدَ الْاَمْرَ الَّذِیْ قَدْ شَھِدْتُہٗ　　یَقُوْلُ بِقَوْلِیْ فِیْ خِفَآءٍ وَّاِعْلَانٍ (۱)

بے بصیرتی سے جنم پانے والا مغالطہ

اِس سلسلہ میں کچھ کوتاہ بینوں کو یہ سُوجھتا ہے کہ پیری مریدی کے شُغل کے ساتھ منسلک حضرات چاہے سچے اولیاء اللہ ہوں یا جھوٹے، ہم کو اُن کے ایمان ونظریہ سے کیا غرض، ہماری جمعیت اور مذہبی دبدبہ اُن کے ساتھ قائم ہے، وہ ہماری جمعیت ومسلک کے ووٹر ہیں، ہمارے اجتماعات کو رونق بخشتے ہیں۔ اپنے مریدوں کے ہمراہ شامل محفل ہوکر ہمارے جلسوں کو کامیاب کرتے ہیں اور اُن کی وجہ سے اپنے مذہبی مخالفین پر ہماری برتری و دبدبہ قائم ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس مغالطہ میں مبتلا حضرات سب یکساں ذہنیت کے حامل نہیں ہیں بلکہ یہ دو الگ الگ طبقوں کے لوگ ہوتے ہیں۔

اول:۔ وہ منہ بولے مسلمان یا برائے نام اہل سنت ہیں جو میلادُ النبی یا سیرتُ النبی ﷺ کے اجتماعات یا اس طرح کے کسی بھی مذہبی پروگرام کے انعقاد کرانے کو محض دُنیوی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ میرے ذاتی تجربہ کے مطابق پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے ایسے بہت سے دنیا دار بلکہ خالص دنیا دار اشخاص کی کمی نہیں ہے جو اِن مذہبی پروگراموں کو منعقد کرانے میں مشہور ہیں جن کا مقصد ومدعا اِس کے سوا اور کچھ نہیں

۱۔ فصوص الحکم شریف، فص حکمۃٍ اسحاقیۃ فی کلمۃ الٰھیۃٍ۔

Marfat.com

ہوتا کہ اِن کے ذریعہ اُنہیں شہرت ملے، چندہ ملے اور سادہ لوح مذہبی ذہنیت والے مسلمانوں کی سپورٹ ملے، چنانچہ ایسے حضرات کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں جو اپنے اِس دنیوی مقصد میں کامیاب ہو کر حکومت سے مراعات حاصل کرنے کیساتھ اِن ہی اجتماعات کو سیڑھی بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کر کے اسمبلیوں اور وزارتوں تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہوئے ہیں حالاں کہ اِن مذہبی اجتماعات کے علاوہ اُن کے پاس کوئی اور ذرائع ترقی وکمال یا قوتِ فکری و عملی کا کوئی کامیاب نسخہ موجود نہیں تھا۔ اِس طبقہ کے حضرات سے ہم کچھ گلہ کر سکتے ہیں نہ شکوہ کیوں کہ اُنہوں نے بہرحال مذہبی رنگ میں اپنے دُنیوی کاروبار کو کامیاب کرانے کے لیے جائز و ناجائز اور سچے و جھوٹے ہر طرح کے لوگوں کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ مذہبی نقصان کا اُنہیں قطعاً کوئی احساس نہیں ہوتا کیوں کہ اول تو وہ مذہب کی حقیقت کو سمجھنے سے ہی محروم ہیں اگر تھوڑا بہت کچھ سمجھتے ہیں تو خواہشات دنیا کا اتنا گہرا زنگ اُن کے دلوں پر چڑھ چکا ہوتا ہے جس کی موجودگی میں اُنہیں اِس مذہبی نقصان کا ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا کہ جعلی پیروں اور نمبر دو اولیاء اللہ کو بمع چیلوں کے بلا کر مذہب کے نام پر منعقدہ اس اجتماع میں ہا، ہو، کی ریاکاری وڈرامہ رچانے کی وقتی شوشہ بازی سے عوام کو کتنا دھوکہ ہوتا ہے۔ کتنے سادہ لوح عوام کو اِن جعل ساز نمبر دو بزرگوں کی ظاہری تصنع وڈرامہ بازی پر حقیقت کا گمان ہو کر وہ بیچارے اِن کے پھندے میں پھنس کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔

دوم:۔ میرے مشاہدہ کے مطابق اندرونِ پاکستان ایسے پیروں کی درجنوں مثالیں موجود ہیں جن کے غیر اسلامی کردار اور شریعت و طریقت کے ساتھ متصادم حرکات شنیعہ کی وجہ سے دوسرے کل مکاتبِ فکر نے اُنہیں مسترد کیا ہوا ہے، اُن کی صحبت کو ایمان کے لیے نقصان اور اُن کے عقائد و اعمال کو اسلام کے منافی ہونے کا اعلان کیا ہوا ہے

Marfat.com

لیکن اس کے باوجود یہی پارٹی باز یا جلسہ باز اور دین کے نام پر دنیا داری کرنے والے لوگ محض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کو تقویت پہنچانے یا مذہبی اجتماع کے نام پر وقتی نمائش کو جاذبِ نظر بنا کر عوام کو دھوکہ دینے کی غرض سے اُنہیں اپنے ساتھ ملائے رکھتے ہیں، اُنہیں اپنے اجتماعات کے میر محفل بنا کر اُن کی تشہیر کرتے ہیں، اُن کے اولیاء اللہ، پیر طریقت، رہبر شریعت ہونے کا اعلان کرا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں گویا ''تومرا ملا بگو ماترا حاجی میگوئیم'' کے گندم نما جو فروش نسخۂ فریب استعمال کرتے ہیں اور ہر طرف خلق خدا کی گمراہی کرتے ہیں۔

اِن دونوں میں بنیادی فرق صرف اتنا ہے کہ اول طبقہ والے خالص دنیا دار ہوتے ہیں کہ دنیا داری اُن کی وجہ شہرت ہوتی ہے اور مذہبی کاموں میں حصہ لینا بھی اُن کی دنیا داری کا ہی حصہ ہوتا ہے جبکہ دوسرے طبقہ والے بظاہر دیندار ہوتے ہیں، دین کے ٹھیکیدار ہوتے ہیں کہ مذہبیت و روحانیت اُن کی وجہ شہرت ہوتی ہے جسے ترقی دینے کی غرض سے وہ جائز و ناجائز کی تمیز نہیں کرتے ہیں۔ بہر تقدیر التباس الحق بالباطل کرنے میں اِن دونوں کا کردار یکساں ہے۔

عام مسلمانوں کو دعوتِ فکر

خواہشات کی آلودگی سے محفوظ ہمدردانِ اسلام کو چاہئے کہ وہ اسلام کے نام پر کیے جانے والے اِن اعمال کے اندرون جھانک کر دیکھیں کہ اِن لوگوں کا یہ کردار کس حد تک اسلام کے لیے نقصان اور سادہ لوح عوام کے ایمان کے لیے خطرہ ہے۔ میرے جائزے اور تجزیہ کے مطابق اِس کردار کے عواقب و نتائج مندرجہ ذیل معصیت کاریوں کے سوا اور کچھ نہیں ہیں:

Marfat.com

❶ پیری مریدی کا کاروبار کرنے والے نمبر دو بزرگ جو ہمہ وقت اپنے اِس کاروبار کو ترقی دینے کی فکر میں ہوتے ہیں، مذہب کے نام پر منعقد کیے جانے والے اِن اجتماعات میں اپنی شرکت کو بھی اپنے گھناؤنے کاروبار کی توسیع کا ذریعہ بنالیتے ہیں کہ اُن کے جُبہ و دستار کی رعنائیوں سے دھوکہ کھا کر توہم پرست عوام اُن کے ساتھ منسلک ہوکر گمراہ ہوتے ہیں خاص کر اِس صورت میں جبکہ اجتماعات کے منتظمین کی طرف سے اُن کے حق میں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جیسے دلکش نعروں سے محفل کو گرمایا جاتا ہے۔ اِس حوالہ سے میں نے ایسے ایسے نمبر دو پیروں کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد دین وملت، قطب دوران اور شہباز لامکان، جیسے استقبالی نعرے لگاتے ہوئے دیکھے ہیں، جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ اُنہیں دین کی بنیادی تعلیمات کا بھی علم نہیں ہے، اُصولِ دین اور فروعِ دین کی تمیز نہیں ہے اور روحانیت وطریقت کے ساتھ کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ میں نے ایسے گندم نما جوفروش اجتماعات ومحافل میں اس قسم خطباء و مبلغین بھی بکثرت دیکھے ہیں جو اِن نمبر دو پیروں کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں، سادہ لوح عوام اور توہم پرستوں کے اجتماع میں اِنکی من گھڑت کرامات اور فوق العادۃ کمالات کے اظہار کے لیے شیطانی خوابوں کو بطور شرعی دلیل بیان کر کے خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔ کیا اِس اندازِ عمل کو کوئی خداترس انسان اسلامی روش کہہ سکتا ہے؟

❷ مذہب کے نام پر منعقد کئے جانے والے اِن اجتماعات میں مذہب کی تقویت و اشاعت کے لیے کوئی کردار انجام دینے یا کوئی تقریر وبیان ہونے کی بجائے صرف اور صرف منتظمین کی حقیر اغراض وخواہش کی تکمیل اور نمبر دو بزرگوں کی تشہیر وتقویت کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ کیا ایسے اجتماعات ومحافل کو بھی شریعت کی روشنی میں مذہب کی خدمت کہا جاسکتا ہے؟ کیا سچے بزرگان دین اور سلف صالحین کا کردار ایسا ہی تھا؟

Marfat.com

۳ اِس روش کی وجہ سے سچے درویشوں اور واقعی اولیاء اللہ تک عوام کی رسائی مشکل ہو جاتی ہے کیوں کہ یہ نفوس قدسیہ چونکہ سُمعت وشہرت اور بناوٹ وتصنع کی جملہ راہوں سے متنفر و بے نیاز ہوکر ہمہ وقت اصلاح احوال اور خلق خدا کی درست رہنمائی کی فکر میں مگن رہنے کی وجہ سے اہل دنیا کی اِن رنگینیوں سے کنارہ کش رہتے ہیں جبکہ گندم نما جو فروشوں کے یہ زمانہ ساز ہر قسم ماحول و معاشرہ میں اپنا کرتب دکھاتے ہوئے شکار کی تلاش میں حاضر باش ہونے کی بدولت سادہ لوح عوام کو اپنی طرف کھینچنے کے سفر میں رواں دواں ہوتے ہیں۔

تجربہ سے ثابت ہے کہ مذہب کے نام پر منعقد کیے جانے والے یہ اجتماعات اِن کی کامیاب شکارگاہیں ہوتی ہیں۔ایسے میں دنیوی اغراض فاسدہ سے محفوظ ذہن والے مخلص مسلمانوں کو دعوت فکر دی جاتی ہے کہ وہ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ کیا پیری مریدی کا یہ طریقہ راہ اسلام ہوسکتا ہے؟

کیا نمبر دو پیروں کی دوکان میں مال ڈالنے سے مذہبی تقویت حاصل کی جاسکتی ہے؟

کیا یہ لوگ اپنے ضعیف العقیدہ مریدوں کی اعتقادی وعملی اصلاح کرنے کے قابل ہیں؟

کیا اُن کے ہاتھ مضبوط کرنے میں مذہبی خسران نہیں ہے؟

کیا کسی ملکی یا ملی مسئلہ میں اُنہوں نے کبھی مسلمانوں کا ساتھ دیا ہے؟

جب اِن سب کا جواب نفی میں ہے تو پھر دیدہ ودانستہ اِس شیطانی راہ کو بطور مذہب مروّج کرنا کیا مذہب کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟

اِس طاغوتی ملغوبہ کو مذہب اہل سنت کا نام دینا کیا اہل سنت کی توہین اور مسلک حق کے ساتھ ظلم نہیں ہے؟

کیا اِس میں سچے اولیاء اللہ کی توہین نہیں ہے؟

Marfat.com

مذہب کے نام پر یہ ڈرامہ، یہ توہم پرستی، یہ بھول اور یہ ٹیڑھا پن آخر کب تک؟

کیا دین اسلام کی واقعی تعلیمات اور نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کے روشن اُسوۂ حسنہ کی موجودگی میں بھی اِس قوم کو زمانہ جاہلیت قبل از اسلام میں بادل کے ستاروں کی طرح موجود اہل بصیرت جتنی سوچ وفکر بھی نصیب نہیں ہوسکتی؟ جنہوں نے اس طرح کے غیر فطری پیشواؤں سے اظہار برات کرتے ہوئے کہا تھا۔

اَرَبًّا وَّاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ　　اَدِیْنُ اِذَا تَقَسَّمَتِ الْاُمُوْرُ

تَرَکْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعًا　　کَذٰلِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ

یعنی لوگوں کی تقدیر بدلنے کا دعویٰ کرنے والے نمبر دو پیشواؤں اور ارباب متفرقہ کے مابین توہم پرستوں کی بندر بانٹ ہوتے ہوئے دیکھ کر میں نے لات وعزاۃ جیسے توہم پرستی کی پیداوار خداؤں کو چھوڑ دیا۔ صراط مستقیم والے حقیقی رب کے نظام عدل کا مقابلہ کرنے والے ہزاروں جعلی ارباب کی پراگندہ راہوں سے بیزار ہونا میری طرح اہل بصیرت کو ہی نصیب ہوسکتا ہے۔

مقامِ افسوس ہے کہ اسلام کا نور اور نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کی نورانی تعلیمات کے انوار وتجلیات کا اِس جہانِ آب وگل میں نمودار ہونے سے قبل جہاں ظلمت، اندھیرا اور ہر طرف توہم پرستی پر مبنی بت پرستی تھی وہاں پر کچھ لوگوں کو اگرچہ شاذ ونادر اور کمیاب تھے، اُس مذہبی اندھیر نگری کے خلاف سوچنا نصیب ہوتا تھا جبکہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی شکل میں تعلیماتِ نبوی ﷺ کی جگمگاتی ہدایات کا قرآن وسنت اور سچے اولیاء اللہ کی تشریحات و تعبیرات کے ساتھ دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنے کے بعد مدعیانِ ایمان کو توہم پرستی کی اس اندھیر نگری کے خلاف سوچنا نصیب نہیں ہورہا۔ حق وباطل کے مابین تمیز کرنے کی توفیق

Marfat.com

نہیں ہو رہی، اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان کی تفریق پر غور و فکر کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہو رہی اور تو ہم پرستی کے ظلماتِ متلاطمہ سے نکلنے کی فکر نہیں ہو رہی۔

میں حیران ہوں طریقت کے مقدس نام کے پردہ میں قابلِ رحم عوام کو کس ظلمات کی طرف لے جایا جا رہا ہے؟ عاشقِ رسول ہونے کے مدعیوں کو، اہل سنت و جماعت کہلانے والی قوم کو اسلام کے ساتھ ہمدردی اور مسلمانوں کے ساتھ اخلاص رکھنے والے مخلصین کو یہ سوچنا کب نصیب ہوگا کہ؛

① اللہ تعالیٰ کے حبیب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام کامل و تمام ہے۔ جس میں قیامت تک کسی قسم کی زیادتی ممکن ہے نہ کمی، تغیر ممکن ہے نہ تبدیل، جس میں بگاڑ و فساد پیدا کرنیوالا چاہے کسی باشد مسلمان ہی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ اولیاء اللہ ہو۔

② قرآن و سنت کی شکل میں موجود نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے بنیادی احکام کی جو تشریح و تعبیر سچے اولیاء اللہ، سلف صالحین، آئمہ دین، اہل بیت اطہار و مجتہدین سے ثابت ہے اُس کے خلاف عقائد و اعمال رکھنے والا سچا مومن کہلانے کے قابل نہیں ہے چہ جائیکہ شیخ طریقت بن سکے۔

③ جن سچے اولیاء اللہ کی قوت فکری و عملی کے قرآن و سنت اور منشاء الٰہی کے مطابق ہونے کی بنا پر اُن کی ولایت اہل اسلام کے مابین اجماعی و متفقہ ہے اُن کی تعلیمات کے برعکس کرنے یا اُن کی گستاخی و بے ادبی کرنے والا مردود الطریقت اور فاسق و مکروہ ہوتا ہے چہ جائیکہ منصب ولایت پر فائز ہو سکے۔

④ میری حیرت کی انتہا ہو رہی ہے کہ سچے اولیاء اللہ کی شان میں وارد شدہ نصوص و قطعیات کو اِن نمبر دو پیروں پر چسپاں کر کے اِن کے اِس گھناؤنے کاروبار کو ترویج

Marfat.com

دینے والے اُجرتی مقررین وعلماء سؤ کی یہ اسلام دشمنی آخر کب تک چلے گی؟
سادہ لوح عوام کو کب تک اِس حوالہ سے اندھیرے میں رکھا جائے گا؟
مذہب اہل سنت کو اِن اعداء اللہ (اللہ کے دشمنوں) کی نذر کرنے کا یہ ظلم کب منتہی ہوگا؟
اہل سنت کو بدنام ورسوا کرنے کی سامان رسانی کا یہ منحوس سلسلہ کب ٹوٹے گا؟

آگے چل کر میں نے چوں کہ سچے اولیاء اللہ کے طبقات، اُن کی عظمت شان، اُن کی حقیقت وکردار پر روشنی ڈالنی ہے لہٰذا مناسب سمجھتا ہوں کہ جعلی پیروں اور نمبر دو مشائخ کے بھی مختلف طبقات پر کچھ روشنی ڈالتا چلوں۔ اِس سلسلہ میں میرے مشاہدہ کے مطابق یہ لوگ مندرجہ ذیل طبقوں میں تقسیم ہیں:

پہلی قسم:۔ جنکا کوئی قابل ذکر خاندانی پس منظر یا زندگی کے کسی شعبہ میں کوئی خدمت نہیں ہے۔ اِن میں بعض وہ ہیں جن کو اُن کے والدین یا گھر کے سرپرستوں نے مذہبی تعلیم کے لیے وقف کیا لیکن ماحول سازگار نہ ہونے کی بناء پر یا اپنی بلادت وکُند ذہنی کی وجہ سے مذہبی تعلیم سے محروم رہ جانے کے بعد اُنہوں نے کسی بھی رنگ میں اِس راہ کو اختیار کیا۔ اِس سلسلہ میں بعض مذہبی جماعتوں کے کچھ مرحوم اور کچھ تادم تحریر ہٰذا (6-7-2003) تک بقید حیات موجود اُن بانی سربراہ وقائدین کے روحانی وعلمی پس منظر کا اگر انکشاف کروں جنہیں شیخ التفسیر وشیخ القرآن، مبلغ اسلام، پیر طریقت رہبر شریعت جیسے القاب کے ساتھ مشہور کر کے کالے زنگ زدوں کے چٹے گورے ہونیکا تاثر پھیلایا جاچکا ہے تو شاید دس فیصد قارئین کو بھی اِس پر یقین نہ آئے حالاں کہ میرا یہ انکشاف کسی خبر واحد پر نہیں بلکہ میرے ذاتی مشاہدہ یا اُن حضرات کی خود نوشتہ تحریری دستاویزات پر مبنی ہے۔ حضرت آنس نے سچ کہا ہے

سچ ابھی کمر کس کے گھر سے جارہا تھا کہ   جھوٹ اتنے عرصہ میں دنیا گھوم آیا ہے

Marfat.com

دوسری قسم:۔ جو کسی جعلی پیر کے ہاتھ چڑھ کر اُس کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہوتے ہیں۔ اِس جنگل کی راہوں کا پتہ لگانا بہت مشکل کام ہے۔

تیسری قسم:۔ جنہوں نے صحیح معنی میں علمی مشغلہ اور راہِ سلوک میں پیش آنے والی مشکلات و معاشی ناہمواریوں کے مقابلہ میں اِس آسان کاروبار کو ترجیح دی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ حضرات بھی اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو رہے ہیں۔

چوتھی قسم:۔ جو شروع میں تو صدقِ نیت کے ساتھ سچے اولیاء اللہ کی راہ پر چلنے کی غرض سے جذبہ صادقہ کیساتھ اِس لائن کو اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر اِن میں بھی دو قسمیں ہیں:

اول:۔ وہ جو اپنی بے علمی و ناتجربہ کاری اور فریضہ سلوک کے لوازمات و شرائط سے غفلت کی بنا پر کسی ''نمبر دو'' کی گود میں بیٹھ کر انجام کار اُس کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا گیا ہے

صحبت صالح تُرا صالح کند

صحبت طالح تُرا طالح کند

دوم:۔ جو کسی سچے ولی اللہ کی صحبت میں تو پہنچ جاتے ہیں لیکن اُس کے بعد کچھ اُن کی بے توجہی اور کچھ جھوٹوں کی ہر طرف پھیلی ہوئی اکثریت کے نتیجہ میں ماحولیاتی اثرات سے منفعل ہو کر رضا الٰہی پر نفس امّارہ کے میلان کو ترجیح دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا''(۱) کے مظہر اور شیطان کا شکار ہو کر طالبِ دنیا بن جاتے ہیں۔

۱۔ الفرقان، 28۔

Marfat.com

حقیقی پیرومرشد اور مُرید صادق کے لیے

راہِ سلوک کے مبتدی طالبانِ حق کو ماحولیاتی آلودگی سے بچانے کے لیے بزرگانِ دین نے قابلِ تربیت سالکین کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنے اور چھوٹے بچوں کو ابتدائی تعلیم دینے میں اُن پر مکمل توجہ مبذول کرنے کی طرح ہر وقت اُنہیں پیشِ نظر رکھنے کی تاکید کی ہے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مکتوب نمبر 26 میں فرماتے ہیں:

''نزد فقیر تلقین ذکر در رنگ تعلیم الف وبے است مر صبیان را''(۱)

یعنی میری نگاہ میں سالکین راہِ حق کو صراط مستقیم پر صحیح معنی میں رواں دواں کرنے کے لیے اُن کی جو تربیت کی جاتی ہے یہ چھوٹے بچوں کو الف، با کی تعلیم دینے کی طرح ہمہ وقت توجہ طلب امر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے ایک اور نامور معاصر اللہ کے عظیم ولی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے استاذ محترم خواجہ محمد باقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ارشاد پر لکھے ہوئے رسالہ بنام ''سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیۃ بالاصطلاح'' کے اندر فرمایا:

''افادہ وارشاد بھمت وحال چناں باشد کہ شیخ طالب را در ظاہر تعلیم احکام شریعت وارشاد آداب طریقت مشغول دارد ودر باطن ہمت وحال خود را براندازۂ قوت ونفوذی کہ دارد بتسدید وتسلیک طالب برگمارد وبقول وعمل و

۱۔ نور الخلائق، مکتوبات امام ربانی حصہ ششم، دفتر دوم، ص 70، مطبوعہ نور کمپنی لاہور۔

Marfat.com

حال ارشاد و تکمیل وی کند''(۱)

یعنی سچے اولیاء اللہ کی نگرانی میں جو طالبانِ حق روحانی تربیت حاصل کرنا چاہتے ہیں اُنہیں کامیاب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد برحق اپنی ہمت و توجہ ہر وقت اُن پر صَرف کر کے ایک طرف اُنہیں شریعت کے ظاہری احکام کی تعلیم دے تو دوسری طرف آدابِ طریقت کے مطابق ہر وقت اُنہیں عمل کی راہ میں مشغول رکھے اور اپنے قول و عمل و حال کو اُن کی فکری و عملی استعداد کے مطابق اُن پر صَرف کر کے اُنہیں کامل بنائے۔

خاندان آلِ نبوت کے فرزند اعظم جملہ اہل حق کے مسلمہ امام و پیشوا حضرت امام ابو حنیفہ کے استاذ محترم شیخ المحدثین والفقہاء مرجع الشریعت والطریقت حضرت امام جعفر الصادق نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف سے متعلق مشہور ہے کہ آپ ہر وقت متلاشیانِ راہ سلوک کو صراط مستقیم کے منافی محرکات کی بنیادی راہوں سے بچانے کی خاطر روزانہ مندرجہ ذیل دو جملوں کا ارشاد سب کو سنایا کرتے تھے:

''لَاعَدُوَّ اَضَرَّ مِنَ الْجَھْلِ وَلَادَآءَ اَدْوٰی مِنَ الْکَذِبِ''

یعنی مسلمان کے لیے جہل سے بڑھ کر ضرر رساں دشمن اور کوئی نہیں ہے اور جھوٹ سے زیادہ ضرر رساں کوئی اور متعدی بیماری نہیں ہے۔

لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اولیاء کاملین کے اِن ارشادات و معمولات کے برعکس آجکل کے زیادہ تر درویش و صلحاء اور پیر و فقیر یا بزرگانِ دین کے سجادوں کے جانشین پیرزادگان اپنے سلسلہ کے سالکین اور مرید ہونے والوں کو اپنے حلقہ ارادت میں لینے کے بعد کلمہ طیبہ کے ساتھ کچھ روایتی اَوراد کی اُنہیں تلقین کرنے کو ہی اِس حوالہ سے اپنی اولین و

۱۔ مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دھلوی مع اخبار الاخیار، ص10، مطبوعہ مجتبائی دھلی۔

Marfat.com

آخرین ذمہ داری تصور کرتے ہیں۔ پیری مریدی کے حوالہ سے اِس عصری رواج کے علاوہ کسی اور ذمہ داری کا اُنہیں احساس ہی نہیں ہوتا اور جذبہ صادقہ کے ساتھ روحانی بالیدگی کی تلاش میں اپنے سلسلہ کے ساتھ منسلک ہونے والے اِن محتاجانِ تعلیم و تربیت کو فکری و عملی مدارجِ عمل سے گزارنے کے لیے قدم بہ قدم اُن کی اصلاح احوال کرنے کی شرعی مسؤلیت سے یکدم غافل ہوتے ہیں۔ گویا یہ بیچارے وضو کو ہی مقصود اصلی تصور کر کے نماز کو بھول جاتے ہیں۔

اِس سلسلہ میں بہت سے مریدان باوفا میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو خاندانی و آبائی اور جدی پُشتی طور سے کسی پیر خانہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اُن کے نام کی نذر و نیاز بھی دیتے ہیں، اُن کے عرسوں، گیارہویں وختموں اور حسب رواج منعقد ہونے والے جملہ پروگراموں میں بھی پابندی کے ساتھ شامل ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ پیر خانہ نے اُنہیں درست تلفظ کے ساتھ کلمہ طیبہ بھی نہیں سکھایا، دینِ اسلام کی بنیادی باتوں کی بھی اُنہیں تعلیم نہیں دی اور حلال وحرام کی تمیز تک بھی اُنہیں نہیں سمجھائی۔ جہلستان کے یہ مخلص اسیر جبکہ مقصدِ طریقت کو جانتے نہیں، احکامِ شریعت کو پہچانتے نہیں، پیری مریدی کے اصل مقصد کو سمجھتے نہیں، طہارت ظاہری و باطنی کی راہوں پر آتے نہیں، اسلام و منافی اسلام کے مابین تمیز بتانے والے اہل حق کے پاس جاتے نہیں، شریعت وطریقت کے حوالہ سے کرنے کے ضروری کاموں کو کرتے نہیں اور قابل اجتناب ممنوعات ومحرمات سے بچتے نہیں، اِس کے باوجود کیا شرم کی بات نہیں ہے کہ خود کو قادری وسہروردی کہلاتے ہوئے شرماتے بھی نہیں اور چشتی ونقشبندی ہونے کا دم بھرتے ہوئے جھجکتے بھی نہیں۔ اِن شرمناک حالات سے ہمہ وقت اپنے شکار کی تلاش میں رہنے والے اولیاء الشیطان جس طرح ناجائز فائدہ اٹھا لیتے ہیں اُس کی مندرجہ ذیل شکلوں کا ہمیں تجربہ ہے:

Marfat.com

❶ جہلستان کے اِن اسیروں کے توہم پرستانہ نفسیات کے مطابق وہ انہیں شعبدہ بازیوں کے ایسے ایسے کرتب دکھاتے ہیں جنہیں یہ بیچارے اپنی بے علمی کی وجہ سے سچ مُچ کرامت سمجھ کراُن کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔

❷ اُن میں سے پیری مریدی کرنے کا شوق رکھنے والوں کو اپنے سابقہ پیر خانوں کے سجادہ نشینوں سے کچھ ہاتھ نہ آنے کی وجہ سے مایوسی کے شکار اِن توہم پرستوں کے نفسیات کا پتہ لگانے کے بعد اُنہیں کچھ نفسیاتی کرتب اور عوام کو بیوقوف بنانے کی راہ میں موثر کچھ شعبدہ بازیاں سکھا کر خلیفہ بنایا جاتا ہے اور ساتھ ہی اُنہیں مزید خود فریبی میں مبتلا کرنے اور روحانیت وطریقت کے نام پر کیے جانیوالے اِس گھناؤنے کاروبار کو وسعت دینے کی غرض سے اپنے اِس قسم خلفاء کی کثرت کو بطور کرامت مشہور کیا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ جن سچے اولیاء اللہ کی ولایت و استقامت فی الدین پر قدیم الایام سے اہل اسلام کا جو اجماع چلا آ رہا ہے اُن کی غیبت اور اُن کے روحانی تصرفات سے اپنے تصرفات کو قوی، اُن کی کرامات سے اپنی کرامات کی فوقیت اور اُن کے حلقہ ارادت سے اپنے مریدوں کی کثرت کا تاثر دیا جاتا ہے۔ نیز کچھ من گھڑت، کچھ نفسیانی اور کچھ شیطانی خوابوں کو اِن توہم پرستوں کے مزاج کے مطابق بطور کرامت مشہور کرکے ایک طرف تو طریقت کے اِن نابالغ رنگروٹس کو اپنے سابقہ پیر خانوں سے متنفر کیا جاتا ہے تو دوسری طرف اُنہیں اپنی اِن من گھڑت کرامات کا پرچارک بنایا جاتا ہے۔ اِسکے ساتھ ہی مخصوص کرتب و شعبدہ بازیوں کو تصوف وطریقت کا اصل کرشمہ اور عنایات الٰہی کی جھلک مشہور کرنے کے ساتھ اِن شیطانی اداروں کو روز افزوں وسعت دیجاتی ہے۔

یہ سب کچھ اِس لیے ہو رہا ہے کہ سچے بزرگانِ دین کے سجادوں پر قابض پیرزادگان اپنے اپنے سلاسل کے ساتھ عقیدت رکھنے والے اِن قابل رحم عوام کو روحانی

Marfat.com

طور پر تربیت دینے کی صلاحیت سے محروم ہیں یا خود اِس کے اہل ہونے کے باوجود اِن قابل تربیت متوسلین کی مذہبی وروحانی تربیت کرنے کی شرعی مسؤلیت کا احساس نہیں رکھتے ہیں اور سجادہ نشینی کے حوالہ سے اپنی شرعی ذمہ داریوں سے غفلت برت رہے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے فرمان ''فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا'' (۱) یعنی اُن پاکیزہ نفوس قدسیہ کے نشیمن پر ایسے نااہل سجادہ نشین بن بیٹھے جنہوں نے خواہشات نفس کے اسیر بن کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق جیسے فرائض بھی ضائع کر دیئے تو عنقریب وہ اِس گمراہی کی سزا پائیں گے۔ کے مطابق اپنے بزرگوں کیساتھ جدّی و پُشتی منسلک اِن قابل رحم مریدوں کو محض اپنی دنیوی اغراض کی تکمیل کے ذرائع وجائیداد تصور کر کے اِس منصب کے اصل مقاصد کو پسِ پشت ڈال چکے ہوتے ہیں۔ایسے میں بزرگانِ دین کے دامن عاطفت سے منسلک رہنے کے آرزومند اِن قابل رحم عوام کی تاک میں بیٹھے ہوئے اولیاء الشیطان کا ان سے ناجائز فائدہ اُٹھانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان غافل ونالائق اور تیارخور پیرزادوں کو ملنی والی سزا کا ایک ہلکا سا حصہ ہے۔ اگر اِن میں فرض شناسی ہوتی ،سجادہ نشینی کے حوالہ سے مذہبی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا اور اِن قابل رحم جدّی پشتی مریدوں کی مذہبی تربیت کرنے کی ذمہ داری کا تصور ہوتا تو وہ اُن سے کٹ کر کبھی بھی جعلساز اولیاء الشیطان کے پاس جا کر دولت ایمان سے محروم نہ ہوتے۔

۳ اولیاء الشیطان کے کچھ خلیفوں کے دنیوی کاروبار کو پیری مریدی کے روپ میں چلتے ہوئے دیکھ کر اور اُن کے ظاہری جُبّہ ودستار اور شعبدہ بازیوں کے جال میں پھنسنے والے ناواقف حال عوامی کثرت سے متاثر ہو کر اپنے سابقہ پیرخانوں سے مایوس الحال

۱۔ مریم،59۔

Marfat.com

کچھ حضرات کے دلوں میں اِس شیطانی وسوسہ کے پیدا ہونے پر کہ ہم نے اتنی مدت پیر خانہ کی خدمت کی لیکن لا حاصل، جبکہ اِنہیں فلاں پیر کے مرید ہونے کے ساتھ ہی سب کچھ مل گیا۔ وہ اِسے اصل شعبدہ باز کا کرشمۂ ولایت تصور کر کے اِس سلسلۃ الشیطان میں شامل ہو کر انجانے میں ''فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَفَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ'' کا مظہر بن جاتے ہیں۔ اس طرح سے جہاں سچے اولیاء اللہ کے واقعی سلاسل کے واقعی جانشینوں کا تنزل ہوتا جا رہا ہے وہاں اولیاء الشیاطین روز افزوں ترقی کے منازل طے کرتے جا رہے ہیں کیوں کہ عوام اصل اور نقل میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھنے والے بیوقوف کی طرح شعبدہ بازیوں کو ولایت اور شعبدہ بازوں کو اولیاء اللہ سمجھ کر اُن کے پھندے میں پھنسنا ان کی ماحولیاتی مجبوری ہے اسلئے کہ مسلمانوں کے توہم پرست طبقوں کے ماحول کو اِن جعلسازوں نے ہر طرف گھیرا ہوا ہے۔ اصل کے مقابلہ میں ان کی اکثریت ہے۔ دنیوی کاروبار کا مقابلہ کی منڈی میں ترقی کرنے کی طرح یہاں پر بھی ہر نمبر 2 اپنے شکار (توہم پرست عوام کو) زیادہ سے زیادہ پُرکشش کرتب و پُر اثر خوابوں کا جدید سے جدید اختراع دکھانے کے لیے مصروف عمل رہتا ہے۔

انجام کار اِن اولیاء الشیطان کی وجہ سے روحِ تصوف و مقصدِ طریقت جو تزکیہ نفس اور اپنے ظاہر و باطن کو شریعت کے سانچہ میں فٹ کرنے سے عبارت تھا، مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے ورنہ کسی وقت مسلمانوں کی اصلاح اور غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں شامل کرنے کا سب سے موثر ذریعہ تبلیغ یہی ہوا کرتا تھا۔ اب بھی اگر سچے اولیاء اللہ کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے پیرزادگان اور اُن کے واقعی سلاسل کے ساتھ منسلک سچے صلحاء تیار خوری کی غیر اسلامی روش کو ترک کر کے، بے علمی و جہالت کی مرض کا علاج مذہبی

Marfat.com

تعلیم سے اور اپنے منصب کی ذمہ داریوں سے مرض غفلت کا علاج احساس فرض شناسی کے ساتھ کر کے اپنے اسلاف کے کردار پر عمل شروع کریں گے تو نہ صرف طریقت کے مقدس ماتھے پر اِس بدنما داغ (اولیاء الشیطان) کی حوصلہ شکنی ہوگی بلکہ مذہب و دین کے منافی اُن تمام سازشوں کی بھی بیخ کنی ہو سکتی ہے جن سے اسلام کی بنیادی تعلیمات و احکام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ لیکن ایسا کرے کون؟ ایسا کرنے کے لیے اسلاف والا کردار و جرأت چاہیے، علم و اخلاص چاہیے، منصب سجادگی کی شرعی ذمہ داریوں کا احساس چاہیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تصوف و طریقت کی اصل روح و فلسفہ کو خود سمجھ کر دوسروں کو بھی سمجھانے کی صلاحیت و تربیت کی دست آوری چاہیے، جس کا وجود ان حضرات کی غالب اکثریت میں مفقود ہے ورنہ تصوف و طریقت جیسے خالص اسلامی انداز تبلیغ کے لباس میں اولیاء الشیطان کی دراندازی کا کیا امکان ہو سکتا تھا۔

نمبر دو پیروں کی روز افزوں ترقی میں سچے اولیاء اللہ کے سجادوں پر قابض پیرزادوں کی کوتاہیوں، بے اعتدالیوں اور فرض ناشناسائیوں کا جو ناقابل انکار دخل ہے اُس کی تفصیل کی قدرے جھلک بتاتے ہوئے لگتا ہے کہ میں کافی دور نکل گیا۔ دراصل میں نے پیری مریدی کے روپ میں ہر طرف پھیلے ہوئے نمبر دو پیروں کے مختلف طبقات بیان کرنے تھے تو اِس سلسلہ میں بعض وہ ہیں جو کسی صاحب سلسلہ بزرگ سے اجازت حاصل کیے بغیر ہی یہ کام کر رہے ہیں۔ اِس سلسلہ میں بہت سے ایسے پیروں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جنہیں اُن کے جاہل مرید شیخ طریقت، قطب دوران، غوث وقت، جیسے القاب کے ساتھ یاد کرتے ہیں حالانکہ اُنہیں کسی صاحب سلسلہ کی جانب سے اجازت ہی نہیں ہے۔ پھر اُن میں بھی بعض وہ ہیں جنہیں اپنے پیر کی زندگی میں ہر ممکن کوشش کے باوجود خلافت نہیں ملی کیوں کہ پیر نے اُنہیں اِس منصب کے لیے اہل ہی نہیں سمجھا لیکن اِن ہوشیار موقع شناسوں

Marfat.com

نے پیر کی وفات کے فوراً بعد اپنی پسند کے مطابق پیر کی زندگی کی تاریخوں کے حوالہ سے سند خلافت لکھوا کر اپنے آپ کو اُن کا خلیفہ مشہور کر کے اِس کاروبار کو شروع کیا اور بعض ایسے بھی میری نظر میں ہیں جنہوں نے اِس سلسلہ میں اجازت و خلافت کی قطعاً ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُن کا بھی ''کام'' چل رہا ہے کیوں کہ عوام میں شعور نہ ہونے کی وجہ سے اِس بازار کا کوئی بھی دوکاندار ناکام و نامراد نہیں ہوتا۔

نمبر دو پیروں کے اِس سلسلہ دراز میں کچھ ایسے ہوشیار بھی میں نے دیکھے ہیں جو اپنے پیر کی زندگی میں خلافت لینے کا شوق تو پورا نہ کر سکے لیکن اُن کی وفات کے بعد مرحوم کے چند سادہ لوح مریدوں کا تعاون حاصل کر کے اپنے آپ کو مرحوم کے ماذون و خلیفہ مشہور کر دیا اور کاروبار کو آگے بڑھایا۔ انہیں بھی شیخ المشائخ اور فخر الاماثل جیسے خطابات دینے اور اُن کے سامنے سربسجود ہونے والے عوام کی کمی نہیں ہے۔ اب دیکھنا اس بات کو ہے کہ شریعت و طریقت کے ان دشمنوں کو عوام کی طرف سے اتنی بڑی پذیرائی کیوں مل رہی ہے؟ جس کی وجہ سے اِن کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اصل کی جگہ نقل لے رہی ہے اور طریقت کے پاکیزہ مقاصد کی جگہ مقصد شیطان کی تکمیل ہو رہی ہے۔

میں نے اِس تحریر میں اپنے ذاتی مشاہدات و تجربات پر ہی اکتفا کرنے کا التزام کیا ہوا ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اپنے کانوں سے سنی باتوں اور حالات کے سوا اِدھر اُدھر سے سنی ہوئی باتوں کو قطعاً یہاں پر درج نہیں کر رہا ہوں کیوں کہ سنی سنائی باتیں خبر واحد ہونے کی بنا پر مفید یقین نہیں ہوتیں جبکہ میں یہاں پر قطعی و یقینی احوال کے سوا کوئی ایک بات بھی ایسی شائع کرنا خلاف تقویٰ، خلاف ایمان اور خلاف انسانیت سمجھتا ہوں جس کے متعلق کل کو اِس دنیا کی کسی عدالت میں مجھ سے پوچھنے پر میں قسم نہ اُٹھا سکوں یا شہادت پیش نہ کر سکوں یا محشر کے دن احکم الحاکمین جل جلالہ کے حضور اوروں سے سنی ہوئی باتوں کی

Marfat.com

ذمہ داری اُٹھا سکوں (حَاشَا وَ کَلَّا) ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ واللہ العظیم ثم واللہ العظیم اِس تحریر میں اولیاء الشیطان سے متعلق جو کچھ شائع کر رہا ہوں یہ تمام کے تمام میرے ذاتی مشاہدات و تجربات ہیں جس میں شک کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

جعلی پیروں کو پذیرائی ملنے کے اسباب

جہاں تک نمبر دو پیروں کو عوام کی طرف سے پذیرائی ملنے کا سوال ہے تو میرے تجربہ و تجزیہ کے مطابق اِس کی متعدد وجوہات ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ذاتی محنت:۔ یہ اُن کا پیشہ اور ذریعہ معاش ہونے کی بنا پر یہ لوگ دن رات اسے ترقی دینے کی فکر میں مگن رہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ جو جس کام کے لیے محنت کرتا ہے چاہے جائز یا ناجائز، اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے کہ وہ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ یہ الگ بات ہے کہ اِس عمل میں اُس کی رضا نہیں بلکہ خفگان و ناراضگی شامل ہے۔ گندم نما جو فروشوں کی اِن مختلف الخیال جماعتوں میں شامل یہ لوگ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر صرف اور صرف اپنے اِس کاروبار کو ترقی دینے میں شب و روز مصروف رہتے ہوئے نہ صرف زبان سے ہی کام لیتے ہیں بلکہ حسب موقع مقتضاء حال کے مطابق ہر اُس حربے کو استعمال کر لیتے ہیں جو کسی طرح بھی مفید مقصد ہو سکے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ فلاں جگہ من گھڑت خواب مؤثر ہو سکتا ہے تو خود یا اپنے کسی چیلے کے ذریعہ وہ بیان کر دیتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ فلاں جگہ اپنے مرید ہونے کو دنیوی کاروبار کی ترقی کا ذریعہ بتانا یا فلاں افسر کو اپنا مرید ظاہر کرنا، سادہ لوحوں کو پھنسانے کا ذریعہ بن سکتا ہے تو اُسے استعمال کرتے ہیں۔ الغرض حسب موقع پتا پھینک کر اِسکا روبار کو آگے بڑھاتے ہیں۔

Marfat.com

عوام کی جہالت:۔ اسلامی تعلیم سے بے خبری و جہالت اور توہم پرستی وضعف عقیدہ بھی اس کا سبب ہے۔اسی بنیاد پر کہا گیا ہے:

''لَوْلَا الْجُهَلَاءُ لَبَطَلَتِ الْحِكْمَةُ''

یعنی اگر معاشرہ میں ناسمجھوں کی بہتات نہ ہوتو ہوشیار لوگوں کی دنیاداری ٹھپ ہو کر رہ جائے۔تاریخ کے ہر دور میں توہم پرست عوام کو سمجھدار لوگوں نے بیوقوف بنا کر اپنا کام نکالا ہے۔

صلحاء کی عملی کمزوری:۔ اصل صلحاء کی طرف سے تبلیغ وتطہیر طریقت کے حوالہ سے غفلت اور اولیاء اللہ کے نام،لباس،اصطلاحات کی نقل کر کے التباس الحق بالباطل کرنیوالے اِن گمراہوں سے خلقِ خدا کو بچانے کے لیے قدم نہ اُٹھانا حالاں کہ اُن کے فرض منصبی میں شامل تھا کہ وہ اصلی اولیاء اللہ کی راہ میں آنیوالے اِن کانٹوں سے اِس جادۂ حق کو پاک کرنے کی کوشش کرتے،خلق خدا کو گمراہی کے سبب بننے والوں سے آگاہ کرتے اور شریعت مقدسہ کے احکام پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے اِس موثر سٹیج کو جعلسازوں سے پاک رکھنے کی تبلیغ کرتے لیکن اس کے برعکس جب اُنہوں نے اُسوۂ حسنۂ سید الانام ﷺ کے برخلاف عمر بھر خاموشی کے ساتھ گوشہ نشین رہنے کو مقصد حیات تصور کر کے اِس فریضہ سے غفلت برتی تو جعلسازوں نے اِس موقع سے پورا فائدہ اُٹھایا۔

یہی حال بزرگانِ دین کی تربیت گاہوں،خانقاہوں اور سجادوں پر بیٹھے ہوئے کچھ پیرزادگان کا بھی ہے جو بنفسِ نفیس شریف النفس ہونے کی وجہ سے نمبر دو کہلانے سے تو مستثنیٰ ہیں اور دنیا کے پجاری نہ ہونے کی وجہ سے اولیاء الشیطان کہلانے کے بھی

Marfat.com

مستحق نہیں ہیں۔اسلام کے ساتھ ہمدردی، اپنے سلسلہ طریقت کے ساتھ مخلص اور مسلمانوں کے غمخوار ہوتے ہوئے بھی محض اپنی بے علمی، بے جرأتی اور بے تربیتی کی وجہ سے اِس سلسلہ میں آوازِ حق بلند کرنے سے قاصر ہیں اور اپنے دلوں میں اِن اولیاء الطاغوت کی شیطانی حرکتوں کے خلاف آواز اٹھانے کے جذبہ صادقہ رکھنے کے باوجود عملی طور پر ایسا کر نہیں سکتے ہیں، نتیجتاً اُن کی خاموشی سے بھی دنیا کے یہ پُجاری پورا فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

حقیقی اسلامی حکومت کا موجود نہ ہونا:۔ اگر مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی حکومت ہوتی تو دنیوی چوروں، ڈاکوؤں اور راہزنوں کی نگرانی ہونے کی طرح مذہب کے چوروں اور طریقت کے ڈاکوؤں سے بھی اسلام کی ظاہری و باطنی چوکیداری کی جاتی۔دُنیوی فسادکاروں کو سزائیں دینے کی طرح شریعت وطریقت کے روپ میں فساد پھیلانے والوں کو بھی قرار واقعی سزائیں دی جاتی۔یہی وجہ تھی کہ جب تک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی حکمرانی رہی اُس وقت تک کسی کو مولانا صاحب بن کر شریعتِ مقدسہ کے ظاہری احکام میں بگاڑ و بدعات داخل کرنے کی ہمت ہوئی نہ کسی کو تصوف و طریقت کے عنوان سے غیر اسلامی باتوں کو اسلام میں شامل کرنے کی جرأت ہوسکی لیکن خلافت راشدہ کے انقطاع کے بعد جونہی امت مسلمہ باستثناء اقلِ قلیل اشخاص کے، مجموعی طور پر صالح قیادت سے محروم ہوئی تو ہر طرف سے اسلام پر زہر آلود تیروں کی بارش ہونے لگی جو اَب تک جاری ہے۔اسلام کے معصوم سینہ پر لگنے والے اُن منحوس تیروں کے تسلسل کی ایک جھلک بدعت فروش علماءِ سوٗ اور نمبر دو مشائخ طریقت بھی ہیں جنہوں نے تاریخ کے ہر دور میں بالترتیب شریعت وطریقت کے پردہ میں اسلام کو نقصان پہنچایا، غیر اسلامی باتوں کو بطور اسلام متعارف کرایا اور اسلامی احکام کو پس پشت

Marfat.com

ڈال کر اُن کی جگہ شیطانی بدعات کو مروج کر کے التباس الحق بالباطل کیا۔ اس طرح سے علماءِ سوء کے ہاتھوں شریعت مقدسہ کے ظاہری احکام میں التباس الحق بالباطل ہو کر بدعات کی ترویج ہونے کی طرح اولیاء الشیطان کے ہاتھوں تصوف و طریقت کے اصل مقاصد پامال ہو کر اسلام کا نقصان ہو رہا ہے کیوں کہ اِن کا محاسبہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ایسے حالات کبھی رُونما ہونے نہ پاتے۔

دین فروش:۔ اُجرتی مقررین اور مذہب کے نام پر تبلیغ و تقریر کا پیشہ کرنے والے علماءِ سوء بھی اِس کا سبب ہیں۔ میں نے ہوش سنبھالنے کے ایام سے لے کر تادم تحریر ہٰذا (13/7/2003) تک ایسے باکردار مبلغین اسلام، اکائیوں سے زیادہ نہیں دیکھے ہیں جنہوں نے اپنے علم کو تبلیغ علیٰ منہاج النبوت استعمال کر کے احقاق حق و ابطال باطل کرنے کا اسلامی فریضہ انجام دیا ہو۔ اس کے برعکس ایسے علماءِ سوء سینکڑوں کی تعداد میں دیکھے ہیں جو اپنی تقریروں کو تفریق بین المسلمین کا سبب بنانے کے ساتھ بزرگانِ دین کے ایام اعراس کے خطابات میں یا نمبر دو پیروں کے کاروباری اجتماعات میں نادانستہ طور پر شریعت و طریقت کے خلاف بیان کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں، اِن گمراہوں کو خوش کرنے کے لیے اُنکی من گھڑت کرامات بیان کر کے اُنکے اِس گھناؤنے کاروبار کی ترقی و ترویج کا سبب بنتے ہیں اور انکی بدعات و شرکیات اور گمراہیوں کو اسلام کا حصہ ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت سے جواز پیش کرنے کی سعی ناتمام کر کے التباس الحق بالباطل کے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسوں کی بابت ہم دُعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں توبہ کرنیکی توفیق دے اور جب بھی مریں اِس گناہ کبیرہ کی آلودگی سے پاک و صاف ہو کر مریں۔ (اَللّٰھم آمین)

Marfat.com

تفریق المسالک اور مکالمہ کی کمی:۔ مذہبی اقتدار پر مسلط بے لگام طبقۂ علماء کی بے اعتدالیوں کے نتیجہ میں مذہبی تفریق کے شکار حضرات کے مابین پیدا ہونے والا البُعد، باہمی مذاکرات وافہام وتفہیم کے فقدان اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ہر ناجائز حربے کے استعمال جیسا ماحول، اِس کا ایک بڑا سبب ہے۔ اِس حوالہ سے میں نے جو دیکھا ہے اُس کا تجربہ وتجزیہ کچھ اس طرح ہے کہ بیضۃ الاسلام کا شیرازہ بکھیر کر مسلمانوں کی تقسیم وتفریق کرنے والے مذہبی ٹھیکہ داروں کی کسی بھی جماعت میں جب کوئی ولی الشیطان التباس الحق بالباطل کرنے لگتا ہے تو اُس جماعت ومسلک کے ساتھ منسلک عوام وخواص کی اکثریت کو محض اِس وجہ سے اُس کی گمراہیاں نظر نہیں آتی کہ وہ اُن کے اپنے گروہ کا ہے گویا تعصب کے زنگ نے اُنکی بصارت وبصیرت دونوں سلب کی ہوئی ہے اور جنہیں ان گمراہیوں کا احساس ہوتا ہے اُن میں بعض اِنہیں اپنے نظریہ کا ووٹر اور مخالف جماعتوں سے کم برا سمجھ کر اُن سے صَرفِ نظر کر لیتے ہیں جبکہ بعض بے ضمیر اسلام فروش یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی محض وقتی مفادات اور بے ثبات اغراض فاسدہ کی بنیاد پر تعاون دیکر اُن کی ترقی کا سبب بنتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں اگر کسی وقت کسی دوسرے مخالف مسلک والوں کی طرف سے اِن گمراہیوں کی نشاندہی کے لیے حق کی آواز اٹھائی جاتی ہے، ان کے انسداد واصلاح کا مطالبہ کیا جاتا ہے یا سادہ لوح مسلمانوں کو ان سے بچانے کی استدعا کی جاتی ہے تو باطل کے مقابلہ میں ''آوازِ حق'' کا ساتھ دینے کی بجائے اُسے دبانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے اور محض اِس جاہلانہ عناد کی بنیاد پر اُس باطل کو اسلام کا حصہ ثابت کرنے، اُسے جواز دینے اور اُس کا بول بالا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے، اسلام اور کفر کا مقابلہ کہہ کر ضعیف العقیدہ عوام کو حق کے مقابلہ میں آمادۂ فساد کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر واقف حال حضرات محو

Marfat.com

حیرت ہو کر رہ جاتے ہیں جبکہ فریقین سے متعلق ناواقف حال غالب اکثریت عرصہ دراز تک اسے اپنے انداز میں الاپتے رہتے ہیں، حق کو دبانے کے لیے جملہ ہتھ کنڈے استعمال کرنیوالے اہل باطل کی یہ غوغہ آرائی، التباس الحق بالباطل کرنے کی یہ شیطانی حرکت اور مذہبی عصبیت واندھیر نگری کو شیطان کی دوکان کو تحفظ دینے کے لیے استعمال کرنے کا یہ شیطانی ڈرامہ انجام کار اِن نمبر دو پیروں کی من گھڑت کرامات کا حصہ بن کر آئندہ نسل کی مزید گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ اِس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ پیر پرستی کی آلودگی کا زنگ اتنا گہرا ہوتا ہے کہ اُس کے ہوتے ہوئے اچھے بھلے انسان بھی اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔

اِن معروضی حالات کو دیکھنے والا ہر سنجیدہ انسان اولیاء الشیطان کا علماءِ سوٗ کو مذہب کے نام پر اپنے شیطانی مقاصد کے لیے ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنے کو شیطان کی دوکان کو تحفظ دینے کی بدترین مثال قرار دینے کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہے؟ ہم اِن نمبر دو پیروں کے پھندے میں پھنسے ہوئے توہم پرست مریدوں اور اِس شیطانی کاروبار کو پروان چڑھانے میں طاغوتی کردار ادا کرنے والے علماءِ سوٗ کا کوئی گلہ کر سکتے ہیں نہ شکوہ کیوں کہ وہ بالترتیب توہم پرستی اور نفس پرستی کی ایسی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ صحیح معنی میں اسلامی تعلیم کے بغیر اُس سے نکلنا مشکل ہے۔ اِس ماحول سے نکلے بغیر قرآن وسنت کی صحیح تعلیم کی طرف آنا ممکن نہیں ہے لہٰذا ہم اُن سے کوئی گلہ وشکوہ بھی نہیں کر سکتے لیکن ہم اُن باکردار باوقار علماءِ حق اور صحیح معنی میں اہل حق صلحاء و درویشوں اور اُن کے حلقہ اثر سے مستفیض ہونے والے اہل علم سے گلہ وشکوہ کرنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں جو مذہبی شعور کی بدولت حق و باطل کی تمیز رکھتے ہیں، اسلامی اقدار کے تحفظ اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں اور تصوف وطریقت کو شرعی احکام پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا

Marfat.com

موثر ذریعہ وصراط مستقیم سمجھ کر اولیاء الشیطان کی دخل اندازی واشتباہ کاری سے بچانا چاہتے ہیں۔ بااین ہمہ نمبر دو پیروں کے ہاتھوں خلق خدا کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی اُنہیں بچانے کی کوئی تدبیر نہیں کر رہے ہیں۔ علماءِ سوٗ اور اُجرتی واعظوں کے ہاتھوں ہونے والے اس تعاون علی الاثم والعدوان کا مشاہدہ کرتے ہوئے بھی اُس کے خلاف ''آوازِ حق'' بلند کرنے سے ہچکچاتے ہیں اور اولیاء الشیطان کے دجل وفریب کے انفعال میں سچے اولیاء اللہ کی بدنامی اور تصوف وطریقت کے پاکیزہ مقاصد کی پامالی کا علم وخبر ہوتے ہوئے بھی اُس کے خلاف فریضۂ تبلیغ انجام دینے سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ جب یہ علم، یہ مال ودولت، یہ وسائل، یہ منصب ومرتبہ اور آپ کی یہ تمام تر فکری وعملی صلاحیتیں اسلام کو بچانے کے کام نہیں آتیں، شعائر اللہ واقدار طریقت کو تحفظ دینے کے لیے متحرک نہیں ہوتی اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کی راہ میں معاون ومدد نہیں ہوتی تو پھر آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ اسلام کے امین کہلانے کے قابل ہیں؟ کیا شریعت وطریقت کے پاسبان ہونے کی شرعی مسؤلیت انجام دے رہے ہیں؟ کیا اپنے اسلاف کے صحیح جانشین کہلانے کے مستحق ہیں؟ برائے خدا ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کیجئے؟

اہل سنت وجماعت کا مظہر ومطلب

مجھے ان مخلصین کی سادگی پر بھی تعجب ہو رہا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے اپنے آپ کو اہل سنت کہنے پر فخر کرنے کے باوجود انہوں نے کبھی اہل سنت وجماعت ہونے کے معنی ومطلب پر بھی غور نہیں فرمایا کہ اہل سنت وجماعت ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محفل میلاد کریں چاہے عقیدہ جیسے بھی ہو، حضرت پیران پیر نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِيْف کے نام گیارہویں کھائیں یا کھلائیں چاہے عمل جیسے بھی ہو، اُٹھتے بیٹھتے یارسول اللہ کہتے پھریں چاہے کردار جیسے بھی ہو،

Marfat.com

پیری مریدی کا شغل کرتے پھریں چاہے باطن جیسے بھی ہو، بزرگانِ دین کے مزارات پر جا کے ماتھے رگڑتے پھریں چاہے اس کا پس منظر جیسے بھی ہو۔نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اہل سنت و جماعت ہونے کا شرعی معنی و مفہوم اکابرین مذہب کی اسلامی دستاویزات جیسے شرح عقائد، شرح مقاصد، مواقف و شرح مواقف اور فقہ اکبر و شروح فقہ اکبر کے مطابق یہی کچھ ہے کہ اہل سنت و جماعت کہلانے والے کا ظاہر و باطن، قوتِ فکری و عملی اور عقیدہ و عمل، فرمان نبوی ﷺ ''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ'' کے مطابق ہو۔

اِس کے برعکس اگر کوئی شخص خود کو اہل سنت و جماعت مشہور کرتے ہوئے بھی عقیدہ و عمل کے حوالہ سے تعلیماتِ نبوی ﷺ کے خلاف ہو، اہل بیت نبوت و صحابہ کرام کے برعکس ہو تو ساری دنیا مل کر اُسے اہل سنت کے نام سے پکارے تب بھی اللہ کے دین میں اور رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں اُسے ہرگز اہل سنت نہیں کہا جا سکتا لیکن افسوس اِس بات پر ہو رہا ہے کہ آجکل اہل سنت ہونے کے اِس لفظ کو جتنا سستا کیا گیا ہے، جتنا بے وزن و بے وقعت بنایا گیا ہے اور جتنا بے مقصد بنا کر ہر بدعتی و بدکردار کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ماضی کے جھروکوں میں دور دور تک کہیں اِس کی مثال نہیں ملتی۔

مجھے یہاں پر از روئے تقیہ گیارہویں کھانے والوں سے کوئی تعرض ہے نہ فاسد اغراض کی تکمیل کے لیے پیری مریدی کا دھندہ کرنیوالوں سے کوئی کلام بلکہ میں تو اپنے اُن دُلاروں کی سادہ لوحی کا رونا رو رہا ہوں جو ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھنے والے غافل کی طرح اہل سنت ہونے کے ہر دعویدار کو افرادِ خانہ سمجھ کر سر پر بٹھا دیتے ہیں چاہے اُس کا کردار جیسے بھی ہو، ہر گیارہویں کھانے والے کو ہم مذہب، ہم خیال اور ہم عقیدہ کہہ کر اپنی صفوں میں شامل کر لیتے ہیں اور نمبر ایک و نمبر دو کی تمیز کیے بغیر ہر مدعی ولایت کو اولیاء اللہ کے ہم منصب سمجھ کر پیر طریقت و رہبر شریعت جیسے القاب کے ساتھ نوازتے ہیں چاہے وہ سچے اولیاء اللہ کے

Marfat.com

کردار کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ میں اپنے آستین میں سانپ پالنے والے اِن سادہ دلوں کا رونا رونے کے ساتھ افرادِ خانہ کے لباس میں اہل سنت کی چار دیواری کے اندر گھس کر اُسے تاراج کرنیوالے چوروں سے گلہ نہیں بلکہ میرا شکوہ صَرف نظر کرنیوالے حقیقی اہل خانہ سے ہے اور اُنکی اِس سادگی پر افسوس کرتے ہوئے بغرض تبلیغ و نصیحت اُن سے پوچھنا چاہتا ہوں:

❶ کیا کوئی بدعقیدہ شخص محض پیری مریدی کے شغل کرنے سے اہل سنت ہوسکتا ہے؟ جبکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ سچا مسلمان ہی نہیں ہے۔

❷ کیا کسی ایسے تقیہ باز شخص کو جو محض دنیوی مفادات کی غرض سے گیارہویں کھانے سے لے کر مزارات اولیاء پر ماتھا رگڑنے جیسے جملہ رسمیات عامیانہ تک عمل کر رہا ہو، اسلام کے بنیادی احکام کے منافی کردار کے حامل ہونے کے باوجود اہل سنت قرار دینے کی اسلام میں گنجائش ہوسکتی ہے؟

❸ جس شخص کا عقیدہ و کردار اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ و تعلیماتِ اہل بیتِ نبوت و صحابہ کرام کے صراحتاً خلاف ہو یا وہ دین اسلام کے کسی ضروری مسئلہ کا صراحتاً منکر ہو یا کسی ایسے منکر کا پیروکار ہو، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسوں کو محفل میلاد و گیارہویں یا پیری مریدی جیسے کسی بھی عمل سے کوئی ثواب پہنچے یا اُس کا یہ عمل قابل قبول ہو یا خبثِ باطن کے باوجود وہ اپنے اِن اعمال کی بنا پر بخشا جائے۔

مجھے کامل یقین ہے کہ میرے یہ قابلِ احترام مخاطبین اگر ماحولیاتی عصبیت کی آلودگی سے پاک ہوکر اور فرقہ پرستی کی عینک اتار کر صاف ذہن سے اِن سوالات پر غور کریں گے تو اُن کا ضمیر اُنہیں نفی میں ہی جواب دے گا کیوں کہ سلف و صالحین اور سچے اولیاء اللہ کی تعبیر و تشریح کے مطابق قرآن و حدیث میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جس سے کوئی شخص کسی بدعقیدہ کی نماز کو قابل قبول کہہ سکے۔ جب خرابی عقیدہ کی وجہ سے کسی کی

Marfat.com

نماز قابل قبول نہیں ہوسکتی تو پھر کوئی ماؤف العقل پاگل ہی کسی بدعقیدہ کی پیری مریدی کو قابلِ قبول قرار دے سکتا ہے یا کسی خبث باطن والے بدکردار کی گیارہویں ومیلاد شریف وغیرہ جیسے مذہبی رسمیات وفروعات کوعنداللہ وعندالرسول قابل پذیرائی کہہ کر اُسے اہل سنت میں شمار سکتا ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ جائز طریقے سے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا، حبِ رسول ﷺ کے جذبہ کے مطابق اُس میں شامل ہونا، اِس میں تعاون کرنا، اِسی طرح حضرت پیرانِ پیر نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے ایصال ثواب کی خاطر گیارہویں کا اہتمام کرنا، اُس میں شامل ہونا اور اُسے حاضرین کی مذہبی اصلاح وتبلیغ کا ذریعہ بنانا، یہ سب کچھ فروعی مسائل کے درجہ میں نہ صرف جائز بلکہ مستحبات ومعروفات اور ذرائع خیر کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں جن کے منکر کو مبتدع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد کے ساتھ متصادم عقائد وکردار کے حامل لوگوں کو محض اِن فروعی باتوں کو اپنانے کی بنیاد پر اہل سنت قرار دیا جائے، پیری مریدی کرنے کی بنا پر یا قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سلسلوں کے ساتھ نسبت جوڑنے کی بنا پر نقالوں کو قبول کر کے اُن کا دفاع کیا جائے، اُنکے ہاتھوں پھیلائی جانے والی گندگی کی ذمہ داری قبول کی جائے اور اِن باطل کاروں کو اہل حق کا حصہ بنا کر حقیقی اہل سنت کے زوال ورسوائی کا سامان کیا جائے۔

میری اِس تطہیری کاوش کی بارگاہِ نبوت ﷺ میں مقبولیت کے آثار ہیں کہ اِس کی اشاعت کے بعد گندم نما جوفروشوں کی نیندیں حرام ہورہی ہیں، اپنی شیطانی دوکانوں کی فکر میں وہ میرے خلاف ایک دوسرے سے ملاقاتیں کررہے ہیں، مخلصین اور سچے درویشوں کا اِس سلسلہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے رابطہ کرنے کے برعکس یہ دجاجلہ پس پشت ہی میرے خلاف غیبت کررہے ہیں۔ مجھے اپنے خالق ومالک جل مجدہ الکریم کی رحمت اور نبی اکرم

Marfat.com

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ شفقت پر کامل یقین ہے کہ دنیا کے یہ پجاری میرا بال بھی بیکا کرنے کی ہمت نہیں رکھتے جبکہ میں انہیں کسی تجربہ کار کے اِس کلام کے مصداق سے زیادہ کچھ بھی نہیں سمجھتا۔

اِنَّ قَوْمِیْ تَجَمَّعُوْا وَفِیْ قَتْلِیْ تَحَدَّثُوْا

وَلَا اُبَالِیْ بِجَمْعِهِمْ وَکُلُّ جَمْعٍ مُؤَنَّثٍ

یعنی اپنے پیٹ کی خاطر دین اسلام کو نقصان پہنچانے والے یہ دنیا دار میرے خلاف جماعت در جماعت سازشیں کر رہے ہیں، مشورے کر رہے ہیں اور ملاقاتیں کر رہے ہیں جبکہ میں اُنکی اِن تمام ریشہ دوانیوں کو مؤنثات (خواتین) کے اکٹھ سے زیادہ کوئی وقعت نہیں دیتا۔

ولی اللہ کے لیے مخصوص لباس ضروری ہے نہ مزار

جو حضرات خود صراط مستقیم پر رواں دواں ہوتے ہوئے دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں، خود کسی کامل کے تربیت یافتہ ہونے کے بعد دوسروں کی بھی روحانی تربیت کرتے ہیں اور خود اپنے احوال کو شریعت کے سانچے میں فٹ کرنے کیساتھ اوروں کو بھی شریعت مقدسہ کی روشنی میں اصلاحِ احوال کرنے کی تعلیم دیتے ہیں تو اُنہیں شریعت کی زبان میں سچے اولیاء اللہ کہا جاتا ہے چاہے کسی خانقاہ کے سجادہ نشین ہوں یا نہ ہوں، لوگ اُنہیں پیر و مرشد کہیں یا نہ کہیں اور اُن کے اس روحانی مرتبہ و عظمت کو کوئی جانے یا نہ جانے کیوں کہ حقائق کسی قید و بند پر یا کسی کے کہنے پر موقوف نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سچے اولیاء کی پہچان و تعارف اِس طرح فرمایا ہے:

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ''(۱)

۱۔ یونس، 63۔

Marfat.com

جسکے مفہوم کا خلاصہ قوت فکری وعملی میں راہ استقامت اختیار کرنا ہے یعنی کوئی بدعقیدہ ولی اللہ ہوسکتا ہے نہ کوئی بدعمل اسی وجہ سے کل مکاتب فکر علماءِ ملت نے صحیح معنی میں ولی اللہ ہونے کیلئے جملہ کبائر اور اصرار علی الصغائر سے محفوظ ہونے کو اوّلین شرط قرار دیا ہے۔

جیسے فتاویٰ شامی میں ہے:

''فَیُشْتَرَطُ فِیْهِ کَوْنُهٗ مَحْفُوْظًا کَمَا یُشْتَرَطُ فِی النَّبِیِّ کَوْنُهٗ مَعْصُوْمًا''(۱)

یعنی سچے ولی اللہ ہونے کے لیے کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ہے جیسے نبی کے لیے معصوم ہونا شرط ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے: ''لِاَنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ مَحْفُوْظُوْنَ عَنْهُ''(۲)

یعنی اللہ کے سچے ولی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

شرح فقہ اکبر لملا علی القاری میں ہے:

''فَاِنَّ الْوَلِیَّ مَنْ وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَلَمْ یَرْتَکِبْ شَیْئًا مِّنَ الْمُحَرَّمَاتِ''(۳)

یعنی سچے ولی وہ ہوتے ہیں جو اطاعت پر مداومت کریں اور محرمات میں سے کسی چیز کا بھی ارتکاب نہ کریں۔

شرح عقائد نسفی میں ہے: ''اَلْوَلِیُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی وَصِفَاتِهٖ حَسْبَ مَا یُمْکِنُ اَلْمُوَاظِبُ عَلَی الطَّاعَاتِ اَلْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِی اَلْمُعْرِضُ عَنِ الْاِنْهِمَاکِ فِی اللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ''(۴)

۱۔ فتاویٰ شامی، ج 1، ص 43۔

۲۔ المبدء والمعاد، ص 23۔

۳۔ شرح فقہ اکبر لملا علی قاری، ص 148۔

۴۔ شرح عقائد نسفی، ص 61۔

Marfat.com

یعنی سچے ولی اللہ وہ ہوتے ہیں جو حسب استطاعت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق عرفان رکھیں، اطاعت گزاری پر ہمیشگی کریں، گناہوں سے اجتناب کریں، دنیوی خواہشات ولذائذ میں مشغول ہونے سے بچیں۔

الغرض مسلمانوں کے کسی بھی قابلِ ذکر مذہب میں کسی بدعقیدہ وبدعمل کو ولی اللہ نہیں سمجھا گیا ہے کیوں کہ قرآن شریف کی مذکورہ آیت کریمہ کے مطابق سچے اولیاء اللہ ہونے کے لیے قوتِ فکری وعملی کی درستی ضروری ہے جس کی تعبیر مذکورہ آیت کریمہ میں بالترتیب ایمان وتقویٰ سے کی گئی ہے۔ جس کا خلاصہ حضرت مجدّد الف ثانی نے بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:

"طیران دریں راہ بی این دو جناح اعتقادی وعملی میسّر نیست" (۱)

یعنی عقیدہ وعمل کی درستی کے بغیر ولایت کی راہ میں پرواز کرنا ممکن نہیں ہے۔

یہ سب کچھ ولایت عامہ کے لیے ضروری ہیں جبکہ ولایت خاصہ کے لیے اِن دونوں بازوؤں یعنی ایمان وتقویٰ اور قوت فکری وعملی کی درستی کے ساتھ ساتھ مقامات عشرۂ تصوف اور منازل سلوک کا مسافر ہونا بھی ضروری ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ توبہ، ❷ زہد، ❸ توکل، ❹ صبر، ❺ شکر،

❻ فقر، ❼ خوف، ❽ رجاء، ❾ حُب، ❿ رضا

یہ الگ بات ہے کہ منازلِ سلوک کے اِن مقامات کا حصول کبھی قبل الجذب فی انوار اللہ ہوتا ہے جسے صوفیاء کرام کی زبان میں سلوک قبل الجذب کہتے ہیں اور کبھی انوار اللہ میں جذب ہونے کے بعد ہوتا ہے جسے جذب قبل السلوک کہتے ہیں جن میں سے اوّل محبین کا رُتبہ ہے جبکہ دوسرا محبوبوں کا مرتبہ ہے۔ اولیاء اللہ کے یہ دونوں طبقے اپنے اپنے ماتحت

۱۔ المبداء والمعاد، ص 9۔

Marfat.com

مختلف طبقات کے لیے بمنزلہ انواع عالیہ کے ہیں۔ حضرت مجدّد الف ثانی نے فرمایا ہے:

”باید دانست کہ قطع منازل سلوک عبارت از طی مقامات عشرہ است“(۱)

یعنی اہل تصوف وطریقت کی اصطلاح میں منازل سلوک پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ مقامات عشرۂ تصوف کو عملی طور پر طے کر کے اُن کے مقاصد اپنے اندر پیدا کیے جائیں۔

اِن حقائق کی روشنی میں جو صاحبِ خانقاہ وسجادہ نشین حضرات اِس شرعی معیار کے مطابق زندگی گزارتے ہیں یا کسی خانقاہ ومزار کے سجادہ نشین ہوئے بغیر ہی پیری مریدی کی شکل میں صالح و مصلح ہیں اور کامل ومکمل ہیں تو اُنھیں بالیقین اولیاء اللہ سمجھنا چاہیے، اللہ کے حبیب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کے وارث اور مسند ارشاد کے مستحق سمجھ کر اُن کا ساتھ دینا چاہیے، اُن کے قرب کو سعادت سمجھ کر اُن کی مخالفت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنی قوت شہوانی وغضبانی کو قوت عقلانی کا تابع ومحکوم بنا کر مقصد تخلیق کو پایا ہے، نفس اَمّارہ کی مخالفت کر کے رضاء مولیٰ کو اپنایا ہے اور قوت فکری و عملی کی امانتوں کو منشاء مولیٰ کے مطابق صرف کر کے اپنے آپ کو صاحب کرامت بنایا ہے جن کی یہ کرامات ایک لحظہ کے لیے بھی اِن سے جدا نہیں ہوتیں۔ ایسے قلب سلیم والے محفوظ عن الکبائر ہستیوں کی جو درجہ بندی سلف صالحین کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اُس کی تفصیل آگے بیان کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں صرف اتنا اشارہ دینے پر اکتفا کروں گا کہ اِن ہستیوں کے فردِ ادنیٰ واعلیٰ کے مابین ایسے ہی مراتب متفاوتہ کثیرہ ہیں جیسے نوعِ سافل اور جنسِ عالی کے مابین انواع و اجناس متوسّطہ کے مدارج اپنے مافوق وماتحت کے لحاظ سے متفاوت ہوتے ہیں فرق صرف

۱۔ المبداء والمعاد، ص 10۔

Marfat.com

اتنا ہے کہ اجناس وانواع متوسطہ کا یہ تفاوت ان کے اجزاء ذاتیہ اور مقسم ومحصل ہونے کے اعتبار سے ہے جبکہ سچے اولیاء اللہ کے اِن درجات وطبقات کا باہمی تفاوت ان کی قوت فکری وعملی اور تصوّف کے مقامات عشرہ میں شدّت وضعف اور کمی وزیادتی کے لحاظ سے ہے۔ یہاں پر اگر منطق ومعقول سے آشنا حضرات کی زبان میں یہ کہہ دوں کہ سچے اولیاء اللہ کی حقیقت کلی مشکک ہے جس کا صدق اپنے تمام مصادیق وافراد پر یکساں نہیں ہوتا تو بے محل نہیں ہوگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ سچے اولیاء اللہ کی اِس تعریف کے مطابق آج کل کوئی کامل موجود نہیں ہے تو میری فہم کے مطابق یہ اُس کی کورچشمی ہوگی کیوں کہ مرفوع حدیث کے مطابق اللہ کے سچے ولیوں سے تاریخ کا کوئی حصہ خالی نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت جابر ابن سَمُرہ سے مسلم شریف میں مروی ہے:

''لَنْ یَبْرَحَ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُّقَاتِلُ عَلَیْہِ عِصَابَۃٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ''(۱)

یعنی دین محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم پر عمل کرنے والے صلحاء اُمت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک اُس پر محنت کرتی رہے گی۔

تو ظاہر ہے کہ دین اسلام کے تسلسل کا قیامت تک غیر منقطع رہنا یا متضاد قوتوں پر حُجت ودلائل کے اعتبار سے غالب رہنا اپنے عاملین وحاملین کے بغیر ممکن نہیں ہے گویا اِس قسم کی تمام حدیثیں سچے اولیاء اللہ کے وجود مسعود کے تسلسل اور غیر منقطع ہونے پر مقتضاء النص ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اِن روایات کو مسلّح مجاہدین کیساتھ خاص ہونے یا اِن میں وارد لفظ ''مُقَاتلہ'' کو اغیار کے ساتھ مسلّح تصادم کے معنی میں خاص ہونے کا تاثر دے کر غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں جو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سُوءِ فہم ومغالطہ ہے جس کا باد لائل

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ص 330۔

Marfat.com

رد بلیغ میں نے اپنی دوسری تحریر ''اسباب زوال اُمت اور علاج'' میں کیا ہوا ہے جسے سمجھنا موجودہ دور میں ہر خاص و عام کی ضرورت ہے۔

سچے اولیاء اللہ کے وجود مسعود کے غیر منقطع تسلسل سے متعلق علم الیقین ہونے کے ساتھ مجھے اس پر بھی عین الیقین حاصل ہے کیوں کہ میرے مشاہدہ میں ایسے سچے اولیاء اللہ کی تعداد اکائیوں میں نہیں بلکہ درجنوں میں ہے کہ میں نے اندرون ملک و بیرون ملک زندگی کے مختلف شعبوں میں موجود سچے اولیاء اللہ بکثرت دیکھے ہیں، اُن کی رفاقت پائی ہے اُن میں سے بعض کے ساتھ ملاقاتیں ہوئی ہیں اور بعض کے ساتھ نسبت تلمذ کا شرف پایا ہے ایسے میں سچے اولیاء اللہ کے وجود سے انکار کرنے والوں کو میں کور چشم کہنے کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے اولیاء اللہ ہونے کے لیے شرعی معیار کے آئینہ میں دیکھنے اور پرکھنے کی بجائے سب کو معاشرہ کی چاروں طرف پھیلے ہوئے فراڈیوں، کذابوں اور بے حقیقتوں کے آئینہ میں دیکھ کر حقیقت سے بھی انکار کیا۔ ایسے میں سچے مشائخ اور اُن کے دامن فیض سے وابستہ اصحاب محراب و منبر حضرات کی دُہری ذمہ داری ہوتی ہے کہ اصل و نقل کا فرق بتائیں، سچے اولیاء اللہ ہونے کے لیے شرعی معیار و شرائط کی وضاحت کریں اور نمبر ایک و نمبر دو کی تفریق و تمیز بتائیں تاکہ اصل کو بدنامی سے بچانے کے ساتھ نقل کی حوصلہ شکنی بھی ہو سکے اور ناواقف حال حضرات کو نصیحت ہونے کے ساتھ حقِ تبلیغ کی ادائیگی بھی ہو سکے لیکن افراد حیوان کے غیر مثلی ہونے کی طرح اصحاب محراب و منبر کی شکل میں انسانوں کے یہ افراد بھی یکساں نہیں ہیں کہ سب ذاتی اغراض اور دنیوی مصالح پر دین اسلام کو ترجیح دے کر حق گوئی کا فریضہ انجام دے سکے، لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر اصل و نقل کی تمیز بتانے کی جرات کر سکے، شریعت کے مجرموں، طریقت کے چوروں اور تصوف کے نام پر دجل و فریب کا زہر پھیلانے والے فراڈیوں کی دھمکیوں اور سازشوں کو خاطر میں لائے بغیر راہِ

Marfat.com

استقامت پر جم سکیں ۔سب کی تو بڑی بات ہے اگر اصحاب محراب ومنبر حضرات میں سے 50% بھی یہ فریضہ انجام دیں تو سب کچھ ٹھیک ہوسکتا ہے۔

جو بزرگانِ دین اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق ملت اسلامیہ کی آبیاری کر کے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اُن کے سجادہ نشینوں میں وہ حضرات جو اُن کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اُن کے مشن کی تکمیل کررہے ہیں، جس عظیم مقصد کے لیے اُنہوں نے اپنی جملہ صلاحیتوں کو وقف کیا تھا اُس میں اُن کی ہمکاری کررہے ہیں اوراس کے ساتھ اگر وہ خودبھی اپنے بزرگوں کی طرح اولیاء اللہ ہونے کے لیے شریعت وطریقت کے حوالہ سے مذکورہ معیار پر پورا اُتر رہے ہوں تو پھر انہیں بھی مرحوم بزرگوں کی طرح اولیاء اللہ ہی سمجھا جائے گا گویا ولی ابن ولی کا سلسلہ چل رہا ہے جس کی متعدد مثالیں اس وقت ہماری نگاہ میں موجود ہیں ''ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ''(۱)اور اگراس معیار پر پورا نہیں اُترتے تو پھر بھی وہ واجب التکریم والتوقیر ہیں، شرفا ہیں اور بزرگان دین کے صحیح جانشین وہمکار ہونے کی بنا پر ملّت اسلامیہ کے محسن ہیں لیکن ہر صحیح جانشین یا ہر محسن ملّت وکامل کے لیے ضروری نہیں ہے کہ دوسروں کے لیے مربی ومکمل بھی ہوسکے، بیعتِ طریقت دے کر اُس کے جملہ لوازمات وتقاضوں کو بھی پورا کرسکے۔اِس کی ایسی مثال ہے جیسے الٰہیات کا عالم ہونا اور مدرّس ومربی ہونا کہ ہر اچھے عالم کا مدرس ومربی ہونا ضروری نہیں ہے جبکہ الٰہیات کے ہر اچھے مربی و مدرس کا عالم الٰہیات ہونا ضروری ہے۔''عموم وخصوص'' مطلق کی اس نسبت کا ہی نتیجہ ہے کہ کتنے اچھے علماء دین وفقہاء اور فلاسفر ایسے ہیں جو تدریسی مہارت نہ رکھنے کی وجہ سے شاگردوں کی تربیت نہیں کرسکتے اور تدریس وتربیت کے ذریعہ اپنے علمی کمالات سے دوسروں کو مستفیض نہیں کرسکتے ہیں

۱۔ الحدید، 21۔

Marfat.com

،شاگردوں کی تربیت کی واحد ذمہ داری اپنے استاذ پر عائد ہونے کی طرح مریدوں کی روحانی تربیت وتعلیم اُنہیں بیعتِ طریقت دینے والے پیرومرشد پر ہی عائد ہوتی ہے۔ گویا مسندِ تدریس کا منجانب اللہ امانت ہونے کی طرح مسندِ ارشاد و بیعت کے تقاضوں اور پیری مریدی کے شرعی مقاصد کو پورا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مقدس امانت ہے۔جس کا واحد ذمہ دار وہی ہوتا ہے جو اِس مسند پر فائز ہوکر لوگوں کو بیعت دیتا ہے۔جس پر پورا اُترنے کے لیے رُتبہ ولایت کے شرعی معیار پر اُترنے کے بعد اولین شرط مریدوں کو روحانی تعلیم وتربیت دینے کی مہارت ہے۔جس کی اہمیت کے متعلق حضرت مجدّد الف ثانی نے فرمایا:

''نزد فقیر تلقینِ ذکر در رنگ تعلیم الف وبے است مرصبیان را''(۱)

میرے نزدیک مریدوں کو تربیت وتعلیم دینے کی اہمیت اس طرح توجہ طلب ہے جس طرح بچوں کو الف با پڑھانا یعنی ابتدائی تعلیم دینا توجہ طلب ہے۔

کون نہیں جانتا کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم اگر پوری طرح توجہ وجانفشانی کیساتھ نہ ہو تو وہ کبھی بھی بامراد نہیں ہوسکتے جس کا عملی نتیجہ آج کل دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔قربان جاؤں حضرت شیخ سرہندی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف پر کہ اُنہوں نے اِس مکتوب میں فطرت کی کیا ہی خوب عکّاسی فرمائی،شریعت وطریقت کی کیا زبردست ترجمانی کی اور پیری مریدی کی ذمہ داریوں سے ناآشنا سجادہ نشینوں کی کیا ہی گوشمالی کی۔(فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ)

جو حضرات بزرگانِ دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں،اُن کی جانشینی کا دعویٰ کرتے ہیں اور کردار کے حوالہ سے نہ ''وُور'' ہیں نہ ''وَہ'' یعنی اِن بزرگوں کے مقدس مشن کی تکمیل وہمکاری میں کچھ نہ ہونے کے ساتھ اس کے منافی کردار میں بھی کچھ نہیں ہیں

۱۔ مکتوب نمبر26،حصّہ نورالخلائق، ج4،دفتر2، ص70،مطبوعہ نور کمپنی لاہور۔

Marfat.com

جسے کھوار زبان میں ''نہ وورنہ وہ'' کہتے ہیں تو شریعت وطریقت کے حوالہ سے اُن کی حیثیت ہماری فہم کے مطابق عام لوگوں سے مختلف نہیں ہے کہ بزرگوں کے ترکہ میں وافر میراث پر بیٹھنے کی صورت میں شریف جاگیردار یا بصورت دیگر عام شہری ہیں۔ بہر تقدیر گناہ گار و معصیت کار یا اپنے بزرگوں کے طریقۂ کار سے منحرف جیسے الزامات کے ساتھ اُنہیں مطعون نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق ہی زندگی گزارتا ہے جب بزرگوں والی فطرت وکمال ہی اِن میں موجود نہیں ہے تو پھر اُن کے ہمکار نہ ہونے میں اِن کا کیا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا''(۱)

یعنی اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

بزرگانِ دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے حضرات کا وہ طبقہ جو اپنے بزرگوں کے روحانی کمالات ومسندِ ارشار کے لیے ضروری علم کی صلاحیت سے تہی دست ہونے کی بنا پر اس تیار سٹیج سے روحانی خدمات انجام دینے سے خود تو عاجز ہے لیکن اپنے اسلاف کی مذہبی خدمات کے ساتھ قلبی لگاؤ اور اسلام کی خدمت کرنے کا جذبہ اُن میں موجود ہوتا ہے۔ جس وجہ سے وہ مذہب وروحانیت کے نام پر کام کرنے والوں کا ساتھ دینے میں سعادت سمجھتے ہیں اور اصلی ونقلی کی تمیز کیے بغیر مذہبی تنظیموں وشخصیات کے ساتھ مخلصانہ تعاون کرتے ہیں عملی طور پر اِن کی سادگی واخلاص سے وہی تنظیمیں فائدہ اُٹھاتی ہیں جو مزاج شناسی کا تجربہ رکھنے کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اسلام کا نام استعمال کرتی ہیں۔ اِس ڈگر کی خانقاہوں سے ہمارے تجربہ کے مطابق تبلیغی جماعت والوں نے سب سے زیادہ فائدہ اُٹھایا ہے جبکہ بریلوی کہلانے والے مسلمانوں نے متعدد وجوہات کی بنا پر خود کو مذہبی استفادہ کے اِس

۱۔ البقرہ،286۔

Marfat.com

موقع سے پیچھے رکھا ہے۔

بزرگانِ دین کی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کا وہ طبقہ جو اُن کے پاکیزہ کردار کے سراسر خلاف اور گوناگوں بے اعتدالیوں میں مصروف ہونے کی بنا پر اُن کی پاکیزہ ارواح کو اذیت پہنچانے کے ساتھ سادہ لوح عوام کی گمراہی کا بھی سبب بن رہے ہیں۔ ہمارے تجزیہ کے مطابق اِس ڈگر کے خانقاہ نشینوں کی شرح پیداوار سب سے زیادہ ہے اور افسوس بالائے افسوس یہ کہ علماءِ سُوء اپنے دنیوی مفادات کی خاطر اِن سب کی بے اعتدالیوں کو شرعی جواز دینے کے لیے اِن کے کاروباری عرسوں واجتماعات میں دھواں دار تقریریں جھاڑ کر عوام کو مزید گمراہ کرتے ہیں۔ مسلمہ اولیاء اللہ جیسے کمالات وکرامات اِن بے حقیقتوں کی طرف منسوب کر کے التباس الحق بالباطل کرتے ہیں ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ''(۱) جیسی مقدس آیات کریمہ کو اِن پر چسپاں کر کے ''كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدُ بِهَا الْبَاطِلُ '' کا فساد فی الدین کرتے ہیں اور ''وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا '' جیسے برحق نصوص سے غلط استدلال کر کے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنانے کے ساتھ اشتباہ فی الدین کا ماحول بناتے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک طرف شخصیت پرستی، قبر پرستی اور توہم پرستی جیسے غیر اسلامی حرکات کو اسلام میں داخل کرنے کا جرم کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف اسلامی تعلیمات سے محروم عوام کی دنیا و دین خراب کیا جا رہا ہے جو اُمت مسلمہ کا المیہ ہے۔

خانقاہ نشینوں اور بزرگان دین کے سجادہ نشینوں کے اِن طبقات میں لوگوں کو بیعتِ طریقت دینے کے اہل شریعت وطریقت اور بزرگان دین سے منقول نا قابل انکار مسلّمات کی روشنی میں صرف اول الذکر دو طبقے ہیں جن کی فکر وعمل قرآن وسنت کے مطابق درست ہونے کے ساتھ پیر ومرشد ہونے کے جملہ شرائط کے بھی مستجمع ہیں اور لوگوں کو بیعت

۱۔ یونس، 62۔

Marfat.com

کرنے کے بعد اُن کی روحانی تعلیم وتربیت کی جملہ ذمہ داریوں کو نبھانے کے قابل ہیں اُن کے علاوہ باقی تینوں طبقوں میں سے کسی ایک کو بھی لوگوں کو بیعت دینے اور پیری مریدی کا سلسلہ چلانے کی اجازت شریعت میں ہوسکتی ہے نہ طریقت میں کیوں کہ بزرگوں کے جانشین ہوکر خانقاہوں سے متعلقہ اوقاف وجائداد کی تولیت وانتظام کرنا اور چیز ہے جبکہ پیری مریدی کے عنوان سے لوگوں کو بیعت دے کر اس کی شرعی ذمہ داریوں کو نبھانا اور چیز ہے۔

اوّل الذکر کے لیے جائیدادوں کے تحفظ وانتظام جیسے دنیوی مسائل کا علم ہونا ضروری ہے جبکہ ثانی الذکر کے لیے منصب ارشاد کے لوازمات وتقاضوں کو نبھانے کی صلاحیت ضروری ہے جس کے لیے صاحب ارشاد میں صلاحیت فکر وعمل، ایمان وتقویٰ جیسے لوازمات کیساتھ مریدوں کی روحانی تربیت کرنے کی عملی صلاحیت کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ پیری مریدی کا اصل مقصد حاصل ہوسکے کیوں کہ منصبِ ارشاد پر فائز صحیح پیر ومرشد اپنے مریدوں کی روحانی تربیت وتزکیہ کرنے کے حوالہ سے بالواسطہ رسول اللہ ﷺ کا نائب وخلیفہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ''(۱)

رسول اللہ ﷺ اُن کا تزکیہ فرماتے ہیں اور کتاب وحکمت کی اُنہیں تعلیم دیتے ہیں۔

نیز فرمایا:''لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ''(۲)

اے حبیب ﷺ تاکہ تو نکالے لوگوں کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف۔

۱۔ آلِ عمران، 164۔

۲۔ ابراھیم، 1۔

Marfat.com

نیز فرمایا: ''وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا ''(۱)

اے لوگوں رسول ﷺ جو تعلیم و تربیت تمہیں دیں اُس پر عمل کرو اور جن باتوں سے تمہیں منع کریں اُن سے منع ہو جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ ''(۲)

یعنی تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری سے متعلق اُس سے پوچھا جائیگا۔

ایک متوقع کج فہمی کا پیشگی جواب

مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ یہاں پر آیت کریمہ ''لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَاکَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ''(۳) جسے یہودیوں کی اجتماعی بے اعتدالیوں اور منصب تبلیغ سے روگردانیوں کو سببِ نزول بنا کر رہتی دنیا تک وجود میں آنے والے علماء اُمّت و صلحاء ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو علی وجہ العموم تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ یہودی علماء و مشائخ کی بے اعتدالیوں سے سبق لیں، اُن کے انجامِ بد سے عبرت حاصل کریں اور اُن کی طرح قومی زوال کی بیماریوں میں مبتلا ہونے سے احتراز کریں لیکن اُمّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے اکثر علماء سے لے کر پیروں، فقیروں، سجادہ نشینوں اور پیرزادوں کی شکل میں ہر طرف پھیلے ہوئے مذکورہ تینوں طبقوں کے حضرات یہ کہہ کر اس آیت کریمہ کے عمومی حکم سے روگردانی کریں گے کہ یہ صرف یہودی علماء و مشائخ کی مذمّت میں نازل ہوئی ہے۔ مجھے اس بات کا بھی پورا احساس ہے کہ اِن کے

۱۔ الحشر، 7۔

۲۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج5، ص38، حدیث نمبر 6370۔

۳۔ المائدہ، 63۔

Marfat.com

ساتھ مربوط کچھ علماء حضرات اُن کے اس موقف کو ثابت کرنے کے لیے، اللہ کے نازل کردہ اس عمومی حکم کو یہودی علماء ومشائخ کے ساتھ مختص کر کے خود کو اس سے آزاد کرنے کے لیے اس طرح کا استدلال پیش کر کے خلقِ خدا کو گمراہ کریں گے کہ سورۃ مائدہ کی اس آیت کریمہ میں ''الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ'' کے دونام استعمال ہوئے ہیں جن میں سے اول یہود کے علماء باطن کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوا جبکہ دوسرا لفظ یعنی احبار یہود کے علماء ظاہر کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوا اور یہودیوں کے ان دونوں مذہبی رہنماؤں کے مقابلہ میں عیسائیوں کے علماء ظاہر کے لیے قسیسین اور اُن کے علماء باطن کے لیے رھبان کے نام مقرر ہوئے ہیں جیسے فرمایا:

''ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ''(۱)

یعنی یہودیوں کی نسبت عیسائیوں کا اسلامی تعلیمات سے کچھ متاثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُن میں قسیسین ورھبان کے ناموں سے آسمانی کتابوں کے مطابق کچھ تبلیغ کرنے والے ظاہری وباطنی رہنما موجود ہیں۔

یہود ونصاریٰ کے مقابلہ میں اہل اسلام کے علماء ظاہر کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا''(۲)

جبکہ علماء باطن کے لیے اولیاء اللہ کا نام استعمال فرمایا ہے جیسے فرمایا:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ''(۳)

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے اندر تینوں آسمانی کتابیں رکھنے والے

۱۔ المائدہ،82۔

۲۔ فاطر،28۔

۳۔ یونس،62۔

Marfat.com

مذاہب کے روحانی ومذہبی پیشواؤں کے لیے الگ الگ نام مختص کردیئے ہیں تو پھر کسی ایک کے لیے مختص شدہ ناموں کو دوسروں کے لیے استعمال کرنے کا کیا جواز ہوسکتا ہے لٰہذا سورۃ مائدہ، آیت 63 میں مذکورہ ربّانی واحبار اور اُن کے پیروکار گمراہ یہودیوں کی سرزنش و مذمّت کے لیے خاص طور پر نازل شدہ مخصوص حکم کو عام کر کے اُمّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے علماء واولیاء پر چسپاں کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

اِس کے جواب میں **اولاً** یہی کہوں گا کہ تینوں آسمانی کتابوں پر ایمان کے دعویداروں کے لیے مذکورہ ترتیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان ناموں کے مخصوص کرنے کا دعویٰ غلط محض ہے ورنہ علماء کا لفظ یہود ونصاریٰ میں سے کسی کے لیے بھی استعمال نہ ہوتا حالاں کہ اِن دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ''(۱) تو ظاہر ہے کہ یہاں پر علماء بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ کے تمام مذہبی رہنماؤں کو شامل ہے چاہے جس نام سے بھی مشہور ہو۔ اسی طرح اولیاء اللہ کا لفظ بھی اُمّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے علاوہ بھی تمام نوع بنی آدم کے اولین وآخرین تمام اقوام میں پائے جانیوالے اہل استقامت متّقیوں کے حق میں استعمال ہوا ہے کیوں کہ یہود ونصاریٰ کے علماءِ سؤ اور اُن کے ناقص مشائخ کا وجود میں آنے سے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں آباد کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا ''فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۲) ظاہر ہے کہ وصفِ ''لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ '' اولیاء اللہ کا خاصہ ہے کہ کسی اور کے لیے ایسا اعلان نہیں ہوا عام اِس سے کہ ولایت کے جس رُتبے پر بھی فائز ہوا اور سب

۱۔ الشعراء، 197۔

۲۔ البقرہ، 38۔

Marfat.com

جانتے ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں جن اولیاء اللہ کے لیے یہ اعلان ہوا ہے وہ ہر اُمت کے اولیاء اور ہر دورِ تاریخ کے اولیاء کو شامل ہے تو پھر لفظ اولیاء اللہ کو اُمتِ محمدی علی صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ مختص قرار دینے کا کیا جواز ہے؟

ایسے میں مذکورہ ترتیب کے ساتھ اِن ناموں کو تینوں مذاہب کے علماء ظاہر و باطن کے ساتھ خاص بتانے کا مطلب تلبیس ابلیس کے سِوا اور کچھ نہیں ہے جس کے نتیجہ میں یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کے ہم خصلت وہم صفت علماء سُوء اور دُنیا پرست اولیاء الشیطان کو سادہ لوح مسلمانوں کی دُنیا و دین کے ساتھ کھیلنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ نیز قرآن شریف جیسی عظیم کتاب وعظ و نصیحت کو انجانے میں کتابِ حکایت قرار دیا جا رہا ہے اور رہتی دنیا تک وجود میں آنے والے تمام انسانوں کی ہدایت و تبلیغ کے لیے نازل شدہ عظیم کتاب اللہ کو زمانہ نزول کے وقت موجود لوگوں کے ساتھ مختص کر کے مقصدِ نزول قرآن کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔ اِن حضرات کی اس کج فہمی پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے اتنا سوچنا بھی انہیں نصیب نہیں ہوتا کہ اس اندازِ استدلال سے تو تقریباً پورے کا پورا قرآن شریف، اس کے اندر موجود تمام آیات اور اُنکے جملہ احکام کو اُس کے زمانہ نزول میں موجود لوگوں کے ساتھ مخصوص قرار دینا پڑے گا جس کا تصوّر کوئی بھی مسلمان نہیں کر سکتا کیوں کہ قرآن شریف کی تقریباً تمام آیات اپنے وقتِ نزول کے حوالہ سے کسی نہ کسی شخص، قوم اور واقعہ و حادثہ کے درپیش ہونے کے سبب نازل ہوئی ہیں جنہیں مفسّرین کی اصطلاح میں اسبابِ نزول کہا جاتا ہے جبکہ بلاتفریق مسلک تمام اہل اسلام کے علماء کرام نے احکام اسلامیہ کے ثبوت کے لیے قرآنی آیات کے عموم الفاظ اور مفہومات عامہ کو بنیاد بنایا ہے خصوصیت سبب کو نہیں جس کے لیے اِن سب کا یہ متفقہ فیصلہ اور مشترکہ اصول ہے کہ:

Marfat.com

"اَلْاِعْتِبَارُ لِمَفْهُوْمَاتِ الْاَلْفَاظِ لَا لِسَبَبٍ خَاصٍ"

یعنی قرآن شریف کی آیات سے ثبوت احکام کے لیے الفاظ کے مفہومات کا اعتبار ہے سبب نزول کا نہیں۔

ایسے میں یہودیوں کے خواص وعوام میں اُس وقت کے مطابق پائے جانیوالی خرابیوں کا اس وقت اپنے اندر پائے جانیکے باوجود اِن سے صَرفِ نظر کرنا، ان مشترکہ امراض کے انجام بد یا اُنکے علاج میں فرق بتانا اور مرض کی موجودگی کے باوجود اُس کے وجود سے انکار کرکے خود کو اُس سے مستثنیٰ قرار دینا تلبیس ابلیس نہیں تو اور کیا ہے؟

ثانیاً: ۔قرآن شریف نے جن اشخاص یا جن اقوام کو مورد الزام ٹھہرا کر سرزنش کی ہے یا اُن کی مذمّت بیان کی ہے وہ اُن کے ناموں کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اُن کے بُرے کاموں کی بنیاد پر ایسا کیا ہے۔مثال کے طور پر فرعون، قارون وہامان وغیرہ کے انجام بد کو اُن کی مذّمت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تو اس لئے نہیں کہ اُن کے یہ نام کیوں تھے بلکہ اُن نام والوں کے بُرے اعمال کی وجہ سے وہ سب کچھ ہوا جو اُن کے ساتھ ہوا۔اسی طرح احبار ورھبان اور قسیسین وربانی بھی بنی اسرائیل کے مذہبی رہنماؤں کے خاص نام تھے قرآن شریف میں جگہ جگہ اُن کی جو مذّمت وسرزنش کی گئی ہے یہ اُن کے اِن ناموں کی وجہ سے نہیں بلکہ اُن کی بدکرداری کی بنیاد پر ہے تو ظاہر ہے کہ کردار چاہے اچھے ہوں یا بُرے حقائق کے قبیل سے ہیں جو الفاظ یا ناموں کے بدل جانے سے بدلتے ہیں نہ تاریخ کے بدل جانے سے تبدیل ہوتے ہیں مثال کے طور پر دین فروشی اور شریعت وطریقت کے لباس میں خلقِ خدا کو دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا اور دین کے نام پر التباس الحق بالباطل کرنا حقائق خبیثہ ہیں جو ہر مذہب میں اور تاریخ کے ہر دور میں معیوب ومذموم ہیں اللہ کے کسی بھی پیغمبر نے ان کی اجازت نہیں دی اور اِن کی سزائیں

Marfat.com

بھی اُن کے اپنے مراتب کے مطابق نا قابلِ تبدیل ہیں۔ اِن کے ارتکاب کرنے والے مذہبی رہنمایانِ بنی اسرائیل کو جو سزائیں دی گئیں تھیں یا اُن کی جو سرزنش و مذمت بیان ہوئی ہے وہی سزائیں اور وہی سرزنش و مذّمت اُمّت محمدی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نمبر دو علماء و مشائخ کے لیے بھی مقرر ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَمَاهِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ''(۱)

یعنی گزشتہ بدکرداروں کو دی گئی سزائیں بعد میں آنے والے ظالموں سے دور نہیں ہیں۔

گواہ بھی چست مُدّعی بھی چُست

نمبر دو مشائخ کے اس دجل وفریب کا سب سے خطرناک پہلو اُن کا بنایا ہوا وہ ماحول ہے جس کے مطابق اُن کے حاشیہ بردار علماءِ سُوء شریعت وطریقت کے نام پر اُن کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کو اسلام کا حصّہ ثابت کرنے کے لیے قرآن وحدیث سے غلط استدلال کرتے ہیں، سلف وصالحین کی طرف منسوب کچھ بے سند قصے کہانیوں کا سہارا لے کر اِن کی شرکیات وبدعات اور جہلیات کے جواز کے لیے سند ڈھونڈتے ہیں اور اِن گمراہیوں کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے والے اہل حق کو معاشرہ میں بدنام کرنے کے لیے ''مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ''جیسی روایات کو اُن پر چسپاں کر کے ایک طرف سادہ لوح عوام کو گمراہ کر دیتے ہیں تو دوسری طرف ان دجاجلہ کو سچّے اولیاء اللہ کی صف میں ہونے کا تاثر دے کر اُن کے اس گھناؤنے کاروبار کو وسعت دیتے ہیں، گویا گواہ بھی چست اور مدّعی بھی چست۔ اِس پر مستزاد یہ کہ نہی عن المنکر کرنیوالے صحیح مبلغین کی آوازِ حق کو دبانے کی اس طرح کوششیں کرتے ہیں جس طرح پیغمبر برحق رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ ھود،83۔

Marfat.com

کے منکر قرآنی تبلیغ کو بے اثر کرنے کے لیے شور وغوغا سے کام لیا کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

''وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ''(۱)

یعنی حق کے مقابلہ میں دُنیوی مفادات کو ترجیح دینے والے منکرین نے کہا کہ تم اس قرآن کی تبلیغ پر کان مت دھرو اور اُسے بے اثر کرنے کے لیے اُس کے خلاف شور وغوغا شروع کرو تاکہ اُسے بے اثر کرنے میں کامیاب ہوسکو۔

جس قوم کا مذہبی ماحول اس حد تک آلودہ ہو چکا ہو اُن کا راہ راست پر آنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اُنہیں گمراہی سے بچانے کے لیے حق کی تبلیغ کرنے والے اسلامی مبلّغین کی راہ میں بھی ویسے ہی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں جیسے پیغمبرِ اسلام رحمتِ عالم ﷺ کی راہ تبلیغ میں قدم قدم پیدا ہوا کرتی تھیں کیوں کہ شرک اور پیر پرستی کے مفہوم ایک دوسرے سے جدا ہونے کے باوجود آغاز وانجام کے حوالہ سے توہم پرستی اور اندھی تقلید اِن دونوں کے مابین اقدار مشترکہ ہیں کیوں کہ اِن دونوں کی ابتدا توہم پرستی سے ہونے کے بعد ترقی کرتے ہوئے ایک ماحول تشکیل پاتا ہے، افراد معاشرہ کا ایک ذہن بن جاتا ہے اور ایک مخصوص نظریہ و مذہب کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس کے بعد آئندہ کی نسلیں اُسے اُسی رنگ میں لیتے ہوئے لاشعوری میں نسل در نسل آگے بڑھاتی جاتی ہیں جسے تقلید آباء، تقلید جامد یا اندھی تقلید اور تقلید عمیاء جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے گویا اِن دونوں کے آغاز اور ابتدائی وجود توہم پرستی کی پیداوار ہوتا ہے جبکہ بعدازاں مخصوص ماحول تشکیل پانے کے بعد حق کے مقابلہ میں اندھی تقلید اور لاشعوری کی جذباتی رفتار اِن کی روزافزوں ترقی میں ثانوی کردار ادا کرتی ہے۔

۱۔ الفصلت،26۔

Marfat.com

جہل مرکب اور اندھی تقلید کا فرق

حق کے مقابلہ میں باطل کو اور روشنی کے مقابلہ میں جہل کے اندھیرے کو گلے لگانے میں تقلیدی ماحول چاہے بت پرستی کا ہو یا پیر پرستی کا بہر تقدیر تبلیغ حق کی راہ میں چٹان ہونے کے باوجود جہل مرکّب کی طرح نا قابل تحلیل یا نا قابل علاج نہیں ہے کیوں کہ جہل مرکّب کے مرض کا علاج اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا ہے جبکہ ماحولیاتی جہل اور اندھی تقلید کے مرض سے نجات پانے کے لیے قرآن وحدیث کی تبلیغ کو علاج بتایا ہے جیسے ارشاد فرمایا:

''وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَشِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ''(۱)

نیز فرمایا:''قَدْجَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌمِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِمَافِي الصُّدُوْرِ ''(۲)

اسلامی تعلیمات کے برعکس جہل مرکّب میں مبتلا انسان بُت پرستوں کی شکل میں ہوں یا پیر پرست کی شکل میں، ضرورتِ دینیہ سے منکر کی شکل میں ہوں یا صراطِ مستقیم کے متضاد کسی اور صورت میں بہر حال نا قابلِ علاج ونا قابلِ اِصلاح ہیں جس وجہ سے قرآن وسنت کے اس یقینی نسخۂ شفاء سے اُن کے مرض کا ازالہ ممکن نہیں ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَايُؤْمِنُوْنَ ''(۳)

اِس آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح میں مختلف مکاتب فکر مفسّرین کرام کی طرف سے بہت کچھ منقول ہونے کے باوجود اس بات میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ اس کے

۱۔ الاسراء،82۔

۲۔ یونس،57۔

۳۔ البقرہ،6۔

Marfat.com

مصداق میں وہی بد بخت لوگ مراد ہیں جو دینِ محمدی ﷺ کے حوالہ سے جہل مرکّب کے مرض میں مبتلا ہیں۔ الغرض اسلامی تعلیمات کے منافی نظریات و کردار کے حامل لوگوں کی بے اعتدالیاں چاہے جس انداز میں بھی ہو اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جو جہل مرکّب کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہوں۔ اِس کے علاوہ چاہے تقلید مخطی میں مبتلا ہو یا جہل بسیط کی کسی اور شکل میں اُن میں تبلیغ حق کے ذریعہ گمراہی سے بچانے کے حوالہ سے سب سے زیادہ مشکل کام ماحولیاتی جہل کے اسیروں اور اندھی تقلید کے مرض میں مبتلا لوگوں میں علم حق کی روشنی پیدا کرنا ہوتا ہے حق کے مقابلہ میں اکابر پرستی اور اندھی تقلید کے اس مرض کا تبلیغ قرآن کے نسخۂ شفاء کے ذریعہ علاج کرنا سچّے مبلغ اسلام کیلئے اپنے تمام تر مشکلات، راستے کے تمام کانٹوں اور ہر سمت سے آنے والی بادِ مخالف کے تھپیڑوں کے باوجود ناقابلِ علاج اور مایوس کن نہیں ہے۔ جہل مرکّب اور اندھی تقلید کے مابین اس فرق کی بنیاد پر حضور رحمتِ عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ابوجہل سمیت جو لوگ جہل مرکّب کے مرض میں مبتلا تھے تبلیغِ نبوی ﷺ اور شفاء قرآنی کے اس یقینی نسخۂ شفاء سے اُنہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا جبکہ تقلید جامد جیسے دیگر امراض میں مبتلا حضرات نے انجام کار شِفا پائی، اپنی عاقبت سنواری اور اپنے سابقہ کردار پر نظر ثانی کرنے کی توفیق پائی۔

اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کی اقتداء میں ہر دور تاریخ کے سچّے مبلغین اسلام چاہے محراب و منبر کے حوالہ سے ہو یا خانقاہی نظام تبلیغ کے رنگ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے اپنے معاشرہ کے کج کلاہوں کو راہِ استقامت دکھاتے رہے ہیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہے اور جہل مرکّب کے مریضوں سے لے کر اندھی تقلید کے جراثیم زدوں تک سب کی شفاء یابی کے لیے قرآن شریف کے اس نسخۂ شفاء کی تبلیغ کرتے

Marfat.com

رہے ہیں جس کے نتیجہ میں وقت کے ابوجہلوں (یعنی جہل مرکّب کے لاعلاج مریضوں) پر اتمامِ حجّت ہونے کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے متصادم ماحول کے مریضوں کا بھی علاج ہوتا رہا، اندھی تقلید کے ظلماتِ متلاطمہ کے اندر نورِ اسلام اپنی جگہ بناتا رہا، دوزخ کے کنارے پہنچے ہوئے بدراہوں کو راہ استقامت کے کنارے لگاتا رہا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نورِ حق کی روشنی اپنی تمام تر خصوصیات و امتیازات کے ساتھ محفوظ ہوتے ہوئے نسل در نسل آگے منتقل ہوتا رہا ورنہ اگر ان سچے اولیاء اللہ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر ناجائز مسلط ہونے والے نفس پرستوں کے ہاتھ مضبوط کرنے والے دین فروش علماءِ سُوء و کلمہ فروش اولیاء الشیطان کے ہاتھوں حق کا یہ چراغ کب کا بجھ چکا ہوتا کیوں کہ شریعت وطریقت کے مقدس چہرہ پر ان بدنما داغوں کا منحوس وجود کوئی اچانک حادثہ نہیں ہے بلکہ خلافت علی منہاج النبوت کے سنہرے دورِ اسلام کے بعد خلافت کے نام پر ملوکیت کے مسلم استعمار کے نتیجہ میں قیادتِ مذہبی و سیاسی کی راہیں ایک دوسرے سے جدا ہونے کی بِنا پر جہاں مسلم اُمّت کی سیاسی قیادت پر مسلّط دُنیا پرستوں نے علماءِ سُو کو استعمال کیا وہاں نمبر دو مشائخ سے بھی خوب کام لیا گویا مسلم اُمّت پر مسلّط اِن تینوں طبقوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو نقصان پہنچایا۔ اِس داستانِ غم کے اُن جزئیات کی تفصیل کو اگر یہاں پر بیان کروں جو تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے تو مجھے یقین ہے کہ اکابر پرستی کی اندھی تقلید میں مبتلا علماءِ عصر میرے خلاف کفر سے کم کسی فتویٰ پر اکتفاء نہیں کریں گے کیوں کہ:

"اَلنَّاسُ اَعْدَآءٌ لِمَا جَهِلُوْا"

یعنی لوگ جس بات سے نا آشنا ہوں اُس کے دشمن ہوتے ہیں۔

کچھ ایسی صورت حال سے دوچار خاندانِ نبوت کے عظیم امام المسلمین حضرت امام زین

Marfat.com

العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

اِلٰهِی جَوَاهِرُ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِهَا لَقِیْلَ لِی اَنْتَ مِمَّنْ یَعْبُدُ الْوَثَنَا

وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُسْلِمُوْنَ دَمِی وَیَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَعْمَلُوْنَهٗ حَسَنًا

یعنی اے اللہ تو ہی فیصلہ فرما کہ میں اگر اپنے علم کے تقاضوں کو ظاہر کروں تو ناواقف حال حضرات مجھ پر کافر و مشرک ہونے کا فتویٰ لگائیں گے اور مجھے مباح الدم قرار دیں گے حالاں کہ وہ خود اپنی بے علمی کی وجہ سے اندھیر نگری میں مبتلا ہیں۔(۱)

ایسے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ نمبر دو پیروں اور علماء سُو کی تاریخ وار تفصیل بیان کر کے قارئین کو حیرت میں ڈالنے کی بجائے حضرت عبداللہ ابن مبارک المتوفی 181ھ کے تجربات و تاثرات پر اکتفا کروں جنہوں نے دولت بنی اُمیّہ و بنوعباسیہ میں ان تینوں طبقوں کے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصانات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد آئندہ نسلوں کو اس سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا:

رَاَیْتُ الذُّنُوْبَ تُمِیْتُ الْقُلُوْبَ وَقَدْ یُوْرِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا

وَتَرْكُ الذُّنُوْبِ حَیَاةُ الْقُلُوْبِ وَخَیْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْیَانُهَا

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

یعنی میں نے اپنے مشاہدات میں معصیت کاریوں کو مسلمانوں کے دلوں کا قاتل پایا جن پر مداومت کرنیکے نتیجہ میں زوال و پستی ان کا مقدر ہوتی ہے اور معصیت کاریوں سے بچنے کو مسلمانوں کے دلوں کی زندگی پایا اور اے مسلمان! گناہوں سے دور رہنا تیرے لئے بہت اچھا ہے اسلام میں بگاڑ و فساد پیدا نہیں کیا مگر اُمت مسلمہ کے سیاسی

۱۔ الفتوحات المکیہ شریف، ج 1، ص 32۔

Marfat.com

اقتدار پر مسلّط طبقہ اور اُنکے دست و بازو بننے والے علماء سُوء نمبر دو پیروں نے۔(۱)

حضرت امام عبد اللہ ابن مبارک کے یہ اشعار نہ صرف نصیحت ہیں بلکہ زوالِ اُمتّ کی شروعات کے بنیادی اسباب کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد سیاسی اقتدار کا عملی طور پر مذہب سے آزاد ہونے کی بنا پر مذہبی قیادت کو دو حصّوں میں تقسیم کر کے شریعت و طریقت کی راہیں ایک دوسرے سے جدا کر دی اور درباری مشائخ و علماسُوء کو مسلم استعمار نے اپنے مفاد میں استعمال کیا۔ انجام کار مسلمانوں کے ظاہر و باطن پر مسلّط ہونے والے یہی تین طبقے اولین و آخرین اسباب زوال مسلم بنے۔(اَللّٰھُمَّ اَنجِ مِنھُمُ الْاُمَّۃَ الْمُسْلِمَۃَ، آمین)

یہ ہوا حضرت امام المحدثین نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے مذکورہ اشعار کا خلاصہ جس میں اسباب زوال مسلم کے شروعات کی نشان دہی کے ساتھ مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو ان سے آگاہ ہونے کی مشفقانہ نصیحت بھی ہے۔

امام المحدّثین کی بصیرت

سطحی ذہن کے جملہ مکاتب فکر حضرات، امام المحدثین کے ان اشعار سے استدلال کرتے ہوئے مذکورہ تینوں طبقوں کو زوال مسلم کے اسباب میں تو شمارتے ہیں جبکہ اس تاریخی کلام کی تشریح کی طرف توجہ دینے والے نہیں ہیں۔ میں نے اس کی اہمیت کے پیشِ نظر جس حد تک اس کے اجزاء ترکیبی پر غور کیا اُس کا خلاصہ اپنی فہم و ادراک کے مطابق نذر قارئین کیے دیتا ہوں جس کو سمجھنے کیلئے مندرجہ ذیل چند تمہیدات کو سمجھنے کی ضرورت ہے:

۱ اقوام اور اُن کے نظریات کی زندگی و موت کا دار و مدار اُن کے دلوں کی زندگی و

۱۔ اغاثة اللهفان من مصائد الشيطان، ج 1، ص 382، مطبوعه بیروت۔

Marfat.com

موت پر ہوتا ہے۔ جس قوم کا دل زندہ اُن کا عمل بھی زندہ اور جس کا دل مردہ اُس کا عمل بھی مردہ اور قوموں کے دلوں کو عمل کی راہ میں اجتماعی طور پر زندہ رکھنے کے لیے صالح قیادت کا ہونا ضروری ہے تا کہ بیک وقت اُمتّ کے سیاسی مفادات سے لے کر مذہبی مفادات تک سب پر یکساں نظر رکھے، سیاسی فسادکاروں سے قوم کو بچانے کے ساتھ ساتھ مذہب وروحانیت کے پردہ میں بگاڑ پیدا کرنے والے گندم نما جوفروشوں کو لگام دے، دین کے نام پر بدعت فروشی کرنے والوں کی منحوس راہوں کو بند کرے جس کے نتیجہ میں پوری قوم کو ذہنی سکون میّسر ہو اور وہ زندہ دلی کے ساتھ مختلف شعبہ ہائے حیات کی راہ عمل میں ترقی وعروج کے منازل طے کر سکے، راحت وغیرت کی زندگی پا سکے اور خود ترقی یافتہ ہو کر دوسروں کے لیے معلّم خیر بن سکے جو بعثت محمدی وشریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی تکمیل اور منشاء مولیٰ کا مظہر ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''هُوَ الَّذِی اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ''(۱)

یعنی اللہ کی شان کریمی کا یہ عالم ہے کہ اُس نے باطل پرستوں کے علی الرغم اپنے قانون کو جملہ قوانین عالم پر بالادست کرنے کے لیے ہدایات دے کر اپنے پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔

قرآن شریف میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی منشاء کے اس اظہار کے بعد بعثت نبوی اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پر ایمان رکھنے والے جملہ اہل اسلام پر لازم ہوتا ہے کہ اسکی تکمیل کے جملہ ذرائع پر عمل کریں جن میں سب سے اہم، سب سے مقدم اور سب سے زیادہ ضروری وموثر ذریعہ صالح قیادت کا انتخاب کرنا ہے

۱۔ التوبہ، 33۔

Marfat.com

جس کی بدولت بیضۃ الاسلام کا تحفظ ہوتا ہے، کلمہ توحید کے تقاضوں پر عمل ہونے کے ساتھ توحیدِ کلمہ یعنی اتحاد بین المسلمین کا فریضہ بحال ہوتا ہے اور جملہ اہل اسلام کی شیرازہ بندی ہونے کے ساتھ ہر ایک کو امن وسکون وحیاتِ قلبی کی زندگی میسر ہوتی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''(۱)

یعنی نرینہ وزنانہ سے قطع نظر جو قوم بھی منشاء مولیٰ کے مطابق عملی زندگی اپناتی ہے ہم اُسے راحت وسکون کی زندگی عطا کرنے کے ساتھ بالیقین اُن کے اچھے اعمال کا اجر اُنہیں دیتے ہیں۔

جیسے صالح قیادت کی بدولت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی حیات طیبہ بن جاتی ہے، من حیث القوم اُن کے قلوب وضمیر زندہ ہوجاتے ہیں اور تمدّنی زندگی کے مراحل میں ترقی وعروج اُن کا مقدّر بن جاتا ہے، اسی طرح اس کے فقدان کے منحوس نتیجہ میں طوائف الملوکی کے ساتھ طوائف المذہبی جنم پاکر دلوں کی اجتماعی مردگی کا سبب بن جاتی ہے، اجتماعی مفاد پر انفرادیت وخودغرضی کی دراندازی ہوجاتی ہے اور جملہ شعبہ ہائے حیات میں زوال وانحطاط کی سرایت ہوجاتی ہے۔

❷ قرآنی تعلیمات کے مطابق کلمہ توحید سب پر فرض ہونے کی طرح جملہ مدّعیان اسلام پر توحیدِ کلمہ بھی فرض ہے یعنی اتحاد بین المسلمین کا ماحول پیدا کرنے کیلئے ہمہ تن مصروف رہنا سب پر نماز، روزہ فرض ہونیکی طرح فرض عین ہے جس سے پیدا ہونیوالے ماحول سے سب کے دلوں کو حیات نو میسر آجاتی ہے اور اس فریضہ پر من حیث القوم عمل

۱۔ النحل، 97۔

Marfat.com

درآمد کرانے کی تمام تر ذمہ داری مسلم ریاست پر عائد ہوتی ہے جو صالح قیادت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور صالح قیادت کا انتخاب مسلم اتحاد و اخلاص کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

❸ **حکمرانوں** کے کرادر کا عوام پر اثر پذیر ہونا ایک فطری بات ہے جو زمانہ کے بدل جانے سے نہیں بدلتی کیونکہ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ "یعنی رعایا کا اپنے حکمرانوں کے انداز و اطوار پر چلنے کی فطرت زمانہ کے بدلنے کیساتھ بدل جانیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اِس بات کی مکمّل تحقیق ہم اپنی دوسری کتاب "**اسباب زوالِ اُمّت اور علاج**" میں درج کر چکے ہیں۔

❹ **مذہبی** رہنماؤں کے ساتھ عام مسلمانوں کی وابستگی ناگزیر ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا تعاون حاصل کیے بغیر کوئی بھی غیر صالح قیادت مسلمانوں پر مسلّط نہیں ہو سکتی، اگر وقتی طور پر مسلّط ہو بھی جائے تو دوام و استحکام نہیں پا سکتی۔

❺ **مذہبی** رہنماؤں کی طرف سے غیر شرعی اور غیر صالح قیادتوں کے ساتھ تعاون کرنے یا اُن کے استحکام کا موجب بننے کی چند صورتیں ہیں۔

اول:۔ کھل کر اُن کے مدد کی جائے، اُن کے جرائم کے لیے شرعی جواز پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور اُن کے غیر اسلامی تسلّط کو جائز قرار دے کر کتمانِ حق کے جرم کا ارتکاب کیا جائے جیسے بنواُمیّہ و بنوعبّاسیہ کے دور میں درباری علماء و مشائخ نے کیا تھا جن کی تفصیل سے کُتب تاریخ بھری پڑی ہیں۔

دوم:۔ اُن کا اپنے سیاسی مفاد میں کی جانے والی مذہبی تفریق کو عملی طور پر تسلیم کیا جائے اس کی مثال بھی بنواُمیّہ و عباسیہ کے دور سے شروع ہو کر اب تک تسلسل کے ساتھ جاری ہے کیوں کہ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر ناجائز تسلّط جمانے والوں کو دوام و استحکام

Marfat.com

تبھی میسر ہوگا جب ''وہ لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی شیطانی پالیسی پر عمل کریں گے، اسی بنیاد پر مولانا اور صوفی کی تفریق کی گئی اور شریعت وطریقت کی راہوں کو جدا مشہور کرنے کے ساتھ ہر طبقہ میں اصل کے ساتھ نقل کے لیے بھی گنجائش پیدا کی گئی ورنہ آغاز اسلام سے لیکر اختتام خلافت راشدہ تک روح تصوف اور حقیقت علم باطن جیسے سب کچھ احکام اسلام کے اندر موجود ہونے کے باوجود مولانا کی کوئی اصطلاح تھی نہ صوفی کی، کسی نے مولانا ابوبکر یا مولانا عمر یا مولانا علی ومولانا حسن وحسین نہیں کہا، کسی نے طریقت کو شریعت سے جدا کوئی چیز نہیں سمجھا اور کسی نے بھی مولانا وصوفی کی تفریق یا علم ظاہر وعلم باطن کے حاملین کو ایک دوسرے سے متضاد قرار نہیں دیا بلکہ یہ سب کچھ مسلم استعمار اور اُمّت مسلمہ پر ناجائز تسلّط جمانے والے نااہل قیادتوں کی پیدا کردہ سازشیں ہیں جن کو عملی طور پر قبول کر کے کچھ درباری علماء ونمبر دو مشائخ اُن کے استحکام کا سبب بنے۔ اگر طبقہ اہل حق حضرات امام ابوحنیفہ وشافعی، احمد ابن حنبل ومالک، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک اور اہل بیت نبوت کے حضرت امام زین العابدین وامام جعفر صادق جیسے عظماءِ اسلام کا وجودِ مسعود نہ ہوتا تو ان نمبر دو علماء سُو ومشائخ کی مدد سے مسلم استعمار کے اُن ظالموں کے ہاتھوں سب کچھ مسخ ہو چکا ہوتا۔

اسلام کے حوالہ سے یہ جو کچھ اپنی اصلی شکل میں ہم تک پہنچا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی نظام قدرت ہونے کے علاوہ ان پاکیزہ نفوس جیسے ہزاروں اہل حق مخلصین اسلام کی قربانیوں کا نتیجہ ہے جنکے متعلق اللہ کے حبیب نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَنْ تَزَالَ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِی عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاتِیَ اَمْرُاللّٰہِ''(۱)

۱۔ ابن ماجہ شریف، ص 287۔

Marfat.com

یعنی میری اُمت اجابت میں اہل حق کی ایک جماعت ہمیشہ رہے گی جو مخالفین کے علی الرغم حق کا چراغ جلائے رکھنے میں بامراد ہوگی اور یہ پاکیزہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

سوم:۔اپنی مذہبی قیادت ورسوخ کو محض دنیاوی مفادات کے لیے استعمال کر کے مسلمانوں کے سیاسی مسائل سے بے غم وغرض ہو جائے ایسے ہی نمبر دو مشائخ وعلماء سُو کی غیر اسلامی روش سے اُمت کو آگاہ کرنے کے لیے نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

''مَنْ لَمْ یَهْتَمَّ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ مِنْهُمْ''(۱)

یعنی جو مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کیساتھ غم وغرض نہیں رکھتا وہ اُن میں سے نہیں ہے۔

ایسے اولیاء الشیطان ودرباری علماء کی مثال بنواُمیّہ کے دور سے لے کر اب تک مسلسل چلی آ رہی ہے جس کی شرح وتفصیل بتانے کے لیے دفتر درکار ہے۔

چہارم:۔اپنے حلقہ اثر میں سیاست کو اہل مذہب کے لیے شجرۂ ممنوعہ ہونے کی تبلیغ کرے اور شریعت وطریقت کو سیاست سے جدا چیز بتا کر نااہلوں کی قیادت اور اُن کی غیر اسلامی حرکات سے مسلمانوں کی توجہ ہٹائے اِن تمام صورتوں میں نمبر دو مشائخ وعلماء سُو کا تعاون نااہل حکمرانوں کو حاصل ہوتا ہے فرق صرف بالواسطہ اور بلاواسطہ یا مرئی وغیر مرئی طریقے کا ہے کہ بعض صورتوں میں کھلے عام یہ دین فروش اُن کے دست وبازو بن جاتے ہیں جبکہ بعض صورتوں میں بالواسطہ اور غیر مرئی طور پر اُن کے استحکام کا سبب بنتے ہیں۔

❻ حضرت امام المحدثین کے اِن اشعار میں مذکور مفردات اور اُن کے باہمی ترکیبی

۱۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج6، ص67، حدیث نمبر8453۔

Marfat.com

تعلق کو سمجھے بغیر ان اشعار کے پس منظر کو سمجھنا ممکن نہیں ہے تو وہ اس طرح ہے کہ ''رَئَیتُ الذُّنُوبُ مُمِیّتَ القُلُوبِ ''میں جو ''رَئَیتُ '' ہے اس سے مراد رویت بصیرت ہے بصری نہیں یعنی یہ افعال قلوب کے قبیل سے ہے جسکے لیے ''اَلذُّنُوبُ '' مفعول اوّل ہے اور ''مُمِیّتَ القُلُوبِ ''مفعول ثانی ہے اور ''وَتَرکُ الذُّنُوبِ حَیَاۃَ القُلُوبِ ''چونکہ اس پر عطف ہے لہٰذا یہ دونوں بھی بالترتیب ''رَئَیتُ '' کے لیے ہی مفعول اوّل و مفعول ثانی ہیں اور ان دونوں شعروں میں سے ہر ایک کے مصرع ثانی بالترتیب مصرع اوّل کے لیے نتیجہ ہے اور ''اماتت القلوب ''(دلوں کی مردگی) سے مراد بے حسی و بے ضمیری ہے۔حیات القلوب سے مراد ضمیر کی بیداری وحق شناسی اور حق گوئی کی دولت ہے اور ذُنوب سے مراد ملکی وملی اور قومی واجتماعی بے اعتدالیوں کا سبب بننے والے حکمرانوں کا ساتھ دینے اور اُن کے ہاتھ مضبوط کرنے کے جرائم و معصیتیں ہیں۔ذنوب کا یہ معنی میں یہاں پر اس لیے متعین سمجھتا ہوں کہ یہ سیاق وسباق اور بالخصوص اس سلسلہ کے تیسرے شعر کا مدلول ومقتضاء ہے ورنہ اس تیسرے شعر میں نا اہل قیادتوں کے ساتھ اُن کے استحکام کا سبب بننے والے نمبر دو مشائخ وعلماءِ سُو کو دینِ اسلام میں بگاڑ وفساد پیدا ہونے کا سبب قرار دینے کی کوئی تک ہی نہیں بنتی۔

نیز یہ الفاظ یعنی ''الذنوب ''جو جمع معرّف باللام ہونے کی بنا پر مفیدِ استغراق ہے۔استغراقِ عُرفی بن سکتا ہے نہ حقیقی بلکہ استغراق اِدّعائی کے علاوہ کسی اور صورت کی طبع سلیم وتقاضاءِ مقام اجازت نہیں دیتا تو جن معصیتوں کی تعبیر دُنیا بھر کے ذنوب سے کی گئی ہے یا جن گناہوں کو دُنیا بھر کے گناہوں کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ وہی ہو سکتے ہیں جن کا ضرر اسلام اور اہل اسلام کے جملہ شعبہ ہائے حیات کو محیط ہو،کسی بھی شعبۂ حیات میں ہونے والی اجتماعی بے اعتدالیوں کی بنیاد ہو اور ''اُمُّ القبائح والمعاصی'' ہونے کی

Marfat.com

وجہ سے زوالِ مسلم کے بنیادی اسباب ہوں جن کا مصداق ومظہر کتاب وسنت کے واضح نصوص کے مطابق اُمت مسلمہ کی سیاسی قیادت پر ناجائز مسلّط ہونیوالے دُنیا پرست حکمران اور اُن کے استحکام کا سبب بننے والے نمبر دو مشائخ وعلماء سُو کے سوا اسلام کے لیے کوئی اور قابل ذکر ضرر جملہ کائنات میں کہیں نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے اور جہاں بھی ہوا ہے یا ہوگا تو اُن ہی کے فروعات ونتائج میں سے ہوگا۔ اِسی وجہ سے حضرت امام المحد ثین نے اس کلام کے آخری حصّہ میں ان تینوں طبقات کو بنیادی اسباب زوال قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ　　وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

گویا اولین دو اشعار بمنزلہ صغریٰ وکبریٰ کے ہیں جبکہ یہ آخری شعر اُن سے پیدا ہونے والے نتیجہ کے منزلہ میں ہے۔

اُمید کرتا ہوں اِن تمہیدی باتوں کو سمجھنے کے بعد حضرت امام المحد ثین عبداللہ ابن مبارک کے اس کلام کی من حیث المراد تشریح کو سمجھنے میں کسی کو کوئی دقّت کا سامنا نہیں رہے گا۔ وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے اس کلام میں مسلمانوں کی سیاسی قیادت پر ناجائز مسلط ہونے والے دنیا پرست حکمرانوں اور اُن کے استحکام کے سبب بننے والے نمبر دو مشائخ وعلماء سُو کو زوال مسلم کا اصل سبب قرار دینے کے ساتھ اُن کی کارستانیوں کو مسلم رعایا کی مردہ دلی، بے حسی اور بے ضمیری کے ماحول میں مبتلا ہونے کی راہ بتا کر اُن کے مقابلہ میں حرّیت فکر وعمل کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونے کی تلقین کی ہے، اُس منحوس ماحول سے بچ کر اُسوہ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کا سبق دیا ہے اور اُن کے بنائے ہوئے شیطانی ماحول کے خلاف متحد ہو کر اسلام واہل اسلام کے استحکام وترقی کے لیے عمل پیرا ہونے کی نصیحت کی ہے تاکہ مسلم استعمار کے اِن منحوس اثرات سے اُمت مسلمہ کو نجات دلائی جاسکے، مردہ دلی وبے ضمیری کے ماحول سے نکالا جاسکے اور ملّت اسلامیہ کو ان اجتماعی زیاں

Marfat.com

کاریوں سے بچایا جا سکے۔اس کے علاوہ اس کلام کے آخری شعر کے دوسرے مصرع میں ''وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُھْبَانُھَا''میں رھبان کی اضافت جس ضمیر غائب مؤنث کی طرف ہوئی ہے اُس کا مرجع احبارِ سُو بھی ہو سکتا ہے اور ملوک بھی۔

پہلی صورت میں یہ اضافت، اضافت الاصل الی سبب تقویۃ کے قبیل سے ہوگی کیوں کہ پیدا گیر علماءِ سُو اصل و نقل کی تمیز کیے بغیر تاریخ کے ہر دور میں سچّے اولیاء اللہ کے اس مقدّس نام کو استعمال کرنیوالے نقالوں کے دست و باز و بنتے رہے ہیں، ان کی پیدا کردہ بدعات و گمراہیوں کو اسلام کا حصہ ثابت کرنے کے لیے جواز تلاش کرتے رہے ہیں اور حصول دنیا و خواہشات نفس کی تکمیل کیلئے اُمتِ مسلمہ کی تفریق در تفریق کا جرم کرتے رہے ہیں۔انجام کار ان دونوں کا فائدہ مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر مسلّط ہونیوالے استعمار کو پہنچتا رہا ہے۔بہر حال اس صورت حال میں رُھبان کا لفظ یعنی نمبر دو مشائخ اُن تمام طبقوں کو شامل ہوگا جن کا تفصیلی ذکر گزشتہ صفحات میں ہم کر چکے ہیں کیوں کہ اس کا کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہونے کی کوئی دلیل یہاں پر موجود نہیں ہے گویا اس صورت میں حضرت امام المحد ثین نے مسلمانوں کو جعلی پیروں کے تمام طبقوں سے اور اُن کے چیلوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

دوسری صورت میں یہ اضافۃ النتیجہ اِلَی موجدھا کے قبیل سے ہوگی اور اس سے مراد جعلی پیروں کا وہ مخصوص طبقہ ہوگا جن کو مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر ناجائز مسلّط ہونیوالے استعمار نے اپنے مفاد میں پیدا کیا ہے گویا حضرت امام المحد ثین نے دولت بنی اُمیّہ کے اواخر اور دولت بنو عباسیہ کے اوائل میں مسلم استعمار کے ہاتھوں پیدا شدہ ان گندم نما جو فروشوں سے ملک و ملّت کو پہنچنے والی زوال کاریوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

Marfat.com

بہر تقدیر حضرت امام المحدثین نے اپنے اس تاریخی کلام میں دنیا پرست حکمرانوں اور اُن کی تقویت واستحکام کا سبب بننے والے نمبر دو مشائخ وعلماءِ سُو کو زوال مسلم کا کلیدی سبب قرار دے کر مسلمانوں کو نہ صرف ان کے بنائے ہوئے منحوس ماحول سے بچنے کی بلکہ ان کے خلاف بیدار ہونے کی بھی نصیحت کی ہے۔

جعلی پیروں کی وجہ سے طریقت کی بدنامی

پیری مریدی کے نام جعلسازوں کی وجہ سے نہ صرف ضعیف العقیدہ عوام کا دین و دُنیا خراب ہو رہی ہے بلکہ سچے مشائخ اور بامعنی درویشوں سمیت تصوف وطریقت کی بھی بدنامی ہو رہی ہے کیوں کہ پیری مریدی کے رنگ میں دنیاداری کی اس گھٹیا حرکت کو دیکھ کر اصل ونقل کی تمیز کرنے سے قاصر حضرات اصل پر بھی جعلسازی کا گمان کر کے اصلاحِ نفس کی اس موثر راہ سے ہی متنفر ہو جاتے ہیں اور تصوف وطریقت کو ہی خلافِ حقیقت کہہ کر خلق خدا کو اس سے منع کرتے ہیں حالاں کہ تصوف وطریقت کی روحانی درس گاہوں کے یہی سچے اولیاء اللہ ہی تو تھے جن کے پاکیزہ کردار اور تبلیغی سرگرمیوں کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا نور پھیلا تھا، یہی مقدس ہستیاں تھیں جن کی عملی کاوشوں کے نتیجہ میں مراکش سے لیکر خراساں تک اور برما سے لیکر ہندوستان تک کے مختلف المزاج قبائل واقوام توحید آشنا ہو گئیں تھیں۔ جہاں محمود غزنوی جیسے درجنوں مخلص سلاطین اسلام نے غیر مسلم قبائل و اقوام کو فتح کر کے اسلامی سرحدوں کی توسیع کی وہاں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین حسن اجمیری، شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی، حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی (رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ) جیسے سچے مشائخ کرام نے خلق خدا کی فکری وعملی تطہیر کی، اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت لوگوں کے دلوں

Marfat.com

میں راسخ کی۔اپنی تبلیغی کاوشوں سے خلقِ خدا کو صراط مستقیم پر گامزن کیا اور لاکھوں کج کلاہاں عالم کو اُسوۂ حسنہ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم پر رواں دواں کیا نہ صرف ماضی بعید بلکہ ماضی قریب کے انگریز استعمار کے پُر آشوب دور میں بھی سچے اولیاء اللہ نے مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھنے کے ساتھ فرنگی سازشوں سے اسلام کو بچانے میں اہم کردار انجام دیا۔

الغرض خلافت راشدہ کے بعد دولت شام ہو یا دولت عراق، سلطنت عثمانیہ ہو یا طوائف الملوکی کی پیداوار دیگر اسلامی سلطنتیں، نظام پادشاہی ہو یا جمہوری تماشا، اِن سب اَدوار میں باستثناء اقلِ قلیل زیادہ تر اہل اقتدار کی توجہ کا محور خواہشات نفس کی تکمیل، ملک گیری اور اپنے اقتدار کا تحفظ واستحکام ہونے کی بنا پر مسلم رعایا کی تہذیب الاخلاق وتکمیل نفوس کی طرف توجہ نہیں دی گئی جس وجہ سے اُمتِ مسلمہ کی غالب اکثریت مزاج اسلام کی حقیقی فہم و عمل سے دور ہوتی گئی، علاقائی و ماحولیاتی رسم ورواج، تصورات واعمال اور درباری علماء سوٓ و نمبر دو مشائخ کے منحوس اثرات کے زیر اثر ہو کر طرح طرح کی بدعات میں مبتلا ہونے کے ساتھ کاہل، بے عمل، بدفکر و بدانجام ہوتی رہی۔ایسے میں اگر مختلف شعبہ ہائے حیات کے ساتھ وابستہ سچے اولیاء اللہ کا وجود مسعود نہ ہوتا، اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اُن کی تبلیغی کاوشیں نہ ہوتیں اور عامۃ المسلمین کی فکری وعملی اصلاح کے لیے اُن کی طرف سے قائم کردہ روحانی تربیت گاہیں نہ ہوتیں تو پھر نفس پرست اہل اقتدار اور اُن کے ہاتھ مضبوط کرنے والے نمبر دو مشائخ و درباری علماء سوٓ کے ہاتھوں نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجات میں التباس الحق بالباطل کی آمیزش ہو جاتی، آئندہ نسلوں کے لیے حق کی پہچان مشکل ہو جاتی اور دین اسلام کا اپنی اصل شکل میں تحفظ کے ساتھ قائم ودائم رہنا ممکن ہوتا نہ ہم تک پہنچنا آسان ہوتا، دین محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم کے احکام پر جس حد تک بھی عمل ہوتا رہا ہے یا ہو رہا ہے یہ سب کچھ اپنے اپنے اَدوار کے سچے اولیاء اللہ کے قابل فخر کردار کا ہی ثمر ہے۔دنیا اِن

Marfat.com

پاکیزہ ہستیوں کو اولیاء اللہ کے نام سے پکارے یا علماء ربانی کے نام سے، اہل حق کہے یا محافظ اسلام کہے۔ بہرحال نام کے بدلنے سے حقیقت کبھی نہیں بدلتی، اِن سچے اولیاء اللہ کی تعریف و پہچان اور علامات وتعارف نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کی مرفوع حدیث کے مطابق اس طرح ہے:

''لَاتَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ''(۱)

یعنی میری اُمت میں اہل حق کی یہ پاکیزہ جماعت دین اسلام کی سربلندی کی خاطر ہمیشہ کوشاں رہے گی جس میں دین مخالفوں پر دلیل و حجت کے لحاظ سے اسی کو غلبہ حاصل رہے گا اور اِس پاکیزہ طبقہ کا دین اسلام کی سربلندی کے لیے جدوجہد کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا کہ اس تسلسل کے آخری حصہ کے ہاتھوں مسیح دجال قتل ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

''لَنْ تَزَالَ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِی عَلَی الْحَقِّ مَنْصُوْرِیْنَ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاتِیَ اَمْرُاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ''(۱)

یعنی میری اُمت میں ایک طبقہ قیامت تک حق پر قائم و دائم رہے گا مخالف کی سازش اُس کے پایۂ استقلال کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک حدیث میں اِس طرح بھی آیا ہے:

''یَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ وَتَاوِیْلَ الْجَاهِلِیْنَ''(۳)

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ج1، ص331، کتاب الجهاد، فصل اول، بحواله ابو داؤد شریف۔

۲۔ ابن ماجه شریف، ص 287۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف، ص36، کتاب العلم۔

Marfat.com

یعنی اہل حق کا یہ مقدس طبقہ علماء سوٗ اور نمبر دو مشائخ کی طرف سے دین اسلام میں داخل کئے جانے والی بدعات وتحریفات کا ازالہ کر کے حق کی حفاظت کرے گا۔

مجھے یقین ہے کہ اگر علماء حق اور سچے مشائخ کرام کا وجود مسعود نہ ہوتا تو اپنے پیٹ سے شریعت وطریقت کے احکام گھڑنے والے، اپنے نفس امارہ کے شیطانی تصورات کو مذہب قرار دینے والے، اپنے مخالفین کی بے محل تکفیر کرنے والے علماء سوٗ اور نمبر دو مشائخ کے ہاتھوں قرآن وسنت کا حلیہ کب کا بگڑ چکا ہوتا۔ قال اللہ قال الرسول کے حوالہ سے آجکل شریعت مقدسہ کی اصلی شکل کا جو وجود نظر آ رہا ہے وہ اِن ہی کاملین کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں اِن پاکیزہ ہستیوں نے پیٹ کے ان پجاریوں کے ہاتھوں چور دروازہ سے دین اسلام میں داخل کی جانے والی بدعات ومنکرات کا قلع قمع کیا، اُن کی شیطانی تاویلوں کا فساد ظاہر کیا اور اُنکے دجل وفریب کاریوں کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کا ایمان بچا لیا۔ ایسے میں حیف صد حیف اُن نمبر دو مشائخ پر جو کبھی مصنوعی مزارات بنا کر ضعیف العقیدہ عوام کو لوٹتے ہیں، کبھی آستانہ بوسی کو جملہ مشکلات ومسائل کا حل بتا کر انہیں دھوکہ دیتے ہیں، کبھی من گھڑت کرامات کی تشہیر کر کے اُن کی خوش اعتقادی سے حرام فائدہ اُٹھاتے ہیں، کبھی جعلی شجرہ نسب مختلف زبانوں میں شائع کرا کے سچے اولیاء اللہ کے ساتھ نسبت جوڑ کر اُنہیں اندھیرے میں رکھتے ہیں کبھی جعلی مزاروں پر عرس کے نام سے کاروباری اجتماع کر کے اُجرتی مقررین اور علماء سوٗ کے ذریعہ اس گھناؤنے کاروبار کی توسیع کی راہ میں مفید ومُمِد خطابات کرا کر التباس الحق بالباطل کراتے ہیں جس کے نتیجہ میں پیری مریدی کے حوالہ سے ضعیف العقیدہ عوام کی گمراہی کا منحوس ماحول بننے کے ساتھ سچے اولیاء اللہ اور اُن کی واقعی خانقاہوں کی بھی بدنامی ہو رہی ہے کیوں کہ ناواقف حال لوگوں کو اصلی و نقلی کی تمیز نہیں ہوتی جس وجہ سے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا اُن کی مجبوری ہوتی ہے۔

Marfat.com

اس ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے کتنے ''ڈبہ پیر'' ہیں جو ضعیف العقیدہ عوام کو جمع پونجی سے محروم کررہے ہیں۔ کتنے سیاہی پیر ہیں جو توہم پرستوں کی جہالت سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں، کتنے بے پیروں کو کسی شیخ طریقت کی اجازت کے بغیر سلسلہ چلاتے ہم دیکھ رہے ہیں۔ معاشرہ کی بے حسی، حکومتوں کی نااہلی، عوام کی پیر پرستی، علماء سوٗ کی مطلب پرستی، سچے مشائخ وعلماء حق کی بے توجہی اور لوگوں کی ضعیف الاعتقادی جیسی کوتاہیاں' یہاں پر وہ برے عوامل ہیں جن کی وجہ سے دنیا کے اِن پُجاریوں کے تمام طبقوں کو پذیرائی مل رہی ہے، سب کی تجوریاں بھری جارہی ہیں، سب کی جائیدادوں میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے، اِن سب فراڈی جہلاء کے لیے ضعیف العقیدہ عوام کی طرف سے شیخ طریقت رہبر شریعت زندہ باد کے نعرے لگائے جارہے ہیں، دین فروش علماء سوٗ سب کے ہاتھوں ٹشو پیپر بن کر اُنکے دست وبازو بن رہے ہیں اور اُن کی گمراہیوں کا دائرہ وسیع کرنے کے لیے شرعی جواز پیش کرنے کی مذموم کوششوں میں اُنکے کام آرہے ہیں، اپنا ایمان خراب کرکے اُنکے لیے ماحول سازگار بنارہے ہیں اور تصوف وطریقت کے نام پر سچے اولیاء اللہ کی بدنامی کا سامان تیار کرنے کیساتھ دین اسلام میں اشتباہ پیدا کررہے ہیں۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

1961ء کی بات ہے جب میں بندیال میں حضرت مولانا عطاء محمد نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے درسِ فیض میں زیر تعلیم تھا اور عصر کے بعد روزانہ آبادی سے تین چار کلومیٹر دور تک چہل قدمی کرنا حضرت کا معمول تھا، جس میں بطور کشف بردار میں بھی اُن کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔ اِس دورانیہ میں حضرت کی زبان فیض ترجمان سے کچھ علمی اور کچھ دنیوی امور سے متعلق عجیب وغریب انکشافات ہوا کرتے تھے، جن میں سے ایک واقعہ پیر پرستی میں مبتلا ضعیف الاعتقاد جہلاء سے متعلق حضرت نے یہ بیان کیا کہ موضع ''شادیہ'' کا ایک زمیندار شخص اپنی پسند کی شادی ہونے یا نہ ہونے سے متعلق علم غیب معلوم کرنے کے لیے

Marfat.com

واں بچھراں کے مولوی حسین علی (۱) کے پاس گیا اور پوچھا کہ میں فلاں جگہ شادی کرنا پسند کرتا ہوں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ جس عورت کیساتھ میں شادی کرنا چاہتا ہوں وہ میری تقدیر میں لکھی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر میری قسمت میں مقرر ہے تو اُسکی کوشش کروں گا ورنہ نہیں۔

مولوی حسین علی صاحب شادی ہونے نہ ہونے سے متعلق نوشتہ تقدیر کے علم غیب کو معلوم کرنے کی بابت سن کر آگ بگولہ ہوا اور پوچھنے والے تو ہم پرست کو کافر و مشرک کہہ کر نکال دیا۔ دوسرے دن مولانا حسین علی صاحب کا دھتکارا ہوا یہ شخص حضرت مولانا یار محمد بندیالوی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ) کی خدمت میں وہی مسئلہ لے کر حاضر ہوا۔ اُس کا

---

(۱) موضع شادیہ ایک قصبہ ہے جو بندیال اور واں بچھراں کے مابین واقع ہے اور مولوی حسین علی دیوبندی مکتب فکر کا مشہور عالم تھا جس نے اہل و نا اہل کی تمیز کئے بغیر ایک ماہ میں ترجمۃ القرآن پڑھا کر سند تفسیر دینے کی بدعت ایجاد کی تھی جس کی اتباع میں آجکل یہ بدعت نہ صرف اہل دیوبند کے مدارس میں بلکہ بریلوی و دیوبندی دونوں مکاتب فکر میں اِس شرمناک حد تک مروج ہو چکی ہے کہ قرآن فہمی کے لیے صرف و نحو جیسے بنیادی علوم سے بھی محروم لوگوں کا جمگھٹا بنا کر اپنے مطلب کے چند متنازعہ فروعی مسائل سے متعلق کچھ نوٹ لکھوا کر ایک ماہ میں اُنہیں سند تفسیر دیجاتی ہے۔ عام لوگوں کو اگرچہ اِس کے نامحمود انجام کا علم نہیں ہوتا لیکن سنجیدہ حضرات سمجھتے ہیں کہ اِس روش کی وجہ سے جہاں علم تفسیر کی بے وقعتی ہو رہی ہے وہاں فروعی اور غیر ضروری متنازعہ مسائل کے حوالہ سے بھی نسل در نسل مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے مابین بُعد و منافرت کی مسافت وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہے اور ہر ایک اللہ کی اِس عظیم کتاب کو من پسند مسائل کا تابع بنا کر اپنے مخالف نظریہ والوں کو قرآن کے خلاف ہونے کا تاثر دینے کے اِس رجحانِ مسابقت میں رواں دواں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کا ترجمہ جو تفسیر کی بنیاد ہے اسلام کی سربلندی و تعلیم کی خاطر اُس کے پڑھنے اور پڑھانے والے اللہ کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہوتے ہیں بشرطیکہ یہ سب کچھ درست طریقے سے ہو ورنہ اپنے مخصوص نظریات و پسند کو اصل بنا کر اللہ کی کتاب کو اُس کے تابع بنانے اور نا اہلوں کو سند دیکر قرآن شریف کی بے قدری کرنے والوں کو گناہ کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔

Marfat.com

مسئلہ سننے کے بعد حضرت مولانا یار محمد بندیالوی نے آرام کے ساتھ اُسے سمجھایا کہ نوشتہ تقدیر کے علم غیب کو جاننا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ ہم تیری کامیابی کے لیے دعا کر سکتے ہیں اور آپ شادی کا پیغام بھیج کر جائز طریقہ سے اپنی پسند کی عورت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب اُس کے ساتھ تیری شادی ہو جائے گی تب ہم کو بھی پتہ چلے گا کہ یہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا ورنہ نہیں۔ حضرت اُستاذیم نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے حضرت مولانا یار محمد بندیالوی کے پاس اپنی طالب علمی کے ایام میں دیکھی ہوئی اِس بات کو بیان کرنے کیساتھ اُس شخص کے تعجب کے بارے میں اپنا تاثر یہ بتایا کہ اُس ضعیف العقیدہ کو یقین تھا کہ ملا اور پیر فقیر علم غیب جانتے ہیں۔ اِسی عقیدہ کی بنا پر وہ علماء سے پوچھتا پھر رہا تھا، جب حضرت یار محمد بندیالوی نے اُس کو سمجھایا تو وہ از روئے تعجب پوچھتا رہا کہ جن باتوں کو ہم زمیندار لوگ نہیں جانتے ہیں یہ درویش بھی نہ جانیں تو پھر ہم میں اور اِن میں فرق کیا ہوا؟

میرے اُستاذ محترم عطاء محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اُس زمیندار کے حوالہ سے یہ واقعہ بیان کرنے کیساتھ اپنے اُستاذ محترم حضرت مولانا یار محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کا تاثر بیان کیا کہ حضرت نے حاضرین مجلس کو سمجھایا کہ یہ ناسمجھ عوام قابل اصلاح ہیں ان کو اسلام کے حوالہ سے عقائد کا علم ہے نہ اعمال کا' جو جس توہم پرستی میں مبتلا ہے اُسی میں مرتا ہے۔ علماء اور مشائخ کی ذمہ داری ہے کہ ان کی اصلاح کریں۔ اگر ہر صاحب محراب و منبر اور ہر صاحب خانقاہ اِس حوالہ سے اپنی تبلیغی ذمہ داری پوری کرے تو اِس قسم کے ضعیف العقیدہ توہم پرستوں کی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے۔ اِس کے بعد حضرت استاذیم (مولانا عطاء محمد نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) نے اپنے وقت کے نمبر دو علماء و مشائخ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ عوام کی اصلاح کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں کیوں کہ عوام کو صحیح و غلط اور نمبر ایک و نمبر دو کی تمیز نہیں ہوتی جبکہ یہ لوگ اُن کے جاہل رہنے میں ہی اپنا مفاد دیکھتے ہیں۔ جس وجہ سے اُن کی اصلاح کرنے کی بجائے الٹا

Marfat.com

اُن کی بداعتقادیوں ،تو ہم پرستیوں اور بے اعتدالیوں کے لیے شرعی جواز پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں تاکہ اُن کی جہالت میں انکا کاروبار چلتا رہے۔

حضرت اُستاذ یم نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی زبانی اُن کے زمانہ طالب علمی کی اِن باتوں کو سننے کے بعد میری جبلی فطرتِ حق گوئی متحرک ہوئی تو میں نے حضرت سے پوچھا کہ جب عوام کی اصلاح عقیدہ وعمل ، سچے علماء ومشائخ پر فرض ہے تو پھر حقیقی خانقاہوں اور سچے اولیاء اللہ کے نشیمن پر بیٹھے ہوئے حضرات اپنی خانقاہوں کے ساتھ عقیدت رکھنے والے اِن قابل اصلاح عوام کو تبلیغ کر کے اُن کی اصلاح کیوں نہیں کرتے ہیں؟ منصبِ سجادگی کا حق ادا کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اپنی بابت حُسنِ ظن رکھنے والے عقیدت مندوں کی روحانی تربیت وتعلیم کر کے اُنہیں جہالت کے اندھیروں سے نکالتے کیوں نہیں ہیں؟ میں نے مزید جرأت کرتے ہوئے حضرت سے استفسار کیا کہ کیا مولوی حسین علی واں بھچروی کا اُس توہم پرست جاہل کو پیار سے سمجھانے کی بجائے ترشی کے ساتھ دھتکارنے میں اور سچے بزرگانِ دین کی واقعی خانقاہوں کے اکثر سجادہ نشینوں کا اِن لوگوں کو روحانی تعلیم و تربیت دیئے بغیر اپنے ساتھ مربوط رکھنے میں ان کا یکساں نقصان نہیں ہے؟ کیا علماء و مشائخ کے ساتھ حسن عقیدت رکھنے والے ان قابل اصلاح عوام کی جہالتوں ،غلط کاریوں بدعت عملیوں اور قبر پرستیوں سے متعلق اُن سے نہیں پوچھا جائے گا؟ کیا تصوف وطریقت کی حقیقت وفلسفہ یہی کچھ ہے کہ بیچارے ضعیف الاعتقادوں کو اپنے سلسلہ میں داخل کر کے شجرہ انہیں تھما دیا جائے ،نذرانے وصول کیے جائیں اور اپنے ساتھ مربوط رہنے کی تاکید کی جائے یا اُن جاہلوں کو جائیداد سمجھ کر استعمال کیا جائے۔ میرے اُستاذ محترم نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے ان سوالات کا جواب مجھے سمجھانے کے لیے تمہیداً مجھ سے پوچھا:

”کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ انسان چاہے پیر ہو یا مرید، عالم ہو یا جاہل نوع انسان کے

Marfat.com

افراد ہیں اور انسانوں کے اچھے بُرے، عالم و جاہل اور نیک و بد ہونے جیسے خارجی اوصاف واحکام جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب اِن ہی افراد پر محمول ہوتے ہیں اور ان متضاد اوصاف کے حامل یہ تمام افرادِ انسان اپنے نوع طبعی یعنی انسان من حیث ھُوھُو کے واسطہ سے حیوان کے بھی افراد ہیں اور حیوان کے جملہ افراد چاہے بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ غیر مثلی حقائق کے زمرہ میں آتے ہیں جیسے فقہ کی کتابوں میں تم نے پڑھا ہے"۔

حضرت کے اس حکیمانہ تمہیدی کلام کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ حضرت جہاں تک اچھے اور بُرے، عالم و جاہل ہونے جیسے خارجی اوصاف واحکام کا افرادِ انسان پر محمول ہونے کا مسئلہ ہے اُسے سمجھ رہا ہوں کہ کسی صفت خارجی کا موصوف وموضوع اور محکوم علیہ بھی ظرف خارج میں موجود ہوتا ہے۔ اِسی طرح جملہ افراد انسان کا انسان من حیث ھوھو کے افراد ہونے کے واسطہ سے حیوان کا افراد ہونے پر بھی تسلی ہے لیکن افراد حیوان کا غیر مثلی ہونے کا مسئلہ جسے فقہ کی کتابوں میں پڑھا ہے اچھی طرح سمجھ میں نہیں آیا ہے اگر آپ خود مہربانی فرما کر یہ مجھے سمجھا دیں تو آپ کے اگلے مقصودی کلام کو سمجھنا میرے لیے آسان ہوجائے گا۔ حضرت نے افرادِ حیوان کے غیر مثلی ہونیکا فقہی مسئلہ مجھے سمجھاتے ہوئے فرمایا:

"حیوان کے بلاواسطہ افراد چونکہ انواع متبائنہ ہوتے ہیں لہٰذا اُن کے غیر مثلی ہونے کا مسئلہ واضح ہے مثلاً نوع انسان گائے کے نوع سے متبائن وجدا ہے۔ اِسی طرح گھوڑے کی حقیقت جو اپنی جگہ ایک حقیقت نوعیہ ہے گدھے کی حقیقت ونوع سے متضاد ومتبائن ہے، علیٰ ہٰذاالقیاس۔ حیوان کے ماتحت جتنے بھی انواع متبائنہ ہیں اُن کا ایک دوسرے کی مثل نہ ہونے کا مسئلہ بدیہی ہونے کی بنا پر محتاجِ دلیل نہیں ہے کیوں کہ ہر خاص وعام اُنکے غیر مثلی ہونے کو سمجھتا ہے لیکن حیوان کے بالواسطہ افراد کا غیر مثلی ہونا اتنا واضح نہیں ہے جسے ہر خاص وعام سمجھ سکے مثلاً حیوان کے بالواسطہ افراد میں سے گائے کے افراد کو

Marfat.com

لے لیجئے اُن میں کوئی دو فرد بھی ایسے نہیں ملیں گے جو تمام اوصاف خارجیہ میں برابر ہوں یا انسان کو فائدہ پہنچانے کے حوالے سے جملہ منافع میں یکساں ہوں اگر رنگت و جسامت میں برابر ہوں تو خوبصورتی میں فرق ہوگا اگر اس میں بھی برابر ہوں قیمت میں فرق ہوگا اس میں بھی برابر ہوں خوراک کھانے میں فرق ہوگا۔ اس میں بھی برابر ہوں پیاس و بھوک برداشت کرنے میں فرق ہوگا' اس میں بھی برابر ہو تو چلنے میں فرق ہوگا اس میں بھی برابر ہو تو دودھ دینے یا ہل جوتنے میں فرق ہوگا، علی ہذا القیاس۔ اُن میں سے ہر ایک کے اندر اوصاف اور منافع ونقصان کے پہلوؤں کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ یہی حال حیوان کے باقی تمام انواع متبائنہ کے خارجی افراد کا بھی ہے۔ انسانوں کے افراد بھی حیوان کے بالواسطہ افراد ہونے کی بنا پر اپنی قوت فکری و عملی اور ظاہری و باطنی اوصاف کے حوالہ سے اسی تشریح کے مطابق غیر مثلی ہیں''۔

منازلِ سلوک

سلوک کی اہمیت سے متعلق اِس تحریر کے ایام ایک تکون سوال آیا۔ جس کا جواب مجلّہ ''آوازِ حق'' میں شائع کیا گیا تھا۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ اُسے بمع جواب نذرِ قارئین کروں جو درج ذیل ہے:

مکرمی درج ذیل سوالات کا جواب اپنے موقر جریدہ میں شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

❶ منازلِ سلوک کس طرح حاصل ہو سکتے ہیں اور اُن کی حقیقت کیا ہے؟

❷ ایک صاحب جو اہل علم ہیں کہتے ہیں کہ منازلِ سلوک کے افسانہ میں پڑنا گناہ ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے یہ افیون کے نشہ کی طرح ضعفِ عقیدہ کا مرض ہے ان کا یہ کہنا درست ہے یا غلط؟

Marfat.com

۳ میں نے چاروں سلاسل طریقت کے اسباق پورے کیے ہیں اور چاروں سلسلوں میں مجاز و خلیفہ ہوں جس سے بھی پوچھتا ہوں وہ یہی فرماتے ہیں کہ تصوف کے اسباق کو پورا کرنے سے منازلِ سلوک طے ہوتے ہیں لیکن یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی میں اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہیں کر رہا اس کی کیا وجہ ہے؟

والسلام......صوفی عبدالغنی قادری چشتی نقشبندی سہروردی، مکان نمبر 216/A، گلی نمبر 2، محلّہ عقب گول چوک سرگودھا 12/3/2004۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مذکورہ سوالات کا جواب دو طرح دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ایک اجمال میں، دوسرا تفصیل میں۔ پہلے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مسلمہ اولیاء اللہ و امامانِ تصوف کے مطابق منازلِ سلوک نا قابلِ انکار حقائق ہیں اُن کی تعداد دس (10) ہے جنہیں منازلِ عشرۂ سلوک کہا جاتا ہے، جو بالترتیب درج ذیل ہیں:

توبہ، زہد، فقر، صبر، شکر، توکّل، خوف، رِجا، حُب اور رضا۔

اِن میں توبہ سے رجا تک آٹھوں کی مذکورہ ترتیب تمام آئمہ اہل تصوف کے مابین متفقہ ہے جبکہ آخری دو (2) یعنی حُب و رضا، کی ترتیب میں بعض نے محبت کو رضا سے مقدم سمجھا ہے جبکہ بعض نے رضا کو محبت سے مقدم رکھا ہے۔بہر تقدیر یہی مقامات عشرۂ منازلِ سلوک کہلاتے ہیں اِن سے بیرون کسی اور چیز کا نام تصوف و سلوک نہیں ہے یہ الگ بات ہے کہ موجودہ دور میں تصوف و سلوک کے نام سے **''پیری مریدی''** کرنے والوں کی غالب اکثریت نرے جاہلوں کی ہے جو تصوف کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔

اہل کتاب کے احبار و رہبان کے ہاتھوں دین موسوی و عیسوی مسخ ہونے کی طرح اِن جاہلوں کے ہاتھوں بھی اصل تصوف و سلوک کے مسلمہ پیشواؤں کی مبارک راہ و

Marfat.com

رسم اور ارشادات و تعلیمات کے برعکس بدعات و گمراہیوں کو رواج مل رہا ہے اور مذکورہ مقامات عشرۂ سلوک جنہیں تصوف کی اصطلاح میں احوال و منازل بھی کہا جاتا ہے کی جگہ شیطانی خوابوں، اوہام باطلہ اور خیالی دُنیا کی بے حقیقت آرزوؤں کو سلوک کے منازل کہہ کر ناواقفِ حال حضرات کو تصوف و سلوک سے ہی بدظن کیا جارہا ہے ورنہ اصل تصوف و سلوک اِن منازل کے علاوہ کوئی شے نہیں ہے اور اِن کے حصول کا واحد ذریعہ تہذیب الاخلاق کے حوالہ سے اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ پر کمال اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے جس کو شریعت کی زبان میں احسان کہا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے مکتوب نمبر 36 بنام ملا حاجی محمد لاہوری میں لکھا ہے:

''چہ مقصود از طی منازل طریقت و حقیقت ماورائے تحصیل اخلاص نیست کہ مستلزم مقام رضا است''(۱)

یعنی شریعت کی حقیقت کو پانے کی منازل راہ پر چلنے سے اصل مقصد اللہ کیساتھ اخلاص پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ اخلاص ہی تو ہے جو مقام رضا کے پانے کو مستلزم ہے۔

دوسرے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ منازلِ سلوک یا تصوف و طریقت کو افسانہ قرار دینا یا اِسے افیون کا نشہ یا ضعف عقیدہ جیسے نامناسب ناموں سے یاد کرنا نہ صرف غلط ہے بلکہ ایسا کہنے والوں کی کوتاہ بینی کی علامت بھی ہے۔ بالفرض اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت امام غزالی، شاہ نعمت اللہ ولی، مجدد الف ثانی اور علی ہجویری جیسی مسلمہ ہستیاں کبھی بھی اسے نہ اپناتیں اور پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ تصوف و طریقت اور اس کی منازل و مقامات جو مذکورہ دس چیزوں سے عبارت ہیں اپنی ذات و حقیقت کے اعتبار سے کیا ہیں تو ظاہر ہے اِس فن کے مسلمہ پیشواؤں کی تصریحات کے مطابق تصوف اِس کے سوا کسی اور چیز کا نام نہیں ہے کہ انسان

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، ص 99، دُرّ المعرفہ۔

Marfat.com

اپنی قوتِ فکری و عملی کی امانتوں کو ہمہ وقت منشاء مولیٰ کے مطابق صرف کرے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے:

''طریق نجات و راہ رستگاری ہمین متابعت صاحبِ شریعت است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام در اعتقاد و عمل استاد و پیر برائے آن غرض میگیرند کہ دلالت بشریعت نمانید و ببرکت ایشان یُسر و سہولت در اعتقاد و عمل بشریعت پیدا شود''(۱)

تصوف و طریقت میں کامیابی و راست روی کا واحد ذریعہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے کہ عقیدہ و عمل دونوں میں آن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے، تصوف و طریقت میں پیر صرف اس لیے پکڑا جاتا ہے کہ وہ قوتِ فکری و عملی کو شریعت کے مطابق بنانے میں انسان کی رہنمائی کریں تاکہ اُن کی برکت سے اپنی قوتِ فکری و عملی کو شریعت کے مطابق بنانے میں آسانی پیدا ہو۔

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے کشف المحجوب میں فرمایا:

''صوفی آن بود کہ از خود فانی بود و بحق باقی''(۲)

یعنی صوفی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ منشاء مولیٰ کے مقابلہ میں اپنے نفس اَمّارہ کی جملہ خواہشات کو فنا کر کے زندگی کے جملہ مراحل میں حق تعالیٰ جلَّ مجدہٗ کی رضا و منشاء کو پیش نظر رکھے۔

الغرض جب تک کوئی شخص سلوک کے مذکورہ مقامات کو اپنے کردار میں عملی

۱۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 41، ج3، حصہ ہشتم، دفتر سوم، ص 122۔

۲۔ کشف المحجوب، ص 26۔

Marfat.com

تشکیک مشکک زائل نہ گردد وبایراد شبہ باطل نہ شود‘‘(۱)
یعنی تعلیماتِ نبوی ﷺ کے مطابق اسلامی عقیدہ وعمل کے دونوں بازوؤں کو حاصل کرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو جائے تو پھر اِن دونوں کے دوام و استحکام کے لیے صوفیاء کرام کے طریقہ سلوک کو اپنانا اچھا ہے یہ اس لیے نہیں کہ قوتِ فکری وعملی کی امانت داری سے بڑھ کر کوئی اور کمال حاصل ہو جائے بلکہ صوفیاء کرام کے طریقہ پر راہِ سلوک اختیار کرنے سے واحد مقصد عقیدہ وعمل میں ایسی پختگی پیدا کرنا ہوتا ہے کہ کسی بھی تشکیک وشبہ سے زائل نہ ہو سکے۔

تصوف کے یہی احوال ومقامات اور منازل سلوک کی یہ حقیقتیں یعنی توبہ، زہد، صبر، فقر، شکر، توکّل، خوف، رجا، حب اور رضا اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ مدلولِ قرآنی ہیں، اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ ہیں اور منشاء مولیٰ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ‘‘(۲)

اے اہل ایمان! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو۔

یہاں پر توبہ کرنے کا حکم اعلانیہ وسری، سبقت ذنب اور بغیر صُدورِ ذنب کی اقسام وانواع سے مطلق ہونے کی بنا پر توبہ کی اِن تمام شکلوں کو شامل ہے گویا نفسِ توبہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے جنس ہے جو فصولِ ممیّزہ اور جملہ قیودات سے مطلق ہونے کی بنا پر جن اقسام وانواع پر صادق آ سکتا ہے اُن سب کو شامل ہونے سے کوئی امر مانع موجود نہیں ہے۔ تصوف کے اندر بھی یہی کچھ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 266۔

۲۔ النور، 31۔

Marfat.com

❷ یہی حال زُہد کا ہے جیسے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ''(۱)

خواہش نفس کی فوتگی پر غمزدہ نہ ہو اور خواہش نفس کے حصول پر اتراتے نہیں۔

اہل علم کے مطابق قرآن شریف کی یہ آیت کریمہ زُہد کی تمام شکلوں کو محیط ہے جیسے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے اِس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''وَمَنْ لَمْ يَأْسَ عَلَى الْمَاضِيْ وَلَمْ يَفْرَحْ بِالْاٰتِيْ فَقَدْ اَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرْفَيْهِ''(۲)

یعنی اپنی قوتِ فکری و عملی کو منشاءِ مولیٰ کے تابع بنانے میں جس کا یہ حال ہو کہ خواہشِ نفس کی فوتگی کا اُسے غم نہ ہو اور مطلوبِ نفس کے حاصل ہونے پر اِترائے نہیں تو بے شک اُس نے ہر طرف سے زُہد کو اپنا لیا۔

❸ یہی حال صبر کا بھی ہے، جیسے فرمایا:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا''(۳)

اے اہل ایمان! صبر کرو اور صبر کرنے میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

یہاں پر صبر و مصابرت مطلق مذکور ہونے کی بنا پر اِن میں سے ہر ایک اپنے مفہوم کے اعتبار سے جنس ہے جو اپنے ماتحت جملہ انواع کو محیط ہے۔ تصوف کی تعلیم بھی اس کے عین مطابق ہے کہ خوشی و غمی، راحت و تکلیف کی تمام ظاہری و باطنی حالتوں میں صبر کرنے کو حسن انجام کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ جیسے امام غزالی نے فرمایا:

''وَالصَّبْرُ جَارٍ فِی الصَّابِرِ مُجْرَى الْاَنْفَاسِ لِاَنَّهٗ يُحْتَاجُ اِلَى الصَّبْرِ عَنْ كُلِّ

۱۔ الحدید،23۔

۲۔ التفسیر الکاشف، ج7، ص253، مطبوعہ بیروت۔

۳۔ آلِ عمران،200۔

Marfat.com

مَنْهِی وَمَکْرُوْہٖ وَمَذْمُوْمٍ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا "(۱)

یعنی صبر کرنے والے میں صبر کا جملہ لمحات وحیات میں جاری وساری اور موجود ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسے انسان کے زندہ رہنے کے لیے سانس کا جاری ہونا ضروری ہے کیوں کہ تصوف وسلوک میں ہر ظاہری وباطنی مذموم ومکروہ اور منہی عنہ سے بچنے کی ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے جیسے زندہ رہنے کے لیے سانس کی ضرورت ہوتی ہے۔

۴ فقر کا بھی یہی حال ہے کہ تصوف کی اِس منزل میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ هُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ "(۲) کی حقیقت تک رسائی ہوتی ہے جو سلوک کی چوتھی منزل ہونے کے ساتھ توحید کی پہلی منزل ہے۔

۵ شُکر جو پانچویں منزل سلوک ہے یہ بھی مدلولِ قرآنی اور حکمِ ربانی ہے۔ جیسے فرمایا:

"وَاشْکُرُوْالِی وَلَا تَکْفُرُوْنِ "(۳)

یعنی میرا شکر ادا کرو اور ناشکری مت کرو۔

یہاں پر بھی شکر کی کسی خاص صورت کی تخصیص نہ ہونے کی بِنا پر یہ ظاہری، باطنی، ملائم طبع، غیر ملائم طبع اور معلوم ونا معلوم۔ الغرض جملہ احساناتِ ربوبیت کے تقاضوں کو محیط ہے، جن کی تفصیل ظاہری علماء نے بھی بیان کی ہے اور صوفیاء کرام نے بھی، اگر فرق ہے تو وہ اتنا کہ ظاہری علماء کی نگاہِ بصیرت صرف ظاہری اسباب پر ہونے کی بدولت ظاہری اسباب علم کے ساتھ حسِ باطن ووجدان سے بھی ان حقائق کا اِدراک کرتے ہیں جسے تصوف کی اکثر کتابوں میں مشاہدہ بھی کہا گیا ہے۔ درحقیقت یہ وہی مشاہدہ ہے جس

۱۔ احیاء العلوم، ج5، ص234۔

۲۔ فاطر، 15۔

۳۔ البقرہ، 152۔

Marfat.com

کو منطق کے تصورات میں تصور بدیہی وجدانی کہتے ہیں اور تصدیقات میں تصدیق بدیہی وجدانی کہتے ہیں۔

❻ **توکّل** تصوف کے دس مشہور مقامات میں سے چھٹی منزل ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ عالَم اسباب کی اس دُنیا میں کسی بھی عمل کے ثمرات ونتائج کو حاصل کرنے کی راہ میں اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ اسباب کو بطور کسب وعمل وجود میں لانے کے بعد اُس کے نتائج وثمرات کے حصول کو مُسبب الاسباب وحدہ لاشریک پر چھوڑنا ہے، حصولِ نتیجہ کی اِس عادتِ الٰہی کو انسانی طاقت واستطاعت سے ماوراء جان کر سپردِ خدا کرنا ہے اور کسب عمل کو خاصۂ مخلوق جاننے کی طرح اس پر مرتب ہونیوالے نتیجہ وثمرہ کو خالصتاً عادتِ الٰہی جان کر اللہ وحدہ لاشریک کو اِس کا تنہا خالق جاننا ہے اِس کے مقابلہ میں تسبّب وتعطّل ہوتے ہیں۔

اوّل الذکر یعنی تسبّب یہ ہے کہ اسباب اور انسانی کسب وعمل کو ہی سب کچھ جانا جائے یہ عقیدہ شرک کو مستلزم ہونے کی وجہ سے ممنوع وناجائز ہے۔

ثانی الذکر یعنی تعطّل یہ ہے کہ اسباب کو ہی معطل کر کے بغیر کسب وعمل ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھ جائے یہ کردار بھی عام لوگوں کے لیے ممنوع وناجائز ہے بعض صوفی کہلانے والے نادان اسی کو توکّل کہتے ہیں جو سراسر جہالت ہے۔ جس کا تصوف کے ساتھ کوئی تعلق ہے نہ شریعت وطریقت کے ساتھ تاہم منازل سلوک کے اِن مقامات عشرہ کو اپنی عملی زندگی کا جزو بنا کر مرتبۂ فنا وبقاء کو پہنچنے کے بعد یعنی نفس امارہ کی جملہ خواہشات کو فنا کر کے منشاء مولیٰ کو اپنی عملی زندگی کا اُوڑھنا بچھونا بنانے کے بعد بعض کاملین کا توکّل اسباب ترک کرنے پر بھی منتج ہوسکتا ہے لیکن یہ وہ خواص ہیں جنہیں مجذوبوں جیسا سمجھا جاسکتا ہے کہ اُن کے متعلق نفی واثبات میں کچھ کہنے یا کرنے کی اجازت شریعت میں

Marfat.com

ہے نہ طریقت میں اس قسم متوکّلین کی تعداد ہمارے آقا و مولیٰ نبی اکرم رحمت عالم ﷺ کی اُمت اجابت میں کل ستر ہزار بتائی گئی ہے جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے جیسا حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ والی حدیث مسلم میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

الغرض تصوف کا یہ مقام بھی مدلولِ قرآنی وحکمِ ربانی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ''(۱)

اگر تم ایمان دار ہو تو اللہ پر ہی توکّل کرو۔

ضروری وضاحت:۔ اِس آیت کرمہ کے دو مفہوم ہیں، ایک مفہوم اول ہے جس کا تعلق ظاہر سے ہے اِس کے مطابق یہاں پر توکّل کا وہی مفہوم مراد ہے جو تسبّب اور تعطّل کے مقابلہ میں شرعی حکم ہے جبکہ ہمارا استدلال اِس پر نہیں بلکہ مفہوم دوم پر مبنی ہے جس کا تعلق آیت کریمہ کے باطن سے ہے جسے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ نے سمجھا اور اُس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔

۷ خوف جو تصوف کی ساتویں منزل ہے یہ بھی مدلولِ قرآنی وحکمِ ربانی ہے، جیسے فرمایا:

''وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ''(۲)

مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

بلا تخصیص مسلک جملہ اہل اسلام اِس بات کو جانتے ہیں کہ انسان کے دل میں موجود خوفِ خدا ہی درحقیقت ہر قسم ظلم و زیادتی سے بچنے کے لیے بریک کا عمل کرتا ہے۔ جس انسان کے دل میں اللہ کے جلال کا اور اپنی قوتِ فکری و عملی کی بے اعتدالیوں کے انجامِ بد کا خوف نہ ہو وہ ہر طرح کے مظالم کا ارتکاب کر سکتا ہے جسکی بدانجامی سے اپنے بندوں

۱۔ المائدہ،23۔

۲۔ آلِ عمران،175۔

Marfat.com

کو بچانے کے لیے رب الناس جَلَّ جَلَالُہٗ نے قرآن شریف کے اندر جگہ جگہ خوف و تقویٰ اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔

❽ **رجاء** منازلِ عشرۂ سلوک میں آٹھویں منزل و مقام ہے یہ ایمان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسے خوف۔ جس وجہ سے اِن دونوں کو ایمان کے دو جناح کہتے ہیں یعنی جیسے پرندہ کی پرواز کے لیے اُس کے دونوں پروں کی درستی و برابری ضروری ہے اِسی طرح ایمان کی درستی کے لیے بھی خوف و رجاء کا ہونا ضروری ہے۔ اِسی وجہ سے متکلمین نے ''اَلْاِیْـمَـانُ بَیْـنَ الْـخَـوْفِ وَالرَّجَآءِ'' کہا ہے یعنی شریعت کی نگاہ میں ایمان وہ معتبر ہے جو خوف و رجاء کے مابین ہو۔ ایمان کے لیے اِن دونوں کے تلازم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے متعدد مقامات میں اِن دونوں کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے:

''وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ''(۱)

یعنی اللہ کے مقبول بندے وہ ہیں جو اُس کی رحمت کی اُمید کرتے ہیں اور اُس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔

❾ سلوک و طریقت کی دس منازل میں سے **محبت مع اللہ** کا بھی یہی حال ہے کہ تصوف میں اس نام سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 165 میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَالَّـذِیْـنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ'' کی روح کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا جاتا ہے جس کے بغیر احکام شرعیہ پر صدقِ دل سے عمل کرنا ممکن نہیں ہے جیسے حضرت شہاب الدین سہروردی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا:

''حَقِیْقَةُ الْمُحَبَّةِ ان تهب لِمَنْ اَحْبَبْتَ کُلَّکَ وَلَایَبْقٰی لَکَ مِنْکَ شَیْءٌ''(۲)

۱۔ بنی اسرائیل، 57۔

۲۔ عوارف المعارف، ص 241، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

یعنی انسان کی طرف سے اللہ کے ساتھ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جس محسن ومہربان وحدہ لاشریک کے ساتھ محبت کر رہا ہے اپنی قوتِ فکری وعملی کی جملہ صلاحیتوں کو اُس پر قربان کیا جائے یہاں تک کہ اپنے نفس امارہ کے لیے اُن میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔

ایک اور مقام پر منزلِ محبت کے متعلق فرمایا:

''وَھٰذَاالْحُبُّ الْخَالِصُ ھُوَاَصْلُ الْاَحْوَالِ السنية وَمُوْجِبُھَاوَھُوَفِی الْاَحْوَالِ کَالتَّوْبَۃِفِی الْمَقَامَاتِ''(۱)

یعنی انسان کے دل میں اللہ کے ساتھ جو خالص محبت پیدا ہوتی ہے یہی ان تمام خصائل حمیدہ کی بنیاد ہے جو انسان میں پائے جاتے ہیں اور اِس کی اُن کیساتھ ایسی نسبت ہے جیسے توبہ کی نسبت دیگر مقامات ومنازل کے ساتھ۔

⑩ رضا منازل سلوک کے سلسلہ میں سب سے اعلیٰ، سب کی منتہاء اور سب پر عالی مقام ہے۔ یہ بھی حکمِ قرآنی ومطلوب ربانی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سچے اہل ایمان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا''(۲)

یعنی سچے اہل ایمان کا عملی کردار یہ ہے کہ وہ اللہ کے فضل کا طالب رہنے کے ساتھ اُس کی رضا کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔

آیاتِ رضا کی تشریح کرتے ہوئے مفسرین کرام اور متکلمین نے جس طرح رضا بالقدر والقضاء کو ایمان کا لازمہ سمجھا ہے اہل سلوک حضرات اُسے بلاکم وکاست جزو ایمان قرار دینے کے ساتھ عملی زندگی کے جملہ مراحل میں بھی مشغلہ حیات بناتے ہیں جیسے شہاب

۱۔ عوارف المعارف، ص240، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت۔

۲۔ الحشر، 8۔

Marfat.com

الدین سہروری نوّرَاللّٰہ مَرْقَدَہٗ نے بعض اولیاء سے نقل کرتے ہوئے فرمایا:

''اَلرَّاضِیُ مَنْ لَمْ یَنْدِمُ عَلٰی فَآئِتٍ مِنَ الدُّنْیَاوَلَمْ یَتَاسفُ عَلَیْھَا''(۱)

یعنی اہل سلوک کی نگاہ میں مقامِ رضا پر فائز کی پہچان یہ ہے کہ وہ کسی دُنیوی خواہش کی فوتگی پر ندامت وخفگان نہیں کرتا۔

بنظرِ غائر دیکھنے سے صوفیاء کرام کے اس کردار کا اصل فلسفہ کچھ اس طرح معلوم ہورہا ہے کہ اپنے خالق ومربی جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا مندی کو پانے کی تمنا وخواہش سے کوئی بھی مسلمان خالی نہیں ہے لیکن اس کا حصول صرف اُن حضرات کے لیے ہی ممکن ہے جو اللہ سے راضی ہوتے ہیں اور بندے کا اللہ سے راضی ہونا اُس وقت تک معتبر نہیں ہے جب تک اپنی قوتِ فکری وعملی کو اس سے پہلے والے مقامات یعنی توبہ سے لے کر حُب تک تمام منازل کے ڈھانچوں میں فٹ نہیں کرتا۔ گویا رضا سے پہلے والی منازل پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کا سبب ہے اور بندے کا اللہ سے راضی ہونا اللہ کی رضا کو پانے کا سبب ہے یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ بندے کا اللہ سے راضی ہونے کی بنیاد خود اللہ کا بندے سے راضی ہونا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ''(۲)

یعنی اللہ کی بندے سے رضامندی، بندے کی اللہ سے رضامندی کے مقابلہ میں بڑی ہے۔

اِس آیت کریمہ میں بندے سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے ساتھ بطور تقابلِ تضالیف رضاء اللہ من العبد ورضاء العبد من اللہ دونوں کو بیان کیا گیا ہے فرق صرف

۱۔ عوارف المعارف، ص239۔

۲۔ التوبہ،72۔

Marfat.com

اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذکر صراحتاً ہے جبکہ بندے کی رضا مندی کا ذکر التزاماً ہے۔ بندے کی اللہ تعالیٰ سے رضا کثیر ہونے کے باوجود اللہ کی بندے سے رضا مندی کے مقابلہ میں مفضّل علیہ ومفضول ہونا اور اللہ کی رضا کا افضل و مفضّل ہونا بھی عین تقاضائے فطرت ہے کہ واجب تعالیٰ جل مجدہٗ کی کبریائی کا یہی تقاضا تھا کہ اُس کی جملہ صفات وافعال اور احسانات وشئون کا ایک فرد بھی جملہ کائنات سے اکبر وافضل ہو جیسے رب الناس جل مجدہٗ الکریم کے دیگر اوصاف وکمالات کی انتہا نہیں ہے ویسے ہی اُس وحدہ لاشریک کی صفت رضا کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔

افیون کا نشہ

قرآن وحدیث اور اصحابِ سلوک کی روشنی میں وضاحت ہوگئی کہ تصوف منازل سلوک کے مذکورہ مقامات سے عبارت ہے اور یہ منازل ومقامات قرآن شریف کے مدلول واحکام ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ سلوک ان ہی منازل ومقامات پر بالترتیب اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے اور یہ سب کے سب ناقابلِ انکار حقائق ہیں تو پھر تصوف کو افیون کا نشہ کہنے یا منازلِ سلوک کو بے حقیقت افسانے کہنے کی جسارت کرنا کسی اہل علم کا عمل نہیں ہوسکتا۔

ہماری رسائی فہم کے مطابق ایسا کہنے والے حضرات کو اپنے ماحول کے چاروں اطراف پھیلے ہوئے جاہل پیروں اور اُن کے طریقہ واردات کو دیکھ کر یہ مغالطہ ہو رہا ہوگا۔ تصوف کے نام سے آج کل پیری مریدی کرنے والوں کی غالب اکثریت خالصتاً جاہلوں کی ہے جو تصوف وطریقت اور سلوک ومنازل سلوک کے ابجد سے بھی ناآشنا ہیں جیسے اس سوال نامہ کے سائل نے ذکر کیا ہے کہ چاروں سلاسل طریقت میں مجاز خلیفہ ہونے کے

Marfat.com

باوجود اُسے اپنی سابقہ زندگی کے حوالہ سے کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوئی، منازل سلوک کو طے کرنے کے لیے بزرگانِ دین سے منقول وظائف واوراد کو ذریعہ حصول بتایا گیا، ہائے افسوس! تصوف وطریقت کے نام سے اور پیری مریدی کے عنوان سے خلقِ خدا کو جس طرح گمراہ کیا جا رہا ہے، شریعت وطریقت سے بیگانہ کیا جا رہا ہے اور ضعیف العقیدہ عوام کو جہل مرکب میں مبتلا رکھ کر جس طرح سے اُن کے دین ودُنیا کو خراب کیا جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اِس اندھیر نگری پر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ معین الدین حسن سلطان الہند اجمیری، سید علی ہجویری، شاہ نعمت اللہ ولی جیسے ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ کو بھی عالَم برزخ میں افسوس ہو رہا ہوگا۔

مجھے اچھی طرح سے احساس ہے کہ ہر اصل کے مقابلہ میں گندم نما جو فروشوں کی طرف سے نقل ایجاد ہونے کی طرح اُمت مسلمہ میں سچے اولیاء اللہ، سالکین راہِ حق اور تصوف کو تزکیہ نفس وتحلیہ روح بنا کر ارشاد واسترشاد کرنے والے حقیقی بزرگوں کے مقابلہ میں نقلی بزرگوں کی فریب کاریوں کا سلسلہ بھی چلتا آیا ہے جیسے آج سے ہزار سال پہلے حضرت علی ہجویری (داتا گنج بخش) نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اپنے وقت کے جھوٹے مدعیان ولایت اور پیری مریدی کے رنگ میں خلقِ خدا کو دھوکہ دینے والوں کے اندرون سے کشف المحجوب کی ابتدا میں پردہ اُٹھایا ہے یہاں تک کہ اُن میں سے بعض ماہرین دجل کا حضرت کی نوشتہ کتابوں کو چُرا کر اپنے نام سے مشہور کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے تک خبائث کا انکشاف کیا ہے لیکن تصوف وطریقت اور سلوک کے پاکیزہ ناموں کے پردہ میں جہل و بدعات پھیلانے والے گندم نما جو فروشوں کی جن گمراہیوں کا مشاہدہ موجودہ دور میں ہم کر رہے ہیں اس حد تک سابقہ ادوار میں شاید کبھی نہ دیکھا گیا ہو۔ علماء کرام کیلئے بالخصوص مقامِ غور ہے کہ کیسے سادہ لوحوں کو دھوکہ میں رکھا جا رہا ہے، تصوف وسلوک سے کلیتاً جاہلوں کے ہاتھوں کتنی

Marfat.com

خلقِ خدا کو گمراہ کیا جا رہا ہے، اصل تصوف وسلوک کو کس حد تک بدنام کیا جا رہا ہے اور بزرگانِ دین وسالکین سے لوگوں کو منحرف کرنے کے لیے کیسا گمراہ ماحول بنایا جا رہا ہے۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ منازلِ سلوک کے حصول سے وظائف واوراد کا کیا تعلق (حَاشَا وَ کَلَّا) یہ طریقۂ تصوف ہرگز نہیں ہے، راہِ سلوک نہیں ہے اور طریقت وحقیقت کے ساتھ اِس کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز کچھ گندم نما جو فروش تصوف کے بعض اصطلاحی الفاظ کو اُن کی حقیقت تک پہنچے بغیر یاد کر کے ناپختہ علماء کرام کو اپنے متعلق ماہرِ تصوف ہونے کا تاثر دے کر اپنا کام نکالتے ہیں مزید برآں یہ کہ کسی ایک طریقت سے بھی ناآشنا، جاہل وبیگانہ جو خود محتاجِ اصلاح ہیں تو اوروں کو چاروں سلاسل میں اجازت وخلافت دینے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ اسے کہتے ہیں ''ایک اندھا دوسرے اندھے کو کیا راہ دکھائے گا۔''

تصوف وطریقت کے حوالہ سے اِن معروضی حالات کو دیکھنے والا ہر صاحبِ بصیرت ''پیری مریدی'' کی اس کساد بازاری کو بے حقیقت افسانہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جعل سازی وفریب کاری کہنے میں ذرّہ برابر توقف نہیں کر سکتا اور جعل سازی وگمراہی کے اس بازارِ خسران سے خلقِ خدا کو منع کرنے میں جھجک محسوس نہیں کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ تصوف وسلوک کا جتنا گہرا تعلق پختگی عقیدہ وعمل سے ہے اتنا وظائف واوراد کے ساتھ نہیں ہے تو پھر وظائف واوراد کے پڑھنے کو منازلِ سلوک طے کرنے کا ذریعہ بتانا اس حماقت سے مختلف نہیں ہے کہ بیت اللہ جانے والوں کو ترکستان کی راہ بتائی جائے یا بھوک وپیاس سے موت کے منہ میں جانے والے شخص کو موت سے بچنے کے لیے آیت الکرسی کا ورد بتایا جائے۔ ہائے افسوس! تصوف وسلوک جیسے بہترین ذریعہ استقامت کا کیا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

انسان کے دوسرے اختیاری اعمال از قبیل افعال واقوال اور حرکات وسکنات کا

Marfat.com

احکام شرعیہ کی گیارہ اقسام یعنی (فرض، واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، اِسائت، مکروہ تنزیہ، خلافِ اولی، مباح) سے خالی نہ ہونے کی طرح پیری مریدی کا عمل یعنی لوگوں کو بیعت دے کر مرید کرنے یا کسی کے مرید ہونے کا عمل بھی اِن اقسام سے خالی نہیں ہے۔ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر حقیقی پیری و مریدی کی شرعی حیثیت متعین کر کے اُس کے مطابق ترغیبی تبلیغ کرنے کے ساتھ موجودہ دور کے اِس رواجی ڈرامہ کاری کی شرعی حیثیت معلوم کر کے اُس کے خلاف ترہیبی تبلیغ کرنا بھی اصحاب محراب و منبر کی مذہبی ذمہ داری ہے۔

پیری مریدی کی جوازی وعدم جوازی صورتیں

گزشتہ صفحات میں حقیقی پیری مریدی کی حقیقت افادیت، اہمیت اور غرض و غایت پر روشنی ڈالنے کے ساتھ پیری مریدی کے عنوان سے موجودہ دور کے اِس شرمناک کاروبار کے عدم جواز کو ہم واضح کر آئے ہیں لیکن کسی انسانی عمل کے نفس جواز و مطلوب شرعی ثابت ہونے سے اُس کی شرعی حیثیت پوری طرح نہیں نکھرتی کیوں کہ اہل علم جانتے ہیں کہ انسان کے کسی اختیاری عمل کا نفس جائز ہونا یا محض مرغوب و مطلوب شرعی ہونا بمنزلہ جنس ہے جس کے ماتحت (فرض، واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، مستحب) کے پانچ مختلف الحقائق انواع پائے جاتے ہیں جن کے بغیر نفس جواز کے پائے جانے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے انسان، گھوڑے، گدھے، اُونٹ، گائے وغیرہ جیسے لاکھوں، کروڑوں انواع میں سے کسی ایک کے بغیر حیوان کا پایا جانا ممکن نہیں ہے یعنی حیوان جب بھی خارج میں پایا جائے گا تو اپنے ماتحت مندرجہ اِن مختلف الحقائق انواع میں سے کسی کی شکل میں ہی پایا جائے گا یہ الگ بات ہے کہ اِن مختلف الحقائق لاکھوں

Marfat.com

کروڑوں انواع کے بے شمار افراد میں سے ہر ایک کو حیوان کہنا اور اُن کا مصداق ومظہرِ حیوان ہونا تو درست ہے جبکہ اِن سب کو نفی کر کے حیوان کے خارجی وجود کی اُمید کرنا محض حماقت ہے۔ ایسے میں حقیقی پیری مریدی کے نفس جواز معلوم کرنے سے خارجی وجود اور عملی زندگی میں اُس کی شرعی حیثیت کے خدوخال کا نکھر کر شرعی مطالب کی مذکورہ پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی شکل میں متعین ہونا اُس وقت تک عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوسکتا جب تک شرعی دلیل سے اُس کو واضح نہ کیا جائے، اُس وقت تک عملی زندگی میں نہیں پایا جائے گا جب تک مذکورہ انواع خمسہ میں سے کسی ایک شکل اختیار نہ کریں اور اُس وقت تک اُس کی شرعی حیثیت پر قلبی اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اِن میں سے کسی مخصوص حکم کے سانچہ میں فٹ نہ ہو جائے۔ اِسی طرح موجودہ دور کی غالب اکثریت میں نمبر دو پیری مریدی کے نفس عدم جواز بتانے سے اُس کی شرعی حیثیت تاوقتی نہیں نکھر سکتی جب تک ناجائز کے نیچے مندرجہ ذیل اقسام یعنی حرام، مکروہ تحریم، اسائت، مکروہ تنزیہ، خلافِ اولیٰ کے مختلف الحقائق انواع میں سے کسی کے تحت ہونے پر شرعی دلیل قائم نہ کی جائے۔

ایسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حقیقی پیری مریدی کے جواز کی نوعیت کو شرعی دلائل کی روشنی میں اُجاگر کرنے کے ساتھ موجودہ ماحول میں چاروں طرف پھیلے ہوئے اس نشہ بھنگ کے ناجائز ہونے کی نوعیت کو بھی واضح کروں جس کے لیے ضروری ہے کہ حقیقی تصوف وسلوک کے دو بازوؤں کی وضاحت پہلے پیش کروں۔ تصوف وطریقت سے آشنائی رکھنے والے حضرات پر مخفی نہیں ہے کہ راہِ سلوک کی دو قسمیں ہیں:

اوّل: سلوکِ تقویٰ، دوم: سلوکِ احسان۔

سلوکِ تقویٰ:۔ اس بات سے عبارت ہے کہ انسان اپنی قوتِ فکری وعملی کو ہر وقت شریعت مقدسہ کے مطابق صرف کرنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

سلوکِ احسان:۔ یہ قرآن وسنت کے ظاہری احکام کے مطابق عقیدہ وعمل کی سعادتوں کو پانے کے بعد یعنی اپنی قوتِ فکری وعملی کی امانتوں کو منشاء مولیٰ جل جلالہ کے مطابق اُن کے ظاہری مصارف میں صرف کر کے امانت دار ہونے کے بعد اِن دونوں کے حوالہ سے کمالِ اخلاص اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کا نام ہے۔جس کی ناپیدا کنار وسعتوں کی پہچان وتعبیر منازلِ عشرۂ سلوک سے کی جاتی ہے،یعنی منہیات شرعیہ سے اجتناب اور مامورات شرعیہ پر عمل کر کے متقی ہونے کے بعد بالفاظ دیگر اسلامی عقیدہ وعمل کی سعادتوں کو پانے اور بدعقیدگی وبدعملی کی نجاستوں سے بچنے کے بعد حُسن عقیدہ وعمل میں کمالِ اخلاص کی زینت سے مزیّن ہونے کی پہچان منازلِ سلوک کے مندرجہ ذیل دس مقامات ہیں؛

(۱) توبہ، (۲) زُہد، (۳) فقر، (۴) خوف، (۵) رجاء، (۶) صبر، (۷) شکر، (۸) توکل، (۹) حُب، (۱۰) رضا۔

گویا سلوکِ تقویٰ کا تعلق ظاہری عمل سے ہے جبکہ سلوکِ احسان کا تعلق باطن کے ساتھ ہے۔نیز سلوکِ تقویٰ کا پایا جانا سلوکِ احسان کے پائے جانے پر موقوف نہیں ہے جبکہ سلوکِ احسان کا کسی شخص میں پایا جانا سلوکِ تقویٰ کا اُس میں پائے جانے پر موقوف ہے یعنی سلوکِ احسان اُس وقت تک متحقق نہیں ہوسکتا اور کوئی شخص اِس کے رُتبے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک سلوکِ تقویٰ پر فائز نہ ہوجائے۔جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ''(۱)

بالیقین اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور اہل احسان کے بھی ساتھ ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ تقویٰ کا تعلق قوتِ فکری وعملی کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اُن کے

۱۔ النحل،128۔

Marfat.com

صحیح مصارف میں استعمال کرنے سے ہے جس کی مختصر تعبیر یہ ہے کہ:

''اَلْاِتْیَانُ بِمَایَنْبَغِیْ وَالْاِجْتِنَابُ عَمَّالَایَنْبَغِیْ''

یعنی کرنے کے کاموں کو کرنے اور نہ کرنے کے کاموں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

جب تک کوئی شخص اس کا سالک وعامل نہ ہوگا اُس وقت اُس کے محسن ہونے کا تصور ممکن نہیں ہوسکتا کیوں کہ احسان شریعت کے اوامر پر عمل کرنے اور منہیات سے اجتناب کرنے میں اخلاص اختیار کرنے کا نام ہے۔ سلوکِ تقویٰ کا سلوکِ احسان سے مقدم ہونے پر اور سلوکِ احسان کا سلوکِ تقویٰ پر موقوف ہونے پر دلالت کرنے میں یہ آیت کریمہ اشارت النص ہے اور اہل علم پر ظاہر ہے کہ مفہوم باشارۃ النص قطعی ہوتا ہے۔ لہٰذا سلوکِ تقویٰ کا سلوکِ احسان سے مقدم ہونا اور موقوف علیہ ہونا قطعی یقینی ہوا۔ اِسی وجہ سے امام عبدالوہاب شعرانی نے فرمایا:

''اَلتَّصَوُّفُ اِنَّمَاهُوَزُبْدَةُعَمَلَ الْعَبْدِبَاَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ''(۱)

یعنی سلوکِ احسان کی شکل میں پائے جانیوالے تصوف کی حقیقت انسان کا شریعت کے احکام پر عمل کرنے کا خلاصہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا:

''طریقت وحقیقت کہ صوفیا بآنہا ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است''

یعنی حقیقتِ شریعت جن کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہوتے ہیں یعنی سلوکِ احسان یہ دونوں شریعت کے تیسرے جز و یعنی اخلاص کی تکمیل کے حوالہ سے خادمِ شریعت ہیں۔

سلوک وطریقت کی اِن دونوں قسموں کی حقیقتوں، مرتبوں اور باہمی تناسب کی

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج2، ص71۔

Marfat.com

اِس وضاحت کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اِن میں سے ہر ایک کی شرعی حیثیت کو بھی واضح کروں کہ جواز کی فقہی پانچ اقسام وانواع میں سے کس کے زمرہ میں آتے ہیں، تو اس حوالہ سے قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی روشنی میں سلوکِ تقویٰ کی فرضیت معلوم ہورہی ہے جبکہ سلوکِ احسان استحباب ونفل سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ''(۱)

یعنی اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور اُس کی رحمت کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور کوشش کرو اُس کی راہ میں اگر ایسا کیا تو بالیقین کامیاب ہو جاؤ گے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں تقویٰ کا جو حکم دیا گیا ہے وہ علی الاطلاق فرض ہے۔ لہٰذا سلوک تقویٰ کی تعلیم وتبلیغ فرض ہونے کی طرح اس کو سیکھ کر اُس کی تابعداری کر کے اُس پر چلنا اور عمل کرنا بھی فرض ہوگا۔ اُس کے لیے معلم ورہنما کو تلاش کرنا بھی فرض ہوگا اور اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو مٹانا و ہٹانا بھی فرض ہوگا۔ یہ وہ اہم ترین فریضہ ہے جو بلا تخصیص ہر مدعی اسلام پر لازم ہے، جس کے بغیر ایمان کے زائل ہونے کا خطرہ ہے، شیطان کے مسلط ہونیکا اندیشہ ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا:

''سَمِعْتُ کَثِیْرًا مِنَ الْمَشَائِخِ یَقُوْلُوْنَ مَنْ لَمْ یرمُفْلِحًا لَایُفْلِحُ''(۲)

یعنی میں نے بہت سے مشائخ کرام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے کسی صاحبِ فلاح کو نہیں دیکھا تو وہ فلاح نہیں پائے گا۔

۱۔ المائدہ، 35۔

۲۔ عوارف المعارف، ص 78۔

Marfat.com

صاف بات ہے کہ کسی صاحبِ کمال کو محض دیکھنے سے بات نہیں بنتی جب تک اُس کی اتباع نہ کی جائے ورنہ ابوجہل کو بھی صاحبِ فلاح ہونا چاہئے کہ اُس نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا تھا نہیں ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اولیاء کرام کے اِس فرمودہ سے واضح مطلب یہی ہے کہ فلاح تقویٰ اپنے اندر پیدا کرنا جو فرض ہے اُس کے حصول کے ذرائع کو تلاش کرنا بھی فرض ہے جسکے لیے کتاب وسنت کی طرف رہنمائی کرنے والوں کا احکامِ خداوندی پر عمل کی ترغیب دینے اور منہیات شرعیہ سے بچانے کے لیے ترہیب کرنے والوں کا دامن پکڑنا، اُن کی راہ پر چلنا اور اُن کی رہنمائی حاصل کر کے اپنی قوتِ فکری وعملی کی امانتوں کو اُن کے صحیح محل میں صرف کرنا فلاح پانے کے لیے ضروری ہے۔

مشائخ کرام کے اِس فرمودہ کی جو تشریح ہم پیش کر رہے ہیں اِس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اس کے بعد مذکورہ صفحہ میں حضرت ابویزید بسطامی کے حوالہ سے فرمایا ہے:

''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهُ الشَّیْطٰنُ'' (۱)

یعنی جس کا کوئی مذہبی استاذ نہ ہو اور وہ تقویٰ حاصل کرنے کی فرضیت کو خود بھی نہ سمجھتا ہو اور کسی اور سے بھی نہ سیکھے تو شیطان اُس پر مسلط ہوکر گمراہی کی طرف اُس کی رہنمائی لے جائے گا۔

ہماری اِس تشریح پر دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ سے بھی ایسا ہی منقول ہے جیسے الفتح الربانی میں حضرت کے مقالات وخطبات کے سلسلہ ششم میں اولیاء کرام کے اس مقولہ ''مَنْ لَمْ یر المُفْلِحَ لَایُفْلِحُ'' کو نقل کرنے کے بعد حضرت کی تشریح بایں الفاظ موجود ہے:

۱۔ عوارف المعارف، ص 78۔

''اِنَّکَ تَرَی الْمُفْلِحُ وَلٰکِنْ تَرَاہُ بِعَیْنِی رَاسِکَ لَا بِعَیْنِی قَلْبِکَ وَ سِرِّکَ''(۱)
یعنی تو اپنی آنکھوں سے فلاح پانے والے کو دیکھتا ہے جبکہ دل اور کردار کی آنکھوں سے نہیں دیکھتا یعنی اُن کے کردار کے مطابق عمل نہیں کرتا اور اُنہیں اپنا پیشوا و رہنما نہیں بناتا۔

سلوکِ تقویٰ کے اس فریضہ کی دست آوری کسی خاص پیر پر موقوف نہیں ہے بلکہ اپنی خداداد صلاحیت واستعداد کی بدولت اگر قرآن وسنت کے احکام کو خود سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کی سعادت پاسکتا ہو تو یہی کافی ہے۔ جیسے حضرت امام بخاری جیسے درجنوں محدثین کرام وفقہاء عظام نے اسی پر اکتفا کر کے کسی دوسرے کامل کو پیر نہیں بنایا گویا اس ڈگر کے جملہ کاملین نے قرآن وسنت کے مفاہیم ومقاصد کو سمجھ کر اُن ہی کی امامت وپیشوائی اور تعلیم ورہنمائی پر اکتفا کیا دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اِن حضرات نے قرآن وسنت کی وساطت سے جملہ انسانیت کے مرشدِ اعظم ﷺ کو سلوکِ تقویٰ وراہِ فلاح کے لیے پیر ومرشد بنانے پر اکتفا کیا ہے۔ اِسی طرح جو حضرات حصولِ تقویٰ کے لیے کسی بھی صحیح العقیدہ، صحیح العمل، عالم باعمل کے کردار کو قرآن وسنت اور اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے پابند سمجھ کر اُس کے مطابق زندگی گزارتے ہوں اُنہیں بھی سلوکِ تقویٰ کے سلسلہ میں کسی اور مخصوص پیر کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ سلوکِ تقویٰ کا مقصد جس کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے درحقیقت وہی اُس کا پیر ومرشد ہے۔ حضرت امام مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اپنے مکتوب جو بنام سید حسین مانک پوری لکھا گیا تھا میں فرمایا:

''باید دانست کہ پیر آنست کہ مرید رابحق سبحانہ رہنمائی فرما بداین معنی درتعلیم طریقت بیشتر ملحوظ است

۱۔ الفتح الربانی، ص 28، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

وواضح تر است پیر تعلیم هم استاذ شریعت است و هم رهنمائے طریقت بخلاف پیر خرقه بس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجا باید آورد باسم پیری احق باشد "(۱)

یعنی سمجھنا چاہئے کہ جو شخص اپنے ساتھ ارادت رکھنے والوں کی رہنمائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کرے وہی پیر ہوتا ہے۔ پیر کا یہ معنی شریعت کی تعلیم دینے والے رہنما میں زیادہ واضح اور ملحوظِ نظر ہے اور طریقۂ شریعت کی تعلیم دینے والا شخص مذہبی استاذ بھی ہے اور طریقہ شریعت کا رہنما بھی بخلاف خرقہ پوش پیر کے کہ وہ ایسا نہیں ہوتا لہٰذا طریقہ شریعت کی تعلیم دینے والے پیر کا زیادہ ادب کرنا چاہئے اور پیر ومرشد کہلانے کا زیادہ مستحق وہی ہے۔

اِسی طرح جو حضرات کسی عالم باعمل سے یا متعدد علمائے حق سے قرآن وسنت کی تعلیم سیکھ کر اپنی عملی زندگی کو اُن کے رنگ ڈھنگ پر چلاتے ہیں اور اُن کی عملی تقلید کر کے کتاب وسنت کے مطابق عملی زندگی بسر کرتے ہیں اُنہیں بھی سلوکِ تقویٰ حاصل ہوتا ہے جس کے بعد سلوکِ تقویٰ یا فلاحِ تقویٰ کی دست آوری کے لیے کسی مخصوص پیر کے ہاتھ بیعت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میرے تجربہ کے مطابق علماء کرام محدثین، مفسرین، فقہاء اوران کے متبعین کی غالب اکثریت قرونِ اُولیٰ سے لیکر اب تک سلوکِ تقویٰ کے اسی اندازِ عمل پر رواں دواں ہے شاید اسی نقطۂ نگاہ کی بنیاد پر حضرت علی ہجویری (داتا گنج بخش) نے طالبانِ حق کے لیے اپنی کتاب (کشف المحجوب) کو پیر ومرشد ورہنما حق قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا:

"من ان کتاب انرا ساختم که صقال دلها بود که اندر حجاب

۱۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 221، ج3، دفتر اول، حصه چهارم، ص 9۔

Marfat.com

غین گرفتار باشند ومائیه نورحق اندردل شان موجود باشد تابرکت خواندن این کتاب آن حجاب برخیزد وبحقیقت معنی راه یابند''(۱)

یعنی میں نے اس کتاب کو اُن متلاشیانِ حق کے دلوں کو صیقل (روشن) کرنے کے لیے لکھا ہے جنکے دلوں میں نورِ ایمان موجود ہونے کے باوجود محض انسانی کمزوری کی وجہ سے حجاب غفلت یا حجاب معصیت میں مبتلا ہیں تاکہ میری اس کتاب کو پڑھنے کی برکت حجاب اُٹھ جائے تو وہ سلوکِ تقویٰ کی راہ پاسکے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے بھی فتوحات مکیہ شریف میں فرمایا ہے:

''لَنَا کِتٰبَ مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ هُوَ کِتٰبٌ یَقُوْمُ لِلطَّالِبِ مَقَامَ الشَّیْخِ یَاخُذُهٗ بِیَدِهٖ کُلَّمَا عَثَرَ الْمُرِیْدُ وَیَهْدِیْهِ اِلَی الْمَعْرِفَةِ اِذَاهُوَ ضَلَّ وَیَعْرِفُهٗ مَرَاتِبَ الْاَنْوَارِ''(۲)

اِسی طرح جن حضرات نے قرآن وحدیث کو ہی شریعت مقدسہ کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے اپنے حق میں پیرومرشد قرار دیا ہے اُن سب کا مقصد سلوکِ تقویٰ کی رہنمائی ہے۔ سیداولیاء حضرت عبدالوہاب بلگرامی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے بھی اپنی کتاب (سبع سنابل) میں ارادۂ عامہ کے اس مرشد عام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

چون پیرت نیست پیرتُست ابلیس

که راه دین زده است از مکر وتلبیس

ورنہ سلوکِ احسان کی راہ میں کتاب کا کسی کے پیرومرشد ہونے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ کیوں کہ اس راہ میں کسی کامل کی عملی رہنمائی ضروری ہوتی ہے جو اللہ کے فرمان

۱۔ خطبہ و مقدمہ، کشف المحجوب، ص5، مطبوعہ گلزار ہند سسٹم پریس لاہور۔

۲۔ الفتوحات المکیہ، ج4، ص169۔

Marfat.com

''اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ''(۱) کے معیار پر فٹ ہو جانے کے بعد یعنی سلوکِ تقویٰ کی سعادتوں کو حاصل کرنے کے بعد اسی راہ میں کمال اخلاص پیدا کرنے کے لیے، حُسن عقیدہ وحُسن عمل کی باطنی کیفیت میں مزید استحکام کی دست آوری کیلئے اور قوتِ فکری وعملی کی امانتوں میں امانت داری کے کمال سے اکملیت، فضیلت سے افضلیت، بہتر سے بہتریت اور بہتریت سے بہترینیت کی طرف ترقی وعروج سے عبارت ہے۔ جیسے حضرت امام سرہندی مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا:

''بعد از تحصیل دو جناح اعتقادی وعملی اگر توفیق ایزدی جل سلطانہ رہنمونی فرماید سلوک طریقہ علیہ صوفیاء است نہ ازبرائے آن غرض کہ شیئی زائد ازان اعتقاد وعمل حاصل کنند وامر مجدد بدست آرند بلکہ مقصود آنسیت کہ نسبت بمعتقدات یقینی واطمینانی حاصل کنند کہ ہر گز بتشکیک مشکل زائل نہ گردد وبہ ایراد شبہ باطل نہ شود ''(۲)

یعنی سلوکِ تقویٰ کی راہ میں اسلامی عقیدہ وعمل کے دونوں بازوؤں کو حاصل کرنے کے بعد اگر توفیق خداوندی شاملِ حال ہو جائے تو پھر صوفیاء کرام کے مطابق سلوکِ احسان کی راہ اختیار کرنا چاہئے یہ اِس لیے نہیں کہ اسلامی عقیدہ وعمل کے سوا کوئی نئی چیز اس کے ذریعہ حاصل ہو جائے بلکہ اِن دونوں کی پختگی واستقامت کے لیے ہی ہونا چاہئے کیوں کہ سلوکِ احسان کی راہ میں قوتِ فکری وعملی کے ان دونوں کمالات میں پختگی و استقامت ہی مقصود ہوتی ہے۔

۱۔ البقرہ،5۔

۲۔ درّالمعرفت،ص 167۔

Marfat.com

اِسی طرح حضرت شیخ نے سلوکِ تقویٰ کو سلوکِ احسان کے لیے شرط قرار دیتے ہوئے سلوکِ تقویٰ کی دست آوری کے بغیر سلوکِ احسان میں قدم رکھنے کو جنون وحماقت شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''تا آن دو جناح درست نہ کند طیرانِ عالم قدس (۱) محال است'' (۲)

یعنی اسلام کے دو بازو (قوتِ فکری وعملی کی درستی) اور عقیدہ وعمل کو اسلام کے سانچہ میں فِٹ کیے بغیر سلوکِ احسان کی لامحدود فضا میں اُڑنا محال ہے۔

اِسی طرح حضرت شاہ نعمت اللہ ولی نے فرمایا:

ترا پیری بہ باید در طریقت
کہ کامل باشد او اندر شریعت
بود واقف زہر باب و زہر کوی
بداند نکتہ ہا را موی تا موی (۳)

پیری مریدی کی موجودہ مروجہ روِش اُن کے لیے مقامِ عبرت ہے جو حضرات سلوک کی اِن قسموں کو، ان کی ترتیب کو اور سلوکِ احسان سے پہلے کی ذمہ داریوں کو سمجھے بغیر پیر بن بیٹھتے ہیں، بیعت ہوتے ہیں یا بیعت دیتے ہیں اور تصوف وسلوک کی حقیقت تک رسائی کے بغیر منازلِ سلوک طے کرنے یا کرانے کی باتیں کرتے ہیں۔ شاید اُن ہی کے

۱۔ صوفیاء کرام کی زبان میں سلوکِ احسان کو طیران عالم قدس بھی کہتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی نے یہاں پر اِسی اصطلاح کے مطابق کلام فرمایا ہے۔

۲۔ دُرّ المعرفت، ص 44۔

۳۔ دیوان شاہ نعمت اللہ والی، ص 592 مطبوعہ ایران۔

Marfat.com

متعلق حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے:

''اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْهٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ''(۱)

یعنی جو لوگ علم فقہ اور اُس کے تقاضوں کو پورا کرنے سے پہلے پیر بننا چاہتے ہیں اُن کی مثال چکی کے گدھے کی طرح ہے جو مشقت کرے لیکن ثواب نہ پائے۔

کوئی اعتراف کرے یا نہ کرے حقیقت یہ ہے کہ پیری مریدی کی موجودہ روش میں ماسوا اقلِ قلیل کے، آٹے میں نمک کی مقدار سے بھی کم اہلِ حق پائے جاتے ہیں۔ باقی سب کچھ ڈرامہ ہی ڈرامہ ہے، دھوکہ ہی دھوکہ ہے، استخوان فروشی یا خود فریبی ہے، جس سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے آوازِ حق بلند کرنا اہل حق پر فرض اور اصحاب محراب و منبر پر لازم ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیری مریدی کے نام سے کی جانے والی اس جہالت کاری کے خلاف آوازِ حق بلند کرنے کی جرات کون کرے جبکہ نیم خواندہ و پسماندہ طبقۂ علماء سمیت علماءِ سو کُلیتاً اُن کا ساتھ دے رہے ہیں، وعظ فروش اور نعت فروش اور ڈوم وقوال مل کر ان کے مفاد میں نشریاتی ادارے کا کردار ادا کر رہے ہیں، حق بین و حق شناس طبقۂ علماء اپنے دُنیوی مصالح و منافع کا غم کھا رہے ہیں، سیاسی ذہن کے علماء ووٹ بنک بنانے کی فکر میں مبتلا چلے آ رہے ہیں اور مقتدرہ اپنی کرسی کی فکر میں گرفتار ہے۔ ایسے میں اس کے خلاف آوازِ حق بلند کر کے اصلاح احوال کرنے والے کون ہو سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ رب کریم جل مجدہٗ کی خصوصی توفیق کے بغیر اس طوفانِ بدتمیزی کے خلاف حقِ تبلیغ ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج5، ص219، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

مرشدِ عام و مرشدِ خاص

یہ تو جملہ معترضہ تھا جو اصل کلام کے بیچ میں آ گیا میں نے دراصل حقیقی پیری مریدی کی شرعی حیثیت بتانی تھی جس سے پہلے اس کی مذکورہ دونوں قسموں کی وضاحت ضروری تھی جو کردی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی تشریحات و تصریحات کی روشنی میں ارادت کی دو قسمیں ہیں:

❶ ارادت فرضیہ، ❷ ارادت نفلیہ۔

اس کے نتیجہ میں پیرو مرشد کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ❶ عام پیر، ❷ خاص پیر۔

اور مرید کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ❶ مریدِ عام، ❷ مریدِ خاص۔

ارادت فرضیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی حکم ہے جس پر عمل کرنا ضروری اور موجب فلاح ونجات ہے اور نہ کرنا گناہ موجبِ عذاب وراہِ شیطان ہے۔ اس کا مظہر ومصداق احکام خداوندی کے مطابق صحیح عقیدہ وعمل اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے بالفعل ارادہ کر کے قدم اُٹھانا ہے۔

پیری مریدی کے حوالہ سے ارادۃ عامہ ہو اور ارادۃ خاصہ دو الگ الگ حقیقتیں ہونے سے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کی حقیقتوں کے جدا جدا ہونے سے پیروں اور مریدوں کی تقسیم بھی ایک فطری بات تھی جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکی جس کی روشنی میں تصوف کی اِن دونوں شاخوں کا ایک دوسرے سے جدا جدا مستقل علم ہونے کا بھی پتہ چل چکا کیوں کہ اِن کی تعریف، غرض اور موضوع جب ایک دوسرے سے جدا ہیں تو پھر ایک علم یا ایک فن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان دونوں کا اجمالی مقصد یعنی اسلامی عقیدہ وعمل میں اخلاص کی پختگی قدرِ

Marfat.com

مشترک ہونے اور دونوں کا تعلق انسان کے باطن کے ساتھ ہونے کی وجہ سے دونوں کو علمِ سلوک کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے علم منطق کے حصہ تصورات وتصدیقات کو منطق ہی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حالاں کہ اُن میں سے ہرایک کی تعریف،غرض اور موضوع ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن دونوں کے مقصودی مسائل کا کلی ودائمی ضوابط ہونا جن کے ذریعہ سے مقاصد کو حاصل کرنے میں فکری غلطی سے بچنا ممکن ہوسکتا ہے دونوں میں قدرِ مشترک ہے اگرچہ تصورات میں یہ فکر تصوری ہوتی ہے یعنی مجموعہ مافیہ الفکر مفردات ہوتے ہیں اور مجموعہ مافیہ الفکر بعد الفکر معرِّف ہوتا ہے اور مفکّر و ناظر کا اصل مقصد تصور مجہول کو معلوم کرنا ہوتا ہے جبکہ تصدیقات میں یہ فکر تصدیقی ہوتی ہے یعنی مجموعہ مافیہ الفکر مفردات نہیں بلکہ نسبتیں ہوتی ہیں اور مفکر وناظر کا اصل مقصد بھی تصدیق مجہول کو معلوم کرنا ہوتا ہے۔الغرض تعریف،غرض اور موضوع جدا ہونے کے باوجود خطاءِ فکری سے بچانے والا ضابطہ کلیہ ہونا چونکہ ان دونوں کے مابین قدرِ مشترک ہے۔جس وجہ سے اِن دونوں کے مجموعہ کو نیز اِن دونوں کے مسائل کو منطق یا مسائل منطقیہ کہا جاتا ہے۔اِسی طرح علم سلوک کی مذکورہ دونوں قسموں کی حقیقتوں کا اور تعریف،غرض اور موضوع کا ایک دوسرے سے جدا ہونے کے باوجود محض پختگی اخلاص عقیدہ وعمل میں اشتراک کی بنیاد پر دونوں کو علم سلوک،تصوف اور علم الفلاح والتقویٰ جیسے ناموں کے ساتھ موسوم کیا جانا بھی امر معقول ومشہور ہے۔

اِس حقیقت کو سمجھنے کے بعد یہ بات آپ ہی واضح ہوگئی کہ منطق کے حصہ تصورات کو سمجھنے سے پہلے تصدیقات میں پڑنا بے ترتیب ونامعقول ہونے کی طرح سلوکِ تقویٰ میں راسخ القدم ہوئے بغیر سلوکِ احسان میں قدم رکھنا بھی جہلِ محض ہے یا علمِ صرف کو سمجھنے سے پہلے علم نحو کا مسافر بننا نامعقول طریقہ تعلیم ہونے کی طرح سلوکِ تقویٰ کا سفر

Marfat.com

مکمل کرنے سے پہلے منازلِ سلوک میں داخل ہونا بھی معکوس الحرکت عمل ہے جو اغوائی، شیطانی یا جہلِ محض سے خالی نہیں ہے لیکن پیری مریدی کی شرعی حیثیت کے حوالہ سے بزرگانِ دین کے بیان کردہ اِن حقائق کو سمجھنے کے لیے بھی علم درکار ہے۔ جن مشائخ اور پیری مریدی کرنے والے حضرات میں الٰہیات کے حوالہ سے علم کی پختگی نہیں ہے اُن بے چاروں سے سلوک وتصوف کے اِن حقائق کو سمجھنے کی توقع بھی ممکن نہیں ہے جب راہِ سلوک کے اِن مختلف الحقائق مسالک کا علم ہی نہیں ہے تو پھر اُنہیں مسندارشاد پر بیٹھنے اور لوگوں کو مرید بنانے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ ایسے نااہلوں کے متعلق فتاویٰ رضویہ میں فرمایا گیا ہے:

''آج کل کے بہت مدعیان ناکارہ مسند ولایت کو ترکہ پدری جانتے ہیں۔'' (۱)

ایک دردِ دل رکھنے والے کی فریاد

ایک ہم عصر عالم دین وفاضل صاحبِ قلم مولانا سید فاروق القادری جو میرے ساتھ نسبت تلمذ بھی رکھتے ہیں، کی قدرے مختصر انداز میں ایک تحریر ''مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ'' کے عنوان سے ہے، جو حضرت امام احمد رضا کے اُن جھوٹے عاشقوں سے متعلق ہے جو موصوف کو صرف اُن فتوؤں کی حد تک تسلیم کرتے ہیں جن سے اِن کے مفادات کو تحفظ مل سکتا ہے جبکہ تصویر کے دوسرے رُخ سے پردہ اُٹھانے کو موت سمجھتے ہیں۔ تحریر مندرجہ ذیل ہے:

نہ سنتے جو تم غیروں کی زبانی بہت دلچسپ تھی میری کہانی

قارئین یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ برصغیر کے مسلمان عوام کی اکثریت شروع سے مشائخ وصوفیا کی عقیدت مند اور صوفیاء صافیہ پر قائم ودائم ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج21، ص558۔

Marfat.com

دہلوی اور شاہ عبدالعزیز تک سوادِ اعظم کا یہ دھارا فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق بلا اختلاف اپنی اصلی اور حقیقی لائن پر چلتا اور بہتا رہا۔ سوءِ اتفاق سے اسی خاندان کے ایک فرد نے اپنے بزرگوں کے بعد بالکل ایک نئی اور انوکھی تعبیر کو اپنی دعوت کا عنوان بنایا اور رُشد و ہدایت سے اس پر اصرار کیا تو جس طرح ہر تحریک کو لوگ مل جاتے ہیں، اس فکر کو بھی ہم خیال لوگ میسر آنے لگے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ فکر اور انداز کچھ عرصہ قبل نجد و حجاز سے انتہائی شدت اور جارحیت کے ساتھ اپنا آغاز کر چکا تھا۔ اس دعوت اور فکر کا بارہ سو سالہ اسلام کے پیغامِ رحمت و رافت اور ادب و نیاز کے برعکس درشتی، گستاخی، بے احتیاطی اور بات بات پر مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیکر انکے جان و مال کو مباح قرار دینے پر مبنی تھا، برصغیر میں اس کی ابتداء بھی دراصل اسی کی صدائے بازگشت تھی۔

اسے حسنِ اتفاق کہنا اور سمجھنا چاہیئے کہ قدرت نے اپنی فیاضی سے فاضل بریلوی ایسی قد آور علمی شخصیت کو پیدا کر دیا جو اس اعتزالی انحرافی فکر کے خلاف سینہ سپر ہو کر میدانِ عمل میں آ گئی اور اس نے بظاہر خوشنما مگر بہ باطن تباہ کن یلغار کے سامنے سدِ سکندری باندھ دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی صدری قوت، جوشِ ایمانی اور عشقِ نبوی ﷺ کی دولت سے سرشاری میں صدیوں پر بھاری شخصیت تھے وہ بلاشبہ اس شعر کا مصداق۔

له همم لا منتهى لكبائرها　　وهمته الصغرى اجل من الدهر

حاشا وکلا فاضل بریلوی نے کسی نئی فکر، تحریک یا پارٹی کی بنیاد رکھی؟ کسی نئی پارٹی یا جماعت کو بے سرو سامانی کے باوجود اس قدر ہمہ گیر مقبولیت ممکن ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ برصغیر میں تقویۃ الایمان کی گستاخ رسالت عبارات، صراطِ مستقیم اور براہین قاطعہ وغیرہ کی جگر پاش عبارات سے مسلمانوں کے دل چھلنی ہو رہے تھے کیا یہ حقیقت

Marfat.com

نہیں ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلہ پر ایک چھوٹا سا ٹولہ جمہور مسلمانوں سے الگ ہو گیا تھا، اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ 1246ھ میں شاہی مسجد دہلی کے تاریخی مباحثے میں بدایوں، خیر آباد اور دہلی کے سارے علماء ایک طرف اور چند مولوی صاحبان دوسری طرف تھے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے امتناع النظیر اور ابطال الطغوی ایسی کتابیں یہیں لکھی تھیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ سوادِ اعظم کو جوں ہی اپنے عقائد و معمولات کی تائید و حمایت اور اسے نئے، اوپرے اور اجنبی نظریات سے بچانے کے لیے ایک انتہائی پر جوش، ہر قسم کی صلاحیت سے بہرہ ور اور حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل وکیل میسر آیا تو پورے برصغیر کے مسلمانوں نے اسے سر پر بٹھایا، آنکھوں میں جگہ دی کوئی شک نہیں کہ فاضل بریلوی عملی، علمی اور روحانی حوالہ سے کسی طرح بھی نامور اسلاف سے کم نہ تھے مگر اس موڑ پر یہ اعزاز اور انفراد انہیں اور صرف انہیں عطا ہوا کہ برصغیر کے عوام و خواص اور تمام علمی و روحانی خانوادوں کے نزدیک وہ اہلسنت کا نشان و علامت قرار دیئے گئے۔

برصغیر کا پورا مسلم معاشرہ اپنے پاؤں پر کھڑا رہا انہیں یہ درآمد شدہ نظریات ہلا بھی نہ سکے تو مخالفین نے انتہائی ہوشیاری اور منصوبہ بندی سے اپنا پینترا بدلا۔ اب صوفیاء و مشائخ کے معمولات و معتقدات پر شدید الزامات لگانے والے خود مشائخ و صوفیاء بن بیٹھے اور انہوں نے کشف و کرامات، درود و وظائف، من گھڑت حکایات اور غلط بخشی کے طور پر القاب و خطابات میں اہل سنت (ان کے بقول بریلویوں) کو کوسوں پیچھے چھوڑ دیا۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی جو سب کے مرشد ہیں، صرف شیخ العرب والعجم ہیں جبکہ قطب عالم، قطب ارشاد، حکیم الامت، امام الہدیٰ، قاسم العلوم والخیرات، زندہ ولی وغیرہ ایسے سینکڑوں القاب ان لوگوں کو دیئے گئے جو دورِ حاضر کے لوگ تھے اور جو اپنے معتقدین

Marfat.com

کو عمر بھر یہی درس دیتے رہے کہ غوث اعظم، داتا صاحب، گنج شکر، غریب نواز ایسے القاب نعوذ باللہ غیر اسلامی ہیں۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کے بعد اپنے شیخ، مرشد، غوث اور قطب بنا کر ان کی تعریف و توصیف اور مبالغہ آمیز کرامات و حکایات پر مبنی سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو اتنی اہمیت کیوں نہ دی گئی؟ آخر ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' ایسا بڑا جرم بھی تو ان سے صادر ہوا تھا؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا کیا جرم تھا کہ سید سلیمان ندوی نے یہاں تک فرما دیا کہ شاہ صاحب کا مطالعہ احتیاط سے کرنا چاہئے کہیں کہیں وہ کفر کے قریب پہنچ جاتے ہیں، یہی جرم تھا نا کہ انہوں نے انفاس العارفین، فیوض الحرمین، الدر الثمین وغیرہ لکھ کر وہی جرم کیا تھا جس کی تجدید بعد میں فاضل بریلوی نے کی۔ یوں مخالفین نے اپنی مقصد بر آری کے لیے انتہائی باریک بینی اور ژرف نگاہی کے بعد اپنا پینترا بدلا اگرچہ انہیں دوہرے معیار سے کام لینا پڑا۔ انتہائی کرب اور صدمے کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگر مخالفین نے دوہرا معیار اپنایا تو خود اہل سنت کے علماء و مشائخ نے تہرا معیار اختیار کر لیا ان کرم فرماؤں نے فاضل بریلوی کے ساتھ جو کچھ کیا اس پر ان کی روح آج بھی فریاد کر رہی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

یہ سوچنے کی کسی نے زحمت ہی گوارا نہیں کی کہ اگر آج تک فاضل بریلوی کو ضعیف الاعتقادی، بدعات اور نعوذ باللہ غلط عقائد کے الزامات لگائے جا رہے ہیں تو اس کا باعث خود فاضل بریلوی نہیں بلکہ یہی بعض علماء اور جاہل پیروں کا وہ گروہ ہے جو شریعت وسنت کی بالادستی، علم و فضل اور فقر و تدبر کے میدان میں تو فاضل بریلوی کا حوالہ دیتا ہے

Marfat.com

مگر جہاں اپنی پیری مریدی بڑھانے ، اپنے اپنے حلقۂ فکر کو نمایاں کرنے اور صوفیاء کے طریق عزلت و گمنامی کو چھوڑ کر اپنے اظہار کا مسئلہ آتا ہے تو وہاں چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی فاضل بریلوی کو پرکاہ کی وقعت نہیں دیتا۔ اگر علماء دیوبند کی متنازعہ گستاخانہ عبارات آسمان سے اُترا ہوا صحیفہ نہیں ہیں کہ ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو خانقاہوں پر جو خرافات اعتقادی اور عملی طور پر رواج پا گئی ہیں وہ بھی طریقت کا حصہ نہیں ہیں، کیا یہ ناچ ، بھنگڑے ، جھومر ، تھیٹر ، بے قاعدہ قوالی اور راگ کی مجلسیں ، قد آدم کے برابر اُونچی قبریں ، قبروں پر کروڑوں روپے کا ضیاع ، قبروں کے سجدے ، طواف ، مخلوقِ خدا کو اللہ کی بجائے اپنے سامنے جھکانے کا کارِ بے خیر آخر کس قاعدے قانون کا نتیجہ ہے؟

مجھے علم ہے کہ میری اِس تحریر سے بعض جبینوں پر شکن پڑیں گی مگر میں بہ بانگ دہل کہنا چاہتا ہوں کہ سُنّیت کا ٹھیکہ دار کوئی نہ بنے۔ راقم السطور بحمد للہ تعالیٰ خاندانی اعتبار سے اہل سنت کے عظیم خانوادے سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے جدامجد کے فاضل بریلوی کے ساتھ ذاتی تعلقات رہے ہیں میں نے سنیت اور مسلک حقہ کی تائید و نصرت میں ہزاروں صفحات لکھے ہیں ملک کا اہل علم طبقہ اچھی طرح جانتا ہے۔ میں یہاں پر یہ بات نہیں چھپانا چاہتا کہ دُنیائے سنیت میں شترمرغ پالیسی نہیں چلے گی۔ عمائدین اہل سنت اس آخری دور میں فاضل بریلوی ایسا بلند مرتبہ فقیہ، شریعت و سنت کا پیکر، علم و فضل کا مالک اور عاشق رسول سامنے لے آئیں ورنہ اپنی گمراہیاں بدعت کاریاں غیر شرعی حرکات اور طریقت و خانقاہت کے نام پر گھناؤنے جرائم اور چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اور جتھے بنا کر اپنی خواہشات اور پسند کو سُنّیت کا لبادہ دے کر اس عظیم شخصیت کو بدنام کرنے کی روش ترک کر دیں۔ خدا کے لیے کوئی ہمیں بتائے کہ اہل سنت کے اس صدی کے کتنے مجدد ہیں، کتنے امام ہیں، کتنے مقتداء ہیں جسکی جو مرضی اور خواہش ہوتی ہے اسی

Marfat.com

کے مطابق اپنی زنبیل سے وہ اپنے ممدوح کو القاب دے دیتا ہے"کُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ"(۱) کا منظر ہے۔

گزشتہ سال راقم السطور ایک ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا جو صاحبِ علم اور انتہائی لائق شخصیت کے مالک تھے انکے سامنے ایک درخواست رکھی تھی جو اُنہوں نے میری طرف بڑھادی اس میں ایک معروف خانقاہ کے سجادہ نشین کی طرف سے گزراش کی گئی تھی کہ عُرس کے موقع پر تھیٹر اور سرکس کی اجازت دی جائے اور لطف یہ کہ یہ درخواست لے کر سجادہ نشین صاحب خود ڈپٹی کمشنر کے پاس آئے تھے، ڈپٹی کمشنر نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا؛

ع کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

ہر واعظ، مولوی اور عالم پیری مریدی کے چکر میں پڑا ہوا ہے جو بھی فوت ہوتا ہے اس کے غلاف، روضے، آستانے عرس شروع ہو جاتے ہیں۔ مریدین ومعتقدین کو یہ زہر انڈیلا جاتا ہے کہ بس جو کچھ ہیں ہمارے حضرت ہیں۔ ان کے خلاف جو سوچتا ہے، عمل کرتا ہے یا بات کرتا ہے وہ بے دین اور گمراہ ہے۔ یہاں ایسے ایسے لوگ بھی بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں اور کئی نام نہاد علماء کو ہم نے ان کے پاؤں پر سر رگڑتے دیکھا ہے جنہوں نے زندگی میں ایک نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی، کبھی جمعہ نہیں پڑھا، عیدین کی نماز میں شامل نہیں ہوئے، فرض ہونے کے باوجود حج کی سعادت سے محروم ہیں۔ آخر یہ کیسی طریقت ہے یہ تصوف وروحانیت کی کون سی قسم ہے؟ اگر ہم غلطی پر ہیں تو کوئی ہمیں سمجھائے۔ امام دارالہجرہ امام مالک رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ کا وہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق فرمودہ کہاں گیا جس میں آپ نے روضہ نبوی ﷺ کی طرف اشارہ کرتے

۱۔ المومنون، 53۔

Marfat.com

ہوئے فرمایا تھا:

''کل یوخذعنہ ویردعلیہ الاصاحب ھذاالقبر''

سوائے اس صاحبِ مزار (آنحضورﷺ) کے ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی۔

ہمیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تصوف وطریقت اور خانقاہی رسوم وآداب سے متعلق اہل سنت کے ہاں بے شمار کوتاہیاں اور خامیاں ہیں، جو عقیدگی شخصیت پرستی کو چھو رہی ہے، ہمارے ذکر واذکار، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کی جہد وکاوش اپنے اپنے حلقوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

یہ لے اِس قدر بڑھ چکی ہے کہ بعض حضرات نے چشتیت، قادریت کی افضلیت پر بحثیں شروع کر دی ہیں۔ قادری کا لفظ دیکھ کر کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ شاید راقم اسی خَول میں گرفتار ہے۔ میرے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے، میرے نزدیک سلاسل تصوف حقیقت واحدہ تک پہنچنے کے راستے ہیں جو سب اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ مگر یہ کیا ہے کہ بات غوث اعظم کی تنقیص تک جا پہنچے؟ اگر شریعت وسنت کے اس مثالی علمبردار اور توحید کے سب سے بڑے مبلغ کو تصوف کی تاریخ سے الگ کر دیا جائے تو مخالفین تصوف کے سامنے پیش کرنے کو کیا رہ جاتا ہے؟ کیا یہ سلسلے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی تحریکیں تھیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آج سے کسی مولوی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مسلم الثبوت مشائخ کے بارے میں ایسی گھٹیا زبان استعمال کرے اس کے باوجود گستاخ صرف دیوبندی ہی ہیں۔

ع حذرائے چیرہ دستیاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

ایسے لوگوں کو سوائے اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ؛

Marfat.com

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

پس چہ باید کرد، کئی سال کے مطالعے اور طویل غور وفکر کے بعد میں اس نتیجے میں پہنچا ہوں کہ فاضل بریلوی کا اُصول وفروع میں مسلک ہی وہ پُر امن شاہراہ ہے جس کی مضبوط بنیادیں کتاب وسنت پر اُٹھائی گئی ہیں۔ ہمارے باقی رسمیں فقہ وسنت کی ہلکی سی آنچ بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں اگر اہل سنت کے کچھ افراد یا جماعتیں پیری مریدی، کشف وکرامات اور سیاسی بازی گری کے کھیل تماشے سے الگ ہوکر صرف اصلاح اخلاق واعمال اور مثبت دینی لٹریچر کا بیڑا اُٹھالیں تو شاید کچھ اصلاحِ احوال کی صورت نکل آئے۔

دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ آخری حتمی اور یقینی فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے، لہٰذا غیر مشروط اطاعت صرف انہی کی ہونی چاہئے۔ فاضل بریلوی کا نام لینے والوں پر ان کا حق اور فرض ہے کہ وہ خاص طور پر اتباعِ سنت کے بارے میں انہیں صدقِ دل سے اپنا راہنما بنا کر اپنی کوتاہیاں دور کریں۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتوے گویم
تو خواہ از سختم پند گیرد وخواہ ملال

ایک مفتی کا وقیع فتویٰ

اس سلسلے میں حضرت مفتی غلام سرور القادری الرضوی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی ایک مفید تحریر بھی موجود ہے جو ماہنامہ خلافت لاہور میں شائع ہوئی تھی، جسے ہم یہاں متلاشیانِ حق کی صحیح رہنمائی کیلئے بلاکم وکاست نذرِ قارئین کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں:

Marfat.com

''قرآن وسنت وآئمہ دینِ متین کی تعلیمات کی رُو سے جو ثابت اور محقق ہے وہ یہ ہے کہ پیرومرشد کا مقام والدین کے مقام سے اونچا ہے۔ایک شخص کے ماں باپ بھی ہیں اور پیرومرشد بھی تو اسے پیرومرشد کو ماں باپ پر ترجیح دینا چاہیے۔مثلاً پیرومرشد ایک کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں اور والدین روکتے ہیں یا والدین ایک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں اور پیرومرشد اس کام سے روکتے ہیں تو ایسی صورت میں قرآن وسنت کی رُو سے مرید کو پیرومرشد کی ہی بات ماننا چاہیے، ماں باپ سے معذرت کرلینی چاہیے مگر پیر ومرشد کے فرمان کو ہرصورت اپنے لیے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کا فرمان یقین کرنا چاہیے۔اِس سلسلے میں دلائل درجِ ذیل ہیں:

پہلی دلیل:۔ پیرومرشد عالم دین ہے قرآن وسنت اور شریعت کے احکام پر عبور رکھتا ہے، صحیح العقیدہ اور ظاہر شرع پر چلنے والا ہے۔یادرہے کہ پیرومرشد کے لیے عربی زبان جاننا اس حدتک ضروری ہے کہ وہ کسی ترجمہ یا ترجمان کی مدد کی بغیر براہِ راست قرآن و حدیث سے مسئلہ معلوم کرسکے اور دوسروں کی رہنمائی کرسکے۔اِس لیے پیرومرشد کا عالم دین ہونا ضروری ہے اگر عالم دین نہیں ہے تو وہ پیرومرشد ہونے کے لائق نہیں۔

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''المتعبدبغير فقه كالحمار فی الطاحون''(۱)

کہ فقہ (علم دین سیکھے) بغیر عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکّی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے نفع کچھ نہیں۔

امام غزالی احیاءعلوم الدین میں فرماتے ہیں:

''اجتنب صحبة المتصوفة الجاهلين''

۱۔ حلية الاولياء، ج5، ص219۔

Marfat.com

یعنی قرآن وسنت کے علم سے بے خبر صوفیوں کی صحبت سے دور رہو۔

اس کی شرح میں امام مرتضی زبیدی فرماتے ہیں کہ ''جاہل صوفیوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو قرآن وسنت کے علم کو حاصل کیے بغیر لوگوں کے پیر ومرشد بنتے ہیں اور اولیاء اللہ کا روپ دھارے پھر رہے ہیں۔

''فھٰولاء مضرتھم اکثر من منفعتھم''(۱)

لٰہذا پیر ومرشد کے قرآن وسنت کا علم ہونا ضروری ہے جب وہ قرآن وسنت کا عالم ہوگا تو وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وارث وجانشین ہوگا اور رسول اللہ کا نائب ہوگا جیسا کہ حدیث میں فرمایا:

''العلماء ورثۃ الانبیاء''(۲)

علماء دین پیغمبروں کے وارث ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے:''العلماء خلفاء الانبیاء''(۳)

علماء دین پیغمبروں کے جانشین ہیں۔

تیسری حدیث میں ہے:''العلماء یحشرون مع الانبیاء''(۴)

علماء دین روزِ قیامت پیغمبروں کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ جیسے پیغمبر کا رُتبہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہے ایسے اس کے وارث اور جانشین کا رُتبہ بھی ہمارے ماں باپ سے بڑھ کر ہوگا ورنہ جانشینی کا کیا مطلب؟ یہ تو عام

۱۔ اتحاف السادۃ المتقین، ج7، ص71۔

۲۔ تلخیص، ۳، 164...... کنز العمال، حدیث نمبر 28679۔

۳۔ مجمع، ج1، ص126۔

٤۔ خفاجی، ج2، ص84۔

Marfat.com

علماء دین کی بات ہے لیکن انسان جس عالم دین کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اس کی رہنمائی میں دین سیکھے اس کا مرتبہ تو ماں باپ سے اور بڑھ کر ہوا۔ چنانچہ یہ بھی حدیث میں ہے:

''من علم رجلا القرآن فهو مولاه لا يخذله ولا يستأثر عليه''(۱)

کہ جس نے کسی کو قرآن کا علم دیا پس وہ اس کا مالک ومولا ہو گیا اسے چاہئے کہ وہ اپنے مولا کو نہ تو کبھی چھوڑے اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح دے۔

اس حدیث میں ماں باپ کی تخصیص بھی نہیں کی گئی جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ جس ہستی سے قرآن کا یعنی دین کا علم حاصل ہوا اسکا مقام ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے:

''من علم عبدا آية من كتاب الله فهو مولاه لا ينبغي له ان يخذله ولا يستأثر عليه احدا فان فعله قصم عروة من عرى الاسلام''(۲)

یعنی جس نے کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کی ایک آیت کی تعلیم دے دی تو وہ اس کا آقا ومولا ہو گیا اسے نہیں چاہئے کہ وہ اپنے مولا کو چھوڑے اور نہ ہی وہ اس کے مقابلے میں کسی کو ترجیح دے پھر اگر اس نے اسے چھوڑا یا اس کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح دی تو اس نے اسلام کی مضبوط رسی کو کاٹ ڈالا۔

یعنی اِس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری کی، یہ تو عام دینی فیض دینے والی علمی شخصیت کا مقام ہے کہ اس کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہ دے اس میں یقیناً ماں باپ بھی شامل ہیں لیکن جسے انسان اپنا مرشد چن لے اور اس کے ہاتھ پر بیعت ہو جائے اور اس کے ذریعے اللہ

۱۔ کنزالعمال، حدیث نمبر 2382۔

۲۔ فتح الباری، ج 8، ص 248۔

Marfat.com

تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کا عہد کر لے جبکہ بیعت ''بیع'' سے ہے جس کے معنی اپنے آپ کو مرشد کے ہاتھ بیچ دینے کے ہیں ظاہر ہے کہ یہاں ظاہری خرید و فروخت تو مراد نہیں ہے بلکہ بیعت سے مراد یہ ہے کہ بیعت ہونے والے نے اپنے آپ کو ایسے مرشد کے حوالہ کر دیا جیسے فروخت ہونے والی چیز خریدار کے حوالہ ہو جاتی ہے پھر اس چیز پر خریدار (مالک) کے سوا کسی کی مرضی نہیں چل سکتی اور اس چیز کے بارے میں مالک کی مرضی کو ہی سب پر ترجیح ہوتی ہے ایسے مرید پر مرشد کے سوا کسی کی مرضی کو ترجیح نہیں دی جائے گی ورنہ بیعت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ قطب عالم امام العارفین امام ابوسعید الخادمی متوفی 1168ھ اپنی کتاب ''بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''ومن التعظیم التواضع والتملق والخدمة والنصرة والدعاء لاستاذه سرا وجهرا قال علیه الصلوٰة والاسلام من علم عبدا آیة من کتاب الله فهو مولاه لا ینبغی له ان یخذله ولا یوثر علیه احدا (۱) ومن اسباب انقراض العلم عدم مراعاة حق المعلم قیل من تاذی منه استاذه یحرم برکة العلم ولا ینتفع به الا قلیلا وینبغی ان یقدم حق معلمه علی حق ابویه'' (۲)

استاذ یعنی اپنے دینی رہنما کے ساتھ تواضع وانکساری وخوشامد سے پیش آئے اس کی خدمت کرے اس کی ہر ممکن مدد کرے اور ظاہر و باطن اس کے لیے دُعائیں کرے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے کسی بندے کو اللہ کی کتاب کی ایک آیت کا علم دیا پس وہ اس کا مولا ہو گیا اسے چاہئے کہ اپنے مولا کو نہ چھوڑے اور اس کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح

۱۔ طبرانی، ج8، ص132۔

۲۔ طبرانی، ج3، ص258۔

Marfat.com

نہ دے اور علم کے ضائع ہونے کے اسباب میں سے ایک اپنے دین سکھانے والے کے حقوق کا خیال نہ رکھنا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جس سے اس کا استاذ دینی ناراض ہوا وہ علم کی برکت سے محروم ہو گیا (الا قلیلا) اور چاہئے کہ وہ اپنے استاذ (دینی رہنما) کے حق کو ماں باپ کے حق سے مقدم رکھے۔

اِس حدیث طبرانی کے حوالہ کے بعد امام ابوسعید خادمی علیہ الرحمۃ نے واضح فرما دیا کہ دینی استاذ کا مقام جس نے قرآن کی ایک آیت کا بھی علم دیا ہوا پنے ماں باپ کے مقام سے مقدم سمجھنا چاہئے اور اس پر کسی کو ترجیح نہیں دینا چاہئے اور مرشد تو عام دینی استاذ سے کئی درجے بلند مقام رکھتا ہے جو انسان کی ظاہری و باطنی تربیت کرتا اور اس کے قلب و دماغ میں قرآن و سنت کی تعلیم ڈالتا ہے لہٰذا اس کا مقام ماں باپ کے مقام سے اور بڑھ کر ہوا۔ اپنے زمانہ کی عظیم روحانی و علمی شخصیت عارف باللہ حضرت مولانا رومی (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

اللہ اللہ خلق رافریاد رس ایکہ چوں تو در زمانہ نیست کس

اے میرے مرشد اس دور میں آپ جیسی شخصیت کوئی نہیں، خدا کے واسطے مخلوق کی رہنمائی کے ذریعہ مدد فرمائیں۔ (۱)

اس شعر کی تشریح میں مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم میں لکھتے ہیں کہ:

''مولانا رومی لوگوں کو اس طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے پیرو مرشد کو سب سے افضل سمجھے، یہ بات شریعت وارادت کے آداب میں داخل ہے۔'' (۲)

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' جسے اورنگزیب عالمگیر (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ)

۱۔ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ۔

۲۔ مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم، ج 1، ص 245۔

Marfat.com

نے چوٹی کے پانچ سو (500) علماء کی کونسل سے مرتب کرایا گویا فتاویٰ عالمگیری کا ہر فتوی یا اس کی ہر بات چوٹی کے پانچ سو (500) علماء کا فتویٰ ہے، اِس میں لکھا ہے کہ:

''وینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ و آدابہ ولا یضن بشیء من ما لہ ولا یقتدی بہ فی سھوہ ویقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین''(۱)

انسان کو چاہئے کہ اپنے استاذ (دینی رہنما) کے حقوق وآداب کا لحاظ رکھے اور اپنے مال میں سے اس کے لیے بخل نہ کرے اور بھول چوک میں اس کے اتباع نہ کرے اور اپنے استاذ (دین سکھانے والے) کے حق کو ماں باپ کے حق سے بڑھ کر سمجھے اور تمام مسلمانوں سے اس کا حق زیادہ سمجھے۔

جب اسلامی احکام کی روشنی میں ایک عام دینی استاذ کا یہ حق ہے کہ اپنے مال میں سے کوئی چیز اس سے نہ روکے یعنی اس کی ہر ممکن مالی مدد کرے اور اس کے حق کو ماں باپ کے حق سے بڑھ کر سمجھے اور دوسرے مسلمانوں کے حقوق سے بھی اس کا حق بڑھ کر سمجھے، تو پیرومرشد بہ طریق اولیٰ کا حقدار کیوں کہ اس کا درجہ اساتذ دینی سے بڑھ کر ہے۔

مرید کے لیے شیخ ہی اُستاذ کامل ہے:۔ کتابوں میں جو حوالہ جات گزرے ہیں ان میں تھا کہ استاذ کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح نہ دے حتی کہ استاذ کے رُتبہ کو ماں باپ سے بڑھ کر سمجھے یہ سب اس استاذ کے بارے میں ہے جو قرآن وسنت کا عالم، صحیح العقیدہ اور ظاہر شرع کا پابند ہو یہ حکم مرشد کے لیے بہ طریق اولیٰ ہوگا کیوں کہ مرشد بھی استاذ بلکہ استاذ کامل اور مرید کا ظاہری وباطنی مربی ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں مرشد کے لیے ''استاذ'' کا لفظ بولا جاتا ہے چنانچہ امام العارفین امام عبدالکریم قشیری

۱۔ فتاویٰ عالمگیری، ج5، ص378، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

اپنے رسالہ شریعہ میں پھر امام المحد ثین شیخ الاسلام امام زکریا الانصاری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

”ثم یجب علی المرید ان یتاب فی اعماله بشیخ یتخذه استاذاله فان لم یکن له استاذلایفلح ابدالعدم معرفته الاحکام هذاابویزیدیقول من لم یکن له استاذیاتم به فامامه الشیطان(الی ان قال)فیجب علیه ان یصحح عقده بینه وبین الله تعالٰی وهوان لا یخالف شیخه فانه جعله سببا بینه وبین ربه ووسیلة له فی نیل مرغوبه منه فلیعزم علی ان لا یتحرک ولا یسکن ولا یتصرف فی شیء حتی یاذن له شیخه فیه وان علم ان ما یفعله مباح لا ن شیخه قدیری ان ترکه له اعون له علی مقصوده“(۱)

پھر مرید پر واجب ہے کہ وہ اپنے تمام کاموں میں اپنے شیخ مرشد کا ادب رکھے جسے وہ مرشد بناتا ہے اگر کسی کا مرشد نہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا کیوں کہ وہ مرشد کے بغیر احکامِ شریعت نہیں جان سکتا یہ حضرت ابویزید بسطامی ہیں فرماتے ہیں کہ جسکا استاذ (مرشد) نہیں جس کے پیچھے وہ چلے اس کا مرشد شیطان ہے یہاں تک فرمایا کہ مرید کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان عہد کرلے کہ وہ اپنے مرشد کے ہر اشارہ پر چلے گا اور کسی بات میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے گا اور مرید کے خلوص کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے مرشد کی کسی بات پر دل میں اعتراض کا وہم تک نہیں لائے گا کیوں کہ اس نے اپنے مقصود آخرت کی ترقی اور خدا تعالٰی تک رسائی حاصل کرنے میں اپنے اور اپنے اللہ تعالٰی کے درمیان اپنے مرشد کو وسیلہ بنایا تو مرید کو یہ عزم کرلینا چاہیے کہ وہ اپنے شیخ (مرشد) کی اجازت کے بغیر حرکت نہیں کرے گا اور چین نہیں پائے گا

۱۔ رسالہ قشیریہ مع شرح شیخ الاسلام، ج4، ص209تا211۔

Marfat.com

اور نہ ہی اپنے کسی کام میں ہاتھ ڈالے گا اگر چہ اسے معلوم ہو کہ یہ کام جائز ہے پھر اس کے کرنے میں مرشد سے اجازت لے کیوں کہ اس کا مرشد کبھی اپنے عرفان سے جو اسے قرآن وسنت سے حاصل ہے جانتا ہے کہ اس کام کا نہ کرنا مرید کے لیے حصول مقصود میں معاون ہے۔

اس کی شرح میں سیدی استاذ سید مصطفیٰ عروسی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں کہ:

''اِس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ اور پیغمبر کا آپس میں تعلق ایسے ہے جیسے درخت کی جڑ اور اس کی ٹہنی کا۔ تو جو درخت کی جڑ کا حکم ہے وہی اس کی ٹہنی کا ہے یا رسول اصل ہے اور شیخ و مرشد اس کا نائب تو جو حکم اصل یعنی پیغمبر کا ہے وہی اس کے نائب یعنی مرشد کا ہے تو جیسے اُمتی پیغمبر کے حکم کو سب کے حکموں پر فوقیت دینے کا پابند ہے ویسے ہی اس کے نائب (مرشد) کے حکم کو سب کے حکموں پر فوقیت دینا ہوگی۔

الغرض پیر و مرشد پر ماں باپ اور کسی دوسرے کو ترجیح یا فوقیت نہیں دی جاسکتی بلکہ مرشد کو ہی سب سے مقدم سمجھنا چاہئے ان کے حکم کے مقابلہ میں کسی کے حکم کی اطاعت نہیں کیوں کہ وہ نائب مصطفیٰ ﷺ ہے۔ مولانا رومی کو دنیا معرفت کا امام سمجھتی ہے وہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

دست تو از اھل آں بیعت شود — کہ ید اللہ فوق ایدیھم بود

یعنی پیر و مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد تمہارا ہاتھ ان بیعتِ رضوان والوں (صحابہ کرام) کے ہاتھوں میں سے ہو جائے گا جن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا۔

مطلب یہ کہ مرشد کامل کی بیعت گویا رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہے اور اس بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سلسلۂ بیعت ایک ہاتھ در ہاتھ کا تسلسل ہے اس کی انتہا رسول اللہ ﷺ تک ہے۔ بیعت ہونے والے انسان کا

Marfat.com

ہاتھ اپنے مرشد کے ہاتھ سے چھو چکا، مرشد کا اپنے مرشد کے ہاتھ سے ان کا ہاتھ ان کے مرشد سے، اِسی طرح یہ سلسلہ ہاتھ در ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے جاملتا ہے۔ اِس لحاظ سے مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینا گویا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے ہاتھ ملانا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

چوں بدادی دست در دستِ پیر

پیرِ حکمت کو کیم ست و خبیر

یعنی جب تم اپنا ہاتھ پیرو مرشد کے ہاتھ میں دے دوگے تو دیکھ لوگے کہ وہ پیرِ حکمت ودانائی کا معلم ہے کیوں کہ وہ صاحب حکمت ہے اور باخبر ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

کو نبیِ وقت خویش است اے مرید

زانکہ نورِ نبی آمد پدید

اے مرید! وہ (مرشد کامل) اپنے دور کا نبی ہے (یعنی نبی کا مظہر ہے) اِس لیے کہ وہ صاف طور پر نبی کا نور ہے۔

مطلب یہ کہ چوں کہ مرشد نبی کی تعلیمات کا حامل وشائع کرنے والا ہوتا ہے اس لیے وہ نبی کا نور ہوتا ہے کیوں کہ اسی سے نبی کی تعلیمات کی روشنی پھیلتی ہے جو نبی کی بعثت سے مقصود ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الشیخ فی قومه کالنبی فی اُمته''

کہ مرشد اپنے مریدوں میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں۔ پھر فرماتے ہیں:

در حدیبیه شدی حاضر بدیں واں صحابه بیعتی را قریں

یعنی اس بیعت کی بدولت تو گویا حدیبیہ میں حاضر ہو گیا اور ان بیعتِ رضوان میں شریک

Marfat.com

یہ بولتا ہے وہ ایسے نہیں بولتے لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالی ایسی صورت کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا جس کے دل میں عرفان الٰہی (اللہ تعالی کی پہچان) کا جذبہ نہ ہو اور اس کے لیے کوشش نہ کرے بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ کس کے دل میں اللہ تعالی کی محبت اس کے قرب کا شوق اور اس کی پہچان کا وہ جذبہ موجود ہے جس کے لیے اسے دنیا میں بھیجا گیا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

''ان اللہ لاینظرالی صورکم واموالکم ولکن ینظرالی قلوبکم واعمالکم''(۱)

ترجمہ:۔اللہ تعالی محض تمہاری انسانی شکلوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کے خلوص وجذبہ اور تمہارے عملوں و عملی جدوجہد اور کوششوں کو دیکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہر انسان پر فرض ہے کہ اللہ تعالی کی معرفت کے حصول کے لیے دلی جذبہ کے ساتھ اپنی ہمت کی حد تک عملی کوشش کرے اور یہ مقصد زندگی جسے ہم اللہ تعالی کی جان و پہچان کہتے ہیں قرآن و حدیث و فقہ کے علم کو ضروری حد تک حاصل کیے بغیر ممکن نہیں ہے اسی لیے قرآن کریم میں علم دین سیکھنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا ہے:

''فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ''(۲)

ترجمہ:۔کہ اگر تم عالم نہیں تو علماء سے علم حاصل کرو۔یعنی ان سے احکام شریعت سیکھو اور ان سے دین کی ہر وہ بات پوچھو جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔اِس لیے حدیث میں فرمایا:

''طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة''(۳)

۱۔ مسند امام احمد، ج2، ص285۔

۲۔ النحل، 43۔

۳۔ (1) طبرانی۔ج10، ص240۔

(2) مجمع الزوائد، ج1، ص120,119، مشکوٰۃ، 218۔

Marfat.com

دین کا علم ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔
علم سیکھنے کے ساتھ دین کو صحیح طور پر سمجھنے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق زندگی گزارنے اور آخرت کی بہترین کامیابی کے حصول کے لیے مرشد کا وسیلہ پکڑنا (بیعت ہونا) بہت ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ''(۱)

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ تم کامیابی پاؤ۔
اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے تین باتوں کا حکم دیا ہے:
(۱) ایک اللہ سے ڈرنے کا۔ اللہ سے ڈرنے کا مطلب اس کے احکام پر چلنا ہے۔ نماز پنجگانہ، روزہ، حج اور زکوۃ کی ادائیگی کرنا۔
(۲) دوسری اپنی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا۔ اگرچہ ایک مسلمان کے نیک کام بھی وسیلۂ نجات ہے مگر نیکیوں کا کیا معلوم اللہ تعالی کے ہاں قبول ہے یا نہیں۔ یعنی مسلمان کا کام نیک عمل کرنا اور اس کی قبولیت کی اللہ تعالی سے دعا کرتے رہنا ہے مگر ہم اپنے کسی نیک عمل کے بارے میں دعویٰ سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول ہو۔ حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چھپالیتے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس بندے کی نماز قبول نہ ہو اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دی جاتی ہے میں ڈرتا ہو کہ کہیں میری نماز ویسی نہ ہو اس لیے میں منہ چھپالیتا ہوں۔

۱۔ المائدہ،35۔

Marfat.com

جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کے خوف کا یہ حال ہے تو ہم کیسے دعویٰ کر سکتے ہے کہ ہماری نیکی قبول ہے لیکن اس بات کا ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ رکھتے ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

''لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ''(۱)

میرے جو دوست ہیں انہیں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے مقبول کا دامن پکڑنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور اس آیت میں جس وسیلہ کے ڈھونڈنے کا حکم ہوا اس سے یہی علماء دین مراد ہیں جو قرآن وسنت پر عبور رکھتے ہیں اور صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ ظاہر شریعت کے پابند ہیں انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا''(۲)

اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ''(۳)

کیا علماء دین اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟

پیرومرشد صرف علماء ہی ہو سکتے ہیں

صحیح بخاری میں ہے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیشوا بنائے جانے سے پہلے قرآن وسنت وفقہ (شریعت) کا علم حاصل کرو۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ پیشوائی عالم دین ہونے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ یونس،62۔

۲۔ فاطر،28۔

۳۔ الزمر،9۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''عالم دین ہوئے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں۔''(۱)

امام عینی فرماتے ہیں: ''سب سے اونچا درجہ علم دین والوں (علماء دین) کا ہے۔''

لہٰذا سب بزرگان دین کا اس پر اتفاق ہے کہ پیرومرشد علماء دین ہی ہو سکتے ہے۔ چنانچہ امام تقی الدین عبدالملک بن ابی المنی البابی الحلبی المعروف امام عبدالضریر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) متوفی 839ھ اپنی کتاب ''نزہۃ الناظرین'' میں لکھتے ہیں:

''قال الاماماں ابو حنیفة والشافعی رحمهما الله تعالی ان لم یکن العلماء اولیاء الله فلیس لله ولی''

ترجمہ:۔ کہ امام ابوحنیفہ و امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر علماء دین اللہ کے اولیاء نہیں ہیں تو روئے زمین پر کوئی بھی ولی نہیں ہے۔(۲)

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس (رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھُمَا) فرماتے ہیں کہ ''جنت میں علماء دین عام جنتیوں سے سات سو درجے اوپر ہوں گے اور ہر درجہ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہوگا۔''

(۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ جس بندے کے لیے آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اسے عالم دین بنا دیتا ہے۔''

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک عالم دین کی شان عبادت گزار لوگوں سے اس قدر اونچی ہے جس قدر میری شان تم میں سے ایک ادنی انسان سے اونچی ہے۔''

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بیشک اللہ تعالی اسکے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے

۱۔ عمدہ القاری، ج2، ص55۔

۲۔ نزہة الناظرین، ج5، ص6۔

Marfat.com

یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور حتی کی مچھلیاں دریاؤں میں لوگوں کو دین سکھا نے والے عالم دین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔"(۱)

(۵) جو انسان علم دین حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں اس خوشی سے کہ وہ علم دین حاصل کرنے جا رہا ہے۔ (یہ تو طالب علم کا مقام ہے) اُس عالم باعمل اور قال اللہ قال الرسول کی روشنی پھیلانے اور مریدوں پر شدت شفقت رکھنے والے کا مقام کیا ہوگا؟ ایسی ہی پاک ہستیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا یَعۡمَلُونَ"(۲)

(۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک عالم دین کی تبلیغ یا اس کی صحبت کے فیضان سے اگر ایک شخص سیدھے راستے پر آجائے تو اس سے کہیں بڑھ کر ثواب ملتا ہے کہ کوئی سارے جہان کا سونا چاندی اللہ کی راہ میں لٹا دے(۳)۔ اسی طرح علماء کے ثواب کے برابر کسی کا ثواب نہیں پہنچتا۔"

(۷) انسان جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے نیک عمل رک جاتے ہیں ثواب موقوف ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے لوگ ہیں جنکے لیے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ثواب جاری رہتا ہے ایک وہ جس نے صدقہ جاری کیا مثلاً مسجد یا سڑک بنوادی یا نہر پر پل بنوادیا یا پانی کا کنواں یا نلکا لگوادیا یا دینی مدرسہ بنوادیا (اس مدرسہ کا ثواب سب سے بڑھ کر ہے کہ یہ علم دین کا سرچشمہ ہے اور علم دین کو پھیلانا رسول اللہ ﷺ کا مشن

۱۔ ترمذی شریف۔

۲۔ السجدہ، 17۔

۳۔ مسند احمد بن حنبل۔

Marfat.com

ہے)۔آپ نے فرمایا کہ:

''مجھے علم کو پھیلانے کے لیے بھیجا گیا ہے دوسرا وہ شخص جس نے اپنے پیچھے صالح عالم دین اولاد چھوڑی جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔تیسرا وہ شخص جس نے اپنے پیچھے علم چھوڑا (یعنی دوسروں کو عالم دین بنا گیا یا دینی لائبریری چھوڑی یا مسلک حق کی تائید میں کتابیں لکھ کر چھوڑ گیا۔'') (صحیح مسلم)

(۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک عالم دین شیطان پر ایک ہزار عبادت گزار لوگوں کی نسبت زیادہ باری ہے۔'' (ترمذی)

(۹) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب بے کار ہیں سوائے اللہ کی یاد کے اور سوائے اللہ کی پسندیدہ باتوں کے اور سوائے عالم دین کے اور سوائے اس کے جو علم دین سیکھ رہا ہے۔'' (ترمذی)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو صبح کو مسجد (یا دینی مدرسہ میں گیا) جہاں کوئی عالم دین علم دین پڑھاتا ہوتا کہ وہ اس سے علم دین سیکھے اور دوسروں کو سکھائے اس کے لیے روزانہ آنے جانے کا حج کامل جیسا ثواب ہے۔'' (طبرانی)

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کسی عالم دین کے پاس بیٹھ کر علم دین سیکھتا ہے اسے ایک دن کے علم دین سیکھنے کا جو ثواب ملتا ہے وہ ساٹھ سال کی عبادت بے ریا سے بڑھ کر ہوتا ہے۔''(۱)

(۱۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب لوگ قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو علماء دین کو اللہ تعالی (خواہ مرد ہو یا عالمہ فاضلہ خواتین) باقی مخلوق سے علیحدہ کر کے فرمائے گا کہ میں نے تم میں اپنی شریعت کا علم اس لیے نہیں رکھا تھا کہ آج تمہیں عذاب

۱۔ نزھۃ النا ظرین، ص 4۔

Marfat.com

دوں جاؤ جنت میں، میں نے تمہیں بخش دیا۔"

(۱۳) رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اس میں دو گروہ بیٹھے تھے ایک گروہ علماء کا تھا جو جاہلوں کو علم دین (قرآن وسنت کا علم) سکھا رہا تھا اور دوسرا گروہ ذکرِ الٰہی میں مصروف تھا آپ نے ذکر کرنے والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "یہ لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں اس کی طرف متوجہ ہیں وہ اگر چاہے تو ان کو کچھ دے اور اگر چاہے نہ دے۔ لیکن یہ دوسرا گروہ تو جاہلوں کو علم دین سکھا رہا ہے انہیں عالم دین بنا رہا ہے اور یہی میرا طریقہ اور میرا مشن ہے۔ پھر آپ ﷺ ان علماء میں جا بیٹھے۔" (مشکوۃ) گویا اشارہ ہے کہ میں علماء دین کے ساتھ ہوں اگر کوئی مجھ سے ملنا چاہے یا میرے پاس آنا چاہے تو علماء سے ملے اور ان کے پاس بیٹھے گویا وہ مجھے ملا اور میرے پاس بیٹھا۔

(۱۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صبح کو عالم دین کے پاس جا کر (قرآن وسنت کا) ایک مسئلہ سیکھنا ایک سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔" (نزہۃ الناظرین)

(۱۵) امام بخاری کے استاد امام محمد بن مقاتل فرماتے ہیں کہ "قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ سیکھ لینا قرآن کے چھ ہزار ختم کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔" (سیرت امام محمد بن مقاتل)

(۱۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "علم دین حاصل کرو اگرچہ تمہیں اس کے لیے چین کا سفر کرنا پڑے۔" (جامع العلم والعلماء)

(۱۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جسے اس حالت میں موت آئے کہ وہ علم دین پڑھ رہا ہو کہ اس سے دین اسلام کو زندہ کرے تو اسے جنت میں سب سے اوپر کا درجہ ملے گا کہ اسکے اور انبیاء علیہم اسلام کے درمیان صرف ایک درجہ کا فاصلہ ہوگا۔" (نزہۃ الناظرین)

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ "علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم انبیاء (عَلَیْهِمُ السَّلَام) کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی اور اس لیے علم انسان کی

Marfat.com

حفاظت کرتا ہے (اور ساتھ جائیگا اور قبر وحشر میں اس کا محافظ ہوگا) جبکہ مال والا مال کی حفاظت کرتا ہے (جس نے یہاں رہ جانا ہے) اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ علم اُسے دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور مال اسے دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا ہاں اگر کوئی مال اللہ کے دین کے لیے لٹادے تو اللہ اس سے بھی محبت کرتا ہے کیونکہ اس کا اللہ کے دین کے لیے مال لٹا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے مال سے نہیں اللہ سے محبت ہے اس لیے اس سے بھی اللہ محبت فرماتا ہے کیوں کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے کیوں کہ جب مال دار فوت ہوتا ہے تو اس کا نام ونشان باقی نہیں رہتا جبکہ عالم دین دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کا نام دین اور علم کے حوالے سے باقی رہتا ہے کیوں کہ مال والے سے قیامت کے دن ایک پیسے کا پوچھا جائیگا اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور عالم دین سیدھا جنت میں جائیگا اور اسے ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث کے بدلے جنت کا درجہ ملے گا۔" (نزہۃ الناظرین)

(۱۹) علماء دین حضور ﷺ کی امت کے روشن چراغ ہے جہاں کوئی عالم دین تشریف فرما ہے اسکے آس پاس کی زمین وزمان اس کے علم سے روشن اور جگمگا رہے ہیں۔ (نزہۃ الناظرین)

(۲۰) ایک حدیث میں ہے کہ "اگر علماء دین اولیاء اللہ نہیں ہے تو روئے زمین پر اللہ کا کوئی ولی نہیں۔" (تفسیر بیضاوی ونزہۃ الناظرین)

(۲۱) "جو کسی کو علم دین پڑھنے یا پڑھانے سے روکے وہ بہت بڑی نیکی سے روکنے والا ہے (اور دوزخی ہے)" (۱)

(۲۲) "علم دین پڑھنے اور پڑھانے والے اللہ کی نشانیاں ہیں اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے میری نشانیوں کی جو تعظیم کریگا وہ دل کا متقی ہے (اللہ کی نشانیاں علماء دین ہیں)" (نزہۃ الناظرین)

۱۔ القلم،12۔

Marfat.com

(۲۳) ''اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ''(۱)
اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ کی اور ان کی جو تم میں سے (شریعت کا) حکم بتانے والے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالی اور اس کے رسول کے بعد علماء دین کی اطاعت (فرما برداری) کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ علماء دین کی فرما برداری کریں۔ (حضرت ابن عباس تفسیر مظہری)

(۲۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین گروہ بڑی شفاعت کریں گے، انبیاء علماء دین اور شہید۔ (احیاء العلوم امام غزالی)

(۲۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''عالم دین کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں ہے (جو اللہ سے ہاتھ ملانا چاہے وہ عالم دین سے ہاتھ ملانے کی سعادت حاصل کرے۔)''(۲)

(۲۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نوم العالم عبادة'' عالم کی نیند عبادت ہے۔(۳)

(۲۷) عالم کی نیند غیر عالم کی عبادت سے بہتر ہے۔(۴)

غرضیکہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد اگرچہ اعمال صالحہ مقبولہ بھی ہو سکتے ہیں مگر اولی یہ ہے کہ یہ علماء حق ہیں جو اللہ کے اولیاء ہیں جن کی بیعت ہو کر ان کے دامن سے وابستہ ہونے کا حکم ہو رہا ہے۔ علامہ امام عارف کامل مولانا شیخ اسمعیل برسوی متوفی 1137ھ (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔ اس آیت

۱۔ النساء، 59۔

۲۔ الطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، ج10، ص360۔

۳۔ اتحاف، ج5، ص157۔

٤۔ حلیہ، ج 4، ص385

Marfat.com

میں وسیلے کی جستجو کرنے کا واضح حکم ہے اور وسیلے کا حکم نہایت ضروری ہے اس لیے کے اللہ تعالیٰ تک رسائی وسیلے کے بغیر نہ ممکن ہے۔اس لیے کہ عمل صالح کا وسیلہ ہونا ان کے مقبول ہونے پر موقوف ہے۔مگر ان کے مقبول ہونے کی کسے خبر ہے جب کہ اولیاء کا مقبول ہونا امر تنصیصی ہے:''وهى علماء الحقيقة ومشائخ الطريقة''(۱)

اور یہ وسیلہ علماء حقیقت جو مشائخ طریقت بھی ہیں۔

حضرت حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قطع ایں مرحلہ بے ہمری خضر ممکن
ظلماتست بترس از خطر گمراہی

خدا تک رسائی کا راستہ پیر و مرشد کے بغیر طے نہ کر کیونکہ اس میں بہت سے اندھیرے ہیں گمراہی کے خطرے سے ڈر۔خود بخود عمل کرنے سے نفس ترقی کرتا ہے جیسا کہ بہت سے عابد اپنی عبادت کے گھمنڈ میں رہے انجام کار ہلاک ہو گئے اور اگر انبیاء اور اولیاء کے دامن سے وابستہ ہو کر عمل کرے تو نفس مٹ جاتا ہے۔حجابات اٹھ جاتے ہیں طالب اپنے مطلوب (رب) تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ) اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ) سے القول الجمیل کے ص 21 میں حضرت مولانا الحاج شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ضیاء القلوب کے ص 4 میں اور مولوی اسمعیل صاحب دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں کہ:

''یہاں وسیلہ سے شیخ کامل کا وسیلہ ڈھونڈنا مراد ہے۔''(۱)

۱۔ روح البیان، ج2، ص288۔

۲۔ صراط مستقیم 133۔

Marfat.com

حدیث شریف میں حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ نے فرمایا:

"بـا یعونی ...... الخ"، یعنی اس بات پر میری بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، کسی پر بہتان نہ باندھو گے، اور نیک کام میں میری نافرمانی نہ کرو گے ہم (صحابہ) نے اسی شرط پر آپ کی بیعت کی۔" (بخاری)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الانتباہ میں اور حضرت امام عبدالکریم قشیری نے رسالہ قشیریہ میں فرمایا ہے کہ مشائخ فرماتے ہیں کہ:

"من لا شیخ له فالشیطان شیخه۔"

یعنی جس کا کوئی پیرو مرشد نہیں ہے اس کا پیرو مرشد شیطان ہے۔

لہٰذا مقصد زندگی کے حاصل کرنے والے انسان کے لیے خواہ مرد ہو یا عورت ضروری ہے کہ وہ اپنے لیے شیخ کامل کا انتخاب کر کے اس کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اس دور میں جو فتنوں اور گمراہیوں کا دور ہے ہر انسان کے لیے مرشد کا دامن پکڑنا ضروری ہے تاکہ وہ فتنوں سے اور گمراہی سے اپنا ایمان بچا سکے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر

پیر پکڑو! کیونکہ مقصد زندگی کے حصول کا راستہ بغیر پیر کے بہت آفتوں خوف اور خطرے سے پر ہے۔

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد او ز غولاں گمرہ در چاہ شد

جس نے بغیر مرشد کے اس راستہ پر قدم رکھا، وہ شیطانوں کے بہکانے سے گمراہ ہوا، اور تباہی کے کنویں میں جا گرا۔

Marfat.com

تو ہمہ طفل وائی بسعی اے فقیر　　برو دامن نیک مردد را بگیر

یعنی ہے درویش تو نادان بچوں کی طرح ہے جس کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے، جا نیک لوگوں کے دامن سے لگ جا۔ حضرت عطار فرماتے ہیں:

راہ پر خوف است و دُزداں در کمیں　　راہبرے بر تا نمائی بر زمیں

استقامت ایمان کا راستہ خوفناک ہے، ایمان کے لٹیرے چھپے بیٹھے ہیں مرشد پکڑ لو تا کہ زمین تجھے سب کچھ دکھائی دے۔

مقصدِ بیعت:۔ آج کل پیری مریدی مختلف خیالات کے تحت رسم محض بن کر رہ گئی ہے حالانکہ بیعت کا مقصد یہ ہے کہ مرید گناہوں سے تائب ہو کر اپنے شیخ سے ظاہری اور باطنی فیض پائے، نفس کے مکر و فریب اور گمراہ لوگوں کی گمراہی اور فتنوں سے بچ کر خدا جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا فرمانبردار رہے اپنے شیخ کی خدمت میں حاضری دیا کرے اور شیخ مرید کے احوال پر نظر رکھے اور مرید میں شریعت کے خلاف جو چیز دیکھے اس کی اصلاح کرے۔

شرائط مرشد:۔ شرائط مرشد اکابر اولیاء بالخصوص امام احمد رضا (نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) نے مرشد کے لیے جو شرائط بیان فرمائی ہیں انہیں اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ جس پیر میں یہ شرائط نہ ہوں وہ پیر ہونے کے لائق نہیں، اس لیے اس کے بیعت نہ ہوں اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ نقصان ہوگا۔

پہلی شرط:۔ مرشد عالم دین ہو یعنی عقائد اہل سنت سے پوری طرح واقف ہو اور اسے عربی زبان پر اس قدر عبور ہو کہ ضروری مسائل کو کسی کی مدد کے بغیر براہ راست قرآن اور حدیث اور فقہ سے خود نکال سکے۔ اکابر اولیاء فرماتے ہیں کہ جاہل پیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔ جب تک کہ مذکورہ شرط کے مطابق صحیح معنی میں عالم نہ ہو اس

Marfat.com

کی بیعت ہرگز نہ ہو۔

"درس ساعة واحدة خير من قيام الليل" (مشکوۃ شریف)

ترجمہ:۔ کہ ایک لمحہ کا درس رات بھر کے نوافل سے بہتر ہے۔

اگر کوئی عابد وزاہد عبادات کی برکتوں سے صاحب کرامات ہو جائے اور ہواؤں میں اڑتا پھرے۔ ایک نظر سے مٹی کو سونا بنا دے تب بھی وہ اس عالم دین کے مقام کو نہیں پا سکتا جو کتاب وسنت اور فقہ کا درس دیتا ہے۔ عالم دین کی دینی خدمات کی خدا اور رسول کے ہاں جو قدر ومنزلت ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب درس وتدریس وافتاء کا کام اسے مجبور کر دے تو اسے فجر کی نماز کے سوا سب نمازوں کا مؤکدہ سنتیں بھی معاف ہو جاتی ہیں۔ (عالمگیری)

اس لیے آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف ہے۔

"فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم"

ترجمہ:۔ عالم دین عابدوں اور زاہدوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح میں تمہارے ادنی سے افضل ہوں۔ (مشکوۃ شریف)

ایک حدیث میں ہے کہ جس طرح چودھویں کا چاند ستاروں سے افضل ہے ایسے ہی عالم دین عابد وزاہد سے افضل ہے۔ اور حضور غوث اعظم فرماتے ہیں۔

درست العلم حتى صرت قطبا   فنلت السعد من مولى الموالى

یعنی میں درس وتدریس کی برکت سے قطب ہو گیا پس میں نے آقاؤں کے آقا (خداوند قدوس) سے سعادت پائی۔ جاہل صوفی شریعت اور طریقت میں فرق اور اختلاف بتاتے ہیں کہ یہ بدترین فریب ہے کیونکہ جو علم شریعت نہیں جانتا اسے خدا کی معرفت کبھی نہیں ہو سکتی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں:

Marfat.com

چوں شمع از پئے علم باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

علم دین کے پیچھے اپنی عمر صرف کردو، کیونکہ بغیر علم کے خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی۔

لہٰذا شریعت وطریقت کو الگ کرنا بھی شیطان کے مسخروں اور جاہل پیروں کی مکاری ہے انہیں اس قدر بھی علم نہیں کہ شریعت احکام کا نام ہے اور طریقت ان پر عمل کرنا ہے گویا جو شخص صحیح العقیدہ شریعت کا عالم اور اس کا حامل ہو وہ صاحب طریقت ہے۔علم نہ ہوگا تو عمل کہاں ہوگا؟ امام مالک فرماتے ہیں جو شخص عالم دین نہ ہو اور پیر بنے وہ زندیق وگمراہ ہے۔(اشعات اللمعات شرح مشکوٰۃ)

دوسری شرط:۔ عالم دین باعمل متبع سنت اور پرہیزگار ہو۔اس میں ظاہری طور پر کوئی چیز خلاف شریعت نہ ہو، صوم وصلاۃ اور جماعت کا پابند ہو، اس کی داڑھی چار انگل سے کم نہ ہو، کم کرانے والا اعلانیہ فاسق ہے۔اس کے پیچھے تو نماز بھی مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے پھر اسے طریقت کا امام کیسے بنایا جاسکتا ہے لیکن غیر معیاری مشائخ اور جاہل پیروں کا ماحول ہی اسلام سے بیگانہ ہے۔(اعاذنا اللہ منھم)

تیسری شرط:۔ مرشد عالم باعمل ہونے کے ساتھ صحیح العقیدہ یعنی آج کے دور میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی وشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وحضرت شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ) کی تعلیمات و تشریحات کے مطابق سنی مسلک رکھتا ہو، غرضیکہ عقیدہ صحیح ہونا بہت ضروری ہے اگر عقیدہ ان بزرگوں کے عقیدہ کے مطابق نہ ہو تو وہ بیعت کے قابل نہیں۔

Marfat.com

حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

کہ بہت سے شیطان (بدعقیدہ لوگ) انسان (سنی) کے بھیس میں ہیں لہٰذا ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیں۔ اس کا صحیح العقیدہ ہونا اچھی طرح معلوم کرلیں۔

چوتھی شرط:۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ مرشد کا شجرۂ طریقت حضور ﷺ تک پہنچتا ہو۔ درمیان میں ٹوٹتا نہ ہو ورنہ اسکے ذریعے سے حضور اکرم ﷺ تک رسائی نہ ممکن ہے۔ جس مرشد میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں اس کے بیعت ہوں۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی دوسری چیز نہ دیکھیں۔ بعض لوگ کرامت دیکھنے کے چکر میں پڑکر فیوض و برکات سے محروم ہوتے ہیں۔ یہی چاروں شرطیں جس میں ہوں یہی بڑی کرامتیں ہے۔ دوسرے شعبدے تو بے دین جوگی اور ہندوؤں کے اوتار بھی دکھا سکتے ہیں۔

''الاستقامة فوق الكرامة'' صحیح العقیدہ ہونا اور شریعت پر عمل کرنا سب سے بڑھ کر کرامت ہے۔

آداب مرشد:۔ جب کسی طالب بیعت کو اس طرح کا پیر نظر آئے تو اس کے وجود کو غنیمت سمجھے اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے۔ اپنی خواہشات کو اس کی رضامندی کے تابع کردے۔ اس سے بیعت ہوکر اپنے دل کی توجہ اس کی طرف پھیر دے اور حتی المقدور اس کا ادب کرے۔ پیرو مرشد سے دین سیکھے قرآن اور حدیث کا ضروری علم سیکھے، پیر سے کوئی کرامت طلب نہ کرے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی 563ھ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''کن طالب الاستقامة لا طالب الکرامة''(۱)

یعنی شریعت پر ثابت قدمی کے طالب بنو کرامت کے طالب نہ بنو۔

اپنا ہر وہم و وسوسہ پیر کی خدمت میں پیش کرے اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے اور واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سبق حاصل کرے۔ اور کسی نقصان یا کمی کی مرشد کی طرف سے نسبت نہ کرے۔ جو واقعات پیش آئیں اپنے مرشد سے عرض کرے ان سے کوئی بات نہ چھپائے اور اپنے آپ کو ایسے سمجھے جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہے جو فیوض و برکات حاصل ہوں انہیں اپنے شیخ کے واسطے سے سمجھے اور اپنے شیخ کو گناہوں سے محفوظ سمجھے۔ محفوظ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کبھی ان سے خطاء یا لغزش سرزد ہو تو اس پر قائم نہیں رہتے بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہوتے ہیں۔ معصوم نہ ٹھہرائے کہ یہ انبیاء (عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْم) کی خصوصیت ہے۔ اولیاء سے خطاء و لغزش ہونے کا امکان ہے اگر خدانخواستہ پیر سے کوئی ایسا کام ہوتا دیکھے جو اس کے خیال میں شرعاً درست نہ ہو تو اسکی کوئی اچھی تاویل کرے اور اپنے اعتقاد کو محکم و مضبوط رکھے۔ فیض الکریم کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کوئی لغزش ہوگئی جس کا مرید کو علم ہو گیا اور بزرگ کو بھی معلوم ہو گیا کہ مرید کو بھی اس کا پتا چل گیا ہے تو اس بزرگ نے مرید کو بلا کر فرمایا کہ مجھ سے فلاں قصور ہو گیا ہے جس کا تمہیں بھی علم ہو گیا ہے۔ اس لیے تم کسی اور بزرگ کے مرید ہو جاؤ مرید نے دست بستہ عرض کی کہ حضور میں آپ کو عالم اور راہبر سمجھ کر بیعت ہوا تھا معصوم سمجھ کر نہیں۔ اس لیے میرے اعتقاد کے خلاف کوئی بات پیش نہیں آئی۔ لہٰذا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔

تجدید بیعت:۔ بیعت ایک جگہ ہوتی ہے جب مذکورہ شرائط کے حامل کسی

۱۔ عوارف المعارف، 33۔

Marfat.com

بزرگ سے بیعت ہو گئے اب دوسری بار بیعت نہیں ہو سکتی ہاں اگر مذکور چار شرطوں میں سے کوئی شرط کسی پیر میں نہ پائی گئی مثلاً وہ عالم دین نہیں یا اعلانیہ طور پر خلاف شرع کام کرتا ہے یا بدمذہب ثابت ہوا تو اس سے بیعت کرنے کے باوجود بیعت نہیں ہوئی کیوں کہ وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔لہٰذا کسی دوسرے جامع الشرائط سے بیعت ہو۔

ماں باپ یا خاوند کی اجازت کے بغیر بیعت

چونکہ بیعت کا حکم قرآن سے ثابت ہے اور بزرگوں نے بھی فرمایا ہے کہ جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے اس لیے اللہ کے حکم کی تعمیل اور بزرگوں کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے ماں باپ یا خاوند سے اجازت لینا ضروری نہیں ،اور نہ ہی خاوند یا ماں باپ کو اسے نیک کام سے روکنے کا حق ہے اور روکیں گے تو گنہگار ہوں گے اور اس سلسلے میں اسے روکنے کی پرواہ کئے بغیر مرشد کامل سے بیعت ہونا اور اس سے ظاہری و باطنی تربیت حاصل کرنا چاہیے۔جبکہ ماں باپ اور خاوند کے شرعی حقوق کی ادائیگی اور گھریلو شرعی ضروری ذمہ داری میں خلل نہ آئے۔چنانچہ امام اہلسنت اور برصغیر پاک و ہند کے تمام مسلمانوں کے محسن مجدد حنفیت امام احمد رضا بریلوی (نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) نے فتاوی العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں لکھا ہے:

''عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے اور اس سے علم دین اور راہ سلوک (معرفت) سیکھنے کے لیے ماں باپ یا شوہر کی اجازت ضروری نہیں اور نہ ہی اس سلسلے میں اس کے روکنے کا لحاظ لازم ہے جبکہ اس کے شرعی حقوق میں کسی خلل کا اندیشہ نہ ہو۔''(۱)

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج10،ص128۔

Marfat.com

اور اس سلسلے میں ماں باپ یا خاوند کی ناراضگی ان کے حق میں اچھی نہیں بلکہ گناہ کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ "(۱) کہ نیک کام سے روکنے والے اللہ تعالیٰ کو نہ پسند ہیں اور یہ ایمان سے دوری رکھنے والے لوگوں کا ہی کام ہے۔

یہ اس صورت میں ہے جبکہ ماں باپ یا خاوند عالم دین نہ ہوں اگر وہ علماء دین ہیں اور شریعت وطریقت اور معرفت خداوندی کی تعلیم دینے کے وہ خود ہی اہل ہیں اور وقت دینے کو تیار بھی ہوں تو پھر انہی سے سیکھیں۔ نیز مرشد اپنے مریدوں وشاگردوں کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) دین کی تعلیم وتربیت کے لیے بلا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ حسب ہدایات وآداب شرعیہ حاضری دیں اور دین کی تعلیم سیکھیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں جیسا کہ اس سے قبل حدیث کے حوالہ جات گزر چکے ہیں۔ چونکہ دینی تعلیم وتربیت حاصل کرنا جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ لہٰذا مرشد کامل جو اس عظیم الشان فریضہ ومقصد کے لیے بلاتا ہے اس کی پیروی وتعمیلِ حکم ضروری ہے

مثبت جذبہ:۔ بلکہ اس کے برعکس ماں باپ اور خاوند میں مثبت اور تعمیری جذبہ ہونا چاہیے کہ ان کی اولاد اور گھر والے کسی مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر اس سے دین سیکھیں۔ قرآن وسنت اور ائمہ دین کی تعلیمات کی روشنی میں تربیت حاصل کریں اور مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر اس سے ظاہری وباطنی فیض حاصل کر کے اپنے ایمان واعتقاد کو مضبوط بنائیں اور اس گمراہی جو گھر گھر پھیلتی جا رہی ہے اور در در پر دستک دے رہی ہے سے اپنے آپ کو محفوظ کریں تا کہ جہنم سے بچ جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۱۔ ق،25۔

Marfat.com

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا''(۱)

کہ ایمان والو تم اپنے آپ کو اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اور دوزخ کی آگ سے بچنے کا یہی ذریعہ ہے کہ دین پر چلانے کے دعودار بہت ہیں، ان میں صحیح العقیدہ بھی ہیں جو واقعی دین پر چلانے کی صحیح طور پر اہلیت رکھتے ہیں اور کچھ بدعقیدہ و بدمذہب بھی ہیں جو انسان نما شیطان ہیں عام انسان تو صحیح و غلط کی پہچان نہیں کرسکتا اس لیے مرشد کامل کا دامن پکڑنا ضروری ہے تا کہ اس کی رہنمائی میں حق و باطل کی تمیز کرسکیں۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ آیا ہے۔

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ''(۲)

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرتے رہو اور میرے سچائی والے بندوں کے ہو جاؤ۔

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ سچائی والے بندے وہ علماء حق ہیں جو شریعت کے راستہ پر گامزن ہیں اِدھر اُدھر نہیں ہٹتے جن کے قول اور عمل میں سچائی کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ ''میرے سچائی والے بندوں کے ہو جاؤ'' اس کا مطلب ہے ان کا دامن پکڑو اور اپنے آپ کو ان کی ہدایات و تعلیمات کے سانچے میں ڈال دو اور ان کے فرمان کو اپنے لیے اللہ و رسول کا فرمان سمجھو۔ اپنی خواہش اور اپنی مرضی اُس کی رضا میں فنا کردو، چنانچہ حدیث میں ہے۔

''الشیخ فی قومه کالنبی فی امته''(۳)

کہ مرشد اپنے عقیدت مندوں میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہیں۔

۱۔ التحریم، 6۔

۲۔ التوبہ، 119۔

۳۔ السمط المجید، ص 35۔

Marfat.com

جیسے امتی نبی کی نافرمانی نہیں کرسکتا بلکہ مرید کی دنیا وآخرت کی کامیابی مرشد کے فرمانبرداری میں ہے۔

ضروری:۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اس کی سچائی والے بندوں (علماء دین میں سے کسی عالم دین جسے شریعت وطریقت اور معرفت الٰہیہ کی دولت حاصل ہے) کا ہو جائے، اپنے اہل وعیال بچوں کو بھی اس کے دامن کرم کے سایہ میں لائے تاکہ ان کی بھی اخلاقی وروحانی تربیت ہو اور ان کی زندگی سنور جائے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

چو ذات پیر را کردی قبول   ہم خدا درذاتش ہم رسول

کہ جب تو نے مرشد کو قبول کر لیا تو مرشد میں اللہ اور رسول دونوں آ گئے۔ یعنی مرشد چونکہ اللہ اور رسول کی تعلیمات کا مظہر ہے گویا اسمیں اللہ ورسول اپنی تعلیمات کی رو سے جلوہ گر ہیں۔

محنت:۔ تیسری بات جس کا اللہ تعالیٰ نے آیتِ وسیلہ میں حکم دیا ہے اس کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ جہاد کی تین قسمیں ہیں جہاد باللسان یعنی زبان سے جہاد کرنا، حق بات کرنا، زبان سے تبلیغ کرنا، بھولے بھٹکے لوگوں کی حسن اخلاق وحسن عمل سے اصلاح کرنا۔ جہاد بالقلم یعنی قلم سے جہاد کرنا، قرآن وسنت کی تعلیم کو تحریر کے ذریعے عام کرنا۔ جہاد بالسیف یعنی کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کرنا، یہ تیسرے نمبر کا جہاد ہے پہلے دونوں جہاد افضل جہاد ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں۔ جہاد جہد سے ہے جہد کے معنی محنت ومشقت کرنے کے ہیں۔ یعنی جب مرشد کا دامن پکڑ لیا تو آپ اس کے حکم کی تعمیل میں اپنی پوری کوشش

Marfat.com

کرنا، خواہ اس کی تعمیل میں مشقت اور تکلیف ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے خواہ مال خرچ کرنا پڑے یا وقت یا اپنے جسم کا خون پسینہ بہانا پڑے اسے اپنی سعادت سمجھ کر کرنا، کیوں کہ شیخ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا امین ہے۔ وہ اپنے مرید کو وہی کام بتائے گا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور مرید کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہو۔ اسکے بعد فرمایا:

''لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ''(۱)

کہ تمہاری فلاح و کامیابی شیخ و مرشد کی فرمابرداری کے سلسلے میں پوری محنت و کوشش کرنا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی (رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ سے سنا:

''من لم یر مفلحا لا یفلح''(۲)

جس نے مرشد نہ پکڑا وہ کامیاب نہ ہوا۔

پھر فرماتے ہیں: ''والمقصود الکلی ھو الصحبة وبا لصحبة یر جی للمر ید کل خیر''(۳)

یعنی کلی طور پر مقصود مرشد کی صحبت (اس کے پاس جا کر بیٹھنا ہے) اور صحبت ہی سے مرید کے لیے ہر بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔

جو لوگ اپنی اولاد یا اہل و عیال کو مرشد پکڑنے یا مرشد کے پاس جانے سے منع کرتے ہیں یا اس پر خوش نہیں ہوتے وہ دراصل نہ واقف ہیں وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے خود تو یہ سعادت حاصل نہیں کی اور محروم رہے ہیں جبکہ گزشتہ سطور میں بھی گزرا کہ جس کا مرشد

۱۔ المائدہ، 35۔

۲۔ عوارف المعارف، ص 96۔

۳۔ عوارف، ص 96۔

Marfat.com

نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔ تو انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر وہ خود شیخ داستاذ کامل نہیں پکڑ سکے اور شیطان کے چکرائے ہیں دوسروں کو تو مرشد سے محروم کر کے شیطان کے پھندے میں نہ ڈالیں۔ ''خود تو ڈوبے ہیں تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے صنم''

جو مرید نہیں ہوا گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوا

چونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد عرفان و پہچان اور قربِ الٰہی ہے جو شیخ و مرشد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا تو جس نے مریدی اختیار نہیں کی اس نے مقصد زندگی کی طرف قدم ہی نہیں اٹھایا اور اس نے اپنی زندگی بے مقصد و بے معنی کر دی تو گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اہل معرفت اور اہل حق کے نزدیک دراصل انسان کی ولادت و پیدائش مرشد پکڑنا ہے۔ گویا پہلے جسمانی پیدائش تھی اور مرشد پکڑنا روحانی پیدائش ہے۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں:

''وتصير هذه الولادة ولادة معنوية''

شیخ و مرشد کی بیعت اب انسان کی دوسری پیدائش ہے جو معنوی پیدائش ہے یعنی روحانی پیدائش۔

پہلی پیدائش جو جسمانی پیدائش ہے اس سے عالم انوار (اوپر کے نور کے جہان) سے نیچے زمین کے اوپر آ جانا ہے جو ظلمت اور اندھیرے کا جہان ہے اور یہ دوسری پیدائش جو مرشد سے بیعت کی صورت میں ہوئی ہے اس سے انسان (روحانی طور پر) نیچے کے اندھیرے کے جہان سے اوپر کے نور کے جہان کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیعت کی برکت سے اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روح کا اوپر کے جہان سے رابطہ ہو جاتا ہے جہاں سے اس کی روح پر انوار کی بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ پیر و مرشد سے محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان

Marfat.com

کے لیے طبیعت میں بے قراری پائی جاتی ہے دل چاہتا ہے کہ بس ہر وقت ان کی خدمت میں رہا جائے۔ دل و دماغ میں ان کی یادیں بس جاتی ہیں اور یہ کہ طبیعت نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ ایمانی قوت اور پختگی میں اضافہ ہو جاتا ہے دین سے لگاؤ بڑھ جاتا ہے۔ علم سے محبت ہو جاتی ہے۔ طبیعت میں نرمی اور ہمدردی آ جاتی ہے۔ یہ اس بات کی نشانیاں ہے کہ دل اور سینہ کھل گیا اور روح کا اوپر کے جہان سے رابطہ ہو گیا۔ امام شہاب الدین سہروردی (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ) فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا:

''لن یلج ملکو ت السماء من لم یولد مر تین۔''(۱)

کہ جو دوبارہ پیدا نہ ہوا یعنی مرشد نہ پکڑا اس کی روح کو آسمانوں کے جہاں کی سیر ہر گز نصیب نہ ہوگی۔

''فبا لو لا دۃ الاولی یصیر له ارتباط بعالم الملک وبھذه الو لادة یصیر له ارتباط بالملکوت.''(۲)

یعنی پہلی جسمانی ولادت سے انسان کا رابطہ اوپر سے نیچے کی طرف عالم دنیا سے ہو جاتا ہے اور ولادت ثانیہ (بیعت) سے انسان کا رابطہ نیچے سے اوپر کی طرف آسمانوں کے جہان سے ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ پیر و مرشد کا مقام والد سے کیوں اونچا ہے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ والد ہماری روح کے اوپر سے نیچے آنے کا سبب ہے اور مرشد ہماری روح کے نیچے سے پھر اوپر عالم انوار کی طرف جانے کا ذریعہ ہے۔ (اقتباسات ختم)

☆☆☆☆☆

۱۔ عوارف المعارف، ص85۔

۲۔ عوارف المعارف، ص85۔

Marfat.com

سلوکِ تقویٰ کی شرعی حیثیت

گزشتہ سطور میں تصوف کی اِن دو قسموں کا ایک دوسرے سے جدا جدا حقائق ہونے کو ہم واضح کر چکے جس کے بعد اِن میں سے ہر ایک کی حقیقت یعنی تعریف غرض موضوع کو جدا جدا بیان کرنے کے ساتھ اِس کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں تاکہ سلوک و طریقت سے متعلقہ بزرگانِ دین کے فرمودات کو اپنے ناجائز مفادات کے لیے استعمال کرنے والے گندم نما جو فروشوں کی جہالت کا قلع قمع ہونے کے ساتھ تلبیس ابلیس کا بھی ازالہ ہو سکے۔

سلوکِ تقویٰ کی تعریف:۔ اسلامی عقائد و اعمال اپنانے کے لیے کوشاں رہنا جسے فلاح تقویٰ وارادتِ عامہ بھی کہا جاتا ہے۔

غرض:۔ اِس راہ چلنے والوں کی غرض و مقصد منشاء و مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے مطابق زندگی گزار کر سعادت دارین پانا ہوتا ہے۔

موضوع:۔ سلوکِ تقویٰ کا موضوع اسلامی عقائد و اعمال کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے۔

سلوکِ تقویٰ کی شرعی حیثیت فرضِ عین ہے، جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (۱)

اے اہلِ ایمان! اللہ کا خوف کرو اور اُس کی منشاء کی طرف جانے کے لیے وسیلہ تلاش کرو، اگر ایسا کرو گے تو بالیقین فلاح پاؤ گے۔

دوسری جگہ فرمایا: "وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

۱۔ المائدہ، 35۔

Marfat.com

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ''(۱)

بیشک شریعت مقدسہ میری سیدھی راہ ہے تو اِسی پر عمل کرو ایسا نہ ہونے پائے کہ تم پراگندہ راہوں پر چل کر اس سے بھٹک جاؤ، اللہ تمہیں اسی پر عمل کرنے کی تاکید فرماتا ہے جس پر عمل کر کے تم بالیقین متقی بن سکو گے۔

سلوکِ تقویٰ کا یہ حکم صرف ہماری شریعت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تاریخ انسانیت کے ہر دور میں ہر قوم وقبیلہ کو شامل تھا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سابقین علیہم التسلیم کی شریعتوں میں سب پر یکساں فرض تھا جیسے رب کریم جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

''وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ''(۲) اللہ کی راہ چلنے والوں کے پیچھے چلا کریں۔

اِن آیاتِ مقدسہ میں منشاء ومولیٰ جل جلالہ کو حاصل کرنے کے لیے جس وسیلہ کو تلاش کرنے یا جن شخصیات کی تابعداری کرنے کو بلا تخصیص جملہ مکلفین پر فرضِ عین بتایا گیا ہے وہ اللہ کا کلام اُس کے پیغمبر اور صلحاء اُمت کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ جس کی ترتیب اس طرح ہے کہ اللہ کا کلام وتعلیم اُس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنما و مرشد ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت نبوت سے لے کر جملہ صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین، ائمہ دین مجتہدین اور بالترتیب جملہ صلحاء اُمت کے رہنما و مرشد ہیں یا اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ سلوکِ تقویٰ کا فریضہ حاصل کرنے اور اُس پر عمل کرنیکی غرض سے عام لوگوں کے لیے صلحاء اُمت، مذہبی کتابیں، روحانی معاشرہ اور مسلم مبلغین میں سے ہر ایک پیر و مرشد اور رہبر و رہنما ہو سکتے ہیں جبکہ اُن کے لیے اُن سے اوپر والے اور اُن کے لیے اُن سے اوپر والے اور اُن کے لیے اُن سے

۱۔ الانعام، 153۔

۲۔ لقمان، 15۔

Marfat.com

اوپر والے ہوتے سب کے لیے اللہ کے رسول ﷺ بالواسطہ و بلا واسطہ پیرانِ پیر دستگیر ہیں کہ جبکہ سلوکِ تقویٰ کے فریضہ پر عمل کرنے والے اِن تمام متقین و مفلحین و محسنین کے علی الاطلاق پیر و مرشد، امام المتقین رحمۃ للعلمین ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ارشاد و ہدایات لیتے ہیں، کلام اللہ کو اپنے لیے مرشد و رہنما بناتے ہیں۔ صرف اور صرف رب الناس جل مجدہٗ الکریم کی تربیت و نگرانی میں سلوکِ تقویٰ کا پُل عبور کر کے واصل الی اللہ ہوتے ہیں، جیسے مرفوع حدیث میں ارشاد فرمایا:

''اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِی ''(۱)

جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے مجھے ادب سکھایا تو مجھے سب سے بہتر ادب والا بنایا۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

''عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِی ''(بخاری شریف)

میرے رب نے مجھے تعلیم دی تو مجھے سب سے بہتر تعلیم یافتہ بنایا۔

تیسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

''اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِی ''(۲)

اِس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

سلوکِ تقویٰ کے اس فریضہ پر عمل کرنے کے لیے پیر و مرشد اور رہبر و رہنما تو جملہ مکلفین کے حسب حال مختلف ہو سکتے ہیں لیکن اِس کے فرضِ عین ہونے کے حوالہ سے جو شرعی حکم ہے اُس میں قطعاً کوئی تفریق نہیں ہے یعنی سلوکِ تقویٰ واصلین الی اللہ سے

۱۔ شرح الشفاء لملا علی قاری، ج1، ص143، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص175، کتاب الصوم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔

Marfat.com

لے کر ایک عام انسان تک سب پر یکساں فرض ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ''(۱)

اللہ سے خوف کرو جیسا اُس سے خوف کرنے کا حق ہے اور حالتِ اسلام کے بغیر نہ مرنا۔

دوسری جگہ فرمایا: ''وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ''(۲)

مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا۔

نیز فرمایا: ''یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا''(۳)

اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عملِ صالح کرو۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے اللہ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَآ اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ''(۴)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ان باتوں کا امر کیا ہے جن کا حکم انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو کیا تھا۔

سلوکِ تقویٰ کی اس عمومی فرضیت کے دو حصے ہیں۔ **اول: علم، دوسرا: عمل۔**

علم کا مقصد عمل ہے اور عمل سے مقصد منشاء تخلیق کی تکمیل ہے، حصہ علم کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا''(۵) اور حصہ عمل کی اہمیت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ''(۶)۔

۱۔ آلِ عمران، 102۔

۲۔ الحجر، 99۔

۳۔ المومنون، 51۔

۴۔ مشکوٰۃ شریف، ص 241، باب الکسب و طلب الحلال۔

۵۔ طٰہٰ، 14۔

۶۔ الذاریات، 56۔

Marfat.com

مقصدِ عمل کا حاصل ہونا بغیر عمل ناممکن ہونیکی طرح عمل کی دست آوری بھی بغیر علم وتربیت کے حاصل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اِن حقائق کا لازمی نتیجہ ہے کہ سلوکِ تقویٰ بھی کسی رہبرو رہنما کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا مقدمۃ الواجب واجب کے اُصولِ مسلمہ کے عین مطابق سلوکِ تقویٰ کے دونوں حصوں کو اُن کے ثمرات کے ساتھ حاصل کرنے کے لیے مذکورہ تفصیل کے مطابق مرشدو رہنما انتخاب کر کے اُس کی اتباع کرنا ہر مکلّف پر فرض عین ہے۔ اِسی کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا ہے:

''اُستاذو پیر برائے آن غرض میگیرند کہ دلالت بشریعت نمایندو ببرکت ایشان بسر و سہولت دراعتقاد و عمل بشریعت پیدا شود نہ انکہ مریدان ہرچہ دانند کنندو ہرچہ خواہند خورند و پیران سپر اینہا گردند و از عذاب نگاہ دارند و این معنی متمنائے محض است''(۱)

یعنی سلوکِ تقویٰ کی فرضیت پر عمل کرنے کے لیے اُستاذ و پیر پکڑنے سے مقصد یہ ہے کہ وہ شریعت کی رہنمائی کرے کہ اُن کی برکت سے علم و عمل میں آسانی پیدا ہونا یہ کہ کسی کے مرید ہونے کے بعد جائز و ناجائز اور حلال وحرام کی تمیز کرنے سے بےفکر ہو کر اِس خیال سے جو چاہے کرے اور جو چاہے کھائے کہ پیر صاحب مجھے بچائیں گے یہ تصورِ بےحقیقت نفسانی خواہش ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

قربان جاؤں حضرت مجدد الف ثانی کی نگاہ بصیرت پر ایسا لگ رہا ہے کہ اُنہوں نے پیری مریدی کی موجودہ بےحقیقت روش کو دیکھ کر جعلی مشائخ کے اس شیطانی تخیل کا آپریشن کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر پیری مریدی کی اس بےحقیقت روش کے خلاف

۱۔ مکتوبات، حصہ ہشتم، دفتر سوم، معرفۃ الحقائق، ص122۔

Marfat.com

حضرت کی تعلیمات وتنبیہات کو عام کیا جائے یا کم از کم یہ کہ سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کے متعلقہ حضرت کے بیان کردہ جدا جدا لوازمات وتعلیمات کی تبلیغ کو عام بندوں تک پہنچایا جائے تو پیری مریدی کی موجودہ تباہ کاریوں کی کافی حد تک حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے لیکن اِس کے لیے جرات درکار ہے جو مفقود ہے، اخلاص درکار ہے جو ناپید ہے اور صلاحیت درکار ہے جو چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی) حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی نے فرمایا ہے:

''اَلتَّصَوُّفُ اِنَّمَاهُوَ زُبْدَۃ عَمَلِ الْعَبْدِ بِاَحْکَامِ الشَّرِیْعَۃِ''(۱)

تصوف انسان کا شریعت کے احکام پر عمل کرنے کا مکھن ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اپنی کتاب عوارف المعارف میں سلوکِ تقویٰ کے پیرومرشد کی اہمیت کے متعلق لکھا ہے:

''دُخُوْلُهٗ فِیْ حُکْمِ الشَّیْخِ دُخُوْلُهٗ فِیْ حُکْمِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ''(۲)

سلوکِ تقویٰ حاصل کرنے کی غرض سے طالبِ حق کا کسی شیخ طریقت کے تحت الحکم ہونا اللہ رب العزت اور اُس کے رسول ﷺ کے تحت الحکم ہونا ہے۔

صوفیاء کرام کے کلام میں تعارض کا ازالہ

پیری مریدی کی شرعی حیثیت واضح کرنے کے لیے علم تصوف اور سلوک کی جو تحقیق ہم پیش کر رہے ہیں اِس کی روشنی میں سلف صالحین کے فرمودات میں پیری مریدی کے حوالہ سے اور سلوک کے ضروری ہونے یا نہ ہونے کے حوالہ سے جو متضاد کردار وکلام

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج1، ص4۔

۲۔ عوارف المعارف، ص78، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

ملتے ہیں اُن کا غیر متعارض ہونا بھی ظاہر ہوگیا۔مثال کے طور پر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا ہے؛

''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ شَیْخٌ فَشَیْخُهُ اِبْلِیْسُ''(۱) جسکا پیر نہ ہواُس کا پیر شیطان ہے۔

اِسی طرح امام عبدالوہاب الشعرانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے میزان کبریٰ میں پیری مریدی کی شرعی حیثیت سے طویل بحث کرنے کے بعد خلاصۃ البحث کے طور پر سب کا نتیجہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''فَعلِمَ مِنْ جَمِیْعِ مَاقَرِرنَا وُجُوب اِتِّخَاذَالشَّیْخِ لِکُلِّ عَالِم طَلَبَ الْوُصُوْلَ اِلٰی شُهُوْدِعَیْنِ الشَّرِیْعَةِ الْکُبْرٰی''(۲)

پہلے ہم نے جو تفصیل بیان کی اُس کا خلاصہ اس طرح معلوم ہوا کہ آدمی چاہے اپنے وقت کا کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہواُس کے لیے بھی پیر و مرشد اختیار کرنا ضروری ہے۔

اِسی طرح پیرومرشد پکڑنے کی فرضیت سے متعلق حضرت شیخ جنید بغدادی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کا قول بھی مشہور ہے جبکہ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی جیسے ہزاروں محدثین کرام وفقہاء عظام ہیں جنہوں نے کسی خاص شخصیت کو اپنی عملی زندگی کے لیے پیرومرشد نہیں بنایا اور حضرت مجددالف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بھی اپنے ایک مکتوب بنام شیخ فرید بخاری میں اِس کے ضروری نہ ہونے کی تصریح کی ہے، جیسے فرمایا:

''فردائے قیامت از شریعت خواهند پرسید از تصوف نه خواهند پرسید''(۳)

۱۔ الفتح الربانی، ص 129، مطبوعہ مصر۔

۲۔ میزان الکبریٰ، ج 1، ص 46، مطبوعہ مصر۔

۳۔ مکتوبات، دفتر اول، حصہ دوم، ص 24۔

Marfat.com

کل قیامت میں شریعت کے متعلق پوچھا جائے گا تصوف سے متعلق نہ پوچھا جائے گا۔

تو ظاہر ہے کہ تصوف وسلوک کو شریعت کے مقابلہ میں ذکر کر کے شریعت پر عمل کرنے کو ضروری اور تصوف وسلوک کو غیر ضروری قرار دینے، نیز قیامت کے دن شریعت کے متعلق پوچھے جانے اور تصوف وسلوک سے متعلق نہ پوچھے جانے کو بیان کرنے سے مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے کو ہر ایک کے لیے فرض عین اور سلوک وتصوف کے غیر فرض وغیر ضروری قرار دیا جا رہا ہے۔ جن لوگوں کو تصوف وسلوک کی حقیقت اور اُس کی مذکورہ دونوں قسموں کی تعریف، غرض، موضوع اور ان کی الگ الگ شرعی حیثیتوں کا علم نہ ہو وہ اس حوالہ سے اسلاف کے کردار اور اُن کے فرمودات کے اِس ظاہری تضاد کو دیکھ کر متحیر نہ ہوں گے تو اور کیا ہوں گے جبکہ ہماری اِس تحقیق سے جہاں سلف صالحین کی پوزیشن واضح ہو رہی ہے وہاں اِن مقدس ہستیوں کے فرمودات وکلام کی حقیقت بھی تعارض وتدافع سے محفوظ ہو رہی ہے کیوں کہ جن محدثین کرام وفقہائے عظام نے پیرو مرشد پکڑنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی وہاں پر سلوکِ احسان ہے جس کی شرعی حیثیت نفلی عبادت سے زیادہ درجہ نہیں رکھتی۔ پاکانِ اُمت کے ان معظمین سے متعلق سلوکِ تقویٰ کے فرض عین کو چھوڑنے اور اِس کے لیے فی الجملہ رہبر ورہنما کے انتخاب کی فرضیت سے بے التفاتی برتنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اِس حوالہ سے اُنہوں نے نہ صرف کسی ایک ہستی کو پیرو مرشد بنایا بلکہ جن جن قابلِ اعتماد علمی شخصیات سے اکتسابِ علم فرمایا وہ سب کے سب اِن کے شیوخ ومرشد تھے، مُفیضِ علم ومربیِ عمل تھے۔ حضرت جنید بغدادی اور پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی جیسے بزرگانِ دین کے فرمودہ "مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ شَیْخٌ فَشَیْخُهُ اِبْلِیْسُ" جیسے کلام کے مصداق میں بھی صرف اور صرف سلوکِ تقویٰ اور تصوف فلاح پیشِ نظر ہے کہ جس نے بھی شریعت مقدسہ کے حوالہ سے علم وعمل کی تربیت حاصل کرنے کے

Marfat.com

لیے کسی کتاب یا کسی کامل ومکمل ہستی کو اپنا رہبر نہیں بنایا تو داخلی یا خارجی شیطان کے اثرات سے بچنا اُس کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔ ایسے میں ہوسکتا ہے کہ شیطان اُسے ورغلا کر آیت کریمہ ''اَفَرَئَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ''(۱) کا مصداق بنالے کیوں کہ حضرات قدسیہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم معصوم عن الذنوب والخطایا ہونے کے باوجود جب کلامِ الٰہی کو اپنے لیے پیشوا و چراغ راہ تصور کرتے ہیں اور ''اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ ''(۲) کے واضح اعلان میں کلام اللہ کی رہنمائی کو اپنے لیے ناگزیر مرشدِ راہ قرار دے رہے ہیں تو پھر کسی اور کو چاہے قطب وقت ہی کیوں نہ ہو اِس سے بے اعتنائی کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے؟ سلوکِ تقویٰ کے فرض عین ہونے کا مطلب بھی اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اِس پر عمل کرنا خصوصیت منصب کی تفریق کے بغیر سب پر لازم ہے۔

یہاں تک اِن حضرات کے فرمودات کا مصداق ومطلب واضح ہوا جنھوں نے سلوکِ تصوف کے حوالہ سے پیر پکڑنے کو ہر شخص کے لیے ضروری قرار دیا ہے اور اس کے مقابلہ میں جن حضرات نے اِسے غیر ضروری قرار دیا ہے اِن کی مراد سلوکِ تقویٰ نہیں بلکہ سلوکِ احسان ہے۔ جس کی حقیقت ہی سلوکِ تقویٰ سے جدا ہے جس کی تعریف، غرض اور موضوع علیحدہ ہیں اور اس کا شرعی حکم بھی نفلی عبادت سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اِس توجیہ پر قرینہ وشاہد یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ نے جہاں پر مذکورہ عبارت ارشاد فرمائی ہے۔ اس سے قبل متصلاً تفصیلی کلام میں احکام شرعیہ کے دونوں بازوؤں یعنی عقیدہ وعمل کی اہمیت وفرضیت بتائی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ سلوکِ تقویٰ بھی شریعت مقدسہ کے اِن دونوں بازوؤں کی دست آوری کے لیے عملی جدوجہد کا نام ہے۔ جس میں بغیر استاذ و

۱۔ الجاثیہ، 23۔

۲۔ الانعام، 50۔

Marfat.com

رہنما کے کامیابی ممکن نہیں ہے اور سلوکِ تقویٰ کے اِس فریضہ کے لیے جو اُستاذ و رہنما ہوتا ہے شریعت وطریقت کی زبانوں میں اُسی کو پیرومرشد کہا جاتا ہے جیسے اِنہی مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اپنے ایک مکتوب جو بنام سید حسین مانک پوری ہے میں ارشادفرمایا:

''وباید دانست کہ پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید این معنی در تعلیم طریقت بیشتر ملحوظ است و واضح تر است پیر تعلیم ہم استاذ شریعت است وہم رہنمائی طریقت بخلاف پیر خرقہ بس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجاباید آورد و باسم پیری حق باشد''(۱)

پیرومرشد وہ ہوتا ہے جو اپنے مریدوشاگردکواللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ دِکھائے یہ معنی طریقت کی تعلیم یعنی سلوکِ تقویٰ کی تعلیم میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے سلوکِ تقویٰ کی تعلیم دینے والا معلّم شریعت کا اُستاذ بھی ہے اور طریقت یعنی سلوکِ تقویٰ کا رہنما بھی ہے بخلاف پیر خرقہ کے یعنی سلوکِ احسان کے پیرومرشد ایسا نہیں ہے لہٰذا پیرِتعلیم یعنی سلوکِ تقویٰ کے پیرواُستاذ کے آداب کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

دوسرا قرینہ وشاہد یہ ہے کہ حضرت نے مکتوب نمبر 266 بنام خواجہ عبداللہ وخواجہ عبیداللہ برخورداران حضرت خواجہ باقی باللہ میں سلوکِ وتصوف کے اِن دونوں حصوں یعنی سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کے جداجدا احکام کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے ساتھ سلوکِ تقویٰ کو فرض عین بتاتے ہوئے اس کے حاصل کرنے کو سلوکِ احسان سے پہلے کا فریضہ قرار دیا ہے اس کے بعد اگر وقت اور حالات کی گنجائش ہو تب سلوکِ احسان میں داخل ہونے کو انسان کی سعادت کہا ہے، جیسے فرمایا:

۱۔ مکتوب نمبر 221، دفتر اول، حصہ چہارم، دار المعرفت، ص 9۔

Marfat.com

"بعد از تحصیل دو جناح اعتقادی و عملی اگر توفیق ایزدی جل سلطانه رہنمونی فرماید سلوکِ طریقه علیه صوفیاء است نه ازبرائے آن غرض که شیئی زائد ازاں اعتقاد و عمل حاصل کنند وامر مجدد بدست آرند بلکه مقصود آنست که نسبت بمعتقدات یقینی واطمینانی حاصل کنند"

اِس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو تبلیغ کرتے ہوئے کہا جائے کہ فرض نماز سے بے اعتنائی گناہ ہے پہلے اُس کی بجا آوری کی جائے اُس کے بعد اگر وقت اور حالات اجازت دیں تو نفلی نماز پڑھی جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اِس تحقیق سے وہی حضرات مستفید ہو سکتے ہیں جو حق کے متلاشی ہوں، بزرگانِ دین کی تعلیمات کے مطابق اہل تصوف کی راہ پر چلنے کے متمنی ہوں اور حق و باطل کی تمیز کر کے حق کو گلے کا ہار ماتھے کا جھومر بنانے کے خواہش مند ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ علمی کاوش ایسے حضرات کے لیے خضرِ راہ سے کم نہیں ہے کیوں کہ یہ سچے اولیاء اللہ متقدمین و متاخرین کی تعلیمات کا آسان خلاصہ ہے، متلاشیانِ حق کے لیے تحفۂ حقیقت ہے، عطیہ شریعت ہے اور تعلیم طریقت ہے، جس میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی سے لے کر محی الدین ابن عربی تک، حضرت جنید بغدادی سے لے کر سید علی ہجویری تک، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی سے لے کر مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمُ الْقُدْسِيَّة تک سب کی تعلیمات کا لُبِ لُباب آسان زبان میں ہم نے پیش کیا ہے۔ جس میں ایک طرف نمبر دو مشائخ اور جعلی پیروں کی بدعت کاریوں، فضول گوئیوں اور بے حقیقتوں کو دیکھ کر تصوف و سلوک کو افیون کا نشہ کہنے والوں کے منشاء غلطی کی نشان دہی ہو رہی ہے تو دوسری طرف سلوک و تصوف کے اصل چہرہ کو نکھار کر جعلی

Marfat.com

مشائخ اور نمبر دو پیروں کے ہاتھوں اُس کے ستم زدہ معصوم چہرہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ جس میں ایک طرف جعلی مشائخ و نمبر دو پیروں کے دجل وفریب سے پردہ اُٹھا کر خلقِ خدا کو اُن کے سایہ نحوست سے بچنے کی تبلیغ ہو رہی ہے تو دوسری طرف حقیقی مشائخ او پیر و مرشد کہلانے کے قابل باعمل علماء حقانی کے دامنِ تقدس کے ساتھ وابستہ ہونے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میری اِس تبلیغی کاوش کو سمجھ کر پڑھنے والے حضرات کے سلوکِ تقویٰ کے لیے کامل پیرو رہنما ثابت ہو سکتی ہے اور اِسے سمجھ کر پڑھنے کے بعد اِس پر عمل کرنیوالے خوش نصیب جعلی پیروں کے دجل وفریب سے بچنے کے ساتھ حقیقی مشائخ کہلانے کے قابل بزرگوں کی پہچان سے بھی محروم نہیں رہ سکیں گے۔

آج سے آٹھ سو (800) سال قبل حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری جیسے پیشوایانِ طریقت نے بالترتیب اپنی اپنی کتابوں ''مواقع النجوم'' اور ''کشف المحجوب'' کو سالکینِ طریقت کے لیے پیر و مرشد قرار دے کر قارئین کو اِن سے استفادہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ جیسے فتوحات مکیہ شریف، ج4، ص169 پر، اور کشف المحجوب، ص5 پر موجود ہے۔

میں اپنی خوش بختی سمجھتا ہوں کہ ان عظماءِ اسلام کے عقیدت مند اِنکی تعلیمات کے پیروکار اور اِنکے گردِ پا کو تبرک سمجھنے کی بدولت میری یہ کاوش بھی سالکین طریقت کے لیے رہبرو رہنما ثابت ہو رہی ہے۔ عرصہ دو سالوں سے ماہنامہ آوازِ حق کی قسطوں میں پڑھ کر اِس سے مستفیض ہونیوالوں کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ اپنے موضوع پر یہ موجودہ دور کی منفرد تحریر ہے، حقیقی سلوک و تصوف کی تعلیم ہے اور کامل رہنما طریقت کے متلاشیوں کیلئے چراغِ ہدایت و مرشدِ کامل ہے۔ (فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی تَوْفِیْقِهٖ اَوَّلًا وَّ آخِرًا ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا)

Marfat.com

کشف المحجوب سے مغالطہ کا ازالہ

مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت علی ہجویری نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کے کشف المحجوب کے حوالہ سے غلط مشہور کی گئی ایک بات سے متعلق اصلاحِ احوال کرتا جاؤں، وہ یہ ہے کہ کشف المحجوب کی افادیت سے متعلقہ ابتدائی باتوں میں حضرت نے اپنی اس تصنیف کو سالکینِ طریقت کے لیے رہبر و رہنما قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''من این کتاب آنرا ساختم کہ صقال دلہا بود کہ اندر حجاب غین گرفتار باشند و مایہ نور حق اندر دل شان موجود باشد تا ببرکت خواندنِ این کتاب آن حجاب برخیز دو بحقیقت معنی راہ یابند''(۱)

میں نے اِس کتاب کو اِس لیے لکھا ہے تا کہ اُن دلوں کے لیے صیقل ہو جو گناہ کے حجاب میں گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ نورِ حق کا سرمایہ اُن میں موجود ہے تا کہ اِس کتاب کو پڑھنے کی برکت سے حجاب دور ہو کر وہ مقصودِ اصلی کا راستہ پا سکیں۔

حضرت کی اِس عبارت کا مطلب کچھ لوگوں نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ حضرت اپنی اِس کتاب کے پڑھنے والوں کو پیرِ کامل ملنے کی بشارت دے رہے ہیں کہ جو بھی اِسے پڑھے گا اُسے اِس کے پڑھنے کی برکت سے کامل و مکمل پیر مل جائے گا۔ اِس غلط فہمی کی اصل و منشاء جو بھی ہو اور جس کسی سے بھی اور جس وقت سے بھی مشہور ہوئی ہو اُس سے ہم کو سروکار نہیں ہے۔ میں نے اپنے ہم عصر اچھے خاصے اہلِ علم و دین دار حضرات سے بھی یہ سُن رکھا تھا لیکن تحقیق کیے بغیر اُس کی تصدیق کرنے کے لیے میں کبھی آمادہ نہ ہوا کیوں کہ میں

۱۔ کشف المحجوب، ص 5۔

Marfat.com

اپنے ایمانی وجدان کی بنا پر حضرت داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ جیسے عظماء اسلام سے متعلق اس قسم کمزور باتوں کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اِس تحریر کو شروع کرنے سے ایک سال پہلے خصوصی وقت نکال کر ''کشف المحجوب'' کو از اول تا آخر دیکھا تو مجھے پوری کشف المحجوب میں کوئی ایسی عبارت نہیں ملی جس میں حضرت نے اپنی اس تصنیف کے پڑھنے والوں کو کامل پیر ملنے کی بشارت دی ہو۔ سچے اولیاء اللہ کی طرف خلافِ حقیقت باتیں منسوب کر کے غلط شہرت دینے کے اِس مسئلہ میں کچھ صاحب رائے حضرات کی طرف رجوع کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ کشف المحجوب کے بعض مترجمین نے فارسی سے اُردو کی طرف منتقل کرتے ہوئے مذکورہ مقام یا عبارت کا یہی غلط مفہوم بیان کیا ہے۔ جسے دیکھنے کے بعد ضعیف العقیدہ قسم کے بے تحقیق حضرات پیرِ کامل جیسی نعمتِ عُظمٰی کی دست آوری کے لیے آسان نسخہ سمجھ کر اُسے آگے بیان کرتے رہے جو ہوتے ہوتے غلط مشہور ہو چکا ہے۔ سچے اولیاء اللہ قدس اسرارہم القدسیہ کی طرف اُن کی شانِ قدسیہ کے برعکس غلط منسوب کی جانیوالی باتوں میں یہی ایک نہیں ہے بلکہ یہ تو اُن سینکڑوں مسائل کی ایک جھلک ہے جنہیں خلافِ حقیقت اُن پاکانِ اُمت کی طرف مختلف وجوہات کی بنا پر منسوب کر کے جہل محض کی تشہیر یا بدعت کاریوں کا ارتکاب کر کے اُن کی ارواح کو اذیت پہنچانے کا جرم کیا جا رہا ہے۔

مقامِ غور ہے کہ جب حضرت داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی کشف المحجوب جیسی شہرۂ آفاق اور تاریخ کے ہر دور میں دستیاب کتاب کے بارے میں اتنا غلط مشہور کیا گیا ہے تو پھر غیر کتابی روایات یا غیر دستیاب کتابوں کے حوالہ سے کیا کچھ نہ کیا گیا ہوگا۔ بالخصوص کراماتِ اولیاء بزرگانِ دین کے معمولات کے حوالہ سے اتنی بے سروپا باتیں مشہور کی جا چکی ہیں جن کی گنجائش مذہب اسلام میں نہیں ہے۔ حضرت داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی

Marfat.com

کشف المحجوب کے حوالہ سے اِس مغالطہ کو مشہور کرنا خلافِ حقیقت ہونے کے علاوہ اِس وجہ سے بھی غلط ہے کہ حضرت نے اِس کے سیاق وسباق میں اپنے دور کے مدعیان تصوف اور جاہل متصوفہ کی بے حقیقتیوں کا ذکر کیا ہے، اصل تصوف کی تطہیر کی ضرورت محسوس کی ہے اور اصل ونقل کی تمیز بتا کر متلاشیانِ حق کو حقیقی سلوک وتصوف کی راہ بتانے کو اپنی اِس تصنیف سے غرض وغایت بتایا ہے۔ جس کی رُو سے حضرت کی یہ تصنیف اپنے مندرجات کے اعتبار سے خود سلوکِ تقویٰ کی راہ اختیار کرنے والوں کے لیے چراغِ ہدایت ہے، کامل رہنما اور پیرومرشد ہے کیوں کہ سلوکِ تقویٰ کے لیے مطلق رہنما کا ہونا ضروری ہے چاہے کتابی شکل میں ہو یا انسانِ کامل کی صورت میں بخلاف سلوکِ احسان کے کہ اُس میں کتاب کافی نہیں ہے بلکہ قدم قدم نگرانی کرنے والے کامل ومکمل ہستی کی ضرورت ہوتی ہے اور تصوف کی اِس قسم کو اختیار کرنا محض استحبابی ونفل کے درجہ میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر مقرر کردہ فریضہ نہیں ہے جسے اختیار نہ کرنے والوں کو عذاب یا سرزنش ہو سکے۔ بخلاف قسمِ اول یعنی سلوکِ تقویٰ کے کہ وہ بلا تخصیص جملہ مکلفین نرینہ وزنانہ سب پر یکساں فرض عین ہے۔ حضرت داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے جس تاکیدی انداز سے کشف المحجوب کے مندرجات کو بیان فرمایا ہے اُس کے پیشِ نظر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت نے اِس پوری کتاب کو تصوف کی قسمِ اول یعنی سلوکِ تقویٰ کی اہمیت وتعلیم کے لیے ترتیب دیا ہے۔ تبھی تو مذکورہ عبارت میں اِسے سالکین طریقت کے لیے رہنما ومرشد فرمارہے ہیں ورنہ تصوف کے حصہ دوم یعنی سلوکِ احسان کی رہنمائی کے لیے کتاب کو مرشدِ راہ قرار دینے کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا کیوں کہ کسی زندہ کامل ومکمل ہستی کے بغیر اس وادی لامتناہی میں قدم رکھنا جائز ہی نہیں ہے جس پر جملہ اولیاء اللہ متفق ہیں۔

Marfat.com

ایک اشتباہ کا ازالہ

آوازِ حق پشاور میں میری اِس تحریر کے ابتدائی حصوں کے شائع ہونے پر جہاں اہل علم حضرات کی طرف سے تحسینی و تبریکی خطوط و تاثرات ہمیں وصول ہو رہے ہیں وہاں تصوف کے زوال رسیدہ ماحول سے متاثر حضرات یہ سوال بھی اُٹھا رہے ہیں کہ تصوف کا اِس طرح کا تجزیہ اور سلوک و طریقت کی اس طرح تقسیم کسی خانقاہ کی تعلیم ہے نہ کسی پیر کی تبلیغ، تصوف کی کتابوں میں کہیں اِس کا اشارہ ملتا ہے نہ اسلامی مبلغین کی تقریروں میں تو پھر اِسے معیارِ حق کیوں کر تسلیم کیا جائے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ اشتباہ اُن ہی حضرات کو ہو سکتا ہے جو تصوف و طریقت کی حقیقت سے نا آشنا ہونے کے ساتھ سلوک کے موجودہ زوال رسیدہ ماحول اور اس کے بلند و بالا دعویٰ کرنیوالے بے حقیقتوں پر بھولے ہوئے ہوں ورنہ اِس سوال میں اُٹھائے گئے حوالوں کا حقیقی تصوف و سلوک کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ہمارے اِس اجمالی جواب کی تفصیل یہ ہے کہ موجودہ خانقاہوں میں نہ ہونا اِس کے اسلام میں نہ ہونے کو مستلزم نہیں ہے کیوں کہ موجودہ خانقاہوں کی غالب اکثریت اسلامی تعلیمات سے ہی عاری ہیں، سلوک کے ابتدائی لوازمات و شرائط سے ہی نا آشنا ہیں اور بزرگانِ دین کے وضع کردہ خانقاہی نظامِ تعلیم و تربیت سے ہی غافل ہیں، نیز حقیقی بزرگانِ دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے اکثر حضرات کی اسلامی تعلیم سے بے پرواہی اور اصل کو نقل کی آمیزش سے بچانے کی ذمہ داری سے غفلت کی بنا پر جعلی خانقاہیں اتنی کثرت سے جنم پا رہی ہیں کہ اُن کی وجہ سے اصل و نقل کی تمیز مشکل ہو رہی ہے۔ ایسے میں خانقاہوں سے واقعی سلوک و تصوف کی اُمید وابستہ کرنا زمینی حقائق سے آنکھیں چھپانے کے مترادف ہے۔

Marfat.com

منشاء اشتباہ کے دوسرے حوالہ کا بھی یہی حال ہے کہ اسلامی تصوف وطریقت کے کسی اہم مسئلہ کا موجودہ دور کے پیروں کی زندگی کا حصہ نہ ہونے یا اُن کے علم میں نہ ہونے سے یا اُن کی تقریر وتحریر میں نہ پائے جانے سے اُس کا تصوف میں نہ ہونا لازم نہیں آتا کیوں کہ عصری پیروں کی غالب اکثریت جعل سازوں، بزرگانِ دین کے نام پر استخوان فروشوں یا پدری میراث سمجھ کر سجادہ نشین بننے والے بے علموں کی ہے جو اپنے اپنے رجحان طبع کے مطابق خواہشات نفس میں ڈوبے ہوئے ہیں اُن سے علمِ تصوف کی حقیقت، اُس کی اقسام واحکام کو سمجھنے کی توقع کرنا بجائے خود نتیجۂ غفلت ہے، جہلِ محض ہے اور اونٹ سے دودھ ملنے کی اُمید کے مترادف ہے۔ کجا علم تصوف وسلوک جیسے خالصتاً تطہیر نفس کے ذرائع کمال، کجا نفس امارہ کے یہ اسیر، یعنی یہ منہ اور مسور کی دال۔۔۔؟

پیری ومریدی کے حوالہ سے مسلم معاشرہ میں پھیلے ہوئے ان بے حقیقتوں کے علاوہ جو اقلِ قلیل حضرات پائے جاتے ہیں وہ اپنے پاکیزہ کردار، طبعی شرافت اور روحانی اقدار کی پاسداری کرنے کی بدولت بزرگانِ دین کی یادگار، اُن کے نصب العین کے امین ہونے کی بنا پر اگر کوئی حقیقت پائی جاسکتی ہے تو وہ صرف اور صرف بیعت تبرک ہوسکتی ہے جس کے لیے بیعت دینے والے کا علم باعمل ہونا ضروری ہے کیوں کہ جو خود صاحبِ برکت نہ ہو اُسکے ہاتھوں کسی اور کو برکت ملنے کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ صاحبِ برکت ہونے کے لیے باعمل اور حقانی عالم دین ہونا ضروری ہے۔ جس پر گزشتہ صفحات میں سلف و صالحین کی تصریحات کا باحوالہ بیان ہم کر آئے ہیں لیکن یاد رہے کہ سلف وصالحین کی تصریحات کے مطابق بیعتِ تبرک کی یہ خصوصی قسم بھی تب نتیجہ خیز ہوسکتی ہے جب سلوکِ تقویٰ کی فرضیت پر عمل کرنے کے بعد ہو ورنہ خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پیری مریدی کے موجودہ ماحول میں یا پیری مریدی کے معروضی حالات کی اس اندھیر نگری میں

Marfat.com

پیرومرید یکساں نادان ہوتے ہیں، تصوف کی حقیقت واقسام اوراحکام سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ ایسے میں مذکورہ اشتباہ کے اِس منشاء سے صرف اُن ہی حضرات کو دھوکہ لگ سکتا ہے جنہیں عصری پیروں، خانقاہ نشینوں، اُن کی مختلف کارستانیوں اور مقصدِ سلوک وتصوف سے اُن کی دوری وبے علمی کا پتہ نہ ہو۔

منشاء اشتباہ کا تیسرا حوالہ بھی اِس سے مختلف نہیں ہے کہ پیر پرستی کے اِس ماحول میں مذکورہ وارداتوں کی خانقاہوں اور غیر معیاری پیروں کے مرنے کے بعد اُنکے جاہل پرستار من گھڑت کرامات اُنکی طرف منسوب کرنے کیساتھ اُنہیں امام العرفاء ورمزشناس تصوف ہونے کا تاثر دینے والی کتابیں اُن کے حوالہ سے لکھ کر اُنہیں کتب تصوف مشہور کر لیتے ہیں۔ اور کوئی نہ سہی اُن کے نام کی سوداگری کرنے والے ہوشیار چالاک جانشین محض اپنے مفاد میں اُنہیں مجسمہ کرامات لکھتے ہیں، غوث الاغواث، قطب الاقطاب، شہسوار طریقت و تصوف جیسے اَنہونی کمالات اُن کی طرف منسوب کرنے کے ساتھ قدیم صوفیاء کرام سے منقول تصوف کے کچھ متروک اصطلاحی الفاظ پر مشتمل کتابیں لکھ کر اُنہیں کتب تصوف متعارف کراتے ہیں، جنہیں دیکھ کر اصل تصوف وطریقت سے ناواقف حضرات اِنہیں کتبِ تصوف گمان کر کے گمراہ ہوتے ہیں۔ ضعیف العقیدہ پیر پرستوں کا کہنا ہی کیا اُن کا روحانی جنازہ ویسے بھی نکل چکا ہے جس ماحول کے وہ اسیر ہو چکے ہیں اُس سے اُن کی واپسی کا بظاہر کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

قابلِ افسوس وہ نارمل اور کُھلی فضا کے لوگ ہیں جو اِس قسم کتابوں کو پڑھ کر مغالطہ کھا رہے ہیں۔ نمبر دو مشائخ اور جعلی پیروں کا یہ طریقۂ واردات کوئی نئی چیز بھی نہیں ہے بلکہ التباس الحق بالباطل کا یہ گھٹیا اندازِ عمل اُس وقت سے جاری ہے جب سے حقیقی تصوف کے حامل سچے صوفیاء کرام کے فیوضات کا سورج طلوع ہوا تھا۔ جس کے متعلق آج

Marfat.com

سے ہزار سال قبل حضرات داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے لکھا تھا:

''مدعیان وقت را ازیں طریق صورت بر خلاف اصل آن بستہ است''(۱)

موجودہ وقت میں تصوف وطریقت کے دعویٰ کرنیوالے حضرات کا معاملہ اس کی اصل حقیقت کے برخلاف ہو چکا ہے۔

اِس کے بعد جھوٹے مدعیان ولایت اور جعلی مشائخ کے اصل چہرہ سے پردہ اُٹھاتے ہوئے اُن کی 18 عدد نامشروع قبائح ومعکوس کاریوں کا ذکر کرنے کے بعد اصل تصوف اور اُس کے حقیقی حاملین کی مظلومیت سے متعلق لکھا ہے:

''تا ارباب معانی اندر میان ایشان مہجور گشتہ اند وایشان غلبہ گرفتہ چنانچہ اندر فطرت اولیٰ اہل بیت رسول ﷺ باآل مروان''(۲)

جعلی مشائخ کے معاشرہ میں حقیقی مشائخ پیچھے رہ گئے ہیں اور یہ غیر معیاری مشائخ حقیقی مشائخ پر ایسے غالب آئے ہوئے ہیں جیسے اس سے پہلے آلِ مروان کے ظالم حکمران اولادِ رسول ﷺ پر غالب آ گئے تھے۔

میری نگاہ میں کچھ سچے بزرگانِ دین کے نشیمنوں پر مسلط نا اہلوں کی لکھوائی گئی اور کچھ مصنوعی بنائے گئے مزارات کے ماضی سے متعلق ہوشیار لوگوں کی اپنے مفاد میں لکھوائی گئی درجن سے زیادہ ایسی کتابیں موجود ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے جن کے مندرجات سو فیصد جھوٹے ہونے کے علاوہ تصوف پر بھی ظلمِ عظیم ہوا ہے

۱۔ کشف المحجوب، ص6۔

۲۔ کشف المحجوب، ص7۔

Marfat.com

کیوں کہ ایک طرف ناواقف حال لوگ اُنہیں کتبِ تصوف سمجھ کر گمراہ ہو رہے ہیں تو دوسری طرف اسلام شناس سنجیدہ طبقہ اصل ونقل کی تمیز نہ کرسکنے کی وجہ سے اُنہیں دیکھ کر اصل تصوف وطریقت سے ہی منحرف ہو رہا ہے جس کے واحد ذمہ دار غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کے یہ جھتے ہیں۔ جن کے منحوس اثرات کا ایک کرشمہ عوام کا اُنہیں اہل تصوف اور اُن کی لکھوائی گئی کاروباری کتابوں کو کتبِ تصوف سمجھ کر گمراہ ہونا بھی ہے۔

مذکورہ اشتباہ کا چوتھا منشاء یعنی اُجرتی مقررین کی تقریروں میں تصوف کی اِن دو قسموں کے بیان نہ ہونے سے اشتباہ ہونے کا سوال بھی سابقہ **مغالطوں** سے مختلف نہیں ہے کیوں کہ اقلِ قلیل حق گو مقررین کے سوا عصری مقررین یا اصحاب محراب ومنبر حضرات کی غالب اکثریت کو اسلامی مبلغ کہنا ہی اسلامی تبلیغ کی توہین ہے کیوں کہ اسلامی تبلیغ وہ ہوتی ہے جو پیغمبرِ اسلام رحمتِ عالم ﷺ کے اندازِ تبلیغ کے مطابق ہو جس میں دُنیوی لالچ نہیں ہوتی، ہر اسٹیج میں رٹی رٹائی تقریر جھاڑنے کا پیشہ ورانہ انداز نہیں ہوتا، مخصوص ذہن کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے دوسروں کی دل آزاری نہیں ہوتی، اپنے کسی بھی مخالف نظریہ والوں سے متعلق گالی گلوچ اور بدزبانی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ''(۱) کا مظہر ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ فرمانِ نبوی ﷺ ''مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ''(۲) کے مطابق جس معاشرہ میں جس حکم کے اظہار کی ضرورت ہو اُسی کو موضوعِ بیان بنانا ہوتا ہے مثال کے طور پر جہاں پر لوگوں کا عقیدہ خراب ہو رہا ہو وہاں اصلاحِ عقیدہ کی تبلیغ کرنا فرض ہے، جسے چھوڑ کر فضائل

۱۔ النحل، 125۔

۲۔ مسلم شریف، باب الامر بالمعروف۔

Marfat.com

اعمال کو موضوع بیان بنانا اسلامی تبلیغ نہیں ہوسکتی۔ اِسی طرح جس معاشرہ کے لوگ شرک وبدعات میں مبتلا ہوں وہاں اُس کے خلاف قال اللہ وقال الرسول بیان کرنے کی بجائے درود شریف کے فضائل کو موضوعِ تقریر بنانا طریقۂ پیغمبر ﷺ نہیں کہلائے گا کیوں کہ یہ اندازِ بیان طریقۂ تبلیغ پیغمبر ﷺ کے منافی، الاہم فالاہم کے مسلمہ اُصولِ اسلام کے برعکس اور اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے برخلاف ہونے کی بِنا پر تبلیغ علی منہاج النبوۃ کہلانے کے قابل نہیں ہے اور جس اندازِ تبلیغ میں مذکورہ تین خرابیوں میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو وہ اسلامی تبلیغ کہلانے کے قابل نہیں ہوتا چہ جائیکہ اِن تینوں کی موجودگی میں اُسے اسلامی تبلیغ کہا جاسکے۔ عصری مقررین کے اِن قبائح پر مشتمل اندازِ بیان کے غیر اسلامی کردار ہونے کے مذکورہ اِجمالی دلائل کو تفصیلی دلیل کی شکل میں یوں سمجھا جاسکتا ہے:

❶ **شرعی حکم**:۔ اصحابِ محراب ومنبر حضرات کا یہ اندازِ بیان اسلامی نہیں ہے۔

صغریٰ:۔ کیوں یہ تبلیغ کے حوالہ سے قرآنی احکام کی خلاف ورزی ہے۔

کُبریٰ:۔ قرآنی احکام کی خلاف ورزی پر مشتمل کوئی بھی اندازِ بیان اسلامی نہیں ہوسکتا۔

حاصلِ فتویٰ:۔ لہٰذا اصحابِ محراب ومنبر حضرات کا یہ اندازِ بیان بھی اسلامی نہیں ہے۔

❷ **شرعی حکم**:۔ عصری مقررین کی موجودہ روِشِ تقریر اسلامی نہیں ہے۔

صغریٰ:۔ کیوں یہ اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ سے برعکس ہے۔

کُبریٰ:۔ جو روِشِ تقریر بھی اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے برعکس ہو وہ اسلامی نہیں ہوتی۔

حاصلِ فتویٰ:۔ لہٰذا عصری مقررین کی موجودہ روِشِ تقریر بھی اسلامی نہیں ہے۔

عصری مقررین اور اصحابِ محراب ومنبر کی غالب اکثریت کے مروجہ نعرہ بازی والے بیانات کے غیر اسلامی ہونے پر قیاسِ ضمیر وقیاسِ صریح یعنی اجمالی وتفصیلی دلیلوں سے متعلق اہل علم کی توجہ کے لیے دو باتوں کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں:

Marfat.com

اول:۔ کسی فقہی حکم کے اظہار کے لیے ظنی دلیل ہی کافی ہوتی ہے جبکہ عصری مقررین کے اندازِ بیان کے مذکورہ حکم پر جو فقہی دلیل ہم نے بیان کی اُس کے دونوں حصے یعنی صُغریٰ و کُبریٰ میں سے ہر ایک یقینی اور بدیہی ہونے کی بنا پر یہ دلیل بھی قطعی ہے، نیز اِس کی مذکورہ شکل میں حدِ اکبر کی نسبت سلبی کا حدِ اصغر کے لیے ثابت ہونے کی راہ میں حدِ اوسط محض ذہنی طور پر واسطہ فی الاثبات نہیں ہے بلکہ واقعی علت بھی ہے جس کی روشنی میں دلیل تفصیلی کی مذکورہ شکل برہان لمّی قرار پاتی ہے اور اِس کا ہر ایک مقدمہ قضایا قیاسا تہامعہا ہونے کی بنا پر فقہی دلیل کی یہ شکل برہان فطری کے زمرہ میں شمار ہے۔ اہل علم اور فقہی استعداد کے حامل مفتیانِ کرام کا ذہن اِس کی اہمیت کی طرف مبذول کرانے کے ساتھ اُن کی خدمت میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ محراب و منبر اور مذہبی اسٹیج کے حوالہ سے مقررین کے کردار کا اِس دلیل کی روشنی میں جائزہ لیں۔

اسلام اور مذہب کے لیے اُنکے نفع و نقصان کا موازنہ کریں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کو عوامی خواہشات و پیشہ ور مقررین کی نذر ہونے سے بچا کر خالصتاً اسلامی اُصولوں کے مطابق بنانے کے لیے آوازِ حق بلند کریں ورنہ کل اللہ کے حضور گلوخلاصی ممکن نہیں ہوگی۔

دوم:۔ میرے معاصر اُستاذ بھائی جو علم و عمل کے مجسمہ ہیں عمر میں مجھ سے بڑے ہیں تعلیم میں دو تین سال مجھ سے جونیئر ہیں اور تعلیمی خدمات کے حوالہ سے کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں (اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ) اُنہوں نے گزشتہ دِنوں میری ٹوٹی پھوٹی عملی خدمات پر تحسینی و تبریکی تحریر کی کرم نوازی فرماتے ہوئے تفصیلی دلیل کے مذکورہ انداز کو میری جدت و ایجاد قرار دے کر اسے بے حد سراہا ہے۔ بندیال شریف کے صفِ اول کے قابلِ فضلاء کے زمرہ میں شمار اپنے اِس قابلِ احترام برادر کے قلم سے اِس اندازِ

Marfat.com

استدلال کو جدت قرار دینے پھر اُس کی ایجاد کو مجھ ناکارۂ خلائق کا انفراد کہہ کر اُس پر میری تحسین فرمانے پر مجھے تعجب اِس لیے ہوا کہ اِس چھوٹے سے مسئلہ میں اتنے بڑے اکابر فضلاء وقت کو محض بے توجہی کی وجہ سے جب اتنا بڑا مغالطہ ہوسکتا ہے کہ قدیمی اور متداول بین الفقہاء الاسلام مسئلہ کو جدید فرمارہے ہیں تو نامکمل واصاغر کا گلہ ہی کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ کسی مسئلہ کی شرعی حیثیت پر فقہی استدلال کا یہ طریقہ اُس وقت سے جاری ہے جب سے علم فقہ کی تدوین ہوکر احکام شرعیہ کے استنباط کا سلسلہ شروع ہوا ہے کیوں کہ علمِ فقہ کی تعریف:

''هُوَ الْعِلْمُ بِالْاَحْكَامِ الشَّرِعية عَنْ ادلتها التَفْصِيْلِيَّةِ''

یعنی شرعی احکام کو اُن کی تفصیلی دلیلوں سے سمجھنے کا نام علمِ فقہ ہے۔

فقہ کی اِس تعریف میں جس تفصیلی دلیل سے شرعی احکام کو سمجھنا بتایا گیا ہے اُس کی حقیقت اِس اندازِ استدلال کے سوا اور کچھ نہیں ہے جیسے تحریر الاصول ابن ہمام اور اُسکے شروح کے علاوہ مسلم الثبوت اور اس کے شروح میں بھی تفصیلی دلیل کی یہی تشریح موجود ہے جس کے مطابق تفصیلی دلیل مندرجہ ذیل تین اجمالی دلائل کا مجموعہ ہوتی ہے۔

1 صُغریٰ:۔ یہ کسی مأخذ شرعی سے مستفاد ہوتا ہے۔

2 کُبریٰ:۔ یہ اُصولِ فقہ کا مسئلہ ہوتا ہے۔

3 مدارِ اقتران (اوسط):۔ یہ بھی کسی مأخذ شرعی سے پہچانا جاتا ہے۔

مقامِ تعجب ہے کہ جو چیز علم فقہ کی تعریف وحقیقت میں موجود ہے جس کے بغیر فقہ کا کوئی وجود نہیں ہے جس کے بغیر کسی مسئلہ کی پہچان اور اُس کی شرعی حیثیت تک رسائی ممکن نہیں ہے اُسے محض اِس وجہ سے خالصتاً منطقی مسئلہ کہہ کر فقہی استدلال سے اجنبی تصور کرنے کی کیا تک ہے؟ میری نگاہ میں اِس کی ایسی مثال ہے جیسے فصل مقوم کے بغیر نوع کا

Marfat.com

وجود تسلیم کیا جائے، جسے ماننے کے لیے کوئی اہل علم تیار نہیں ہے۔

لگتا ہے کہ حاشیاتی توضیح میں کافی دور نکل گیا ہوں میں نے دراصل تصوف کے دو حصوں یعنی سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان سے نا آشنا حضرات کے منشاء اشتباہ کا ازالہ کر کے اِس موضوع کو اُن کے لیے قابلِ فہم بنانا تھا تو جب مذکور فی الاشتباہ چاروں نکتوں کی بے حقیقتی واضح ہو چکی۔ اب مناسب سمجھتا ہوں کہ حقیقی صوفیاء اور قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے کلام وکردار سے سلوک کی مذکورہ دو قسموں کو واضح کر کے اپنے موقف کو بے غبار کر دوں۔

❶ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ''(۱)

بالیقین اللہ تعالیٰ متقیوں کے بھی ساتھ ہے اور محسنوں کے بھی ساتھ ہے۔

تو ظاہر ہے کہ اِس آیت کریمہ میں پہلے موصول کے صلہ کو ''اتَّقَوْا'' کی شکل میں جملہ فعلیہ اور دوسرے موصول کے صلہ کو ''هُمْ مُّحْسِنُوْنَ'' کی شکل میں جملہ اسمیہ ذکر کرنے میں بالترتیب سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کے مفہوم سمجھے جا رہے ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ شریعت کی زبان میں تقویٰ ''اِتْیَانُ بِمَا یَنْبَغِیْ'' اور اجتناب ''عَمَّا لَا یَنْبَغِیْ'' کا نام ہے جس کا دوسرا نام سلوکِ تقویٰ ہے اور احسان کا شرعی مفہوم اکابرینِ اسلام کی تصریحات کے مطابق اسلامی عقائد واعمال کی درستی کے بعد اِن کی پختگی واستمرار کے لیے دل کی اللہ کی طرف خصوصی کشش پیدا کرنے میں یوماً فیوماً آگے ترقی کرنا ہے جسے صوفیاء کرام کی اصطلاح میں طیران عالم قدس بھی کہتے ہیں، نیز سلوکِ تقویٰ کا ہر شخص پر فرض عین ہونیکی طرح اُس کا ثبوت بھی قطعی ہوتا ہے جبکہ سلوکِ احسان محض نفل واستحباب

۱۔ النحل، 128۔

Marfat.com

کے درجہ میں مرغوب الیہ ہونیکی بنا پر اِس کے ثبوت کے لیے بھی کسی قطعی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ محض ظنی دلیل بھی کافی ہے تو وہ اِس آیت کریمہ سے معلوم ہو رہی ہے۔ جیسے کہ بعض مفسرین کرام باب الاشارات کے عنوان سے اِس کی صوفیانہ تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے مشتے نمونہ از خروارے سید محمود بغدادی الوسی حنفی نے محدث طیبی کے حوالہ سے مذکورہ آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے:

''اِنَّ التَّقۡوٰی فِی الۡاٰیَةِ بِمَنۡزِلَةِ التَّوۡبَةِ لِلۡعَارِفِ وَالۡاِحۡسَانُ بِمَنۡزِلَةِ السَّیۡرِ وَ السُّلُوۡکِ فِی الۡاَحۡوَالِ وَالۡمَقَامَاتِ''(۱)

یعنی اِس آیت کریمہ میں تقویٰ بمنزلہ توبہ ہے عارف کے لیے اور احسان منازل عشرہ سلوک کے احوال و مقامات میں زندگی گزارنے کے منزلہ میں ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ توبہ تصوف و سلوک کی جان ہے اور اولین قدم یا دروازۂ سلوک ہے باقی جملہ منازل تسعہ اُس کے تابع و فروع ہیں۔ ہم نے بھی اپنی تحقیق میں یہی کہا ہے کہ سلوکِ تقویٰ کے بغیر سلوکِ احسان میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے، سلوکِ تقویٰ اصل الاصول اور فرض عین ہے اور آیت کریمہ ''اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ''(۲) کا مصداق ہے جبکہ سلوکِ احسان سورۃ نحل کی آخری آیت کریمہ کے آخری جملہ ''وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ '' کا مظہر ہے لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جاہل پیر پرستوں نے غیر معیاری مشائخ اور بغیر شرائط کے پیر و مرشد بننے والے گندم نما جو فروشوں کے کہنے پر اولیاء اللہ کو اہل ایمان متقیوں کے سوا کوئی اور جنس ہونے کا تصور جمایا ہوا ہے جس کے خلاف تبلیغ کر کے اِس جاہلانہ ماحول کو بدلنا علماء حق کی مسئولیت ہے۔

۱۔ تفسیر روح المعانی، ج14، ص262، مطبوعہ بیروت۔

۲۔ یونس، 63۔

Marfat.com

❷ محدث ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ایک حدیث بیان کی ہے جو ثقات سے مروی نہ ہونے کے باوجود متلقیٰ بالقبول ہے۔ جملہ سلف صالحین اور اولیاء کاملین نے اُسے صحیح تسلیم کر کے اُس پر عمل کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

''اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْهٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ''

یعنی جعلی پیر چکی کے گدھے کی طرح ہے جو مشقت اُٹھائے کچھ ثواب نہ پائے۔

جس کا واضح مطلب اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ علم فقہ کا مفاد یعنی علم وعمل اور اسلامی عقیدہ وعمل کی درستی کے بغیر عبادت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنے والے کی محنت ضائع ہے تو ظاہر ہے کہ اس حدیث میں جس فقہ بمعنی مَعْرِفَةِ النَّفْسِ مَالَهَا وَمَاعَلَيْهَا کو ناگزیر قرار دیا گیا ہے اُس کے مفاد کو سلوک تقویٰ یعنی درستی عقیدہ وعمل کہا جاتا ہے اور جن عبادات کو اِس حدیث میں اُسکے تابع وفرع قرار دیا گیا ہے اُن ہی کی جملہ اقسام کو اخلاص کے ساتھ اپنانے کو سلوکِ احسان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا نصاب تربیت اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کی رہنمائی میں حضرت امام جعفر صادق کی ترتیب کے مطابق مندرجہ ذیل منازل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ توبہ، زُہد، فقر، توکل، صبر، شکر، خوف، رجاء، حُب، رضا۔ الٰہیات کے حوالہ سے یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ اِن میں سے ہر ایک کو منشاء مولیٰ جل جلالہ اور اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق اختیار کرنا اعلیٰ درجہ کی نفلی عبادت ہے جس کے متعلق حدیث قدسی کی روایت میں آیا ہے:

''لَایَزَالُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهُ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْنَ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِی یَبْطُشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِی بِهَا، وَلَئِنْ سَئَلَنِی لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَاُعِیْذَنَّهٗ فَبِی یَسْمَعُ وَبِی

Marfat.com

یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطُشُ وَبِیْ یَمْشِیْ"(۱)

سلوکِ تقویٰ کا فریضہ حاصل کرنے کے بعد کی عبادات یعنی سلوکِ احسان کی دست آوری کی بدولت بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس کو محبوب بنالیتا ہوں جب میں اُسے محبوب بنا چکا تو اُس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس کے ساتھ سنتا ہے اور اُس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ دیکھتا ہے اُس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اُس کا وہ پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو یقیناً اُسے دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو یقیناً اُسے پناہ دوں گا۔ انجام کار اُس کا سننا، دیکھنا، پکڑنا اور چلنا الغرض جملہ اختیاری اعمال میری منشاء کے مطابق ہوتے ہیں۔

امام احمد رضا کے نادان دوستوں کا المیہ

بغیر شرائط کے مشائخ اور پیر بن کر شریعت میں بدعات اور طریقت میں بگاڑ پیدا کرنیوالوں کے خلاف حضرت امام احمد رضا خان کی اِن تصریحات اور اُن کے حقیقی جانشین تلامذہ و خلفاء کے کردار کے برعکس حق و باطل کی تمیز، اہل و نااہل کی تفریق اور معیاری و غیر معیاری کی پہچان کے بغیر پیری مریدی کرنے والے ہرکس و ناکس کو افرادِ خانہ سمجھنا، اُن کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں سے چشم پوشی کرنا اور اُن کی خلاف شریعت بدعت کاریوں اور منافی طریقت مکاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے کانوں سے سننے کے بعد بھی خاموش تماشائی بنے رہنا، اہل سنت و جماعت کہلانے والے اہلِ بصیرت کے لیے سوالیہ نشان ہے۔ پاک و ہند کے اس پورے خطے میں دیگر اہل مسالک، میدانِ سیاست سے لیکر محراب و منبر تک، اجتماعیت سے لے کر انفرادیت تک اور خانقاہیت سے لے کر مدارس تک

۱۔ فتاویٰ کبری، ج10، ص341۔

Marfat.com

روز افزوں ترقی کر رہے ہیں جبکہ یہ حضرات فی الجملہ علم وعمل میں دوسروں سے فائق، اخلاص میں زیادہ اور محنت وعمل میں کسی سے کم نہ ہونیکے باوجود محض پیر پرستی کی اِس اندھیر نگری کی وجہ سے ہر شعبۂ حیات میں زوال پذیر ہیں۔

اِن سطور کو سپردِ قلم کرتے وقت میری نگاہ میں وہ بے بصیرت حضرات ہر گز نہیں ہے جو حضرت امام احمد رضا کے شرعی فتوؤں کو اپنے لیے ذرائع آمدن سمجھ کر اُن کے ساتھ عقیدت کا اظہار کرتے ہیں یا وہ قوال اور اسٹیج گرمانے والے عصری مقررین نہیں ہیں جو اُن کے ساتھ عقیدت کے اظہار کرنے میں اپنا دُنیوی مفاد سمجھتے ہیں بلکہ میرے مخاطب صرف اور صرف اہل سنت وجماعت اور بریلوی کہلانے والے وہ اہل بصیرت ہیں جن کا علم وعمل مسلم ہے، جن کا تقویٰ وطہارت اور فہم وہنر اظہر من الشمس ہے جنہوں نے حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کو عالم باعمل، فقیہ باکردار اور عقیدہ وعمل کے حوالہ سے سلف صالحین کا ہمقدم وہم کردار پا کر، نیز اسلام کے لیے اُن کی بے مثال خدمات کو دیکھ کر دل وجان سے محض ''اَلۡحُبُّ لِلّٰهِ وَالۡبُغۡضُ لِلّٰهِ' کے تحت اُن کے ساتھ عقیدہ رکھتے ہیں، اُن کے شہرو خطہ کی طرف منسوب ہو کر بریلوی کہلانے کو باعثِ برکت اور سچے اہل سنت ہونے کے لیے معیارِ ممیّز سمجھتے ہیں آخر انہیں کیا ہوا ہے، کیا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے جعل سازوں کے ہاتھوں اپنے زوال وبدنامی کو دیکھنے کے باوجود خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہوں یہ حضرات امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرۡقَدَهُ الشَّرِیۡف کے کیسے عقیدت مند ہیں کہ اُن کی بے داغ شخصیت کی بدنامی کا سامان بننے والوں کو افرادِ خانہ سمجھ کر اُن کا دفاع کر رہے ہیں، اُنکی بدعت کاریوں کے لیے شرعی جواز ڈھونڈ رہے ہیں اور دجل کاروں کے دست وبازو بن کر نہ صرف ان کے فتوؤں کو پامال کر رہے ہیں بلکہ اُن کی روح کو اذیت پہنچا رہے ہیں اور اُن کی خالص اسلامی فکر کو بدنام کر رہے ہیں بلکہ التباس الحق بالباطل کی اِس

Marfat.com

دجل کاری میں غیر شعوری طور پر حصہ دار بن رہے ہیں اور سلف صالحین اور سچے اولیاء اللہ کی ارواحِ مقدسہ کو بھی اذیت پہنچا رہے ہیں۔ کیا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے سچے اولیاء اللہ کی اہمیت و فضائل کو اُجاگر کر کے عام مسلمانوں کو اُن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی ترغیب اِس لیے دی تھی کہ سچوں کے فضائل و کرامات کو جھوٹوں پر منطبق کر کے التباس الحق بالباطل کا جرم کیا جائے یا اِس لیے کیا تھا کہ سچوں اور جھوٹوں کی تفریق کو مٹا کر سب کو قابلِ تقلید سمجھا جائے یا اِس لیے کہ نقل کو اصل کی جگہ شہرت دے کر شریعت و طریقت کا بیڑا غرق کیا جائے۔

قربان جاؤں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سے مقررہ مکافاتِ اعمال کے خودکار نظامِ قدرت پر کہ جس قوم میں اصل و نقل کی تفریق نہ رہے، اصل کو اپنانے کی ترغیب، نقل سے ترہیب نہ رہے سچ اور جھوٹ کی تمیز نہ رہے اور زوال کے سبب بننے والے جراثیم و مرض سے بچنے کا نظامِ تطہیر نہ رہے تو زوال آپ ہی اُس کا مقدر بن جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ''(۱)

یعنی جس قوم نے خود اپنے زوال کا سامان کیا ہے جب تک وہ خود اُس کا ازالہ نہیں کرتی اُس وقت تک اللہ تعالیٰ اُن کی تقدیر نہیں بدلتا۔

نیز فرمایا: ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ''(۲)

یعنی بحر و بر میں ظہورِ فساد لوگوں کی اپنی بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہے۔

نیز فرمایا: ''لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ''(۳)

۱۔ الرعد، 11۔

۲۔ الروم، 41۔

۳۔ الجاثیہ، 14۔

Marfat.com

یعنی کسی قوم کواللہ تعالیٰ کی طرف سے جوسزا ملتی ہے وہ دراصل اُس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً نصف صدی قبل حضرت مولانا سردار احمد نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف جو اپنے وقت کے امام المحدثین رہنمائے کاملین اور ولی کامل یعنی عالم باعمل تھے اور بالواسطہ امام احمد رضا نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے ساتھ تلمذ و نسبت ارادت رکھتے تھے اپنے درس میں بھی اور محراب و منبر میں بھی سچے اولیاء اللہ کی اہمیت وفضیلت بیان کر کے اُن کے دامنِ فیض کو تھامنے، اُن کا قرب حاصل کرنے اور اُن کے حقوق بجالانے کی ترغیب دینے کے ساتھ نمبر دو مشائخ اور جعلی پیروں کے سایہ نحوست سے بچنے کی بھی لازماً تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ یہی حال میرے اُستاذ الحدیث رہنمائے طریقت، امام المحدثین غزالی وقت سید احمد سعید نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کاظمی کا تھا۔ ایک نورانی مجلس میں پیر پرستی کی اندھیر نگری او قبر پرستی کی ضعف اعتقادی کے خلاف تبلیغ کے حوالہ سے وہ واقعہ مَیں کبھی نہیں بھولتا جب آج 03-07-2005 سے تقریباً چالیس سال قبل میں حضرت غزالی وقت کے پاس دورۂ حدیث پڑھ رہا تھا اُن دنوں میں حضرت شاہی عیدگاہ ملتان میں عیدین اور نماز جمعہ پڑھانے کے فرائض سرکاری طور پر اعزازاً انجام دیا کرتے تھے جو تاحیات جاری رہا حضرت کی اُن مخلصانہ خدمات کے پیشِ نظر اُن کے انتقال کے بعد صوبائی گورنمنٹ پنجاب نے عیدگاہ کے احاطہ میں ہی اُن کا مزار شریف بنانے کی اجازت بھی دی۔

واقعہ اِس طرح ہوا تھا کہ ایک جمعہ کے موقع پر حضرت موجود نہیں تھے اپنی جگہ جمعہ پڑھانے کا فریضہ میرے ذمہ لگا کر اندرون پنجاب کہیں تشریف لے گئے تھے میں نے جمعہ کی تقریر پیر پرستی کی اندھیر نگری اور بزرگانِ دین کی قبروں کے ساتھ کی جانیوالی موجودہ بدتمیزیوں، بے ادبیوں، سجدہ ریزیوں اور طواف کاریوں کے خلاف کی جس کے ردِ عمل میں

Marfat.com

دوسرے دن مدرسہ انوار العلوم ملتان میں حضرت کی تشریف آوری پر میری شکایت لگانے کے لیے اُن لوگوں کی کافی تعداد حاضر ہوئی جنہیں میری تقریر ناگوار گزری تھی، اُنہوں نے توہم پرستی کے خلاف میری تقریر کو بنیاد بنا کر حضرت کے سامنے مجھ پر وہابی، دیوبندی، منکر اولیاء، دیوبندیت کا ایجنٹ اور اہل سنت وجماعت کے خلاف چھپی سازش جیسی متعدد دفعات لگا کر میرے خلاف کاروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ اُن کی پوری بات سننے کے بعد مجھ سے کچھ پوچھے یا جواب طلبی کیے بغیر ہی حضرت نے اُن قابل رحم نادانوں کا غصہ ٹھنڈا کیا کم وبیش ایک گھنٹہ نشست میں حضرت نے شریعت کی زبان میں اُنہیں جو کچھ سمجھایا وہ میری جمعہ والی تقریر کی روح تھی، اُس کی توضیح وتفصیل تھی اور ''صَاحِبَ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَافِیْهِ'' یعنی گھر والے گھر کی اندرونی بات کو بہتر جانتے ہیں کے مطابق باتیں سب میری تھیں زبان حضرت کی تھی۔ اَثناءِ گفتگو حضرت کے یہ جملے اچھی طرح مجھے یاد ہیں جو اُنہوں نے خلافِ مذہب باتوں کو مذہب سمجھنے والے نادانوں کو سمجھاتے ہوئے فرمائے تھے:

''پیری مریدی کے حوالہ سے غیر معیاری پیروں اور اُن کے جاہل مریدوں کا جو تصور ہے اُس کا حقیقی اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔'' نیز فرمایا ''مذہب اہل سنت میں بزرگانِ دین کے مزارات پر جا کر اُن کے مواجہہ میں باادب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا مستحب اُمور کے زمرہ میں شامل ہے اِس کے سوا جو کچھ عوام کر رہے ہیں وہ سب جاہلانہ حرکاتِ شنیعہ ہیں اُنہیں مذہب اہل سنت سمجھ کر اُن کے خلاف تبلیغ کرنے والوں کو وہابیت کا طعنہ دے کر بدنام کرنے والے جاہل ہیں اُنہیں چاہیے کہ علماء کی صحبت اختیار کر کے اِن جاہلانہ باتوں سے بچیں۔''

اُن دنوں میں ملتان کے اندر کسی اور جگہ سے آیا ہوا غیر سید گھرانے کا ایک ہوشیار شخص اپنے آپ کو سید گیلانی، جگر گوشۂ غوث الاعظم اور نجیب الطرفین ہونے کی نسبت

Marfat.com

ظاہر کر کے حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے ساتھ عقیدت رکھنے والے سادہ لوح لوگوں کو بیوقوف بنا کر مرید بنانے کا بازار گرم کیا ہوا تھا جس کی اصل قومیت کو اور اُس کے باپ کو بھی حضرت جانتے تھے۔ میرے خلاف جمع ہونے والے نادانوں کو سمجھانے کے ضمن میں حضرت نے اُس چالاک وہوشیار بناوٹی پیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''پنجاب میں پہلے سے غیر معیاری پیروں کی بہتات تھی اب چند سالوں سے ہم ایک ایسے شخص کو بھی اولادِ غوث الاعظم بنتے دیکھ رہے ہیں جو اصل میں آرائیں قوم ہے، ماں باپ اور استاذ کا مردود کیا ہوا عاق ہے اُس کی اپنی قوم کے لوگ اور رشتہ دار اُس کی اِس جعل سازی کو دیکھ کر اُس پر لعنت بھیجتے ہیں اپنے ہاں اُس کی جعل سازی نہ چلی تو یہاں آ کر عوام کو بے وقوف بنا کر پیری مریدی کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔''

یہ تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے فرمایا:

''مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق نسب بدلنے والے شخص پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اُس پر لعنت بھیجی ہے بخاری شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جس نے اپنا نسب تبدیل کیا اُس پر اللہ کے فرشتوں کی اور جن وانس کی اور تمام خلائق کی طرف سے لعنت ہوتی ہے آخرت میں جنت کی خوشبو تک اُسے نصیب نہیں ہوتی۔ مذہب اہل سنت کے مطابق ایسے لعنتی شخص کے منحوس سایہ سے بھی بچنا چاہیئے چہ جائیکہ اُسے پیر بنانا جائز ہو لیکن جاہل عوام ہیں جو ایسے لعنتیوں کے پھندے میں پھنس کر اپنا دین و دُنیا خراب کر لیتے ہیں علماء کو چاہیئے کہ اِسکے خلاف تبلیغ کریں۔''

اِس کے بعد حضرت نے مسندِ ارشاد کے قابل اور لوگوں کو بیعت دے کر پیری مریدی کے بارِگراں اُٹھانے کی شرائط پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

”پیر بننے کے لیے معیار و شرائط سے متعلق سلف صالحین کی آراء مختلف ہیں، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، مجدد الف ثانی اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جیسے بزرگانِ دین کے مختلف اقوال کا میری تحقیق کے مطابق بعد التطبیق خلاصہ یہ ہے کہ شریعت وحقیقت اور طریقت کی تربیت دینے کی صلاحیت والے شیخ کامل یعنی عالم باعمل جو صحیح العقیدہ وصحیح العمل ہو حدِ بلوغ کو پہنچنے کے بعد مجاز بالخلافۃ ہو یعنی سلسلہ تعلیم و تربیت کو آگے چلانے کی اجازت اسے حاصل ہو اور اُس کے شیوخ تربیت کا یہ سلسلۂ روحانیت از اول تا آخر متصل ہو۔ اول سے مراد شیخ الشیخ ہے اور آخر سے مراد نبی اکرم رحمت عالم سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اِس کے اپنے شیخ سے لیکر سرور کائنات ﷺ تک کی سند متصل ہو۔ یہ سلسلۂ دراز چاہے اکائیوں میں ہو یا دہائیوں اور سینکڑوں میں بہرحال اسکا اتصال ضروری ہے۔ کسی بھی مرحلہ میں انقطاع نہ ہو، اتصالِ سند یہاں پر تصوف وطریقت کی زبان میں اُس اتصالِ سند سے مختلف ہے جو حدیث کی زبان میں یا محدثین کرام کی اصطلاح میں ہے کیوں کہ تصوف و طریقت کی اصطلاح میں اول سے آخر تک جملہ مراحل کے شیوخ کا صحیح العقیدہ وصحیح العمل یعنی عالم باعمل، صاحبِ تربیت اور صاحبِ اجازت ہونا ضروری ہے جبکہ محدثین کرام کی اصطلاح میں اتصالِ سند کے لیے اتنی سخت پابندی نہیں ہے۔

شیخ الطریقت اور پیر بننے کے لیے مذکورہ شرائط کو بیان کرنے کے بعد حضرت نے فرمایا:

”آج کل پیری مریدی محض رسم رہ گئی ہے۔ بزرگانِ دین کی بیان کردہ اِن شرائط کے مطابق پیروں اور مشائخ کا وجود بہت کمیاب ہے جسکی ایک وجہ یہ ہے کہ سلسلۂ طریقت میں شاگردوں اور مریدوں کی قوت فکری وعملی کی منازلِ سلوک کے حوالہ سے مسلسل تربیت کی جاتی ہے جس میں شیخ طریقت اپنے آپ کو مٹا کر دوسروں کو بناتا ہے، شیخ

Marfat.com

طریقت کو ہر وقت اپنے متعلقین کی فکری و عملی تربیت کے حوالہ سے بیدار رہنا ہوتا ہے، اِسی بنیاد پر کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے کاہل اور تن پرور صوفیوں سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

اِس کے بعد میرے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بے حقیقت پیروں کے بنائے ہوئے جاہلانہ ماحول پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:

''مولانا ان جاہلوں کا ہم کیا گلہ کریں یہ تو ہیں ہی طریقت کے چور، جو اس عنوان سے اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں ہمارا گلہ اپنے علماء سے ہے جنہوں نے اصلاحِ خلق کے اِس میدان کو ان جاہلوں کے لیے خالی چھوڑ کر خود کو اُن کا حاشیہ بردار بنا لیا۔''

اِس کے بعد علماء وقت سے متعلق میرے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''مولانا سردار احمد، عارف اللہ شاہ قادری، سید جلال الدین شاہ بھکی شریف والے اور مولانا نور اللہ بصیر پوری کو اللہ نے بصیرت سے نوازا ہے جو غیر معیاری جاہل پیروں کے ہاتھوں بنے ہوئے اِس جاہلانہ ماحول سے لوگوں کو بچانے کے لیے اس طرف توجہ دے رہے ہیں اگر یہ حضرات اس طرف توجہ نہ دیتے تو اندرونِ پنجاب پیری مریدی کے حوالہ سے سچ اور جھوٹ کی تمیز ہی ختم ہو جاتی۔''

اس موقع پر حضرت نے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی روحانیت اور تقویٰ و طہارت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''اُنکے ساتھ میرا اختلاف صرف علمی ہے، جہاں تک اُن کی روحانیت وللّٰہیت اور تقویٰ و طہارت کا سوال ہے تو اس حوالہ سے میں دل کی گہرائی سے اُن کا احترام کرتا ہوں، وہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور علمی و مذہبی خدمات کے اعتبار سے ہم ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ معین و مددگار ہیں۔''

Marfat.com

حضرت کاظمی اور حضرت سردار احمد کے اختلاف کا پسِ منظر:۔

حضرت کے اس جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اُن دنوں میں صوفی غلام حسین گجرہ منڈی والے ایک مقرر ہوا کرتے تھے جو اندرونِ پنجاب مخصوص انداز کے مقرر تھے۔ اُس وقت وہ پچاس ساٹھ برس کے تھے، اب اُس کی حیات و ممات کا مجھے علم نہیں، شاید وفات ہو چکے ہوں، اللہ اُسے بخشے۔ اُس کی ایک تقریر کو پنجابی ذہن کے مطابق غیر ذمہ دار سفلہ نے موضوع بحث و نزاع بنا کر وقت کے ان دونوں عظیم محدثین کو باہم لڑایا تھا۔ دو سال تک اِن دونوں پاکیزہ ہستیوں کے مابین اُس حوالہ سے علمی مباحثہ جاری رہا۔ ہر دو جانب سے متعدد پمفلٹ و رسائل مختصر و ضخیم وجود میں آئے جس کا ریکارڈ اب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ انجامِ کار سید ابوالبرکات اور مولانا عبدالغفور ہزاروی رَحِمَهُمَا اللّٰہ نے مل کر اُن دونوں کا بالمواجہہ مذاکرہ کرانے کے بعد شرعی فیصلہ کے مطابق تصفیہ کرا کر بات ختم کرادی تھی جس کے مالہ و ماعلیہ سے مکمل آگاہی ہم دو چار ساتھیوں کے سوا کسی اور کو شاید نہ ہو۔ (فَرِحَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَّاسِعَةً)

دو اولیاء اللہ کے اختلاف سے سبق

میرے شیخ الحدیث والطریقہ حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف نے حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف کے ساتھ مباحثہ کے اُن گرم دِنوں میں اُن کے علمی و عملی کمالات کا برملا اعتراف کر کے ہم کو یہ سبق دیا تھا کہ اولیاء اللہ یعنی باعمل علماء کرام باہمی علمی اختلافات کو اَنا کا مسئلہ نہیں بناتے ہیں۔ علمی مباحثہ و اختلاف کے ہوتے ہوئے ایک دوسرے کے کمالات کا اعتراف و اظہار اور ایک دوسرے کا احترام و اکرام کرنا اُن کی پہچان ہوتا ہے۔ سچے پیروں کے اِس کردار کی روشنی میں آج

Marfat.com

کل کے عصری پیروں کا کردار دیکھا جائے تو زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے اور موازنہ کرنے والا بے ساختہ بول اُٹھتا ہے کہ ''چہ نسبت خاک را بعالم پاک''۔

اِن غریبوں میں **اولاً** علمی مباحثہ کرنے یا کسی اہل علم کے ساتھ علمی اختلاف کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے، نفس امّارہ کے اسیروں کو علم کی روشنی کیساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے؟

ثانیاً:۔ ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی اہل علم از روئے خیر خواہی و نصیحت یا بغرض تعلیم و تبلیغ کسی بے حقیقت پیر کو اُس کی بے اعتدالیوں سے آگاہ کرکے منع کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے نفس امارہ کی موٹائی اور مصنوعی کبریائی کی بنا پر اُس کا دشمن بن جاتا ہے، نصیحت قبول کرنے کی بجائے ذاتیات کا مسئلہ بنالیتا ہے۔

میں نے اپنے ہی تلامذہ کے سلسلہ دراز میں کچھ ایسے نا اہل پیر بکثرت دیکھے ہیں کہ جب وہ غریب تھے، جاہل مریدوں کا سلسلہ وسیع نہیں تھا تو میری سخت سے سخت باتوں کو بھی برداشت کر جاتے تھے، جب پیری مریدی کا سلسلہ وسیع ہوا، ناواقفِ حال جہلاء کی طرف سے جھوٹے القاب ملنے لگے تب سے میری چھوٹی چھوٹی نصیحتوں کا بھی برا ماننے لگے، اپنی مصنوعی عزت شان وٹھان کے خلاف سمجھ کر اُستاذی وشاگردی کے اَن ٹوٹ مقدس رشتہ کو خیرباد کہہ کر درپے آزار ہونے لگے، اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ سب کو صراطِ مستقیم کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

لگتا ہے کہ میں ماضی کے جھروکوں میں جھانکتے ہوئے دور نکل گیا، دراصل میں نے امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے ساتھ سچی عقیدت رکھنے والے سادہ دلوں کو پیری مریدی کے حوالہ سے اُن کے بھولے ہوئے سبق کی یاددہانی کرا رہا تھا۔ مجھے اس بات پر از حد حیرانگی ہورہی ہے کہ جب ہر دورِ تاریخ کے حق گو وحق بین اور حق شناس علماء کرام کی طرح ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور ان کے بالواسطہ یا بلاواسطہ تلامذہ

Marfat.com

وخلفاء نے بھی پیری مریدی کے حوالہ سے جہاں سچے پیروں اور حقیقی اولیاء اللہ کی مسلم معاشرہ کے لیے اہمیت وضرورت بیان فرمائی ہے وہاں التباس الحق بالباطل کی لعنت سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے جھوٹے پیروں اور غیر حقیقی مشائخ کی کارستانیوں کی بھی نشان دہی کر کے ترغیب کے ساتھ ترہیب کا فریضہ بھی انجام دیا ہے تو کیا وجہ ہوئی کہ علماء حق کے اِس حقیقی اندازِ تبلیغ کو چھوڑ کر نہ صرف غیر معیاری پیروں اور نمبر دو مشائخ کی کارستانیوں سے صرفِ نظر کیا جا رہا ہے انہیں افرادِ خانہ سمجھ کر اُن کی متعدی بے اعتدالیوں پر پردہ ڈالا جا رہا ہے بلکہ علماء اہل سنت کہلانے والے اِن حضرات کی غالب اکثریت اُن کے دست و بازو بن رہی ہے۔ اُنکی خلافِ شریعت ومنافی طریقت حرکتوں کیلئے شرعی جواز ڈھونڈ نے کے جرم کا ارتکاب کر رہی ہے۔ کیا اِس دُہرے معیار سے اسلاف کی ارواح کو اذیت نہیں پہنچ رہی؟ کیا اِس دوغلے پن سے اسلاف کی تعلیمات ودستاویزات متاثر نہیں ہورہی ہیں؟ یا کیا اسلاف کے زمانہ کی شریعت وطریقت جدا تھی، اب غیر معیاری پیروں اور بغیر شرعی شرائط کے مشائخ بننے والوں پر کچھ اور نازل ہو کر آپ حضرات کو محظوظ کر رہا ہے؟ کیا اس دوغلے پن سے پیر پرستی کی دُنیا سے آزاد، منتر جنتر والے پیروں کے دامِ تزویر سے بچے ہوئے لوگوں کی نگاہ میں اہل سنت کہلانے والوں کی بے تحاشا بدنامی نہیں ہو رہی؟ کیا اہل سنت و جماعت کہلانے والوں کا موجودہ ہمہ جہت زوال کے بنیادی اسباب میں یہ نامعقول سسٹم بنیادی مرض نہیں ہے؟ کیا زوال پذیری کے اِس آخری اسٹیج کے بعد بھی معکوس العملی کے اس نامعقول سسٹم سے کسی خوشبو کی اُمید وابستہ کی جاسکتی ہے؟ اب بھی نہ سمجھو گے تو یاد رکھو، تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

میرا گلہ شکوہ یہاں پر صرف اور صرف اُن اہل بصیرت سے ہے جو اسلام کے ساتھ اور اقدارِ اہل سنت کے ساتھ اخلاص رکھتے ہیں، شخصی مفادات کو اجتماعی مفادات پر

Marfat.com

قربان کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور عمرِ عزیز اسلام کی راہ میں، مسلمانوں کے مفاد میں صَرف کرنے کا شوق رکھتے ہیں باوجود این ہمہ محض غیر معیاری پیروں اور اُن کے دست و بازو بننے والے علماءِ سُو کے ہاتھوں بنائے گئے ماحولیاتی زندان کے باسی ہونے کی بنا پر خود کو محبوس و مرعوب سمجھتے ہیں، قلیل و بے وسیلہ سمجھتے ہیں اور غالب اکثریت کی اِس اندھیر نگری و زیاں کاری کے خلاف آوازِ حق اُٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے ہیں۔ اِن تمام قابلِ احترام اہلِ بصیرت کو میں یہی پیغام دوں گا کہ دینِ اسلام اور مذہب کے حوالہ سے حقانیت کو مغربی جمہوریت پر قیاس کرنے کا یہ خیال چھوڑ دیں کہ ملکی سیاست میں جس کی عوامی اکثریت ہوتی ہے حکومت و اقتدار بھی اسی کی ہوتی ہے۔ نہیں اللہ کا دین اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی حقانیت کا مسئلہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں پر معاملہ برعکس ہے کہ عوامی اکثریت کی بجائے قال اللہ قال الرسول کے حوالہ سے اہل بصیرت کی حکمرانی ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بے ہمتی چھوڑ کر جرات و ہمت کا مظاہرہ کریں، پیش پا اُفتادہ مفاد پرستوں کی اکثریت سے مرعوب ہونے کی بجائے آوازِ حق کی تبلیغ سے انہیں مرعوب کریں، ذلتِ دارین کا خوف دلائیں، مفاد پرستوں کے پھندے سے بچے ہوئے لوگوں کو اپنے ساتھ ملائیں، تطہیری عمل کے ساتھ مخلص اہل بصیرت کی تنظیم کریں، باہم ارتباط کو مضبوط سے مضبوط تر کریں، جو قدم بھی اُٹھائیں اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کو پیشِ نظر رکھ کر اُٹھائیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (۱) جو انسانی زندگی کے جملہ شعبوں اور انسانوں کے تمام اقوال و افعال کو شامل و عام ہے۔

اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ میں باطل اکثریت سے مرعوب ہونا نہیں ہے بلکہ آوازِ حق کے ذریعہ اُسے مرعوب کرنا ہے، بے ہمتی نہیں ہے بلکہ

۱۔ الاحزاب، 21۔

Marfat.com

ہمت کا مظاہرہ کرنا ہے اور توکل علی الوسائل نہیں ہے بلکہ آوازِ حق کی مسلسل جدوجہد کے ساتھ توکل علی اللہ ہے۔ اللہ کے رسول نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کے پاس مکی زندگی کے 13 سالوں میں کون سے مادی وسائل تھے جبکہ معاشرہ کے چاروں طرف غالب اکثریت کے ساتھ پھیلے ہوئے اہل باطل کے پاس سب کچھ تھا لیکن ہمارے آقا و مولیٰ سیدِ عالم ﷺ اُن کی اکثریت سے مرعوب ہوئے نہ اُن کے وسائل سے بلکہ نہایت خود اعتمادی و استقامت کے ساتھ ایک طرف آوازِ حق کی تبلیغ کو بلاتخصیص قومِ دون قومِ، گھر گھر پہنچا کر انہیں مرعوب کیا تو دوسری طرف اپنا ساتھ دینے والے مخلصین کو باہم مربوط کر کے آوازِ حق کی آبیاری فرمائی، اُنہیں تربیت دے کر منازلِ سلوک کے معنوی اسلحہ سے مسلح فرمایا۔

حضرت امام جعفر صادق اور حسن بصری جیسے اولیاء اللہ نے بعد میں جن منازلِ سلوک کو تربیت السالکین کے لیے بطورِ نصابِ تعلیم مرتب فرما کر تصوف و طریقت کے حوالہ سے پیری مریدی کے سلسلہ تربیت کو جس انداز پر استوار کیا ہے یہ سب کچھ اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مذکورہ اندازِ تربیت کی اتباع کا مظہر ہے۔ کاش! رسمی مشائخ اور بے حقیقت پیروں کو اس کے عشرِ عشیر کی خوشبو بھی نصیب ہوتی تو سنجیدہ دُنیا کی نگاہ میں پیری مریدی کی یہ رُسوائی، یہ کساد بازاری اور موجودہ اندھیر نگری کا یہ عالم کبھی نہ ہوتا۔ اہلِ بصیرت اور علماءِ حق کو دعوتِ تبلیغ دیتے ہوئے میں اُن سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ عمرِ عزیز کو اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق بسر کر کے سعادت دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں، اپنے علم و بصیرت کو تحفظ و اشاعت اور مذہبی اقدار کے فروغ کے لیے صَرف کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی کامیابی کا واحد راستہ اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق آوازِ حق کی تبلیغ کرنا ہے جس میں باطل کی اکثریت سے مرعوب ہونا ہے نہ اُن کے دُنیوی وسائل کو خاطر میں لانا ہے بلکہ جہدِ مسلسل کے ساتھ قرآن و سنت کی آوازِ حق کی تبلیغ بلاتخصیص قومِ

Marfat.com

دونَ قومِ گھر گھر پہنچانے کے ساتھ اپنا ساتھ دینے والوں کو منظم و مربوط کر کے انہیں تربیت علی منہاج السلف دینا ہے جو اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کا مظہر ہونے کی بنا پر بالیقین سندِ فلاح ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو مکی زندگی میں مشرکین کا سامنا تھا تو بعد الہجرت مدنی زندگی میں احبار و رہبان اور قسیسین و ربانیوں کی شکل میں بے حقیقت مشائخ اور جعلی پیروں کا سامنا ہوا، اہل علم جانتے ہیں کہ بشمول مکہ و مدینہ دیارِ حجاز کے طول و عرض میں اور اسکے ہمسایہ ممالک میں عوام کی غالب اکثریت کسی نہ کسی طریقے سے ان گمراہوں سے متاثر تھی۔ ملتِ ابراہیمی اور دینِ موسوی و عیسوی کے یہ گم گشتۂ راہ محض اپنے ذاتی مفادات کی خاطر خلقِ خدا کو گمراہ کر رہے تھے، دھوکہ دے رہے تھے اور التباس الحق بالباطل کر کے روحانیت کے نام پر اپنی اپنی ریاستیں قائم کر رکھی تھیں۔ انسانی معاشرہ کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ان کی نمبر دو روحانیت کے خلاف آوازِ حق بلند کرنا بظاہر موت کو گلے لگانے کے مترادف تھا، اُن کی پیری مریدی کی اُس دجل کاری کو شیطانی حرکت کہہ کر خلقِ خدا کو اُس گمراہی سے بچانے کی تحریک چلانا، ظاہری حالات کے مطابق پورے معاشرہ کو اپنا دُشمن بنانے کے برابر تھا اور اصل و نقل کی تمیز بتا کر تطہیری عمل کا آغاز کرنا غیر ممکن لگ رہا تھا لیکن آپ نے دیکھا کہ ہمارے آقا و مولیٰ رحمتِ عالم ﷺ نے اُن جعل سازوں کی چاروں طرف پھیلی ہوئی غالب اکثریت سے مرعوب ہونے کی بجائے اپنی بہتر حکمت عملی کی آوازِ حق کے ذریعہ اُلٹا انہیں مرعوب کیا، اپنی فطری تعلیمات و تبلیغات کے ذریعہ انہیں سوچنے پر مجبور کیا اور خلقِ خدا کو اُن کے منحوس چنگل سے آزادی دِلا کر ''اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ'' کا اعلان فرمایا، یعنی حق کی سر بلندی کے لیے خدائی تعلیمات کے مطابق اگر کوشش کی جائے تو وہ ہمیشہ باطل پر غالب ہی ہوتا ہے، اُس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔ اس راہ میں اسلامی مبلغین کا گمراہوں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرنا عین سنتِ

Marfat.com

رسول ﷺ ہے جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوع حدیث آئی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ فرماتے ہیں:

''لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یَخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ''(۱)

یعنی اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرایا گیا اتنا کوئی اور نہیں ڈرایا جاتا اور جتنی تکلیفیں مجھے دی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں دی جاتی۔

کیوں کہ اعلائے کلمۃ الحق اور خلقِ خدا کو جعل سازوں کے چُنگل سے بچانے کی تبلیغی راہ میں تکالیف و مصائب کو اللہ کی رضا کے لیے برداشت کرنے کو اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کا حصہ سمجھ کر ہر دورِ تاریخ کے اہل بصیرت نے اپنایا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ اہلِ بصیرت اور غیر اہلِ بصیرت، اہل حق اور اہل باطل کے مابین بنیادی فرق بھی یہی ہے کہ اہلِ باطل صرف اور صرف دودھ کے مجنون ہوتے ہیں، ذاتی مفادات کے پُجاری ہوتے ہیں اور تن پرور و خودغرض ہوتے ہیں جبکہ اہلِ حق اپنے خون سے حق کی آبیاری کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

احبار و رہبان سے متعلق

یہاں پر شاید کسی اہل علم کے دل میں یہ سوال اُٹھے کہ یہود و نصاریٰ کے مذہبی رہنماؤں (احبار و رہبان، قسیسین و ربانی) کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم نے پیر و مرید کے عنوان سے اور اُن کے اُس مذہبی سسٹم کو پیری مریدی کے عنوان سے لیا ہے جبکہ پیر و مرید کے یہ نام اور پیری مریدی کا یہ سسٹم صرف مذہب اسلام میں مستعمل ہے۔ یہاں پر بھی قرونِ اولیٰ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا تو پھر اسلام میں قرون اولیٰ کے بعد مروج ہونے والے سسٹم کو زمانہ قبل از اسلام یا زمانہ نبوت میں موجود یہود و نصاریٰ پر چسپاں

۱۔ ترمذی شریف، ج2، کتاب الورع۔

Marfat.com

کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ شریعت مقدسہ کی نگاہ میں حقائق کے اسماء کا اتنا اعتبار نہیں ہوتا جتنے خود حقائق کا ہوتا ہے مثال کے طور پر شراب کا نام پانی رکھ دینے سے اُس کی حقیقت و عمل، سادہ پانی والا نہیں ہوتا اور بکری کا نام گیدڑ رکھنے سے اُس کی حقیقت و احکام گیدڑ والے نہیں ہوتے جبکہ حقائق ہمیشہ حقائق رہتے ہیں، ناموں کے بدل جانے سے یا زمانہ کے بدل جانے سے اُن کی حیثیت و احکام بدلا نہیں کرتے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پیرو مرید اور پیری و مریدی فارسی زبان کے الفاظ ہیں اور خیر القرون کے کافی عرصہ بعد فارسی مسلمانوں کے دخلِ عمل سے عجمی مسلمانوں کے معاشرہ میں استعمال ہوئے ہیں جبکہ عربی مسلمانوں کے معاشرہ میں اُن کے مفہوم بنام شیخ و تلمیذ اور سلسلۃ الارادۃ کے نام سے مستعمل ہوتے رہے ہیں لیکن ان کے حقائق مذہب و روحانیت کے حوالہ سے سب قوموں میں پائے جاتے ہیں، چاہے حق ہوں یا باطل، کیوں کہ مذہب و روحانیت کے حوالہ سے اپنے عقیدت مندوں کو تعلیم و تربیت دینے والے کی حقیقت، ہر قوم میں پیر کی ہوتی ہے چاہے کوئی اسے پیر کے نام سے پکارے یا شیخ کے نام سے، استاذ کے نام سے یا مربی کے نام سے یا کسی بھی نام سے اور وہ اپنے زیر دست و متبعین کے لیے قابلِ احترام پیشوا و مقتدیٰ اور متبوع ہوتا ہے جبکہ اُس کی تابعداری کرنے والے اور اُس سے تعلیم و تربیت پانے والوں کی حقیقت مرید کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی، چاہے دُنیا اُسے مرید کہہ کر پکارے یا تلمیذ کہہ کر، تابع فرمان کہہ کر یا تابعدار کہہ کر یا کسی بھی نام سے، بہر تقدیر ناموں کے بدل جانے سے اُس کی مریدی و تابعیت والی حقیقت کبھی نہیں بدلتی۔ اس کے بعد اگر تابع و متبوع کی حقیقت والا یہ طریقہ پیغمبری تعلیمات کے مطابق ہو تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے ورنہ غلط کیوں کہ مذہب و روحانیت کے حوالہ سے کیے جانے والے ہر عمل کی درستی و حقانیت کا مدار تعلیماتِ الٰہی کے مطابق

Marfat.com

ہونے پر ہے جو عین تعلیم نبوی ﷺ ہے جس کے برخلاف سب کچھ گمراہی و جہالت اور شیطانت سے خالی نہیں ہے۔ اسی معیار کی بنا پر خیر القرون کے کافی عرصہ بعد مروج ہونے والے اِس طریقہ کو تعلیماتِ نبوی ﷺ کے مطابق ذریعۂ علم و عمل ہونے کی صورت میں ہم جائز سمجھتے ہیں، چاہے فرض کے درجہ میں ہو، جیسے سلوکِ تقویٰ میں ہوتا ہے۔ جس میں پیرو رہنما کتاب بھی ہوسکتا ہے، اُستاذ شریعت بھی، اُستاذ طریقت بھی ہوسکتا ہے اور صالح معاشرہ بھی۔ یا نفل کے درجہ میں ہو، جیسے سلوکِ تقویٰ حاصل کرنے کے بعد سلوکِ احسان میں ہوتا ہے۔ جس میں مربی ورہنما احکامِ شریعت کے علم و عمل میں کامل مخلص زندہ ہستی کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اسی نظام کو تعلیماتِ الٰہی اور اُسوۂ پیغمبری کے خلاف ہونے کی صورت میں ناجائز سمجھا جاتا ہے، چاہے اس کا وجود جس زمانہ میں بھی ہو اور جس قوم، جس ملت اور نام سے بھی ہو۔ یہودیوں کے احبار و ربانی اور نصرانیوں کے قسیسین و رہبان کے اندر بلا کم و کاست یہی حرام صورت موجود تھی۔ جنکے منحوس ماحول و اثرات سے اہل ایمان کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ''(۱)

یعنی یہود و نصاریٰ کے غیر معیاری پیر و مشائخ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھاتے ہیں۔ اِسی سورۃ کی ایک دوسری آیت میں اُن کی پیر پرستی کی جہالت انگیزی و شخصیات پرستی کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ''(۲)

یعنی پیر پرستی کی اندھیر نگری میں نورِ بصیرت سے محروم ہونے کے بعد اس حد تک وہ

۱۔ التوبہ، 34۔

۲۔ التوبہ، 31۔

Marfat.com

صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے کہ تحلیل وتحریم کے حوالہ سے بھی اپنے اِن گمراہ متبوعوں کو بمنزلہ اِلٰہ قرار دیا۔

قربان جاؤں قرآن شریف کے اندازِ برہانیت پر، جس مقام پر یہود ونصاریٰ کے اِن گمراہ پیروں کی خباثتوں کا انکشاف فرمایا ہے اور اُس وقت کے معروضی حالات ہونے کے ساتھ جہاں پر اُنکی تابع داری کرنیوالے جاہل مریدوں کی ماحولیاتی مجبوریوں اور جہالتوں کا تذکرہ فرمایا ہے وہ بھی ناقابلِ انکار حقائق ہیں اِس لیے اللہ کے حبیب ﷺ نے بھی اِس گمراہ کن طریقہ کی بیخ کنی کرنے پر زیادہ زور دیا ہے جس میں علماءِ حق کیلئے عظیم سبق ہے۔

اونٹ کے منہ میں زیرہ

اہل سنت وجماعت کہلانے والوں کی بے قیادت بھیڑ چال میں موجود کچھ اہل علم مذہبی بیڑے کو غرق ہوتے دیکھ کر سوچنے لگتے ہیں کہ مِن حیث الجماعہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اِس خسران کا ذمہ دار کون ہے۔ اِس شش وپنج سے نکلنے کے لیے یہ کہہ کر دل کو تسلی دیتا ہے کہ پیر پرستی کی اِس جہالت انگیزی کا ذمہ دار ہمارے علماء نہیں ہیں وہ تو غیر معیاری پیروں اور نمبر دو مشائخ کے خلاف تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے دل اور ماحول کو مزید تسلی دینے کے لیے ایک دو کتابوں یا ایک دو شخصیات کے بیانات کے حوالہ بھی دیتا ہے جس سے طفل تسلی کی طرح ناواقفِ حال حضرات تو خاموش ہو جاتے ہیں جبکہ غیر معیاری رہبروں اور نمبر دو مشائخ کے نقصانات کا تجربہ رکھنے اور اِس اندھیر نگری کے معروضی حالات کے اندرون جھانکنے والے واقف کار اسے طفل تسلی سے مختلف نہیں سمجھتے ہیں جس کی وضاحت وتفصیل اس طرح ہے کہ جن مسلم معاشروں میں پیری مریدی کا نظام تعلیماتِ نبوی اور اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق ہیں علیٰ منہاج السلف ہے اور

Marfat.com

بالاخلاص ذریعہ علم وعمل ہے وہ تو رحمت خداوندی ہے۔ اُس کی برکات وفیوضات سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیبہ عطا فرمائے (آمین) اور جن معاشروں میں ایسا نہیں ہے تو وہ گمراہی و بدعت، جہالت اور شیطانی عمل سے خالی نہیں ہے۔

یہاں پر میں اہل علم کو دعوتِ فکر دوں گا کہ دیکھئے اور آزاد ذہن سے جائزہ لیجئے کہ ہمارے معاشرے کے چاروں طرف پھیلا ہوا پیر پرستانہ ماحول اور پیری مریدی کا یہ جسیم وکیم حُجم کس حد تک جائز ہے جبکہ اسکے معروضی حالات یہ ہیں کہ جس چالاک وہوشیار آدمی کو کوئی اور روزگار نہیں ملتا پیر بن جاتا ہے، کچھ جنتر منتر یاد کر کے شیخ طریقت بن جاتا ہے۔عملیات کا پیشہ اختیار کر کے لوگوں کی تقدیر بدلنے کا دعویدار ہو جاتا ہے۔ ایسوں کی بھی کمی نہیں ہے کہ علمِ دین سیکھنے کے فریضہ میں دل نہ لگا اور سیکھ نہ سکے تو آسان پیشہ سمجھ کر ادھر آتے ہیں مخصوص وضع قطع اپنا کر تو ہم پرست جہلا کی طرف سے پذیرائی پانے کے بعد بزعم خویش امام المعرفت ہونے کے شیطانی گھمنڈ کے مسافر بن جاتے ہیں۔

کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ضعیف العقیدہ اور تو ہم پرست لوگوں کی نفسیات کا تجزیہ حاصل کر کے علم غیب، کشف القبور اور مافوق العادۃ کمالات کے حامل ہونے کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا بازار گرم کر لیتے ہیں بعض ایسے ہیں جو بے اولاد کو اولاد دینے اور مشکلات والوں کی مشکلات کو حل کرنے پر من عند اللہ مقرر ہونے کا لمبا چوڑا دعویٰ کر کے ضعیف العقیدہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ ایسے بھی ہم نے بہت دیکھے ہیں جو تصوف کے کچھ اصطلاحی الفاظ یاد کر کے اور صوفیانہ وضع قطع اختیار کر کے نہ صرف ضعیف العقیدہ جہلا بلکہ نیم خواندہ علماء کو بھی مرید بنا لیتے ہیں۔ اِن میں ایسے بھی بہت ہیں جو ضعیف العقیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ حضر یا حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت معین الدین حسن چشتی اجمیری جیسے مسلمہ بزرگانِ دین ومقبولانِ خداوندی کی طرف سے خواب میں مُجاز

Marfat.com

بالخلافت ہونا مشہور کر کے پیری مریدی کا جال بچھاتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو دُکانداری یا کوئی اور دنیوی دھندہ میں ناکام ہونیکے بعد کسی کے مشورہ سے یا از خود ادھر آ کر دوسروں کی دیکھا دیکھی چند سالوں میں دوسروں کی تقدیر بدلنے اور ہر مشکل کو حل کرنے کا دعویٰ کر کے ضعیف العقیدہ عوام کا دین و دُنیا خراب کرتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوشیاروں کی بھی کمی نہیں ہے جو کردار کے نہایت گھٹیا ہونے کے باوجود جاذب نظر مصنوعی مزارات بنا کر خود کو صاحبِ سجادہ و خانقاہ مشہور کر کے لوگوں کا دین و دُنیا خراب کر رہے ہیں۔

پیری مریدی کی مروجہ اندھیر نگری کے تناظر میں یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے، چند جھلکیاں ہیں اور معروضی حالات کی چند مثالیں ہیں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے احاطۂ مشاہدہ سے جو ماوراء ہیں وہ ان مثالوں سے کہیں زیادہ ہیں جو یہاں پر میں نے محض اپنے تجربہ کے مطابق بیان کیے۔ بہرحال یہ پیری مریدی کرنے والے اُن حضرات کی مثالیں ہیں جو بزرگانِ دین کے مشہور مزارات و خانقاہوں کے مسند نشینوں کے علاوہ ہیں۔

اب اِس کے بعد اُن مسلمہ پیشوایان طریقت و مبلغین اسلام کی خانقاہوں کو دیکھئے جنہوں نے عمر بھر اسلام کی تبلیغ کی، سالکین طریقت کی تربیت فرمائی اور اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے مطابق زندگی گزار کر اللہ کو پیارے ہوئے اُنکے سجادوں پر بیٹھے ہوئے رسمی پیروں کے معروضی حالات اِن سے بھی زیادہ دگرگوں ہیں۔ جن کے تفصیلی حالات ایک ہم عصر کی تحریر ''گلدستہ توحید'' سے اقتباس کی صورت میں پہلے پیش کر چکے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ جن لوگوں کے نزدیک انسانوں کی قدر و قیمت ایسی ہو جیسے حضرت شیخ الحدیث نے اپنے تجربہ کے مطابق فرمایا ہے تو اُن سے پیری مریدی کے شرعی مقاصد کو پورا ہونے کا کیا امکان ہو سکتا ہے؟ حضرت شیخ الحدیث سیالوی مدظلہ کی عملی زندگی

Marfat.com

کا تعلق زیادہ تر پنجاب کے پیر پرستانہ ماحول کے ساتھ ہونے کی بنا پر اِس حوالہ سے ان کا مشاہدہ و تجربہ یقیناً مجھ سے زیادہ ہے۔ جس وجہ سے اُن کے اس تجربہ و مشاہدہ سے اختلاف کرنے کا کوئی حق مجھے حاصل نہیں ہے اور سیال شریف و بندیال کے زمانہ طالب علمی کی رفاقت میں حضرت کی قوتِ فکری و عملی کی صلاحیتوں اور اُن کے تقویٰ و طہارت سے متاثر ہونے کی بنا پر مجھے یقین ہے کہ اُنھوں نے عصری مشائخ اور مشہور درسگاہوں کے مسند نشینوں سے متعلق جو فرمایا، وہ حضرت کے بچشم خود دیدہ و بگوشِ خود شنیدہ ہی ہوگا۔ تو ایسے بے علم بے عمل اور مسند ارشاد کے لیے مقررہ و مسلمہ شرائط سے خالی حضرات پیر بن کر روحانیت کا بیڑا غرق نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے، مریدوں کو علم و عمل کی دولت سے محروم نہ رکھیں گے تو اور کیا کریں گے، سلوک و طریقت کی اصل روح کو مسخ کر کے بدنام نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ جس کے نتیجہ میں اُن کے ساتھ منسلک ہونے والے مریدوں کا سلسلہ دراز اصل و نقل میں عدم تمیز، پیری مریدی کے شرعی مقاصد سے بے خبری اور پیر و مرشد کے لیے ضروری شرائط سے بے علمی کی بنا پر محض اُن کے ہاتھ پر بیعت ہو کر نذرانہ دینے کو تصوف سمجھتا ہے، اُن کے ساتھ منسلک ہونے کو طریقت و سلوک سمجھ کر سندِ نجات تصور کرتا ہے اور اُن کے بتائے ہوئے کچھ وظائف کے پڑھنے کو منازلِ سلوک کا حصول گمان کرتا ہے۔ انجامِ کار پوری عمر آستانہ بوسی کرتے ہوئے گزارنے کے باوجود (اَلْآنَ کَمَا کَانَ) یعنی جیسا تھا ویسے کے ویسے رہ جاتا ہے۔ اُسے حقیقتِ سلوک کا کچھ علم ہوتا ہے نہ پیری مریدی کے شرعی مقاصد کا، نہ فرضی سلوک کا علم ہوتا ہے، نہ نفلی واستحبابی کا، شریعت کی تمیم ہوتی ہے نہ حقیقت کی، منازلِ سلوک کی حقیقت تک رسائی ہوتی ہے نہ مقصدِ طریقت تک۔

Marfat.com

پیری مریدی سے شرعی مقاصد

شاید آج سے چار سو (400) سال قبل حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے پیری مریدی کے حوالہ سے اِس جہالت انگیزی اور بے حقیقتی کو دیکھ کر اپنے مکتوبات میں فرمایا تھا:

''استاذ و پیر برائے آن غرض میگیرند کہ دلالت بشریعت نمایند و ببرکت ایشان یُسر و سہولت در اعتقادی و عمل بشریعت پیدا شود نہ آنکہ مریدان ہرچہ دانند کنند و ہرچہ خواہند خورند و پیران سپر اینہا گردند و از عذاب نگاہ دارند و این معنی متمنائے محض است''(۱)

کسی کو اُستاذ اور پیر بنانے سے مقصد اُن سے شریعت کی رہنمائی لینا ہوتا ہے تا کہ اِن کی برکت سے اسلامی عقائد و اعمال میں آسانی ہو، پیر پکڑنے سے مقصد یہ نہیں ہے کہ مرید جو چاہے کرے جو چاہے کھائے تا کہ پیر اُن کے لیے ڈھال بن کر دوزخ کی آگ سے اُنہیں بچا سکے یہ خیال نفسانی خواہش و تمنا کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی نے اپنے وقت میں تصوف و طریقت کے حوالہ سے اِس قسم معکوس العملی کو دیکھ کر اُس کے خلاف تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

''اَلتَّصَوُّفُ اِنَّمَا هُوَ زُبْدَةُ عَمَلِ الْعَبْدِ بِاَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ''(۲)

تصوف محض پیری مریدی کا افسردہ رواج نہیں ہے بلکہ وہ تو شریعت کے احکام پر عمل

۱۔ معرفة الحقائق، مکتوبات حصہ ہشتم، دفتر سوم، ص 122۔

۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج 1، ص 4۔

Marfat.com

کرنے کا کٹھن ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے وقت کے بے حقیقت مشائخ، تصوف وطریقت کی حقیقت سے بے خبر اور پیری مریدی کے شرعی مقاصد سے جاہل پیروں سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لیے تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

''دُخُوْلَہٗ فِیْ حُکْمِ الشَّیْخِ دُخُوْلَہٗ فِیْ حُکْمِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ''(۱)

کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اُس کے حکم کے تحت داخل ہونا اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے ماتحت داخل ہونا ہے۔

یعنی پیری ومریدی کا شرعی مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو کر اُسکے بتائے ہوئے وظائف کے پڑھنے کو اصل سمجھا جائے بلکہ پیر دراصل اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے اور مرید کے مابین واسطہ ہوتا ہے لہٰذا اُسکے واسطہ سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے فرامین کا التزام کرتا ہے، ''گزشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط'' کرتا ہے، پیر کی برکت وتعلیم وتربیت سے ظاہر شریعت یعنی احکام شرعیہ کا علم وعمل حاصل کرتا ہے اور باطن شریعت یعنی علم وعمل میں اخلاص کی دولت حاصل کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر مرید اپنے پیر سے اللہ جل جلالہ اور اُس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اخلاص کے ساتھ پختگی عقیدہ وعمل کی دولت حاصل کرتا ہے تو اِس کے لیے پیر کا صاحبِ علم وعمل اور صاحبِ تربیت ہونا ضروری ہے تاکہ مریدوں کو صاحبِ علم وعمل بنا سکے، نیز اُس کا صحیح العقیدہ وصحیح العمل ہونے کے ساتھ صاحبِ اخلاص ہونا بھی ضروری ہے ورنہ ایک جاہل دوسرے جاہل کو کیا علم دے سکتا ہے، ایک بے عمل دوسرے بے عمل کو کیا صاحبِ عمل بنا سکے گا، ایک بے اخلاص دوسرے کو کیا صاحبِ اخلاص کر سکے گا اور ایک بے تربیت جو دن رات دُنیا کمانے کی فکر میں

۱۔ عوارف المعارف، ص 78۔

Marfat.com

مستغرق رہتا ہے مریدوں کو علم وعمل یا اخلاص کی کیا تربیت دے سکے گا؟

حضرت شیخ شہاب الدین سہروری کی طرح حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے پیری مریدی کے اِس بے حقیقت رواج کے خلاف تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

''اِتَّبِع الشُّیُوْخ الْعُلَمَآءِ بِالْکِتٰبِ وَالسُّنَّةِ الْعَامِلِیْنَ بِهِمَا وَاَحْسَنَ الظَّنِ بِهِمْ وَتَعَلَّم مِنْهُمْ وَاَحْسَنَ الْاَدَبَ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَالْعَشْرَةَ مَعَهُمْ''(۱)

کتاب وسنت کے علم جاننے والے باعمل شیوخ کو اپنے سلوکِ تقویٰ کے لیے پیر ومرشد بنا کر اُنکی تابعداری کریں، اُن کے متعلق اچھا گمان کریں، اُن سے دین داری سیکھیں، اُن کا ادب کریں اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کریں۔

حضرت پیرانِ پیر جن کی ولایت وکاملیت پر بلا تخصیص مسلک کل مکاتب فکر اہل سنت کا اجماع ہے اپنے اِس کلام میں پیری مریدی کے حوالہ سے جملہ مسلمانوں کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ پیر پکڑنا ہے تو قرآن وسنت کے شیوخ القرآن والحدیث کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل وجان سے اُن کی تابعداری کرے کیوں کہ وہ خود علم وعمل کی دولت سے مزین ہیں تو تجھے بھی اِس کی رہنمائی کر کے مقصدِ سلوک تک پہنچائیں گے۔ وہ چونکہ تیرے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے مابین واسطہ ہیں اِس لیے اُن کے متعلق اچھا گمان رکھ اور اُن کے پاس شریعت وحقیقت ہے یعنی شریعت کے احکام کا علم وعمل ہے اور اِن دونوں کے متعلق اخلاص ہے اس لیے یہ دولت تُو بھی اُن سے حاصل کرنے کی کوشش کر اور اُن کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ پیش آنا اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے اِس پیغام میں جہاں مسندِ ارشاد پر فائز لوگوں کو بیعت دینے والے حضرات کو اُن کی شرعی ذمہ داری کا

۱۔ الفتح الربانی، ص 129، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

احساس دلایا کہ اِسکے لیے عالم باعمل ہونا اولین شرط ہے جسکے بغیر کوئی شخص، کوئی پیرزادہ، کوئی سجادہ نشین اور کوئی خانقاہ نشین پیر کہلانے کا قابل ہوسکتا ہے نہ شیخ ومرشد کہلائے گا۔ اس کے لیے لوگوں کو بیعت دینا جائز ہوسکتا ہے نہ پیری مریدی کا سلسلہ چلانا۔ وہاں مرید بننے والوں کو بھی لباس خضر میں رہزنی کرنے والوں سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا ہے۔ اِسی بنیاد پر الفتح الربانی کے مذکورہ صفحہ پر اپنے مذکورہ کلام کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

''اِذَالَمْ تَتَبِعِ الْكِتٰبَ وَالسُّنَّةَ وَلَاالشُّيُوْخَ الْعَارِفِيْنَ بِهِمَافَلَا تُفْلِح ابدا''

اگر تو خود بھی کتاب وسنت کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اُن کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنیوالے شیوخ القرآن وشیوخ الحدیث کو بھی پیر ومرشد بنا کر اُنکی تابعداری نہیں کرتا تو کسی غیر معیاری پیر کا مرید ہو کر کبھی بھی فلاح نہیں پائے گا۔

حضرت پیرانِ پیر نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے خطبات وکتابوں میں موجود اِس قسم نصائح و عبارات سے محسوس ہو رہا ہے کہ اُن کے وقت میں بھی اِس قسم کے غیر معیاری مشائخ اور بغیر شرائط کے پیری مریدی کرنے والوں کا کچھ نہ کچھ وجود پایا جاتا تھا اور ناسمجھ عوام ونیم خواندہ علماء اُنکے پھندے میں پھنس کر وقت ضائع کیا کرتے تھے۔ یہ احساس ہمیں اِس لیے ہو رہا ہے کہ وہ اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری تقریباً ہم عصر تھے اور حضرت ہجویری نے کشف المحجوب کی ابتداء میں غیر معیاری پیروں اور بغیر شرائط کے شیخ طریقت بننے والوں کی جن کارستانیوں کا ذکر فرمایا ہے وہ موجودہ دور کی پیری مریدی کے جہالت انگیز حالات کے زیادہ قریب ہیں لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ آج سے ہزار سال قبل دیارِ عرب بالخصوص دیارِ عراق میں اِس جہالت خیزی کی ابتداء ہو رہی تھی جبکہ دیارِ عجم میں یہ بلا بے درمان کافی حد تک ترقی کر چکی تھی۔ بہر تقدیر اُس وقت اِسکے خلاف تبلیغ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کا دین دُنیا بچانے والوں کی بھی کمی نہیں تھی اِس سلسلہ میں دیارِ عجم کے مبلغین اسلام میں حضرت

Marfat.com

داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف اور دیارِ عراق کے مبلغین اسلام میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف اپنے جملہ ہم عصروں میں نمایاں نظر آتے ہیں بالفاظ دیگر جعلی مشائخ اور نمبر دو پیروں کے خلاف تبلیغ کرنے کے حوالہ سے دیارِ عرب و عجم کے یہ دونوں حضرات اپنے وقت کے صفِ اول کے مجاہد نظر آتے ہیں۔(فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ) لگتا ہے کہ پیر پرستی کی موجودہ اندھیر نگری کا دفاع کرنیوالوں کے نا کافی جواب کا رد کرتے ہوئے رہرو قلم دور نکل گیا۔

معالج مریضوں کے شرح تناسب سے

میں نے دراصل اُن حضرات کا جواب دینا تھا جو یہ کہہ کر اِس جہالت خیز سسٹم کو تحفظ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ موجودہ دور میں بھی علماء حق جاہل پیروں کا رد کرتے ہیں اور قرآن و سنت کی ضروری تعلیم حاصل کیے بغیر محض پدری میراث سمجھ کر سجادہ نشین بن کر پیری مریدی کا سلسلہ چلانے والے جاہل بدعملوں کا فلاں عالم اہل سنت نے رد کیا ہے فلاں نے ان کے خلاف کتاب لکھی ہے اور فلاں نے بیان دیا ہے۔ایسے میں ہم کو اِس جہالت خیزی کی ترویج دینے کا الزام دینا غلط ہے۔

گزشتہ صفحات میں اِس نا کافی جواب کو ہم ناواقفِ حال حضرات کے لیے طفل تسلی اور پیری مریدی کی موجودہ اندھیر نگری، جہالت خیزی اور مسلمانوں کی تباہ کاری سے واقفِ حال حضرات کے لیے نا قابلِ اطمینان قرار دے آئے ہیں۔اب اِس کے نا قابلِ اطمینان و نا قابلِ سماع ہونے کے لیے قارئین کو آزاد ذہن کے ساتھ غیر معیاری پیروں اور بغیر شرائط کے پیری مریدی کرنے والوں کے گزشتہ صفحات میں ہمارے بیان کردہ درجنوں طبقات پر غور کرنا ہوگا کہ اُن میں سے ہر طبقہ کے ساتھ ضعیف العقیدہ عوام کی سینکڑوں سے لے کر

Marfat.com

ہزاروں کی تعداد بطور مرید مربوط ہو کر خود اپنے ہاتھ سے اپنے لیے جہالت سامانیاں کر رہی ہے۔ جسکے واحد ذمہ دار یہی غیر معیاری پیر و مشائخ ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مرید ہونے والوں میں دہائیوں میں نہ سہی کم از کم اکائیوں میں ایسے مرید بھی ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی طریقے سے خلیفہ بن کر یا خود کو اِن کا خلیفہ ظاہر کر کے اس سسٹم کو آگے پھیلاتے رہتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اِس غیر معیاری اور غیر شرعی سسٹم کے ساتھ مربوط ہونے والوں کی تعداد لاکھوں کو پہنچتی ہے ایسے میں ہمارے دوستوں کا یہ کہنا کہ ہمارے فلاں عالم اہل سنت نے اِن کا رد کیا ہے اور فلاں نے اِن کے خلاف بیان دیا یا کچھ لکھا ہے یہ کس طرح اطمینان بخش و قابلِ سماع ہو سکتا ہے جبکہ لاکھوں کے بگڑے ہوئے ذہنوں کی اصلاح کے لیے ایک دو افراد کی آواز اُونٹ کے منہ میں زیرہ سے مختلف نہیں ہوتا۔ لاکھوں مریضوں کے لیے ایک دو معالج کبھی کافی نہیں ہوتے اِس کے لیے ہزاروں میں نہ سہی کم از کم سینکڑوں میں معالج خانے و ہسپتال درکار ہیں، پھر یہ بھی نہ صرف ہمارا ہی مشاہدہ بلکہ پیری مریدی کی اِس جہالت خیزی کے حوالہ سے معروضی حالات کا حصہ اور نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ اِن غیر معیاری پیروں کے مذکورہ طبقات میں سے ہر ایک علماء سؤ کو استعمال کرتا آیا ہے، اپنے حق میں اُن کی دھواں دار تقریروں کو اپنے اِس کاروبار کی ترویج و ترقی کا ذریعہ بناتا آیا ہے اور سچے اولیاء اللہ کے فضائل و کرامات کو اِن عاقبت نا اندیشوں کے ذریعے اپنے اوپر چسپاں کر کے ہمیشہ سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا کر اپنا مطلب نکالتا آیا ہے۔ پھر یہ بھی اِس حوالہ سے معروضی حالات کا حصہ اور نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ مرید ہو کر اِن کے پھندے میں پھنسنے والے نیم خواندہ علماء سؤ بھی سچے اولیاء اللہ کے فضائل و کرامات کو اِن بے حقیقتوں پر چسپاں کر کے جس طرح بے چارے سادہ لوح عوام کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں، التباس الحق بالباطل کا مظہر بنتے ہیں اور شریعت پر مذاق

Marfat.com

اور طریقت کی بگاڑ کا راستہ ہموار کرتے ہیں اپنی جگہ مستقل المیہ ہے۔

اِن نا قابلِ انکارِ حق کا اِس گمراہ کن سسٹم کے خلاف آوازِ حق اُٹھانا اونٹ کے منہ میں زیرہ کا مغالطہ نہیں تو اور کیا ہے، لاکھوں مریضوں کیلئے دو چار معالجوں کے نا کافی ہونے کی طرح ہی مسلم معاشرہ کی چاروں طرف پھیلا ہوا اِس مریضستان جہل کی حدودِ اربعہ تک پہنچ کر جملہ مریضانِ جہل کا علاج بذریعہ تبلیغ کرنا اکائیوں میں پائے جانیوالے حقیقی مبلغین اسلام کی استطاعت سے خارج ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مبلغین اسلام کا یہ حق گو وحق بین طبقہ چاروں طرف پھیلی ہوئی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں چراغ جلا کر اپنا مذہبی فریضہ ادا کر رہا ہے ورنہ اہل حق کے اکائیوں پر مشتمل اس اقلِ قلیل طبقہ کا یہ قابلِ تحسین کردار نقار خانہ میں نالۂ یتیم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ حقیقی مبلغین اسلام کے یہ قابلِ تبریک حضرات فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق سو شہیدوں کا اجر پا رہے ہیں، افضل الجہاد کی فضیلت حاصل کر رہے ہیں اور عالمِ دین ہونے کے ناطے عظیم کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ تاہم یہ اِن کا ذاتی کردار و کمال ہے کسی جماعتی ارتباط یا تنظیمی تحریک کا حصہ نہیں ہے جبکہ ہمارا رونا جماعتی دیوالیہ پن پر ہے، من حیث القوم بے حسی و بے توجہی پر ہے اور پیری مریدی کے حوالہ سے اجتماعی معکوس العملی پر ہے۔ (فَهَلْ مِنْ مُسْتَمِعٍ لِهٰذَا الْبَلَاغِ وَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ لِهٰذَا النِّدَآءِ الْحَقِّ)

ایک غیر سنجیدہ اعتراض کا جواب

ہماری اِس تنبیہ پر مثبت غور کرنے کی بجائے بعض زنگ آلود ذہن اُلٹا ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم پیری مریدی کی اِس اندھیر نگری کے خلاف اہل بصیرت کو بیدار کرنے کے لیے آوازِ حق کی تبلیغ شروع کر کے اہل سنت و جماعت کے خلاف کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ اِن کا کہنا یہ ہے کہ پیری مریدی اور خانقاہی نظام اہل سنت و جماعت کے معمولات کا ایک حصہ ہے اِس کی تائید وتوثیق اور اِس کا دفاع کرنا اہل سنت ہونے کی علامت اور اِس کے خلاف کرنا منکرین اولیاء اور وہابیت کی علامت ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض نہ صرف حقائق سے منہ چھپانے کے مترادف، زنگ آلود ذہن کا آئینہ ہے اور اعتراض کرنے والوں کی بے بصیرتی کی دلیل ہے کہ آوازِ حق کی اِس تبلیغ کا تجزیہ قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی روشنی میں کرکے جہالت کی اندھیر نگری سے نکل کر حق کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ''اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے مترادف ہے، ایسے بے بصیرتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ ''(۱) کا بھی مظہر ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہاں پر بچھڑا پرستی اُن کے دل ودماغ اور رگ وریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی جبکہ یہاں پیر پرستی وتوہم پرستی کا ماحولیاتی تاثر اِن کی فطرت ثانیہ بن چکا ہے، ورنہ نفس جہالت و بے بصیرتی اور ضعفِ اعتقاد کے مرض میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے۔ اپنے ماحول ومزاج کے خلاف تبلیغ کرنے والے اہل حق کو منکرِ اولیاء اور وہابی ہونے کے الزام دینے والے اِن بے بصیرتوں کو یہ اعتراض کرتے وقت اتنا خیال بھی نہیں آیا کہ پیر پرستی کی اِس جہالت نگری کے خلاف تبلیغ کرنے میں ہم اکیلے نہیں ہیں بلکہ حضرت پیرانِ پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ محی الدین ابن عربی، داتا گنج بخش علی ہجویری، مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمُ الْقُدْسِيَّةِ جیسے ہزاروں بزرگانِ دین واولیاء کاملین اپنے اپنے دورِ تاریخ میں اس بلائے بے درمان کے خلاف تبلیغی فریضے انجام دیتے رہے ہیں جیسا اُن کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات بقید جلد وصفحات گزشتہ سطور میں ہم بیان کرچکے ہیں۔ اِن بے بصیرتوں کو یہ اعتراض کرتے وقت اتنا

۱۔ البقرہ، 93۔

Marfat.com

خیال بھی نہیں آیا کہ وہ کن کن مشاہیر اسلام اور اولیاء کاملین کو اَنجانے میں منکر اولیاء قرار دے رہے ہیں۔ سچ کہا گیا ہے کہ تعصب انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اَلتَّعَصُّبُ اِذَا تَمَلَّکَ اَھْلَکَ''(۱)

یعنی تعصب جب کسی پر غالب ہو جائے تو اسے بے بصیرتی کی ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

ہم پر اعتراض کرنے والے اِن بے بصیرتوں کی ذہنی آلودگی کا نتیجہ ہے کہ غیر معیاری پیروں اور بغیر شرائط کے شیخ طریقت بننے والے جھوٹوں کی ابلیسی تلبیس کے خلاف تبلیغ کرنے کو منکرین اولیاء اور منکرین اہل سنت کی علامت قرار دے رہے ہیں ورنہ حقیقی اہل سنت ہونے کی اصل علامت تو یہی ہے کہ حق کو حق کہہ کر اپنایا جائے اور باطل کو باطل کہہ کر اُس سے اجتناب کیا جائے۔ ایسے میں اس اعتراض کو ہم غیر سنجیدہ اعتراض قرار دینے کو ہی مناسب سمجھتے ہے۔ اِس کے علاوہ اِن حضرات کا یہ کہنا کہ پیری مریدی کا دفاع کرنا اہل سنت ہونیکی علامت ہے، جہل بالائے جہل ہے۔ جسے اگر جہل مرکب کہا جائے تو بے محل نہ ہوگا کیوں کہ پیری مریدی کے نام سے غالب اکثریت کے ساتھ اِس خلافِ حقیقت رواج کو شعار اہل سنت قرار دینے والے یہ حضرات ایک غیر حقیقت کو حقیقت سمجھنے، ایک خلافِ شرع رواج کو اہل حق کا شعار سمجھنے اور ایک غیر واقعی چیز کو واقعی سمجھنے کے جزم و اعتقاد میں مبتلا ہیں جو بجائے خود جہلِ محض ہے۔ اس کے باوجود قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی روشنی میں اس کے خلاف کی جانے والی تبلیغ و آوازِ حق سے منفعل ہونے کے بجائے اُلٹا اُسے غلط کہہ کر جہل بالائے جہل کے مرتکب ہو رہے ہیں، اسے کہتے ہیں ''یک نہ شُد دو شُد''۔ ایسے ہی جہل در جہل میں مبتلا حضرات کے متعلق آٹھویں صدی ہجری کے ایک مشہور

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج28، ص340۔

Marfat.com

فلسفی ''ابن یمین الخراسانی، المتوفی 743ھ نے کہا تھا'' آن کس کہ نداندو نداند کہ نداند در جہل مرکب ابد الدھر بماند '' جہالت کی اس حد کو پہنچے ہوئے بدنصیب نا قابلِ اصلاح ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے جہل کا بھی احساس نہیں ہوتا اور مصلحین کی اصلاحی وتبلیغی عمل کا بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔اس مرض کے مریضوں کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں فرمایا ہے۔جہل کے اس لاعلاج مریضوں کی شدتِ مرض کی کیفیت بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

''وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ''(۱)

یعنی جہل مرکب میں مبتلا نا قابلِ اصلاح مشرکوں نے قرآن شریف کی حقانیت سے انکار کرتے ہوئے خدا سے یہ سوال کیا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن سچ مچ تیری طرف سے نازل شدہ برحق کتاب ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھر کی بارش برسا، یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر لا۔

جعل سازوں کے خلاف اھل حق کا کردار

اہلِ انصاف غور کریں کہ غیر معیاری مشائخ اور شرائط کے بغیر پیر بن کر عوام کا دین ودُنیا خراب کرنیوالے مجرموں کا ساتھ دینا اور اُن کا دفاع کرنا بجائے خود اعانت جرم ہونے کی وجہ سے معصیت کاری ہے چہ جائے کہ اہل سنت ہونے کی علامت ہو۔عجیب اندھیر نگری ہے کہ اس پُر آشوب سسٹم نے عوام کو بالعموم اور نیم خواندہ علماء سُو کو بالخصوص اتنا اندھا کیا ہوا ہے کہ معصیت کو ثواب، جہل کو علم اور اہل بدعت کے خصوصی شعار کو اہل سنت

۱۔ الانفال، 32۔

Marfat.com

ہونے کی علامت قرار دے رہے ہیں۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

اہل سنت ہو یا اہل بدعت یہ سب اپنے اپنے شعائر وعلامات سے پہچانے جاتے ہیں، اہل بدعت کی درجنوں قسموں اور ٹولیوں میں ایک قدرِ مشترک یہ ہے کہ وہ سب کے سب قرآن وحدیث اور سلف وصالحین کے مقابلہ میں اپنی ذہنی پسند اور خواہشِ نفس کو ترجیح دیتے ہیں، اہل حق کو نیچا دِکھانے کے لیے ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں اور نفس کی من پسند کو اصل بنا کر قرآن وحدیث کی اُس کے مطابق تاویل وتحریف کرنے کے ہمیشہ جویاں رہتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے والدِ گرامی کی جعلی پیروں کیخلاف تبلیغ:۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب جو بنام شیخ حمید بنگالی ہے، میں اپنے والد محترم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق اُمتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں پیدا ہونیوالے 72 فرقِ ضالہ میں اکثریت گمراہ پیروں اور غیر معیاری مشائخ کی ہے۔ حضرت کے اپنے الفاظ پر غور فرمائیں:

''از والد بزرگوار خود شنیدہ ام قدس سرہ کہ می فرمودند کہ اکثر از گروہ ہائے ہفتاد ودولت کہ بضلالت رفتہ اند وراہ راست را گم کردہ منشاء ان دخول در طریق صوفیاء است کہ کار را بانجام نارسانیدہ غلطہا کردہ اند وبضلالت رفتہ''(۱)

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ بہتر (72) گمراہ فرقوں میں سے اکثریت جاہل پیروں کی وجہ سے وجود میں آئی ہے کہ اُن جاہلوں نے صوفیاء کرام کے طریقہ میں داخل ہو کر اُس کے تقاضوں کو پورا کیے بغیر خود بھی گمراہ ہوئے اور

۱۔ مکتوبات، ج2، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر 220۔

Marfat.com

دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

اِن حضرات کا یہ کہنا بھی اِن کی ذہنی آلودگی کی دلیل ہے کہ پیری مریدی اور خانقاہی نظام پر اعتراض کرنا وہابیت کی علامت ہے کیوں کہ خانقاہیت اگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین حسن اجمیری، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی کی خانقاہوں کی طرح اسلامی تربیت گاہیں ہیں، جن میں ظاہر شریعت یعنی احکام شریعت پر علم وعمل کی تربیت دی جاتی ہے اور باطن شریعت یعنی احکامِ شرعیہ کے علم وعمل میں اخلاص کی تربیت دے کر اِن مقدس حضرات کے انتخاب کردہ نصاب تربیت یعنی منازلِ عشرہ سلوک کی دست آوری کی جاتی ہے تو اس کے خلاف کرنے والوں کو ہم مسلمان ہی نہیں سمجھتے چہ جائیکہ وہابی، کیوں کہ وہابی مسلمانوں کے عُرف میں اسلام کے حوالہ سے بے باک اور غیر محتاط مسلمانوں کو کہا جاتا ہے جبکہ حقیقی خانقاہیت اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کی تکمیل وتعلیم اور عمل وتربیت ہونے کی بِنا پر عین اسلام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ مکاتب فکر علماء اسلام نے ہر دورِ تاریخ میں اِس پاکیزہ نظام تربیت کو استحسان کی نگاہ سے دیکھا، اس کے ساتھ منسلک ہونے کو سعادت جانا اور اہل سنت کے جملہ مکاتب فکر ائمہ دین وپیشوایانِ اسلام میں دور دور تک اِس پر اعتراض کرنے والا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ یہ الگ بات ہے کہ اِس مشترکہ مقصد کے حصول میں تنوع طرق اور اختلاف آراء ہمیشہ پاکانِ اُمت یعنی باعمل علماء کرام کے اختلافِ طبائع کا حصہ رہا ہے جس کے نتیجہ میں فروعِ شرع کے حوالہ سے مذاہبِ مختلفہ وجود میں آنے کی طرح طرقِ اربعہ طریقت بھی اپنے اپنے اندازِ تربیت پر جاری وساری ہیں لہٰذا اِن حضرات کا یہ کہنا پیری مریدی کے حوالہ سے اِن پاکانِ اُمت کے جاری کردہ نظام تربیت وخانقاہیت پر اعتراض کرنے والے وہابی ہوتے ہیں زنگ آلود ذہن کی بے بصیرتی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ جب اِن حضرات قدسیہ

Marfat.com

کے جاری کردہ خانقاہی نظامِ تربیت عین اسلام ہے تو اُس پر اعتراض کرنے کی جرات کون کرسکتا ہے ورنہ ہمیں بتایا جائے کہ مدعیانِ اسلام میں کس بد بخت نے اِس پاکیزہ نظامِ تربیت پر اعتراض کیا ہے تاکہ ہم بھی اُس سے نفرت واجتناب کریں۔

پیری مریدی کے حوالہ سے جن پاکانِ اُمت نے مسلمانوں کی اسلامی تربیت کی، اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کی تکمیل کرائی اور اسلام کی تبلیغ کر کے غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں لانے کا شرف پایا اُس کی حقیقت نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کی نیابت، منشاءِ الٰہی کی تکمیل اور اسلام کی تعلیم وتبلیغ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ ایسے میں اِس حقیقی نائبین رسول ﷺ کے جاری کردہ نظامِ تربیت وخانقاہیت پر اعتراض کرنیکا الزام دینا اندھیرے میں تیر چلانے سے مختلف نہیں ہے۔ جب اِس قسم کے معترضین کا وجود ہی نہیں ہے تو پھر اسے وہابیت کی علامت قرار دینا کہاں کا انصاف ہے اور اگر خانقاہیت سے مراد پیری مریدی کے حوالہ سے موجودہ کساد بازاری ہو جس میں پیرومشائخ کی غالب اکثریت خود ناتربیتوں کی ہے، بے علم، بے شریعت اور بے طریقتوں کی ہے جو پاکانِ اُمت کی مذکورہ ہستیوں کے نام پر گھناؤنے کاروبار میں مصروف ہیں، اصل خانقاہیت پر بدنما داغ ہیں، جن میں پیری مریدی کے اصل مقاصد کی تکمیل کی صلاحیت ہی نہیں ہے، جن کے پھندے میں پھنس کر بیچارے عوام جاہل کے جاہل اور بدعمل کے بدعمل رہتے ہیں تو پھر صحتِ ایمان کی راہ میں اِس مضرصحت سسٹم کے خلاف تبلیغ کرنا عین حق ہے، اس کے مضرِ صحت جراثیم سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لیے آوازِ حق بلند کرنا عین علامتِ اہل سنت ہے اور قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک کے جملہ اہلِ حق کی اتباع وکارِ سنت ہے جسے وہابیت کی علامت کہنا مجنون کی بَڑ سے مختلف نہیں ہے۔ اہل حق اہل سنت وجماعت کے مسلمہ بزرگانِ دین اور سچے اولیاء اللہ میں کون ہوگا جس نے اِس بلائے بے درمان کے خلاف تبلیغ نہ کی

Marfat.com

ہو؟ اگر یقین نہ آئے تو پھر امام المحدثین عبداللہ ابن مبارک کی مرویات، پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مشہور زمانہ خطبات جو بہجۃ الاسرار، الفتح الربانی وغیرہ ناموں سے دستیاب ہیں، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کی الکشف المحجوب، کشف الاسرار، شیخ محی الدین ابن عربی کی الفتوحات المکیہ، شاہ نعمت اللہ ولی کا دیوان، شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی مکتوبات اور امام احمد رضا خان بریلوی کی الفتاویٰ الرضویہ جیسی حقیقی دستاویزات کو دیکھ کر تسلی کریں کہ اہل سنت و جماعت کے حقیقی اماموں اور اہل طریقت کے حقیقی پیشواؤں نے بغیر شرعی شرائط کے پیر بن کر پیری مریدی کا ڈھونگ رچانے والے جعل سازوں کے خلاف کیا کچھ نہ لکھا ہے مشتے نمونہ از خروارے:

حضرت مجدد الف ثانی اور ناقص پیروں پر رد:۔ حضرت امام سرہندی حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات، بنام مرزا حسام الدین میں فرماتے ہیں:

"مکرما اگر کار بمجرد تلقین تمام است مبارک باشد نزد فقیر تلقین ذکر در رنگ تعلیم الف وبے است مرصبیان را"

(مکتوبات، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 26)

یعنی لوگوں کو مرید کر کے کچھ وظائف واذکار پڑھنے کی اُنہیں تلقین کرنے سے پیری مریدی کا شرعی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر تم ایسا سمجھتے ہو تو یہ خیال تمہیں مبارک ہو میرے نزدیک مریدوں کو شرعی احکام کے علم و عمل میں اخلاص پیدا کرنے کے لیے تربیت دینے کی اہمیت ایسی ہے جیسے بچوں کو الف، با پڑھانے کی۔

اہلِ بصیرت انصاف کریں کہ موجودہ نظامِ خانقاہیت میں کتنے پیرومشائخ ایسے ہیں جو الف با پڑھنے والے بے تعلیم بچوں کے ساتھ مغز خوری کرنے والے مشفق اُستاذ کی

Marfat.com

طرح اپنے مریدوں پر محنت کر کے اُن میں پیری مریدی کا اصل مقصد پیدا کرتے ہیں جو علم وعمل میں دولتِ اخلاص کی دست آوری ہے جو منازلِ عشرۂ سلوک کا خلاصہ ونچوڑ ہے اور اُسوۂ حسنہ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل ہے۔ قربان جاؤں حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی دور بین نگاہِ بصیرت پر جس نے اپنے استاذ بھائی اور حضرت خواجہ باقی باللہ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے مرید صادق مرزا حسام الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے ایک خط کا جواب دیتے ہوئے چار سو (400) سال بعد شرعی شرائط کے بغیر شیخ طریقت بن کر پیری مریدی کے ڈونگ رچانے والے بے حقیقتوں کی گوشمالی فرمائی کہ لوگوں کو مرید کر کے چند وظائف اُنہیں بتانے سے پیری مریدی کے شرعی مقاصد کبھی حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے علم وعمل سے کام لینا ضروری ہے، مریدوں کو علم وعمل میں مخلص بنانے کے لیے اور منازلِ عشرۂ سلوک کا جوہر اُن میں پیدا کرنے کے لیے شبانہ روز محنت کرنا ضروری ہے۔ حضرت نے اپنے اِس تاریخی مکتوب میں بے حقیقت پیروں کی کیسی خبر لی کہ تن پروری، جاہ طلبی اور سہولت پسندی کا ایک حقیقی پیر و مرشد کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہوتا وہ تو نفس امارہ کا پجاری ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد احمد فاروقی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے ایک اور مکتوب بنام ملا حاجی محمد لاہوری میں ناقص مشائخ کو علماء سُوء کی صف میں شمار کرتے ہوئے دونوں کا انجام بتایا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"خلائق را اگرچہ ازیشاں حصول فوائد است اما علم شان درحق ذاتہائے ایشاں نافع نیامد ہرچند تائید شریعت و تقویت ملت برایشان مرتب است اما گاہ ہست کہ این تائید وتقویت از اہل فجور وارباب فتور ہم می آید چنانکہ سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات از تائید آں مرد فاجر

Marfat.com

خبر دادہ اند فرمودہ ''اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ'' در رنگ سنگ پارس اند کہ از مس و آہن ہر چہ باو رسد زر گردد او فی حد ذاتہ بر حجریت خود است وہمچنین آتشے کہ در سنگ و نے مودع است عالم را ازان آتش حصول منافع است اما آں سنگ و نے ازاں آتش درونی بے نصیب اند بلکہ گوئیم کہ این علم در حق ذوات ایشاں مضر آمد کہ حجت را بر ایشاں تمام ساخت ''اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعْهُ اللّٰہُ بِعِلْمِهٖ'' چگونہ مضر نباشد علمیکہ نزد خدائے عزوجل عزیز است واشرف موجودات آں را وسیلۂ دنیائے دنیہ از مال وجاہ وریاست ساختہ اند و حال آنکہ دنیا نزد حق تعالیٰ ذلیل وخوار است وبدترین مخلوقات پس عزیز خدا را عزوجل خوار ساختن وذلیل او را سبحانہ عزت دادن بغایت مستقبح است وفی الحقیقت معارضہ است بحق سبحانہ وتعالیٰ و تدریس وافتاوقتی نافع آید کہ خالصاً لوجہ اللہ سبحانہ باشد واز شائبہ حب جاہ و ریاست وحصول مال ورفعت خالی باشد و علامت این خلو زہد در دنیا است وبے رغبت بودن است از دنیا ومافیہا علمائے کہ بایں بلاء مبتلا اند وبہ محبت این دنیہ گرفتار از علماء دنیا اند ایشانند علماء سؤ وشرار مردم ولصوص دین و حال آن کہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند وبہترین

Marfat.com

خلائق می انگارند ''وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ''(۱) عزیزے شیطان لعین رادید کہ فارغ نشستہ است واز تضلیل واغوا خاطر جمع ساختہ آن عزیز سرّ آنرا پرسید لعین گفت کہ علماء سؤ این وقت در کارہامن خود مدد عظیم کردند و مرا ازیں مہم فارغ ساختند والحق دریں زمان ہر سستی و مداھنتے کہ درامور شرعیہ واقع شدہ است وہر فتورے کہ در ترویج ملت ودین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومی علماء سؤ است وفساد نیات ایشاں آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند واز حب جاہ وریاست ومال ورفعت آزاد از علماء آخرت اند و ورثۃ الانبیاء اند علیہم الصلوات والتسلیمات و بہترین خلائق ایشانند کہ فردائے قیامت سیاہی ایشاں را بخون شہداء فی سبیل اللہ وزن خواہند کرد وپلۂ این سیاہی خواہد چربید ''وَنَوْمُ الْعُلَمَآءِ عِبَادَةٌ'' درشان ایشاں متحقق است''(۲)

حضرت کا یہ کلام (خلائق را اگرچہ ازیشان حصول فوائد

۱۔ المجادلہ، 19-18۔

۲۔ مکتوبات، ج 2، حصہ در المعرفہ، دفتر اول، مکتوب نمبر 33 بنام ملا حاجی محمد لاہوری، ص 94۔

Marfat.com

است) سے لے کر(وفساد نیات ایشاں) تک، علماء سوٗ کے کردار اور علامات اور اُن کی ستم ظریفیوں کے بیان میں ہے جبکہ اُس کے متصلاً بعد(آرے علمائی کہ از دنیا بے رغبت اند) سے لے کر آخر تک علماءِ حق کی علامات و کردار سے متعلق ہے۔ علماء سوٗ کے کردار سے متعلق حصہ کا ترجمہ:

''بندوں کو اگر چہ ان علماء سوٗ سے کچھ نہ کچھ فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن ان کا علم خود اُنہیں روحانی فائدہ نہیں دیتا، شریعت کی تائید اور ملت اسلامیہ کی تقویت اگر چہ ان کے ساتھ مربوط ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ تائید و تقویت نرے فاسق و فاجر لوگوں سے بھی حاصل ہوتی ہے جیسے سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات نے فاسق و فاجر سے اسلام کی تائید و تقویت کی خبر دی ہے۔ فرمایا ہے ''اِنَّ اللّٰهَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیۡنَ بِالرَّجُلِ الۡفَاجِرِ'' یہ بے عمل علماء سنگ پارس کی طرح ہیں کہ تانبہ اور لوہا اس کے ساتھ مل کر سونا بن جاتے ہیں جبکہ وہ پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔

دوسری مثال ان بے عمل علماء سوٗ کی آگ پیدا کرنے والے پتھر اور آگ والے دُرمَہ کی ہے کہ دنیا کو تو اس کے اندر قدرتی ودیعت کی گئی آگ سے فائدہ پہنچ رہا ہے جبکہ خود یہ اس فائدہ سے ہمیشہ محروم ہیں۔ بے عمل علماء کی بے نصیبی کا اِس پر ہی اکتفاء نہیں ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ ان کا یہ علم خود ان کے حق میں نقصان ہے کیوں کہ وہ ان کے خلاف اللہ کے حضور دلیل بنے گا جیسے اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اُس کے علم نے روحانی فائدہ نہ پہنچایا ہو۔'' بے عمل علماء کا یہ علم ان کے لیے ضرر و نقصان کیوں نہ ہو جبکہ یہی علم اللہ کے نزدیک تمام موجودات سے افضل و قابل احترام چیز ہے جسے اُنہوں نے حقیر دنیا کے مال و مرتبہ اور دبدبہ کے حصول کا ذریعہ بنایا ہوا ہے جبکہ دنیا اللہ کے نزدیک تمام موجودات میں حقیر چیز ہے۔

Marfat.com

ایسے میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک جو چیز عزیز ہے اسے اللہ کے حضور حقیر چیز کے حصول کا ذریعہ بنانا نہایت قبیح عمل ہے۔ درحقیقت علماء سوٗ کا یہ کردار اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے اور علماء کا درس پڑھانا اور فتویٰ دینا تب روحانی فائدہ پر منتج ہو سکتے ہیں جب مالی طمع و لالچ، اونچے مرتبہ و دبدبہ اور دنیا طلبی کے جملہ شائبوں سے خالی ہو کر خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔ اِن اعمال کا خالص لوجہ اللہ ہونے کی علامت دُنیوی زندگی میں زُہد و تقویٰ اور دنیا طلبی سے بے رغبت ہونا ہے۔ جو علماء دنیا طلبی کی اس بلا میں مبتلا اور دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہی علماء دنیا اور علماء سوٗ ہیں اور بدترین مخلوق و دین کے چور ہیں جبکہ وہ خود اپنے آپ کو دین کے پیشوا اور بہترین خلائق ہونے کا گمان کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ ''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ یہی جھوٹے ہیں ٥ شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ کی یاد ان سے بُھلا دی تو یہ شیطان کی جماعت ہے، اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کی جماعت والے ہی ناکام و نامراد ہیں۔'' ایک بزرگ نے شیطان لعین کو فارغ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اُس کی وجہ پوچھی شیطان لعین نے جواب دیا کہ ''علماء سوٗ نے میرے ساتھ مدد کر کے میرے کام کو خود سنبھال لیا ہے اور مجھے فارغ کر دیا ہے۔'' مجھے حق باری تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہمارے دور میں دین اسلام کے اندر جتنی کمزوری و منافقت پیدا ہوئی ہے اور دین و ملت کی ترویج و اشاعت میں جو کمزوری بھی واقع ہوئی ہے یہ سب کچھ علماء سوٗ کی بدبختی اور ان کی بدنیتی کی وجہ سے ہے۔''

یہاں تک علماء سوٗ کی پہچان سے متعلق حضرت کے مذکورہ کلام کے پہلے حصہ کا مفہوم و ترجمہ پورا ہوا اور علماء حق کی پہچان سے متعلق آخری حصہ کا مفہوم و ترجمہ مندرجہ ذیل ہے؛

''مگر وہ علماء دین جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ پرستی، دبدبہ خواہی اور دنیوی مرتبہ و مال جمع کرنے کے لالچ و طمع سے محفوظ و آزاد ہیں تو یہ علماء حق و علماء آخرت ہیں،

Marfat.com

درحقیقت ورثۃ الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اور بہترین خلائق بھی یہی ہیں کہ کل قیامت کے دن ان کی سیاہیوں کو شہداء فی سبیل اللہ کے خون کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلڑہ بھاری ہوگا اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ ''علماء کا سونا بھی عبادت ہے'' یہ ان ہی پر منطبق ہے۔''

اہل علم جانتے ہیں کہ جیسے علماء حق سے حقیقی مشائخ اور بامعنی پیر و مرشد وجود میں آتے ہیں اور علماء سوٗ سے غیر معیاری مشائخ اور نمبر 2 پیروں کی نحوست وجود میں آتی ہے۔ اِسی طرح ان دونوں طبقوں کا شرعی حکم بھی ایک ہے یعنی علماء حق اور حقیقی مشائخ کرام کی فضیلت وثواب اور ان کی اہمیت وضرورت یکساں ہے کیوں کہ حقیقی مشائخ کا وجود حقانی عالم ہوئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اِسی طرح علماء سوٗ اور ان سے جنم پانے والے غیر معیاری مشائخ کے شرعی حکم میں بھی قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے کلام میں جہاں علماء دین کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہ حقیقی مشائخ کو بھی شامل ہیں اور جہاں علماء سوٗ کی مذمت بیان ہوئی ہے اُس میں بھی غیر معیاری مشائخ شامل ہیں۔

جہاں تک عوام کو بیوقوف بنا کر لوٹنے والے بے علم اور جعلی پیروں کا تعلق ہے تو اُن کی حیثیت قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی نگاہ میں محض ضرر ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اپنی ذات میں لاشئی ہونے کے باوجود اسلام کے حق میں زہر قاتل سے مختلف اور رہزنوں سے جدا نہیں ہے اگر قرآن وسنت کی حکومت ہو تو ان کی شرعی سزا بھی رہزنوں کی سزا سے مختلف نہیں ہوسکتی۔ ایسے میں حضرت مجدد الف ثانی کے مذکورہ کلام کو محض علماء حق اور علماء سوٗ کے موازنہ کے ساتھ مختص سمجھنا غلطی سے خالی نہیں ہوگا جبکہ حضرت نے اپنے ایک اور مکتوب میں بھی غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کو علماء سوٗ کے حکم میں شمار کیا ہے۔ جیسے فرمایا:

Marfat.com

''واکثر جہلائے صوفی نمائے این زمانہ حکم علماء سوٗ دارند فساد اینہا نیز فساد متعدی است''

یعنی اکثر جہلاء زمانہ جو پیروں کے لباس میں پھرتے ہیں اِن کا شرعی حکم بھی علماءِ سوٗ والا ہے کیوں کہ ان کا شر وفساد بھی علماءِ سوٗ کے فساد کی طرح دوسروں کو متعدی ہے۔(۱)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور غیر معیاری پیروں کا رَد:۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے الفتوحات المکیۃ کے اندر جگہ جگہ حقیقی مشائخ کی فضیلت و اہمیت بتانے کیساتھ غیر معیاری پیروں پر شدید ردِ عمل کیا ہے۔ من جملہ اُن میں سے وہ مقام بھی ہے جس میں حقیقی پیر و مرشد کی شرائط وحقوق بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''فَمَهْمَانَقَصُهُمْ شَیْءٌ مِمَّا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْهِ فِی التَّرْبِیَّةِ فَلَا یَحِلُّ لَهُ اَنْ یقعد عَلٰی مَنْصَبةِ الشَّیْخُوْخَةِ فَاِنَّهُ یُفْسِدُ اَکْثَرَ مِمَّا یُصْلِحُ وَیُفْتِنُ کَالْمُتطبب یعل الصَّحِیْحَ وَیَقْتُلُ الْمَرِیْضِ''(۲)

مرید جس علم وعمل کے حوالہ سے پیر کے محتاج ہوتے ہیں، اُن میں سے کوئی ایک کمال بھی اگر پیر میں موجود نہ ہو تو پیری مریدی کے منصب پر بیٹھنا اس کے لیے جائز نہیں ہے کیوں کہ اِن شرائط کے بغیر اُس کا فساد ونقصان اُسکی اصلاح سے زیادہ ہوگا اور معاشرہ کیلئے اُس اناڑی طبیب کی طرح فتنہ ہوگا جو تندرست کو بیمار کرتا ہے اور بیماروں کو قبرستان پہنچاتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنے اِس کلام میں وہی بات کہی ہے جو تمام اولیاء اللہ نے کہی ہے یعنی مرید ہونے والے مسلمانوں کے شرعی مقاصد کی تکمیل کے

۱۔ مکتوبات امام ربانی، ج 2، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر 47، ص 23۔

۲۔ الفتوحات المکیۃ، ج2، ص 365۔

Marfat.com

لیے اُن کی تربیت کرنے سے قاصر بے علم و تربیت شخص چاہے شیخ زادہ ہو یا پیرزادہ یا کوئی بھی آدم زادہ بہر تقدیر پیرو مرشد بننے کے منصب پر بیٹھنا اُس کے لیے جائز نہیں ہے۔ کاش پیری مریدی کے لیے بزرگانِ دین کے اِس متفقہ فیصلہ کے مطابق عمل کیا جاتا تو کسی بھی ناقص کو سادہ لوح عوام کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی جرأت کبھی نہ ہوتی، جاہل و غیر معیاری پیروں کی بہتات نہ ہوتی اور پیری مریدی کی موجودہ اندھیر نگری بھی نہ ہوتی۔ قربان جاؤں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی نگاہِ بصیرت پر لگتا ہے کہ اُنہوں نے پیری مریدی کی موجودہ کساد بازاری کو دیکھ کر اِن پر پیشگی رد فرمایا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی اور جعلی مشائخ پر رد:۔

جعلی پیروں اُن کی ہوشیاریوں اور غیر معیاری خوارق عادت عوام کو دِکھا کر گمراہ کرنے سے متعلق حضرت بایزید بسطامی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے تبلیغی کردار کا ذکر کرتے ہوئے الرسالۃ القشیریۃ میں لکھا ہے:

''لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰی رَجُلٍ اُعْطِیَ مِنَ الْکَرَامَاتِ حَتّٰی یَتَرَبَّعَ فِی الْھَوَآءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰی تَنْظُرُوْا کَیْفَ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَ آدَابِ الشَّرِیْعَةِ''(۱)

یعنی تم نے اگر کسی ایسے مدعی ولایت شخص کو دیکھا کہ وہ ہوا میں اُڑ رہا ہے تو شریعت کے اوامر و نواہی اور حدود اللہ و آداب کی بجا آوری کے حوالہ سے اسے دیکھے اور پرکھے بغیر اُسے صاحبِ کرامت ولی اللہ سمجھنے کا دھوکہ مت کھانا۔

غیر معیاری پیری مریدی کے خلاف سچے اولیاءاللہ کی یہ وہ تبلیغ ہے جو اُنہوں نے آج سے ہزار سال قبل مسلم معاشرہ میں روحانیت کے نام پر اِکا دُکا جعل سازی کرنے

۱۔ الرسالة القشيرية، ص 15، مطبوعه مصر۔

Marfat.com

والوں کے خلاف کی تھی۔ پیری مریدی کے نام سے آج کے مسلم معاشرہ کے چاروں طرف پھیلے ہوئے جعل سازوں کی شرح تناسب کے مقابلہ میں اُس وقت کے ڈھونگی وکرتب باز نمبر دو پیر نہ ہونے کے برابر تھے، پھر بھی سچے اولیاء اللہ نے انہیں معاف نہیں کیا، اُن کی جعل سازیوں سے چشم پوشی نہیں فرمائی اور اُن کے خلاف تبلیغ کرنے سے خاموشی اختیار نہیں کی کیوں کہ تالاب میں ایک مچھلی کی آلودگی سے سارا ماحول آلودہ ہو جاتا ہے جسے اسلام کبھی برداشت نہیں کرتا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور جعلی پیروں پر رَد:۔

دوسرے سلاسل طریقت کے حقانی مشائخ کرام کی طرح حضرت شہاب الدین سہروردی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب عوارف المعارف میں غیر معیاری مشائخ اور شرعی شرائط کے بغیر پیری مریدی کرنے والوں کے خلاف اسلامی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''قوم مِنَ الْمَفْتُوْنِیْنَ لَبِسُوْ البسة الصُّوْفِیَّةِ لِیُنْتَسِبُوْ ابِهَااِلَی الصُّوْفِیَّةِ وَمَاهُمْ مِنَ الصُّوفِیَّةِ بِشَیْءٍ بَلْ هُمْ فِیْ غُرُوْرٍ غَلَط یَزْعُمُوْنَ اَن ضَمَآئِرَهُمْ خلصت اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَقُوْلُوْن هٰذَاهُوَ الظَّفَر بِالْمُرَادِ وَالْاِرْتِسَامُ بِمَرَاسِمَ الشَّرِیْعَةِ رُتْبَةُ الْعَوَامِ''(۱)

یعنی شریعت کے فطری اعتدال سے نکلے ہوئے کچھ لوگ صوفیاء کرام کی وضع قطع اختیار کر کے صوفیت کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں جبکہ درحقیقت صوفیت کے ساتھ اُن کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ اِس گھمنڈ میں مبتلا ہیں کہ ہمارے دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ

۱۔ عوارف المعارف، ص 71، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

بلا واسطہ مربوط ہو چکے ہیں جو اصل مقصد کی کامیابی ہے اور شرعی احکام کی پابندی عوام کا درجہ ہے۔

سلوکِ تقویٰ سے محروم اِن گمراہوں کے اِس شیطانی خیال کو نقل کرنے کے بعد حضرت نے جن الفاظ میں اُنکار دفرمایا ہے وہ اِس کے بعد متصلا اُنہی کے الفاظ میں سنیئے، فرماتے ہیں:

''وَھٰذَا ھُوَ عَیْنَ الْاِلْحَادِ وَالزَّنْدِقَۃُ وَالْاِبْعَادُ فَکُل حَقِیْقَۃ رَدَّتھا الشَّرِیْعَۃُ فَھِیَ زَنْدِقَۃ''(۱)

یعنی اِن گمراہوں کا یہ کردار عین کجروی اور زندیقیت ہے اور خلقِ خدا کو شریعت و طریقت سے دور کرنیکا طریقہ ہے کیوں کہ حقیقت کے نام سے کیا جانیوالا ہر وہ عمل جسے شریعت مسترد کرے، زندیقیت ہی ہوتا ہے۔

شریعت کی ماہیت اور اس سے مراد

گزشتہ صفحات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ شریعت، حقیقت اور طریقت کوئی ایک دوسرے کے خلاف چیزیں نہیں ہے، کوئی ماوراء العقل والحواس باتیں نہیں ہیں اور کوئی نا قابلِ فہم افسوں و اسماء نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم، تابع ومتبوع اور خادم ومخدوم اِس ترتیب کے حقائق ہیں کہ شریعت چاہے فقہاء کرام کی زبان پر استعمال ہو یا صوفیاء کرام کی زبان پر، محدثین کرام کی زبان پر ہو یا مفسرین عظام کی زبان پر بلا تفریق قوم دون قوم اِس کی ماہیت جمیع ماجآء به النبی ﷺ اور اس کے ساتھ علم وعمل ہے یعنی احکام شرعیہ اور ان کے علم وعمل کا نام شریعت ہے اور علم وعمل سے مراد بالترتیب عقیدہ و عمل کی درستی ہے جس کی طرف ہر مکلّف انسان ہر وقت، ہر ساعت اور ہر لحظہ محتاج ہے۔ جس

۱۔ عوارف المعارف، ص 71، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

کے بغیر مسلمان ہونے کا کوئی تصور ہوسکتا ہے نہ نیک و صالح ہونے کا، نہ انسانیت کی تکمیل ہوسکتی ہے نہ بندگی کی۔

متقی، پرہیز گار صوفی، ولی، مقرب و محبوب عنداللہ ہونے کے لیے یہی جوہرِ اعظم اولین قدم ہے جس کے علم کو علمِ ظاہر، جس کے عمل کو عملِ ظاہر یعنی ظاہرِ شریعت کہا جاتا ہے کیوں کہ اِس کا تعلق انسانوں کے ظاہری حواس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کی معاشرتی و تمدنی غیبوبت و پوشیدگی نہیں ہوتی۔

حقیقت کی ماہیت اور اس سے مراد

صوفیاء کرام کی زبان میں استعمال ہونے والے اِس لفظ کی ماہیت احکام شرعیہ کے علم و عمل کے حصول میں اخلاص پیدا کرنا ہے گویا سالکینِ طریقت اور صوفیاء عظام کی اصطلاح کے مطابق اِس سے مراد شرعی احکام کے علم و عمل میں اخلاص کی دست آوری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ سچے سالکینِ طریقت چاہے سلوکِ تقویٰ کی راہ پر ہوں یا سلوکِ احسان کی راہ پر، بہر حال اُن کی نگاہ میں یہ لفظ اسماء غایات مثل قبل، بعد، یمین، یسار، لازم الاضافت استعمال ہوتا ہے چاہے اِس کا مضاف الیہ یعنی شرعی احکام پر علم و عمل اس کے ساتھ بطورِ مضاف الیہ مستعمل ہو یا محض نیت میں ہو، بہر تقدیر شرعی احکام کے علم و عمل کی ملحوظیت کے بغیر سالکینِ طریقت کی زبان میں اِس کے استعمال ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز علم و عمل شریعت کے جزو ہونے کی طرح یہ بھی شریعت ہی کا جزو لاینفک ہے، فرق صرف اتنا ہے علم و عمل کو ظاہر شریعت کہتے ہیں جبکہ اِس کو باطنِ شریعت کہا جاتا ہے کیوں کہ اخلاص خالصتاً قلبِ انسانی کی کیفیت و عمل کا نام ہے جس کا ظاہری حواس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز دوسرے علوم و فنون میں بطورِ منقول استعمال ہونے والے

Marfat.com

اصطلاحی الفاظ کی منقول عنہ کے ساتھ مناسبت ضروری ہونے کی طرح صوفیاء کرام کے ہاں استعمال ہونے والے اِس لفظ کے اندر بھی اصل معنی لُغوی کے ساتھ مناسبت موجود ہے کیوں کہ حقیقت کا اصل اور لُغوی معنی کسی چیز کے متحقق ہونے اور موجود ہونے کے ہیں، جو اس اصطلاحی معنی میں بھی پایا جاتا ہے کیوں کہ احکامِ شرعیہ کا علم وعمل اختیار کرنے میں اجرو ثواب تب ہی متحقق ہو سکتا ہے جب اُس کے ساتھ اخلاص بھی موجود ہو ورنہ بغیر اخلاص کے کوئی علم وعمل موجب اجروثواب نہیں ہے۔ جیسے مرفوع حدیث ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّٰتِ'' سے ظاہر ہو رہا ہے۔

طریقت کی ماہیت اور اس سے مراد

صوفیاء کرام اور سالکینِ عظام چاہے فرضی سلوک یعنی سلوکِ تقویٰ کی راہ میں حقیقی معلمین و متعلمین ہوں یا اِس سعادت کی دست آوری کے بعد نفلی سلوک یعنی سلوکِ احسان کی راہ میں عزلت نشین ہو، بہر تقدیر اِن کی زبان میں استعمال ہونے والے اِس لفظ کی ماہیت ظاہرِ شریعت اور باطنِ شریعت کے مذکورہ دونوں جوہروں کے حصول کا راستہ ہے یعنی طریقت سے مراد شریعت وحقیقت کی دست آوری کے لیے عملی وتمرینی راہ عمل کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اِسی کے ذریعہ علم وعمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ طریقت کے اِس اصطلاحی معنی کے اندر بھی اس کا لُغوی معنی موجود ہے کہ طریقت لُغت کی زبان میں راہ عمل و راستے کو کہتے ہیں اور یہ بھی علم وعمل میں اخلاص پیدا کرنے کا راستہ ہے۔ فرق صرف عموم و خُصوص کا ہے۔ جس کے مطابق اصل میں راہِ عمل وراستے کے مفہوم میں عموم واطلاق ہے جبکہ اِس میں تقیید ہے کیوں کہ یہاں پر اِسکے معنی طریق حصول ظاہر الشریعۃ و باطنہا کے ہیں۔ اِن تینوں یعنی شریعت، حقیقت، طریقت کی صوفی اصطلاح کے مطابق جو ماہیات وحقائق

Marfat.com

معلوم ہوئے اس سے اِن کے مابین تعلق وارتباط کا بھی پتہ چل گیا ہے جس کے مطابق شریعت اصل اور مخدوم ومتبوع ہے جبکہ حقیقت اور طریقت اُس کے فروع اور خادم ومتبوع ہیں۔ یہاں پر اِس مضمون کو بیان کرنے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی مذکورہ عبارت "فَکُل حَقِیْقَة رَدَّتُهَا الشَّرِیْعَةِ فَهِیَ زَنْدِقَة" میں جو لفظ حقیقت مذکور ہوا ہے اِس کے مصداق کو سمجھنے میں زیادہ تر اہل علم کو مغالطہ ہورہا ہے کہ وہ اس کو عام حقائق بمعنی مابه الشیء هُوَهُوَ کے معنی میں لیتے ہیں جو مقصدِ مصنف، مقصدِ فن اور سیاق وسباق کے اعتبار سے غیر مناسب وغلط ہے بلکہ یہاں پر اس سے مراد صرف اور صرف صوفی اصطلاح میں استعمال ہونے والا معنی مراد ہوسکتا ہے کیوں کہ جب صاحبِ کلام ومصنف کا اصل مقصد یہاں پر اُن غیر معیاری صوفیوں پر رَد کرنا ہے جو اصل صوفیاء کرام کی زبان میں استعمال ہونیوالے اِس لفظ کا سہارا لے کر سادہ لوح عوام اور نیم خواندہ علماء کو دھوکہ دیتے ہیں، حقیقت کو شریعت سے جدا چیز کہہ کر گمراہی پھیلاتے ہیں اور خود کو حقیقت رساں ہونے کا تاثر دے کر اُمور بدعیہ وشرکیہ کا ارتکاب کرکے شریعت پر ظلم کرنے کے ساتھ طریقت کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ اپنے وقت کے جھوٹے مدعیان ولایت اور غیر معیاری مشائخ کے معروضی حالات کو دیکھ کر جیسے دوسرے پاسبانانِ اسلام نے اُنکے خلاف تبلیغ کی ہے حضرت سہروردی نے بھی ایسے گمراہوں کو اسلام کے خلاف زندیقیت پھیلانے والے شیطان قرار دیکر جہاں اسلام کا تحفظ کیا وہاں طریقت وحقیقت کا بھی اصل معیار بتادیا کہ یہ دونوں خادم اور تابع اور فروع شریعت ہیں، خلافِ شریعت ہرگز نہیں۔

معرفت کی ماہیت اور اس کے مدارج

معرفت کسی چیز کو جاننے کے معنی میں مصدر ہے، یعنی کسی چیز کو جاننے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ صوفیاء کرام کی نگاہ میں معرفت چونکہ الٰہیات پر منحصر ہوتی ہے لہٰذا اِن کے

Marfat.com

نزدیک اِس سے مراد احکام اللہ، اسماء اللہ، افعال اللہ، صفات اللہ اور ذات اللہ کو بالترتیب جاننے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے گویا معرفت کے لُغوی اور صوفی معنوں میں عموم وخصوص کا فرق ہے اور صوفی اصطلاحی کے مطابق معرفت سے ان علوم خمسہ کے مراد ہونے میں ترتیب اِس لیے ضروری ہے کہ احکام اللہ کو جانے بغیر اسماء اللہ کی معرفت ممکن نہیں ہے۔ اِسی طرح اسماء اللہ کی معرفت حاصل کیے بغیر افعال اللہ کے حقائق تک پہنچنا غیر ممکن ہے اور افعال اللہ کی معرفت حاصل کیے بغیر صفات اللہ کے رُموز واسرار کو جاننا غیر ممکن ہے اور صفات اللہ کے بغیر ذات اللہ کے ساتھ انسانی ارتباط کو جاننا غیر ممکن ہے گویا اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کے ساتھ انسانی ارتباط اور اس کے لوازمات کو جاننے کے لیے اس سے پہلے والی معرفت کے چاروں دریاؤں کو بالترتیب عبور کرنا ضروری ہے جس کے بغیر وصول الی اللہ یا معرفت اللہ کے رُتبے پر فائز ہونے کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے کذاب ہوتے ہیں جن پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے رَد کرتے ہوئے فتاویٰ رضویہ میں فرمایا:

''جو سب سے آسان علم احکام میں عاجز ہوگا سب سے مشکل علم ذات کیوں کر پاسکے گا۔''(۱)

سیرالی اللہ کی حقیقت

صوفیاء کرام کی ایک اصطلاح سیر الی اللہ بھی ہے جس کی حقیقت اِن حضرات کی نگاہ میں معرفت کی مذکورہ پنجگانہ اقسام میں سے پہلی چار قسمیں ہیں جن میں سے پہلی قسم یعنی پیغمبر کریم ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے شرعی احکام کی معرفت ہے جنہیں فقہاء کرام کی زبان میں معرفت الی العقائد والا حکام بھی کہتے ہیں یہ سیر الی اللہ کی اولین

۱۔ فتاویٰ رضویه، ج21، ص530۔

Marfat.com

منزل ہے جو ہر مکلّف پر فرض عین ہے چاہے اُسے صوفی اصطلاح سے شناسائی ہو یا نہ ہو کیوں کہ صوفی ہونا، تصوف پڑھنا اور صوفیاء کرام کے مخصوص اصطلاحی الفاظ اور اُن کے اندازِ تربیت سے واقف ہونا کسی پر فرض نہیں ہے، نہ واجب، نہ سنتِ موکدہ ہے نہ سنت عادیہ جبکہ اسلامی احکام کے اِن دونوں حصوں یعنی عقائد واعمال کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنا بلا تخصیص ہر مکلّف پر فرضِ عین ہے کیوں کہ یہی مدارِ نجات ہے، مقصدِ بعثت انبیاء ہے اور ہر شخص کی اولین مسئولیت ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ صوفی بن سکے۔ صوفی اصطلاح کے مطابق سیر الی اللہ کی اس اولین منزل میں قدم جمانے کے بعد یعنی اسلامی عقائد واعمال کی درستی و پختگی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد سیر الی اللہ کے دوسرے مرحلہ یعنی اسماء اللہ کی معرفت میں داخل ہونے سے پہلے منازلِ عشرۂ سلوک کے علمی وعملی مقامات سے گزرنا ضروری ہوتا ہے جس کے بغیر سیر الی اللہ کے اِس دوسرے مرحلہ میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔

یہاں پر قارئین کو ہماری مذکورہ وضاحت کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے یعنی سیر الی اللہ کے اِن دو مرحلوں کے درمیان منازلِ عشرۂ سلوک کا علم وعمل اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے صوفی بننے یا صوفی اندازِ تربیت حاصل کرنے یا صوفی اصطلاحات کو سیکھنے کے چکر میں پڑنا فرض ہے نہ واجب، سنت موکدہ ہے نہ سنت عادیہ بلکہ اس کے بغیر بھی سلوک کے اِن منازل کو حاصل کیا جاسکتا ہے کیوں کہ سلوک کے یہ تمام تر مندرجہ منازل توبہ، زُہد، فقر، صبر، شکر، توکل، خوف، رجاء، حُب، رضا دس کے دس سیر الی اللہ کی مذکورہ پہلی منزل میں اخلاص پختگی پیدا کرنے کے لیے شریعت ہی کے مستقل احکام ہیں جن کو سمجھ کر اُن پر عمل کرنا بغیر تصوف کے بھی فرض ہے۔

صوفی اصطلاح میں سیر کی حقیقت:۔ ہمارے اِس بیان سے صوفی اصطلاح کے

Marfat.com

مطابق سیر کی حقیقت بھی قارئین پر واضح ہوگئی کہ صوفیاء کرام کی زبان پر یا اُن کی کتابوں میں استعمال ہونے والے اِس لفظ سے مراد معرفت کی مذکورہ پنجگانہ اقسام میں انسان کی فکری و عملی حرکت ہے، علمی و عملی جدوجہد ہے اور قوتِ فکری و عملی کی امانتوں کو مذکورہ پانچوں معارف میں منشاء مولیٰ جلّ جلالہ کے مطابق صَرف کرنا ہے۔ گویا صوفی اصطلاح میں سیر کی حقیقت احکام اللہ، اسماء اللہ، افعال اللہ، صفات اللہ اور ذات اللہ کی معرفت حاصل کر کے اُس کے مطابق کمال اخلاص کے ساتھ عملی زندگی گزارنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ صوفیاء کرام کے مطابق اسی پاکیزہ زندگی کو سفر اور اس کے سالکین کو مسافر بھی کہتے ہیں، جسے قرآن شریف میں اللہ نے حیات طیبہ فرمایا ہے، جیسے ارشاد فرمایا:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً''(۱)

یعنی ایمان کے ساتھ جس مرد یا عورت نے اچھے عمل کیے تو ہم بالیقین اُسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ چلائیں گے۔

صوفیاء کرام کے مطابق اسی پاکیزہ سفرِ عمل کی حیات طیبہ کو دو حصوں میں ذکر کر کے پہلے حصہ کو سیر الی اللہ اور دوسرے حصہ سیر فی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر ان دونوں پر ہی اکتفا نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک کے مختلف مراحل و مدارج ہیں بلکہ سیر الی اللہ کے تحت مذکورہ چاروں معارف میں سے بھی ہر ایک کے تحت مختلف مراتب و مدارج کی وسعت ہے جن کو تصوف کی اصطلاح میں مقامات و حالات کہا جاتا ہے۔

۱۔ النحل، 97۔

Marfat.com

مقاماتِ تصوف

تصوف کی زبان میں صوفی اصطلاح کے مطابق استعمال ہونیوالے یہ دو الفاظ یعنی احوالِ سالکین و مقاماتِ تصوف اپنے مواقع استعمال کے اعتبار سے مذکورہ معارف خمسہ کے ساتھ خاص ہیں یعنی احکام اللہ، اسماء اللہ، افعال اللہ، صفات اللہ اور ذات اللہ میں سے کسی ایک کی معرفت کے بغیر صوفی اِن الفاظ کو استعمال نہیں کرتا۔ اِس قدرِ مشترک کو دیکھ کر بعض اہل علم نے اِن کے مابین اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری کا قول بھی کیا ہے لیکن حضرت امام غزالی جو خود سلوکِ احسان کے غیر متناہی میدانِ عمل کے شہسوار ہیں، اس قول پر ناپسندیدگی کا اشارہ دیتے ہوئے طویل کلام کرنیکے بعد جو لکھا ہے اُس کے مطابق مقاماتِ تصوف اور احوالِ سالکین کے مابین قرار و بے قراری اور تقدم و تأخر کا فرق ہے جسکے مطابق صوفی کا حال اُسکے مقام سے پہلے آتا ہے عام اس سے کہ حقیقی سالکین اور سچے صوفیاء کرام کے ظاہر و باطن اور اُن کی قوتِ فکری و عملی پر نمودار ہونے والے احوال جذب الی الحق کی شکل میں ہو یا حلاوتِ حق کے وجدان کی شکل میں، نیز معارفِ خمسہ کے کسی اسٹیج میں ہو یا شرعی احکام کے حوالہ سے منازلِ عشرۂ سلوک کے کسی مرحلہ میں، بہر تقدیر ''کل اناء یترشح بمافیہ'' کے تقاضاءِ فطرت کے عین مطابق اُسکی قوتِ فکری و عملی کی حرکت میں ٹھہراؤ اور سکون ممکن نہیں ہے جس کے نتیجہ میں مذکورہ مراحل کے کسی بھی اسٹیج میں قوتِ فکری و عملی کی امانتوں کو منشاء مولیٰ جل جلالہ کے مطابق انجام دینے والے کسی سعادت مند کو اپنے اندر موجود قوتِ شہوانی یا قوتِ غضبانی کا سامنا ہو جائے تو بتقاضائے بشریت وہ مضطرب و متحول رہتا ہے، بتقاضائے عقل منشاء مولیٰ جل جلالہ کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو بتقاضائے نفسِ امارہ مخالف سمت کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ ایسے ہی مواقع پر فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ''لا

Marfat.com

حَـوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ''پڑھنے کے نسخۂ شفا سے کام لیا جاتا ہے تو انجامِ کار علوی و سفلی کشمکش کے اِس خطرناک تصادم سے اُسے نجات میسر آ جاتی ہے، حرکتِ صُعودی حرکتِ سفلی پر فتح حاصل کر لیتی ہے اور سعادت ازلی نفس امارہ کی سفلی حرکت پر غالب ہو کر راہِ حق کے اِس سالک کو فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق ''اَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰه'' کا مظہر بنا دیتی ہے۔

ہر سالک کو پیش آنے والی مشکل کے لیے نسخۂ شفا:۔

یہاں پر اِس بات کی بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ سالکینِ راہِ حق کو پیش آنیوالے اِس قسم تمام روحانی مشکلات میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کا پڑھنا نسخۂ شفا تب ہو سکتا ہے جب اسے اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے ورنہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسے پڑھنے کے باوجود آلودۂ معصیت رہتے ہیں کیوں کہ روحانیت کے اِس مشکل وقت میں اسے پڑھنا بھی شریعت کے احکام میں سے ایک حکم ہے، جیسے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مرفوع حدیث ہے:

''لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِلَّا بِعَصْمَةِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ اِلَّا بِعَوْنِ اللّٰهِ''(۱)

یعنی ہر مومن مسلمان کو یہ عقیدہ کرنا چاہئے کہ اللہ کی دستگیری کے بغیر اُس کی نافرمانی سے بچنے کا امکان نہیں ہے اور اُس کی مدد کے بغیر اُس کی اطاعت کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

گزشتہ سطور میں ہم شریعت، حقیقت، طریقت و معرفت کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے واضح کر چکے ہیں کہ اسلام کا ہر حکم اور اُس کا علم و عمل شریعت کہلاتا ہے جبکہ علم و عمل کی اِن دونوں سعادتوں کو اخلاص کے ساتھ انجام دینا اسلام کی حقیقت کہلاتا ہے جس پر نہ صرف فقہاء کرام و صوفیاء عظام کا اجماع ہے بلکہ حافظ ابن تیمیہ جیسے متشدد علماء کرام کی نگاہ میں بھی

۱۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج 1، ص 424۔

Marfat.com

اخلاص کے سوا کوئی اور معنی حقیقت کے نہیں ہیں۔ جیسے مجموعۃ الفتاویٰ میں منازلِ عشرۂ سلوک کو بیان کرنے کے ضمن میں لکھا ہے:

''وَاَمَّا الْاِخْلَاصُ فَهُوَ حَقِيْقَةُ الْاِسْلَامِ''(۱)

تو ظاہر ہے کہ شریعت مقدسہ کے جملہ احکام پر اُن کی حقیقتوں کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور بغیر حقیقت کے یعنی بغیر اخلاص کے انجام دیئے جانے والے کسی حکم سے بھی وہ مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے ہیں جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے اُسے سبب بنایا ہے۔ ایسے میں بغیر اخلاص لاحول پڑھنے والوں کی مثال بغیر اخلاص کے محض عادت ورواج کے طور پر نماز پڑھنے والوں سے مختلف نہیں ہے کہ اِن میں سے کسی کو بھی اُس کے اِس بے حقیقت عمل پر حقیقی ثمرات نہیں مل سکتے ہیں۔

یہ تو اخلاص کی اہمیت بتانے کے لیے جملہ معترضہ کے طور پر لکھ دیا دراصل میں نے صوفی اصطلاح کے مطابق امام غزالی کی تشریح کی روشنی میں احوال ومقامات کا فرق بتانا تھا تو کسی بھی سالک یعنی سلوکِ تقویٰ کا سالک ہو یا سلوکِ احسان کا، معارف خمسہ مذکورہ کے کسی بھی مرحلہ میں اُس کی قوتِ شہوانی وغضبانی کا سامنا ہو جائے۔ جس کی کشمکش میں وہ مضطرب ومتحول ہو جاتا ہے، روحانیت کا جذبہ اُسے منشاءِ مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف کھینچتا ہے جبکہ قوتِ شہوانی یا غضبانی سے جنم پانے والا النفس امارہ اُسے اپنی خواہش کی تکمیل کی طرف کھینچتا ہے اور تحول واضطراب کی یہ کیفیت کبھی جلدی زائل ہو جاتی ہے کبھی دیر سے، بہر تقدیر رحمانیت وشیطانیت کی اِس کشمکش میں نفس امارہ کے غالب آ جانے پر سالک ناکام ونامراد ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس پر لاگو ہونے والی شرعی سزائیں واحکام یکساں نہیں ہوتے کیوں کہ مجرم پر لاگو ہونے والے احکام اور مجازات اعمال کی نوعیت، جرم کی نوعیت کے مطابق ہوتی

۱۔ مجموعۃ الفتاویٰ، ج10، ص14۔

Marfat.com

ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''جَزَآءً وِّفَاقًا''(۱) یعنی ہر مجرم کو اُس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔

اِس آیت کریمہ کی روشنی میں اگر اس کا یہ جرم صغائر کے زمرہ میں ہے تو پھر اُسے اپنے دوسرے اعمال صالحہ کے ذریعہ اِس کے تدارک کرنے کے ساتھ سفرِ سلوک کو آگے جاری رکھنے کی گنجائش باقی رہتی ہے کیوں کہ صغائر ولایت عامہ کے منافی نہیں ہوتے، بشرطیکہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہو، یعنی ہمیشہ کا معمول نہ ہو ورنہ کبیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور اگر اُس کا یہ جرم گناہ کبیرہ کے زمرہ میں ہے تو پھر ولایت کے درجہ سے معزولی اس کا مقدر ہو جاتی ہے کیوں کہ گناہ کبیرہ ولایت کے منافی ہے جسکے نتیجہ میں وہ اپنے سفرِ سلوک کو آگے جاری رکھنے کے قابل نہیں رہتا۔ پھر یہ بھی ہے کہ سب کبیرہ گناہ بھی یکساں نہیں ہوتے بلکہ موجبِ سزا ہونے، کثافت و سفلی ہونے اور منافیٔ سلوک ہونے میں اُن کے چھوٹے اور بڑے میں اتنا فرق ہے جیسے زمین و آسمان میں۔ ان میں سب سے زیادہ کثیف و خطرناک وہ ہیں جو سالک کو بدراہ کر کے ''فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ''(۲) کا مظہر بنا دیتے ہیں کیوں کہ تاریخی روایات کے مطابق بلعم ابن باعورا بھی ناتمام سالک ہی تو تھا۔ (اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ)

پھر یہ بھی ہے کہ راہِ سلوک کی کسی بھی منزل میں نفس امارہ کے ہاتھوں سالک کی نامرادی و ناتمامی کے سبب بننے والے ظاہری کبائر کی نسبت باطنی کبائر یعنی عُجب، تکبر، حسد، تعصب، اہل حق کے ساتھ عداوت جیسے کسی بھی کبیرہ میں مبتلا ہونا زیادہ خطرناک ہے کیوں کہ دل کی معصیت و جرائم ہونے کی بنا پر ان کی سفلی کشش و کثافت بھی ظاہری اعضاء کے جرائم کی

۱۔ النباء، 26۔

۲۔ الاعراف، 176۔

Marfat.com

کثافت سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقی اولیاء اللہ نے ظاہری گناہوں کی بنسبت باطنی معصیتوں سے بچنے کی تاکید بھی زیادہ فرمائی ہے۔ جیسے حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا؛

''اَلْمُؤْمِنُ یَبْتَدِیُٔ بِعِمَارَۃِ بَاطِنِہٖ ثُمَّ بِعِمَارَۃِ ظَاھِرِہٖ''(۱)

یعنی ہر مومن مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ پہلے باطنی گناہوں سے بچ کر دل کی تعمیر کرے۔

اور شریعت کے ظاہری اعمال پر انحصار کر کے دل کے متعلقہ باطنی احکام سے بے اعتنائی کرنے والے ناقصوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

''یَا قَوم عَلَیْکُمْ بِاَعْمَالِ الْقُلُوْبِ وَاِخْلَاصِھَا''

یعنی سب سے پہلے دل کے پوشیدہ اعمال کو شریعت کے مطابق کرنے کے ساتھ اخلاص اپنے اندر پیدا کر۔

اِس کے ساتھ ہی فرمایا؛

''اِذَا کُنْتُ ھٰکَذَاخیم الشَّیْطٰن عَلٰی قَلْبِکَ وَجَعَلَہٗ مَسْکَنَالَہٗ''(۲)

یعنی جب ظاہری عمل میں اپنے آپ کو شریعت کے مطابق کریں اور باطن میں نفس امارہ کی بندگی کریں تو ایسے میں شیطان تیرے دل کو اپنا مسکن بنا کر اُس پر اپنا خیمہ نصب کرتا ہے۔ انجام کار تیری ظاہرداری تیرے کام نہیں آئیگی تُو شیطان کا کھلونا بن چکا ہوتا ہے۔

یہ ہوا اُس ناکام سالک کا حال جو منازلِ سلوک کے کسی بھی مرتبہ میں نفس امارہ کے ہاتھوں پھسل کر نفس مطمئنہ کی عظمت پر فائز ہونے سے محروم ہو گیا ہو۔ اِس کے لیے صوفی اصطلاح کے مطابق نہ کوئی حال ہے نہ مقام یعنی سفرِ سلوک کے کسی بھی مرحلہ میں گناہ

۱۔ الفتح الربانی، ص32، مطبوعہ مصر۔

۲۔ الفتح الربانی، ص32، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

کبیرہ کے ارتکاب کرنیوالوں کے لیے صوفیاء کرام کی زبان میں حال ومقام میں سے کوئی لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ اسکے لیے مفلس کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ جذبۂ روحانیت اور نفس امارہ کی اِس رسہ کشی میں نفس امارہ پر فتح پانے والے سعادت مندوں کو روحانی ترقی و عروج ملتا ہے تو وہ سلوک کی اُس منزل میں یکے بعد دیگرے ترقی کرتے کرتے حدیث نبوی ﷺ کے نسخۂ شفا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کی عملی صورت وحقیقت کی برکت سے قدم بہ قدم اُس منزل کے ہر امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد اُس کے بعد والی منزل میں داخل ہوجاتے ہیں۔ جسکے بعد کامیاب امتحان گاہ کی یہ گزشتہ منزل اُن کے لیے مقام کہلاتا ہے یعنی تحوّل واضطراب کے بعد ٹھہراؤ واستقرار کا رُتبہ، کیوں کہ اِس منزل سے ترقی کر کے دوسری منزل میں داخل ہونے سے قبل وہ نفس امارہ کی جملہ خواہشات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے قدم بہ قدم اُسے شکست دے کر روحانیت کے حوالہ سے غالب وفاتح ہو چکے ہیں، مشق وتمرین کی کلفت اُٹھا چکے ہیں اور دشمن کے ہر وار کو ناکام کرنے کا عملی تجربہ کر چکے ہیں جس کے بعد سلوک کی یہی منزل اُن کی عملی زندگی کے لیے جائے ٹھہراؤ بن چکی ہوتی ہے، تحوّل کی بجائے مقامِ سکون بن چکی ہے اور اضطراب کی بجائے راحت وطمانیت قرار پا چکی ہے گویا اِس منزل کے حوالہ سے کامیاب سالک کا نفس اللہ تعالیٰ کے فرمان ''یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ٥ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ''(۱) کا مظہر بن چکا ہوتا ہے۔

یہ ہوا صوفی اصطلاح کے مطابق کسی منزل کو مقام کہلانے کی وجہ تسمیہ تو کامیابی کے اِس رُتبے تک پہنچنے سے پہلے یعنی کسی بھی منزل میں نفس امارہ اور منشاء مولیٰ جل جلالہ کے مابین رسہ کشی کے حوالہ سے بتقاضائے بشریت تحوّل واضطراب کے جملہ مراحل میں نفس

۱۔ الفجر، 27۔

Marfat.com

امارہ پر غالب و فاتح ہونے کی ہر کیفیت، ہر ادا اور ہر کردار کو صوفی اصطلاح میں احوال کہا جاتا ہے جبکہ اُس کے کامیاب سالک کو اِن کے اعتبار سے صاحبِ حال کہا جاتا ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صوفی اصطلاح کے مطابق حال کا یہ مسمّٰی یعنی مذکورہ کیفیت چوں کہ دوسرے وجدانیات کی طرح خالصتاً وجدانی چیز ہے جس کے افہام و تفہیم الفاظ وکلام میں ممکن نہیں ہے۔ اِسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے کشف المحجوب میں اپنے پیش رو صوفیاء کرام کے حوالہ سے فرمایا:

''اَلْحَالُ سُکُوْتُ اللِّسَانِ فِیْ فُنُوْنِ الْبَیَانِ''

یعنی صوفی اصطلاح میں حال کے معنی یہ ہیں کہ اظہار مافی الضمیر کے جملہ طریقوں سے زبان کی مکمل خاموشی ہو۔

اِس سے قبل متصلاً صاحبِ حال کی شرعی مسئولیت بتاتے ہوئے فرمایا ہے:

''بر صاحب وقت غفلت روا بود و بر صاحبِ حال روانہ باشد'' (کشف المحجوب، ص290، مطبوعہ گلزار ہند پریس لاہور)

یعنی صاحبِ وقت و مقام مشکل آزمائش سے نکل چکا ہے جس وجہ سے اُس پر غفلت جائز ہوسکتی ہے برخلاف صاحبِ حال کے کہ اُس کے لیے غفلت جائز نہیں ہے۔

حضرت امام غزالی نے حال و مقام کی تشریح کرتے ہوئے اِن کے لُغوی معنوں کو اصطلاحی معنوں کے اندر معتبر قرار دے کر فرمایا ہے:

''فَالْحَالُ یُسَمّٰی حَالًا لَتَحَوُّلِه وَالْمَقَامُ مَقَامًا لِثُبُوْتِهٖ وَاسْتِقْرَارِهٖ''

صوفیاء کرام کی اصطلاح کے مطابق حال کی یہ تشریح تب ہے جب وہ مقام کے مقابلہ میں مستعمل ہو، جیسے صاحبِ حال یا صاحبِ مقام اور صاحبِ احوال یا صاحبِ مقامات

۱۔ عوارف المعارف، ص225۔

Marfat.com

کہہ کر کسی روحانی شخصیت کی تعریف کرنے میں کہا جاتا ہے۔ اسکی اہمیت کی بنا پر کہا گیا ہے:

''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ''(۱)

احوال کے علم مقامات کے علم سے افضل

اس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کے افعال، اُس کی صفات اُس کے اسماء اور اُس کے احکام کا علم حاصل کرنا ہر عاقل و بالغ انسان پر حسبِ استطاعت فرض ہے اور اِن میں سے ہر بعد والے کا علم اپنے سے اوپر والے کے علم کے لیے ذریعہ و سبب ہے۔ مثلاً احکام کا علم اسماء اللہ کے علم تک پہنچنے کے لیے سیڑھی و ذریعہ ہے اور اسماء اللہ کا علم صفات اللہ کے علم تک پہنچنے کا سبب ہے اور صفات اللہ کو جاننا اللہ تعالیٰ کے افعال کو جاننے کا وسیلہ ہے اور افعال اللہ کو جاننا اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننے کے لیے واحد راستہ ہے کیونکہ وہ واجب الوجود ہے، قدیم ہے، بسیط ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، اپنے تصرفات و افعال کے اعتبار سے ہر زمان و مکان اور ہر سمت و جہت میں موجود ہونے کے باوجود کسی بھی زمان و مکان کا محتاج نہیں ہے۔ اپنی ذات کے لائق کسی بھی کمال کے منافی قول و عمل سے منزّہ و مقدّس و سبحان ہے۔ اُس کی ذات و افعال، صفات، اسماء و احکام سب کے سب بے مثل ہیں جب اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کی پہچان کے لیے وسائل کی یہ فطری ترتیب اٹل ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکام یعنی احکام شرعیہ کی پہچان کے بغیر اسماء اللہ کی پہچان نہیں ہوسکتی اور صفات اللہ کا علم حاصل کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے افعال کا علم ممکن نہیں ہوتا اور افعال اللہ کو جانے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات کو مذکورہ انداز میں جاننے کا کوئی امکان نہیں ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ سلوک فی الدین کی کسی بھی شکل و صورت کے حوالہ سے پیش

۱۔ تعلیم المتعلم، ص 4، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

آنیوالے تمام مراتب کو جاننے کے لیے اولین سیڑھی ہے تو ظاہر ہے کہ سلوک فی الدین کا تعلق صرف اور صرف احکام اللہ کے ساتھ ہے جن میں تہذیب الاخلاق کے حوالہ سے سب سے زیادہ اہمیت صوفی اصطلاح کے مطابق منازل عشرہ سلوک کو ہے۔

مثال کے طور پر ایک سالک فی الدین نفس امارہ کی بے اعتدالیوں سے توبہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۱) یعنی جن لوگوں نے سلوک فی الدین کی راہ اختیار کر کے اِس میں استقامت دکھائی تو اُن کا انجام بے خوفی و بے غمی کی راحت ہو گی کے مطابق عمل زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ جبکہ نفس امارہ کا شیطان اُسے اپنی کسی خواہش کی تکمیل کی طرف کھینچ کر لے جانا چاہتا ہے۔ ایسے میں اُس کے توبہ تائب ہونے اور انابت الی اللہ و استقامت فی السلوک کے تقاضے اور نفس امارہ کے شیطانی تقاضوں کی اس علوی و سفلی کشمکش کے تحول سے پیدا ہونے والی کیفیت جو حال کہلاتی ہے اگر یہ شخص اُسے نہ جانے گا تو نفس امارہ کے شیطان کا کیا خاک مقابلہ کرے گا؟ کیوں کہ منزل توبہ پر فائز سالک فی الدین کی یہ علوی کشش اور نفس امارہ کی سفلی کشش کا جو تصادم ہو رہا ہے یہ درحقیقت دو متضاد طاقتوں کی جنگ ہے جس میں سالک فی الدین کو دشمن کے وار سے بچنے کے لیے اِن دونوں طاقتوں کے توازن کا علم اور اس کشمکش سے پیدا ہونے والے حال کا معلوم ہونا ناگزیر ہے جسکے بغیر دشمن کے وار سے بچنا ممکن ہی نہیں ہے گویا سالک فی الدین علم الحال کی بدولت نفس امارہ کے وار سے بچ کر ہی استقامت فی الدین کی سعادت حاصل کرتا ہے ''لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ '' کی ابدی راحت پالیتا ہے اور اِسی کو بنیاد بنا کر احکام اللہ سے لے کر ذات اللہ تک کے مراتب مذکورہ کے علوم و معارف کو پانے کا اہل بن سکتا ہے۔ ایسے میں علم

۱۔ الاحقاف، 13۔

Marfat.com

الحال کا افض العلم ہونا عین بتقضاء فطرت ہے۔ بخلاف علم المقامات کے کیوں کہ صوفی اصطلاح کے مطابق سالک فی الدین استقامت فی الدین کے حوالہ سے مقام کے رُتبے کو پہنچنے سے پہلے حال کے درجہ میں نفس امارہ کے ساتھ مقابلہ میں غالب ہو چکا ہوتا ہے۔ مجاہدہ کی تمرین ومشق کی کُلفت اُٹھانے کے بعد نفس امارہ پر غالب وفاتح ہو کر نفس مطمئنہ کے رُتبے پر فائز ہو چکا ہے لہٰذا یہاں پر تھوڑی بہت غفلت وبے توجہی سے کسی نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی گزشتہ سطور میں نقل شدہ کلام بھی اسی نکتے پر مبنی ہے۔ جس میں حضرت نے فرمایا ہے:

''بر صاحبِ وقت غفلت روابود وبر صاحبِ حال روانہ باشد''(۱)

یعنی صاحبِ وقت ومقام چوں کہ نفس امارہ کے ساتھ مجاہدہ کے سخت وقت سے نکل چکا ہے۔ لہٰذا اُس پر غفلت جائز ہو سکتی ہے جبکہ صاحبِ حال مشکل آزمائش میں ہونے کی وجہ سے اُس پر غفلت وبے توجہی قطعاً جائز نہیں ہے۔

یہاں تک صوفی اصطلاح کے مطابق مقامات کے علم سے احوال کے علم کا افض ہونے کی دلیل وفلسفہ واضح ہو چکا جس کے بعد بزرگانِ دین کا دوسرا فرمودہ یعنی ''اَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' کا فلسفہ بھی خود بخود واضح ہو گیا کیوں کہ جب سالک فی طریق الدین علم الحال کی بدولت استقامت فی الدین کی سعادتوں کو پاتا ہے اور اِسی کی بدولت احکام اللہ سے لے کر ذات اللہ تک کے علوم خمسہ کے دریا معرفت تک پہنچ سکتا ہے تو پھر عمل کے حوالہ سے توبہ تائب ہونے کے تقاضوں کو استقامت فی الدین کی شکل میں محفوظ رکھنا بھی بعد والے تمام اعمال صالحہ کی بنیاد قرار پاتا ہے۔

قربان جاؤں حقیقی اولیاء اللہ کے اِس پُر مغز کلام پر اُن کی نگاہِ بصیرت پر اور اُن

۱۔ کشف المحجوب، ص290۔

Marfat.com

کی کامیاب تعلیم و تبلیغ پر کہ اِس مختصر کلام ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' میں سلوک فی طریقۃ الدین کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے کیوں کہ سلوک فی طریقۃ الدین کے بنیادی مقاصد صرف دو (۲) ہیں۔ جن کی تعبیر صلاح عقیدہ و صلاح العمل سے کی جاتی ہے یا اسلامی عقیدہ و عمل میں اخلاص کے ساتھ پختگی پیدا کرنا کہتے ہیں۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے مکتوبات میں فرمایا ہے:

''بعد از تحصیل دو جناح اعتقادی و عملی اگر توفیق ایزدی جل سلطانہ رہنمونی فرماید سلوک طریقہ علیہ صوفیاء است نہ از برائے آں غرض کہ شیئی زائد از اں اعتقاد و عمل حاصل کنند و امر مجدد بدست آرند بلکہ مقصود آنست کہ نسبت بمعتقدات یقینی و اطمیانی حاصل کنند کہ ہرگز بہ تشکیک مشکک زائل نہ گردد''(۱)

جبکہ بزرگانِ دین کے اِس فرمودہ میں یعنی ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ'' میں تمام اسلامی عقائد آ گئے اور دوسرے فرمودہ یعنی ''افضل العمل حفظ الحال'' میں تمام اسلامی اعمال آ گئے تو ظاہر ہے کہ اِن کے سوا تصوف و طریقت کسی اور چیز کا نام نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے دورِ حاضر میں غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کے ہاتھوں بنے ہوئے ماحول میں پیری مریدی اور تصوف و طریقت کی بابت کچھ اور ہی تصور قائم کیا گیا ہے۔ جس کا اسلام کیساتھ تعلق ہے نہ بزرگانِ دین کے ساتھ شریعت کے ساتھ کوئی واسطہ ہے نہ سلوک فی الدین کے ساتھ۔ مجھے یہ لکھتے ہوئے قطعاً کوئی جھجک محسوس نہیں ہو رہی کہ اگر حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین حسن اجمیری اور حضرت

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 266۔

Marfat.com

مجدد الف ثانی جیسے عظماء اسلام اپنے نام کی سوداگری کرنے والے اِن جھوں کے کردار کو دیکھتے تو اِن کے خلاف نہی عن المنکر کرنے کو اولین ترجیح بنا لیتے کیوں کہ اپنے اپنے اوقات میں اِن مقدس محافظین اسلام نے اِن سے کم جعل سازوں کو برداشت نہیں کیا تو اِن کو کب برداشت کریں۔ جیسے حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف نے اپنے وقت کے غیر معیاری مشائخ کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

''زهدک عَلٰی ظَاهِرِکَ وَبَاطِنک خَرَابٌ کَبِیَاضٍ عَلٰی بَیْتِ الْمَآءِ''(۱)

یعنی اے بے حقیقت پیر بظاہر تو زاہد بنا پھرتا ہے جبکہ تیرے اندرون ایسا خراب ہے جیسے باہر سے سفید کیا گیا بیت الخلاء۔

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف نے ایسے گمراہوں پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

''واکثر جہلائے صوفی نمائے این زمانہ حکم علماء سؤ دارند فساد اینھا نیز فساد متعدی است''(۲)

حقیقت یہ ہے کہ علم الحال اور حفظ الحال بالترتیب استقامت فی الدین کی بنیاد اور مقصدِ اسلام ہیں۔ صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق حال کی اس تشریح اور وضاحت کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ فقہاء کی زبان میں استعمال ہونے والے حال کی بھی وضاحت کی جائے۔ اِس سلسلہ میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ لفظ حال میں اُس کے اصل یعنی ''ح، و، ل'' کے اعتبار سے دو باتیں معتبر ہیں، جن میں سے ایک تحول و تغیر ہے۔ یعنی کسی چیز کی ہیئت و کیفیت میں تغیر و تبدیلی آنا۔ جبکہ دوسری بات کسی چیز کی مخصوص صفت کے لیے استعمال ہونا ہے۔ لفظ حال کے حوالہ سے عربی لُغت کی سب کتابوں میں ان دونوں باتوں کو معتبر سمجھا

۱۔ الفتح الربانی، ص 32۔

۲۔ دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر 47۔

Marfat.com

گیا ہے۔ مثال کے طور پر مفردات القرآن للاصفہانی میں ہے؛

''اَصْلُ الْحَوَّلِ تَغِیّرُ الشَیءِ وَانْفِصَالُهُ عَنْ غَیْرِهِ وَبِاعْتَبَارِ التَّغِیّرِ قِیْلَ حَالَ الشَیءِ یحول حَوَلًا''

اوراس کے ایک صفحہ بعد دوسری بات کی تصریح کرتے ہوئے لکھا ہے؛

''وَالْحَالُ تَسْتَعْمَلُ فِی اللُّغَةِ لِلْصِفَةِ الَّتِی عَلَیْهَا الْمَوْصُوْفِ''

اہل علم جانتے ہیں کہ کسی بھی فن کے اصطلاحی الفاظ میں اُس کے لُغوی معنی کا ملحوظ خاطر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ایسے میں لفظ حال کے حوالہ سے صوفی اور فقہی اصطلاح کا بنیادی نکتۂ افتراق یہ ہے کہ صوفیاء کرام نے اس لفظ کو استعمال کرنے میں تحول والے معنی کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں فرمایا ہے''فَالْحَالُ یُسَمّٰی حَالًا لِتَحَوُّلِهِ'' جبکہ فقہی اصطلاح میں مخصوص صفت معتبر ہے۔ گویا علم الحال کا لفظ ان دونوں کے ہاں استعمال ہوتا ہے لیکن مفہوم میں فرق ہے۔ مثال کے طور پر''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' کا جملہ دونوں کی تعلیمات کا حصہ ہے، دونوں کی کتابوں میں موجود ہے اور دونوں کی تبلیغات کی بنیاد ہے۔ جبکہ اِس میں مستعمل لفظِ حال سے مراد مختلف ہے۔ جس کے مطابق صوفیاء کرام کی مراد تحول والا وہ معنی ہے جو مقام کے حصول سے پہلے ہوتا ہے، جس میں مقتضاء منزل اور نفس امارہ کی کشمکش ہوتی ہے، جس میں سالک فی الدین نفس امارہ پر فتح وغلبہ پانے کے بعد صاحبِ وقت اور صاحبِ مقام کے رُتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔ جبکہ فقہاء کرام کی مراد ہر وہ صفت یا عارضہ ہے جس میں انسان بالفعل وقت گزار رہا ہوتا ہے جو اُس کی پہچان اور وجہ شہرت ہوتی ہے، چاہے ہمیشہ اُسے درپیش ہو یا کبھی کبھار پیش آتا ہو، چاہے حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد۔ سے مثال کے طور پر اسلامی عقائد میں صحت واستقامت اپنے اندر پیدا کرنا

Marfat.com

جو ہر مؤمن مسلمان کے لیے لازم ہے جس کا ازروئے شرع کسی وقت بھی اُس سے جدا ہونے کا امکان نہیں ہے ورنہ مسلمان نہیں رہے گا یہ اُس کا حال بمعنی صفت ہے جس کو جاننا افض العلم ہے اور اُس کو داخلی وخارجی اور ماحولیاتی شیطانوں کی طرف سے پیش آنیوالے بادِمخالف وتشکیکات سے بچا کر محفوظ رکھنا افضل العمل ہے یعنی ایسے شخص کو ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ '' کے اسلامی اُصول کی پاسداری کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور اللہ کے فرمان ''اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ''(۱) کا مظہر قرار دیا جاتا ہے۔

اِسی طرح سلسلۂ عبادات میں بھی مثال کے طور پر جب ایک شخص نماز پڑھنے کی حالت میں ہو تو یہ اُس کی صفت ہے۔ اِس حوالہ سے نماز کے جملہ شرائط واسباب، ارکان و لوازمات کو جاننا۔ نیز جن حرکات سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جن سے مکروہ یا واجب الاعادہ ہو جاتی ہے اُن سب کو جاننا بھی اُس پر لازم ہے کیوں کہ جب تک نماز کے وقت داخل ہونے اور ختم ہونے کا اُسے علم نہ ہو گا کہ کب داخل ہوتا ہے تا کہ نماز شروع کی جاسکے اور کب ختم ہوتا ہے تا کہ فوتگی پر یقین اور قضاء کے لازم ہونیکا احساس ہو سکے۔ اِسی طرح طہارت بدن، طہارت لباس اور جائے نماز کی طہارت پر جب تک یقین نہ ہو گا اُس وقت تک نماز کی حالت میں ہونا اُس کا نماز کی صفت کیساتھ موصوف ہونا اُس کا ممکن نہیں ہو گا۔ لہٰذا جب تک نماز کی حالت وصفت میں ہے اُس وقت تک دوسرے تمام قابلِ انفکاک احکام وفرائض سے قطع نظر کر کے صرف اسی کا علم اُس شخص کے حق میں ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ'' ہے جس کی بابت کہا جاسکتا ہے کہ ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ '' کے اُصول پر عمل کر رہا ہے۔ جب نماز کے جملہ لوازمات کو بمع ارکان ومفسدات کے جان چکا ہے تو اِس کے بعد

۱۔ الاحقاف،13۔

Marfat.com

کسی رُکن کو چھوڑنے یا نماز کے منافی کسی قول و عمل کے ارتکاب کرنے سے اجتناب کر کے اس حال و صفت کو فساد سے بچا کر محفوظ کرنا اور اختتام کے ساتھ ہمکنار کرنا اِس حال کا افضل العمل ہے کہ اُس کے متعلق ''اَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' کے اُصولوں پر عمل کرنے کا اطلاق درست قرار پاتا ہے۔

عبادات کی طرح معاملات کے حوالہ سے بھی یہی حال ہے کہ جس شعبہ کے ساتھ بھی منسلک ہو اور جس حالت و جس صفت میں بھی مشغول ہو اُسکے متعلق جائز و ناجائز، حلال و حرام کی تمیز کو جاننا فرض ہے اور اُسکے بعد فساد و حرام سے بچا کر حلال و جائز طریقے سے اُسے چلانا وقت کا فریضہ ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص کسی خاص صنعت کے ساتھ وابستہ ہے تو سب سے پہلے اُس کے جائز یا ناجائز ہونے کا علم ہونا ضروری ہے تا کہ جائز کو اختیار کر سکے اور ناجائز سے اجتناب کرے اور جائز سمجھ کر کسی شعبۂ صنعت کو اختیار کرنے کے بعد اُس کے متعلق جائز و ناجائز اور حلال و حرام کے حوالہ سے شرعی احکام کو جاننا بھی ضروری ہے۔ اِس کے بعد حرام و ناجائز طریقوں سے بچا کر جائز راستوں پر اُسے چلانا دوسرے درجہ کا فریضہ ہے۔ جن میں سے پہلا علم کے حوالہ سے وقت کا افضل ترین وظیفہ ہے اور دوسرا عمل کے اعتبار سے اُس کے وقت و حال کا بہترین کردار ہے۔ یعنی ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' کے دونوں فضیلتوں کے پانیوالے یہ سعادت مند انسان قوتِ فکری و عملی دونوں میں ''افضل الحال'' ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس انسان جس حال اور جس صفت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر شدہ جس مذہبی یا دُنیوی جائز مشغلہ میں بھی ہو وہ اس کا حال اور یہ اُس شغل کے حوالہ سے صاحبِ حال کہلاتا ہے۔ اس پر اپنے اس حال و صفت اور شغل و فریضہ کے حوالہ سے علم و عمل دونوں فریضے عائد ہوتے ہیں یعنی ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ'' کے فقہی اُصول

Marfat.com

کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ اسلام کا وہ اُصول ہے جس میں فقہی اختلاف کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

صوفی حال اور فقہی حال کا فرق

حالِ صوفی کے رُتبے تک پہنچ کر صاحبِ حال ہونے کے لیے حالِ فقہی کے شرعی تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہے جسکے مطابق کوئی شخص اُس وقت تک صاحبِ حال نہیں ہوسکتا جب تک فقہ کے مطابق ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ '' کے رُتبے پر فائز نہ ہو کیوں کہ فقہ کے مطابق ''عِلْمُ الْحَالِ ''اور''حِفْظُ الْحَالِ ''انسان کی قوتِ فکری و عملی کے کمالات ہیں جن کی تعبیر دوسرے الفاظ میں صحتِ عقیدہ و صحتِ عمل سے بھی کی جاسکتی ہے جو شریعت کی ظاہری صورت ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ سلوک فی الدین شریعت کے اِن دونوں حصوں کو یعنی اسلامی عقیدہ و عمل کو اخلاص کے ساتھ اپنے اندر پیدا کرنے کا نام ہے اور صوفی اصطلاح کے مطابق صاحبِ حال سالک فی الدین کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ فقہ کے مطابق علم الحال اور حفظ الحال کے اسلامی احکام پر عمل کیے بغیر تصوف کی دُنیا میں صاحبِ حال ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے اور شریعت کے بغیر طریقت کا وجود نہیں ہے۔ اِسی نکتہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''کُنْ فِی تَصَرُّفَاتِکَ مَعَ شَمْسِ التَّوْحِیْدِ وَالشَّرْعِ وَالتَّقْوٰی فَاِنَّ هٰذِهِ الشَّمْسُ تَمْنَعُکَ عَنِ الْوُقُوْعِ فِی شَبَکَةِ الْهَوٰی وَالنَّفْسِ وَالشَّیْطٰنِ''(۱)

یعنی اپنے تمام اعمال میں توحید اور شریعت اور تقویٰ کی روشنی ساتھ لے کر چل یہ روشنی

۱۔ الفتح الربانی، ص 17، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

تجھے خواہش نفس اور شیطان ونفس امارہ کے جال میں پھنسنے سے بچائے گی۔

اِس کے بعد فرمایا: ''تَفَقَّهُ بِالْفِقْهِ الظَّاهِرِ ثُمَّ اعْتَزِلَ اِلَی الْفِقْه الْبَاطِنِ اَعْمَلُ بِهٰذَا الظَّاهِرِ حَتّٰی یقربک الْعَمَلِ اِلٰی عِلْمٍ لَمْ تَکُنْ تَعْلَمَه''(۱)

یعنی شریعت کے ظاہری احکام کا علم سیکھنے کے بعد باطنی اعمال کا علم حاصل کرنے کے لیے یکسوئی اختیار کر، پہلے شریعت کے ظاہری احکام پر عمل کرتا کہ اپنے علم پر عمل کا کمال تجھے اُس علم تک پہنچائے گا جس کو اِس سے پہلے تو نہیں جانتا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''اعمال را تصحیح وقتی میسر شود کہ اعمال را بشناسد و کیفیت ہر عمل بداند و آن علم احکام شرعی است از نماز و روزہ سائر فرائض و علم معاملات و نکاح و طلاق و مبایعات و علم ہر چیز کہ حق سبحانہ بروواجب ساختہ است واو را بدان دعوت فرمودہ است وان علوم اکتسابیہ است از آموختن آن ہیچ کس را چارہ نیست''(۲)

یعنی اعمال صالحہ اُس وقت درست ہو سکتے ہیں جب اُن کو جانا جائے اور ہر عمل کی کیفیت کی جدا جدا پہچان ہو جس کے لیے نماز، روزہ، نکاح وطلاق اور روزمرہ کے معاملات جیسے اُن تمام احکام کو جاننا ضروری ہے جنکے ساتھ انسان کو واسطہ پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے درست طریقے سے اُنہیں انجام دینے کا حکم دیا ہے اور شریعت کے اِن احکام کو جاننا تعلیم وتعلّم کی کُلفت اُٹھانے سے ہی ممکن ہوسکتا ہے۔ جس سے بے پرواہی کی گنجائش

۱۔ الفتح الربانی، ص 47۔

۲۔ دُرّالمعرفه، دفتر اول، حصه اول، مکتوب نمبر 29، ص 80۔

Marfat.com

کسی کے لیے بھی روانہیں ہے۔

سچے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی اِن تعلیمات کی روشنی میں جب ہم مسلم معاشرہ میں تصوف وطریقت اور پیر ومشائخ کے نام سے پھیلے ہوئے حضرات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں زمین وآسمان کا فرق نظر آتا ہے۔اس سلسلہ کے معروضی حالات کا یہ عالم ہے کہ جو جتنا بڑا شریعت نا آشنا ہوا اُسے اتنا اونچا اُڑایا جاتا ہے، جو جتنا بڑا بدحال وبدعمل ہوا اُتنا اُسے پہنچا ہوا خیال کیا جاتا ہے اور سلوکِ طریقت کو شریعت سے جدا کچھ اور ہی تصور کیا جارہا ہے جس کا تعلق اسلام سے ہے نہ بزرگانِ دین کی تعلیمات سے جبکہ کسی شریعت نا آشنا اور آلودۂ معصیت کو پیر بنانا تمام بزرگانِ دین کی تعلیمات میں ناجائز وحرام ہے۔حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا؛

''پیر برائے آں غرض میگرند کہ دلالت بشریعت نمایند''(۱)

یعنی پیر اِس لیے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی رہنمائی کریں۔

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا؛

''مَنْ لَمْ یَکُنِ الشَّرع رَفِیْقِهٖ فِی جَمِیْعِ اَحْوَالِه فَهُوَهَالِکٌ مِنَ الْهَالِکِیْنَ''(۲)

یعنی جس مدعی مشیخیت نے شریعت کو ہر حال میں اپنا رہنما نہیں بنایا تو وہ خود ہلاک ہے دوسروں کی فلاح کا کیا سبب بن سکتا ہے۔

شریعت کے برخلاف طریقت کے نام پر جن گمراہیوں کا بازار پیری مریدی کے نام سے گرم کیا جارہا ہے،خلقِ خدا کو شرعی احکام سے بیگانہ کیا جارہا ہے اور حقیقی بزرگانِ دین کے ساتھ تصوف وطریقت کی بدنامی کا جو سامان تیار کیا جارہا ہے وہ یہود ونصاریٰ کے

۱۔ مکتوب نمبر 41،دفتر سوم،حصہ ھشتم۔

۲۔ الفتح الربانی،ص 128۔

Marfat.com

احبار و رہبان کی دجل کاریوں سے سے ذرّہ برابر مختلف نہیں ہے، ایسے میں اہل حق، اہل بصیرت اور حق شناس، حق بین علماء دین کی مسئولیت قرار پاتی ہے کہ اس گمراہی کے خلاف تبلیغ کو محراب و منبر کی ترجیح بنائے ورنہ اِن کا انجام گونگے شیطان سے مختلف نہیں ہوگا جس کے بارے میں روایت میں آیا ہے؛

''اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطٰنٌ اَخْرَسٌ''(۱)

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضوں سے خاموش رہنے والے گونگے شیطان ہوتے ہیں۔

فقیر اور عالِم دین کے تضاد کا اشتباہ

ہماری اِس تحقیق کے خلاف شاید کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو جائے کہ سلوک و طریقت اور زُہد و فقیری کا شریعت سے جدا ہونے کا تصور قدیم الایام سے چلا آرہا ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا روم نے بھی کہا تھا۔

قال را بگذار مرد حال شو　　　　پیش مرد کامل پامال شو

ظاہر ہے کہ جس قال کو چھوڑ کر صاحبِ حال ہونے کا مشورہ اس شعر میں مولانا روم نے دیا ہے وہ شریعت کے ظاہری احکام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ نیز حضرت امام محمد سے اُنکے شاگردوں نے تصوف و زُہد میں کتاب تصنیف کرنیکی فرمائش کی جیسے تعلیم المتعلم میں ہے ''قِیْلَ لِمُحَمَّدِ ابْنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلَا تُصَنِّفُ کِتَابًا فِی الزُّهْدِ''(۲) بات صاف ہے کہ اگر زُہد و تصوف کا شرعی احکام سے جداگانہ حقیقت ہونے

۱۔ التفسیر الکاشف، ج5، ص332۔

۲۔ تعلیم المتعلم، ص5۔

Marfat.com

کا تاثر اُنکے ذہنوں میں نہ ہوتا تو اِس حوالہ سے مستقل کتاب لکھنے کی فرمائش کیوں کرتے؟ اِسی طرح بڑے بڑے مشائخ کی زبان سے شریعت وطریقت کی ایک دوسرے سے جدائی، ایک دوسرے سے نہ لگی اور ایک دوسرے کے متضاد ہونے کا سنا گیا ہے۔ نیز پیری مریدی کے شعبہ سے منسلک حضرات کی غالب اکثریت بھی اِسی تاثر کی بنا پر پیر و مشائخ کو علماء پر ترجیح دیتی ہے۔ ایسے میں تصوف وطریقت کو شریعت کے تابع بتانا کہاں کا انصاف ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ حقیقی صوفیاء کرام اور بزرگانِ دین کے مطابق اسلامی تصوف اور پیری مریدی کا شریعت کے تابع اور شرعی احکام کے مطابق ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے جو سچا مسلمان ہوگا وہ اس کے خلاف سوچ بھی نہیں سکے گا کیونکہ شریعت نام ہے اسلامی احکام اور اُن کے علم وعمل کا جبکہ حقیقت نام ہے اس علم وعمل میں اخلاص کا اور اخلاص کے ساتھ اسلامی احکام کے علم وعمل حاصل کرنے کی درسگاہ کا نام طریقت ہے۔ جس پر گزشتہ سطور میں ہم بزرگانِ دین اور چاروں سلاسل کے مسلمہ اہلِ طریقت کے مکمل حوالہ جات درج کر آئے ہیں جبکہ اسلامی احکام کے بغیر طریقت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے تو پھر اِسے شریعت سے جدا ایک الگ چیز بتانے کا کیا جواز ہے۔ شاید ایسے معکوسی ذہن والے گمراہوں پر رَد کرتے ہوئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے فرمایا:

"كُلُّ حَقِيْقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ" (۱)

یعنی جس حقیقت کو شریعت رَد کرے وہ زندیقیت ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے فرمایا:

"پیر برائے آں غرض میگرند کہ دلالت بشریعت نمایند" (۲)

۱۔ عوارف المعارف، ص72۔

۲۔ مکتوب نمبر 41، دفتر سوم، حصہ ہشتم۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ کے حضرت ممشاد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے فرمایا:

''اَدَبُ الْمُرِیْدِ حِفْظُ آدَابِ الشَّرْعِ عَلٰی نَفْسِہٖ''(۱)

سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''اِذَا لَمْ تَتْبَعِ الْکِتٰبَ وَالسُّنَّۃَ وَلَا الشُّیُوْخَ الْعَارِفِیْنَ بِھِمَا فَلَا تُفْلِحُ اَبَدًا''(۲)

چاروں سلاسل طریقت کے اِن ارشادات وتصریحات کی موجودگی میں طریقت کو شریعت سے جدا یا شریعت کے متضاد ہونے کا قول کسی دین دار شخص کا عمل نہیں ہوسکتا بلکہ کسی مجنون کی بڑ یا کسی بے دین کی شیطانی آواز سے خالی نہیں ہے۔(اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ)

جہاں تک مولانا روم کے مذکورہ شعر سے استدلال کرنا ہے تو یہ محض کج فہمی ہے کیوں کہ دراصل مولانا روم نے اس شعر میں جھوٹے مدعیان ولایت اور واجبی شرائط کے بغیر پیر بننے والے گمراہوں کا رد کیا ہے کہ سلوک فی الدین کی طریقت یہ نہیں ہے کہ حقیقی صوفیاء کرام سے منقول کچھ اصطلاحی الفاظ کو یاد کر کے خود کو اُن کا ہم مشرب وہم کار مشہور کیا جائے بلکہ حقیقی سلوک فی الدین کی طریقت میں منازل سلوک کی عملی تربیت ضروری ہے جس کے دوران سالکینِ طریقت کو حال کے امتحان کا سامنا کرنا ہوتا ہے جو خالصتاً باطنی اور وجدانی چیز ہے جس میں نفس امارہ اور منزل کے متضاد تقاضوں کی کشمکش کے دوران اپنی قوتِ فکری وعملی کو صرف اور صرف منشاء مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے تابع رکھ کر ہمہ تن بیدار رہنا ہوتا ہے۔ نفس امارہ کے ساتھ باطنی تصادم کے اس معرکہ میں مقتضاء منزل کو کامیابی کے ساتھ ہمکنار کر کے صاحب حال بننے والے یہی سالکین صاحبِ وقت اور صاحبِ مقام کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں اور یہی صاحبِ کرامت ہو کر ''مَنْ عَمِلَ بِمَا عُلِمَ وَرِثَہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا

۱۔ بحوالہ الرسالۃ القشیریہ، ص 27۔

۲۔ الفتح الربانی، ص 129۔

Marfat.com

لَمْ یَعْلَمْ ''(۱) کے عظیم سے عظیم تر مراتب طے کرنے کے رُتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ اِن ہی پر'' اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ '' کے احکام صادق آتے ہیں۔ مولانا روم نے نہ صرف اس ایک شعر میں بغیر شریعت کے اہل طریقت بننے کے جھوٹے مدعیوں پر رَد کیا ہے بلکہ مثنوی شریف کے اکثر مقامات پر اُنہوں نے صاحبِ حال بننے کے بعد صاحبِ وقت وصاحبِ مقام کے رُتبے پر پہنچنے والے حقیقی اہل طریقت کی تعریف وتوصیف کرنے کیساتھ جھوٹے مدعیان طریقت کی بھی خبر لی ہے۔ جیسے ایک مقام پر جھوٹے مدعیان طریقت کی صحبت سے بچنے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اے بسا ابلیس روئی آدم ہست　　پس بہ ہر دستی نہ باید داد دست

الغرض مولانا روم کے مذکورہ شعر سے یہ استدلال کرنا کہ اُنہوں نے اپنے اس کلام میں ''قَالَ'' سے مراد قال اللہ وقال الرسول کے شرعی احکام لے کر اُنہیں چھوڑ کر صاحبِ حال بننے کا مشورہ دیا ہے۔ اُس عظیم روحانی شخصیت پر تہمت ہے۔ جہاں تک پیری مریدی کرنے والوں کا طریقت کو شریعت سے جدا کہنے کو اس کی دلیل بنانے کی بات ہے تو یہ شیطانی وسوسہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اِن شریعت نا آشناؤں کی زبان پر شیطان بول رہا ہوتا ہے۔ ایسے ہی گمراہوں سے متعلق امام احمد رضا فاضل بریلوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا ہے کہ شرعی احکام پر علم وعمل حاصل کیے بغیر پیر بننے والے شیطان کے مسخرے ہوتے ہیں، اُن کے الفاظ اِس طرح ہیں:

''بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے۔ منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے'' وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا '' اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔''

۱۔ شامی، ج 1، ص 18۔

Marfat.com

حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسی جاہلانہ باتیں جاہل ہی کر سکتے ہیں ورنہ جس کے دل میں ذرہ برابر نورِ معرفت موجود ہوگا وہ طریقت کو شریعت سے جدا اور شریعت کے بغیر کوئی پُر اسرار چیز کہنے کی سوچ بھی نہیں سکتا۔ بغیر واجبی شرائط کے پیر بننے والے غیر معیاری مشائخ اور اُن کے پھندے میں پھنسنے والے جاہل مریدوں کو تبلیغ کر کے اِس گمراہی سے نکالنا علماءِ حق کی شرعی ذمہ داری ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ گمراہی کی اِس روش کو پھیلانے میں علماءِ سوء کا بڑا ہاتھ ہے اگر دُنیا کے پجاری اِن گمراہوں کے ماحول میں دھواں دار تقریریں کر کے عوام کا رُخ اُن کی طرف نہ کریں اور اُن کی تقویت کا سامان نہ بنیں تو وہ کبھی بھی کھلے بندوں ایسی بے دینی پھیلانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی جہلستان کے اسیروں کے ہاتھوں مسلم معاشرہ کو پہنچنے والے نقصان کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحبِ ہدایہ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا تھا؛

فَسَادٌ کَبِیْرٌ عَالِمٌ مُتَهَتِّکٌ ۔۔۔ وَاَکْبَرُ مِنْهُ جَاهِلٌ مُتَنَسِّکٌ

هُمَا فِتْنَةٌ عَظِیْمَةٌ لِمَنْ ۔۔۔ بِهِمَا فِی دِیْنِهٖ یَتَمَسَّکٌ

قربان جاؤں صاحبِ ہدایہ کی اِس بصیرت پر ایسا لگتا ہے کہ جیسے اُنہوں نے پیر پرستی کی موجودہ اندھے پن کو دیکھ کر ہی اُسے مسلم معاشرہ کے لیے عظیم فتنہ قرار دیا ہے۔ اس سے بڑا اندھاپن اور کیا ہوگا کہ سلوک فی الدین کی جس طریقت کو جملہ اہل اللہ نے بلا اختلاف شریعت مقدسہ کا تابع فرمایا ہے اور شریعت اسلامیہ کے احکام پر اخلاص کے ساتھ علم و عمل حاصل کرنے کی تربیت گاہ و رستہ اور ذریعہ حصول قرار دیا ہے اُسی کو اُس کی بنیاد سے کاٹ کر اُس کے مقابلہ میں لایا جا رہا ہے اور اُسے اُس سے مافوق کوئی اور ہی چیز سمجھا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں تو ہم پرست عوام طریقت کو افسون گاہ اور اہلِ بصیرت کہلانے والوں کو افسون گر ہونے کا تصور قائم کر کے گمراہ ہو رہے ہیں۔ شاید ایسے ہی قابلِ افسوس حالات کو دیکھ کر

Marfat.com

سید مودودی نے موجودہ زمانہ کے تصوف کو افیون کے نشہ کے ساتھ تشبیہ دی تھی۔ جہاں تک اہل طریقت کو اہل شریعت پر اور پیر و مشائخ کو علماء دین پر ترجیح دینے، اُنہیں اونچا مقام دینے اور اُنکی زیادہ تعظیم کرنے سے پیدا ہونے والے اشتباہ کا سوال ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے جس معاشرہ میں ایسا ہو رہا ہے وہیں پر اہل طریقت و مشائخ کہلانے والوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

اول:۔ وہ حقیقی مشائخ ہوتے ہیں، یعنی طریقت کو راہِ عمل بنا کر عامل باشرع ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بے عمل علماء کے مقابلہ میں ایسے حضرات بالیقین تعظیم کے قابل اور واجب التکریم ہوتے ہیں جس معاشرہ میں بے عمل علماء کی نسبت اُن کی زیادہ تعظیم کی جاتی ہے یہ حفظ مراتب پر عمل ہونے کے ساتھ مذہبی احکام کے عین مطابق ہے۔

دوم:۔ وہ نمبر دو پیر ہوتے ہیں جو واجبی شرائط کے بغیر مشائخ بننے والے منہ زور چالاک ہوتے ہیں یا عصری مشائخ کی غالب اکثریت کی طرح طریقت نا آشنا ہوتے ہوئے بھی عوامی پیر و مشائخ ہوتے ہیں۔ اس قسم مشائخ کو حقیقی علماء دین پر ترجیح دینا جہالت کے سوا اور کچھ نہیں ہے، جس کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔

لہٰذا عوام کے ایک جاہلانہ عمل کو شرعی دلیل کے طور پر پیش کرنا بجائے خود گمراہی ہے، جس معاشرہ میں اس قسم غیر معیاری مشائخ کو علماء دین پر ترجیح دینے کی روایت ہو وہیں کے علماء حق پر لازم ہے کہ اُن جہلاء کی اصلاح کے لیے اس حوالہ سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں اور علماء کرام کا صحیح مقام و مرتبہ اور اُن کے واجب التعظیم ہونے کے شرعی احکام کا اظہار کریں لیکن اِس مسئولیت کی ادائیگی کے لیے اخلاص درکار ہے، دُنیوی اغراض سے پاک ذہن ضروری ہے اور لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر اِعلاء کلمۃ الحق کا جذبہ درکار ہے جو موجودہ معاشرہ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ اِس حوالہ سے

Marfat.com

علماء دین کہلانے والوں کی غالب اکثریت کا حال یہ ہے کہ اُن میں بعض اپنی کم مائیگی کیوجہ سے خاموش رہنے پر مجبور ہیں اور بعض اپنی جہالت کی بنا پر پیر پرست عوام کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہوتے ہیں جبکہ بعض کثرت کے ساتھ اِس عوامی جہل کاری کو دیکھ کر مرعوب ہوتے ہیں۔

اِس پر مستزاد یہ کہ سیاست کو حدود اللہ کے تابع بنانے کے بجائے کچھ علماء سوٗ ووٹ بینک بنانے کے لیے شرعی احکام کو مصلحتوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اس قسم گمراہیوں کے خلاف تبلیغ کرنے کی توفیق اُنہیں نصیب نہیں ہوتی۔ انجامِ کار اصحابِ محراب ومنبر کہلانے والے یہ حضرات انجانے میں پیر پرستی کی اس اندھیر نگری کا حصہ بن جاتے ہیں، اپنا جائز منصب ومقام اُن نااہلوں کے سپرد کر کے خود اُن کے پیچھے چلتے ہیں اور پیشوا بننے کے بجائے جاہل پیروں کے مقتدی بن جاتے ہیں جس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ جہالت نگری کے اِن معروضی حالات سے پیدا ہونیوالے اِس غیر شرعی کردار کو تصوف وطریقت کے نام سے شریعت پر فوقیت دینے کے لیے دلیل بنانے کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟

ایک غیر اسلامی تصور کو جائز ثابت کرنے کے لیے جاہلانہ کردار سے استدلال کرنے کی اجازت اسلام میں ہرگز نہیں ہے چاہے دُنیا بھر کے غیر معیاری پیرومشائخ مریدوں کے ساتھ مل کر خیالی طریقت کے اِس غیر شرعی نظام کو شریعت سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کریں تب بھی بیچارے عوام کو اور تو ہم پرست جاہلوں کو دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ اُن کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاروں سلاسلِ طریقت کے اسلاف میں کسی ایک قابلِ ذکر ہستی کو بھی اپنا ہمنوا نہیں پائیں گے اور قال اللہ وقال الرسول سے اِس پر سند نہیں لاسکیں گے کیوں کہ علماء دین پر اِن بے حقیقتوں کی فضیلت تو دور کی بات ہے قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی تعلیمات میں تو باعمل علماء کرام کا رُتبہ گوشہ نشین حقیقی درویشوں سے بھی

Marfat.com

زیادہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:

''ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ''(۱)

یعنی پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو شریعت کی تبلیغ کے لیے چُنا ہے تو اُن میں بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور اُن میں سے بعض درمیانہ حال ہیں اور بعض اُن میں اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں اُن پر یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔

جملہ معترضہ

قربان جاؤں حضرت ملک المدرّسین استاذی المکرّم مولانا عطا محمد بندیالوی نوّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشّریف کے انداز تفہیم پر، اُن کے مشفقانہ انداز کلام پر اور اُن کی فیض رساں صحبت و معیت پر کہ مختلف مکاتب فکر مدارس میں دو تین سال تک کتب فقہ پڑھنے کے باوجود جس مسئلہ پر ابھی تک تسلی نہ ہوئی تھی اُنہوں نے بغیر مجلس درس یوں ہی راہ چلتے چلتے ذہن نشین کرالیا۔ ایک تمہیدی اور غیر مقصودی بات کے ضمن میں فلسفۂ منطقیہ کے کتنے عمیق حقائق تک پہنچادیا۔ (فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ)

اِس واقعہ سے حضرت کی فیض رسانی، اُن کی معیت کی برکات، اُن کے حلقۂ درس و تدریس کے فیوضات وافادیت کا علماء کرام آسانی کے ساتھ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ وہ کتنے باکرامت تھے، کتنے بڑے فیض رسان تھے اور کتنے عظیم المرتبت عالم دین تھے۔ خوش قسمت ہیں وہ حضرات جنہوں نے اس عظیم ولی اللہ کی صحبت پائی، ان کا درس لیا اور ان کے

۱۔ فاطر،32۔

Marfat.com

علوم وکمالات کے وارث بنے۔ میں تحدیثِ نعمت کے طور پر اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میرے جیسے ناکارۂ خلائق کو الٰہیات کا تھوڑا بہت جو کچھ بھی حصہ ملا ہے اُس کا زیادہ تر حصہ اسی دَر سے ملا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے تحدیث نعمت کے طور پر عظیم خانوادۂ نبوت آل نبی اولادعلی، امام المسلمین حضرت امام جعفر صادق علی جدہ وعلیہ السلام کے حوالہ سے حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''لَوْلَا السَّنَتَانِ لَھَلَکَ نُعْمَانُ''

یعنی اگر حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں دو سال نہ گزارتا تو جہالت کی ہلاکت میں گر گیا ہوتا۔

میں بھی اسی طرح اعتراف کرتا ہوں کہ حضرت کے حلقۂ درس کے فیوضات و برکات اور علمی جواہر کے پھولوں سے اپنی جھولی بھرنے کی خاطر سیال شریف سے لے کر بندیال تک کی آج سے نصف صدی قبل کی رہائشی تکلیفوں کو برداشت نہ کیا ہوا ہوتا تو لاحاصل ہی رہتا۔ میں نے اگرچہ غزالی زمان سید احمد سعید کاظمی، امام العرفاء سید امام شاہ مہر آبادی، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا شمس الحق افغانی جیسے شہرہ آفاق اہل علم سے جزوی طور پر کافی کچھ حاصل کیا ہے تاہم رفقاء محترم حضرت مولانا عبدالحق جانشین حضرت استاذ استاذنا یار محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف بندیال شریف، مولانا محمد اشرف سیالوی (مرحوم)، مولانا غلام محمد بلوچ جیسے زکی الطبع فضلاء وقت کی ہم درسی میں ان کے ہمراہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند بن کر حضرت کے حلقۂ درس سے چند سالوں تک جو مستفیض ہوا ہوں اُسی کو اصل سرمایہ حیات سمجھتا ہوں کہ اُسی کی بدولت اکابر کے نکات کو سمجھنے کے قابل ہوا، قرآن وحدیث کے لازوال معارف تک پہنچنے کا اہل ہوا اور اہل علم کی صفوں میں بیٹھنے کا مستحق ہوا۔ (اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی تَوْفِیْقِہٖ)

Marfat.com

لگتا ہے کہ جملہ معترضہ کے طور پر میں اپنے محسن و مہربان استاذ کے کمالات و احسانات کی مہک میں محو ہو کر کافی دور نکل گیا۔ دراصل موجودہ خانقاہی نظام کی کمزوریوں، بزرگان دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے حضرات کی کوتاہیوں اور پیری مریدی کی موجودہ مراسم کی بے حقیقتیوں سے متعلق میری طرف سے حضرت کے سامنے پیش کیے گئے مذکور الصدر چند سوالات کا حضرت نے جو جواب دیا میں نے اُسے نذر قارئین کرنا تھا تو انسانوں کے افراد کا باہمی بے مثل ہونیکا مسئلہ فقہی کتابوں کے مطابق مجھے سمجھانے کے بعد حضرت نے میرے اصل سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حیوان کے ماتحت دوسرے انواع کے افراد کا ایک دوسرے سے بے مثل ہونے کی طرح افراد انسان بھی ایک دوسرے سے بے مثل ہیں اور بزرگانِ دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے سجادہ نشین حضرات یا کسی صاحب مزار کے سجادہ نشین ہوئے بغیر جو حضرات پیری مریدی کرنا چاہتے ہیں وہ بھی انسان ہی ہوتے ہیں اور دوسرے انسانوں کا ایک دوسرے سے مختلف المزاج اور قوت فکری و عملی، زبان، اخلاق، اطوار اور اندازِ حیات میں مختلف ہونے کی طرح یہ بھی مختلف ہوتے ہیں۔

فطری طور پر ہر صاحب سجادہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اسلاف سے بھی بڑھ کر کمال دِکھائے ورنہ اُن کی برابری سے نیچے تنزل کی طرف جانے کو تو کوئی ایک بھی پسند نہیں کرتا لیکن کسی کی خالی خواہش اور دلی تمناؤں پر کامیابی حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے فطری صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہے۔ جس کسی کے اندر پیدائشی طور پر یہ صلاحیتیں موجود ہوں اور وہ اُنہیں استعمال بھی کرے تو اُسی تناسب سے کامیابیاں بھی حاصل ہوتی ہیں ورنہ نہیں۔ بزرگان دین کی خانقاہوں پر یا اُن کے سجادوں پر جو سجادہ نشین حضرات بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اُن کا اپنے اسلاف کے نقشِ قدم کے مطابق ہونے یا نہ ہونے، شریعت و طریقت کے مطابق ہونے یا نہ ہونے، روحانی ترقی میں اپنے اسلاف سے زیادہ ہونے،

Marfat.com

برابر ہونے، کم ہونے یا لاشے ہو کر تنگِ اسلاف ہونے کا فلسفہ اِسی اُصولِ فطرت پر استوار ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ ہر انسان کے اندر فطری طور پر تین قوتیں ہوتی ہیں:

❶ قوتِ عقل۔ ❷ قوتِ شہوت یعنی خواہشات۔ ❸ قوتِ غضب۔

اِن میں سے قوت عقلانی کا ذاتی رجحان صراط مستقیم کی طرف ہوتا ہے جس کے مظاہر شریعت و طریقت کی شکلوں میں دیکھے جاتے ہیں جبکہ اس کے مقابلہ میں قوتِ شہوانی و غضبانی کا ذاتی رجحان حرکتِ سفلی اور نفس امارہ کی طرف ہوتا ہے جس کے مظاہر گناہ و معصیت کی صورتوں میں دیکھے جاتے ہیں۔

ایک کے مقابلہ میں دو کے اثرات و نتائج بھی زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا اہل اطاعت کے مقابلہ میں اہل معصیت کا وجود بھی تاریخ کے ہر دور میں زیادہ رہا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ''(۱)

یعنی میرے بندوں میں اطاعت گزار کم ہیں۔

یہ اطاعت گزار بندے وہی ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ شہوانی و غضبانی کو قوتِ عقلانی کے تابع بنا کر زندگی کے جملہ پہلوؤں میں صراط مستقیم اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں اِن ہی کو قرآن شریف میں اصحاب یمین، قلب سلیم، عباد الرحمان اور اولیاء اللہ کے القاب کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ ان حضرات کی شرح وجود زندگی کے دوسرے شعبوں سے وابستہ لوگوں میں کم ہونے کی طرح خانقاہوں اور بزرگانِ دین کے سجادہ نشینوں میں بھی کم یاب ہونا باعث تعجب نہ ہونا چاہیۓ۔ حضرت اُستاذ مکرم نے مزید فرمایا کہ جو حضرات اپنے بزرگوں کے سجادوں پر بیٹھ کر اُن کے کردار کا عشر عشیر ادا کریں پھر بھی غنیمت ہے۔

حضرت کے اِن ارشادات کی روشنی میں خانقاہوں اور سجادہ نشینوں کے حوالہ سے نہ صرف

۱۔ السبا، 13۔

Marfat.com

میرے مذکورہ سوالات کا جواب آ گیا بلکہ یہ حکیمانہ جملے پیری مریدی کے حوالہ سے ہر تلخ و شیرین کو پرکھنے کے لیے رہنما اصول بن کر ہمیشہ میرے پیش نظر رہتے ہیں جن کی روشنی میں اصلی و نقلی کو پرکھنے کی تفصیل میری نگاہ میں کچھ اس طرح ہے۔

غیر معیاری پیروں کے ماحول کا جھلستان

گزشتہ صفحات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ روح تصوف اور جان طریقت کے منافی کردار کے حامل نمبردو مشائخ کو بھی علماءِ سُوء کی طرح ہی زوال مسلم کے اسباب میں بڑا دخل ہے۔اس کے ساتھ اُن کے حلقہ اثر سے مانوس یا اُن کے گیتی نما دام تزویر میں پھنسے ہوئے عوام پر پڑنے والے منحوس اثرات کی بابت بھی اپنے چند مشاہدات نذر قارئین کئے دیتا ہوں تا کہ اہل فہم کے لیے نصیحت و عبرت ہو سکے:

1968ء کی بات ہے پشاور کے ایک سادات گھرانے میں فوتگی ہوئی تھی تعزیت کی غرض سے وہاں پر گیا تھا اتنے میں اُن لوگوں کا خاندانی پیر جو صوبہ سرحد کا مشہور عالم و سید ہونے کے ساتھ ایک روحانی گھرانے کا چشم و چراغ بھی تھا تشریف فرما ہوئے جو نام سے مجھے جانتا تھا لیکن بالمشافہ جان و پہچان اِس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ تعزیتی دُعا کے بعد پیر صاحب نے متوفی کی موت کے اسباب کا پوچھا تو اُسکے وارث (جو عمر رسیدہ آدمی تھا) نے کہا کہ وہ عالم الغیب کو مسخر کرنے کا عمل کیا کرتا تھا جس پر وہ اُسے تنگ کیا کرتے تھے اب مار ڈالا۔اُس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جنات کو مسّخر کرنیکا عمل کیا کرتا تھا جس وجہ سے وہ اُسے تنگ کرتے تھے اب اُنہوں نے اُسے مار کر ختم کیا۔ جنّات کو عالم الغیب کہنے کی غلط اعتقادی کا سن کر مذکورہ پیر صاحب اُسکی اصلاح کرنے یا اس کج اعتقادی سے اُس کو منع کرنے کی اپنی شرعی مسئولیت کو انجام دینے سے قطعاً

Marfat.com

خاموش رہا پیر و مرید کے اس ناروا کردار کو دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی کہ جنّات کو عالم الغیب کہنا شریعت کی رُو سے ناجائز ہے کیوں کہ عالم الغیب ہونا صرف اللہ کا خاصہ ہے اُسکے سِوا کوئی اور عالم الغیب نہیں ہوسکتا۔ میری بات کو کاٹتے ہوئے پیر صاحب اِس غیر شرعی جملہ کی توجیہ کرنے لگے کہ عالم الغیب کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور دوسری قسم مجازی جو اللہ کے سِوا کسی اور کو بھی کہا جاسکتا ہے۔ پیر صاحب کی اس اُوٹ پٹانگ توجیہ اور اپنے جاہل مرید کو خوش کرنے کے لیے شریعت کی پامالی کی جسارت کو دیکھ کر میری حیرت کی انتہا ہوئی۔

اس مشاہدہ سے قارئین کو ملنے والے سبق دو طرح کے ہیں۔ ایک مریدوں کے حوالہ سے، دوسرا اُن کے دُنیادار پیروں کے حوالہ سے۔ مریدوں کے حوالہ سے جو سبق مل رہا ہے وہ یہ ہے کہ نمبر دو پیروں کے جال میں پھنسنے کے نتیجہ میں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے محرومی و ناواقفیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ خالق و مخلوق کی جدا جدا حیثیات و صفات اور اُس کے مطابق اسلامی عقیدہ اپنے اندر پیدا کرنے سے ایسی محرومی ہوتی ہے کہ غیر اللہ کو صفتِ الوہیت میں شریک سمجھ کر اُنہیں عالم الغیب کہتے پھرتے ہیں جبکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق عالم الغیب کا اطلاق اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی اور پر بہ اجماع المسلمین حرام و ناجائز ہے، مفضی الی الشرک ہے اور غیر اسلامی حرکت ہے، قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں کسی بھی غیر اللہ کو عالم الغیب کہنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کو رحمۃ للعٰلمین کہنا ناجائز ہے۔ جیسے حقیقت و مجاز کی تفریق و تاویل کی ناکام کوشش کے ساتھ آنحضرت رحمتِ عالم ﷺ کے سوا کسی اور پر ''رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' کا اطلاق کرنا شرک فی الرسالۃ کے مترادف ہے ویسے ہی کسی بھی تاویل سے عالم الغیب کا غیر اللہ پر اطلاق کرنا شرک فی الالوہیت کے مترادف ہے جس کا قائل جملہ مکاتب فکر اہل اسلام میں کوئی انسان

Marfat.com

نہیں ہے سنی نہ شیعہ، بریلوی نہ دیوبندی، اہلحدیث نہ اہل تقلید لیکن نمبر دو مشائخ کی صحبت بد کا یہ منحوس اثر ہے کہ زاویہ ظلمت کے یہ اسیرِ جہل صفات خالق ومخلوق کی تمیز کرنے سے بھی قاصر ہیں صرف اتنا ہی نہیں بلکہ میں نے بہت سے ایسے مریدانِ باکدر دیکھے ہیں جو نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھ سکتے ہیں، طہارت کے مسائل اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو جاننا تو دور کی بات ہے بلکہ سیدھی طرح کلمہ طیبہ پڑھنا بھی نہیں جانتے ہیں جس کی واحد وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان قابل رحم بیچاروں کو کسی پیر کے مرید ہونے کو ہی بخشش کا ذریعہ کہہ کر اسلام کے بنیادی مسائل سے بھی غافل رکھا جارہا ہے کہ اسی میں دُنیادار پیروں کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے اور اس راز کی پاسداری کے لیے ان کے غیر اسلامی عقائد واعمال کے جواز تلاش کرنے کے لیے اُوٹ پٹانگ تاویلات وتوجیہات پیش کر کے دین اسلام میں اشتباہ پیدا کیا جارہا ہے جو احبار ورھبان کے کردار کا عکس ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ''(۱)

یعنی اہل ایمان کو اُن احبار ورھبان کی طرح نہ ہونا چاہئے جو بالیقین ناواقف حال لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے منع کرتے ہیں۔

کتنا بڑا المیہ ہے کہ تصوف وطریقت کے اکابر شیوخ مثلاً ''حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین حسن اجمیری، داتا گنج بخش علی ہجویری اور حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَھُمْ جیسے بزرگان دین نے حلقہ پوشی کے جس اندازِ فکر کو لوگوں کی اصلاح عقیدہ وعمل کا ذریعہ بنا کر ہزاروں کج کلاہاں عالم کے علم دشمنوں کو علم دوست اور لاکھوں خدا ناشناساؤں کو خدا آشنا بنایا تھا۔ آج کل اُن ہی کے نام پر کچھ اور ہی کیا جارہا ہے

۱۔ التوبہ، 34۔

Marfat.com

تصوف وطریقت کا نام تو وہی ہے جبکہ کام بدل چکا ہے، اُن حضرات قدسیہ نے طریقت کے ذریعہ اسلام کا نور پھیلایا تھا خلق خدا کو علم کی روشنی دی تھی جبکہ اُن کے نام استعمال کرنے والے یہ جعل ساز خلق خدا کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بھی محروم کر رہے ہیں۔

یہ ہوا میرے مذکورہ مشاہدہ سے نام نہاد پیروں کے پھندۂ استبداد میں پھنسے ہوئے مریدوں کی جہل آموزی کی ایک جھلک جس میں جہل کی لعنت سے بچنے کے خواہش مند مسلمانوں کے لیے درسِ عبرت ہے اور نام نہاد پیروں کے حوالہ سے جو سبق عام پیروں کی طرح جاہل محض نہیں بلکہ صاحبِ علم بھی ہے اور علم کا عوام رُعب ہوتا ہے ایک صاحبِ علم پیر کا مریدوں کی خواہش کے خلاف لب کشائی کرنے سے کترانا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ پیری مریدی کے کاروبار کرنے والے نمبر دو مشائخ کے نزدیک اسلامی نظریات کی پاسداری نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ تو صرف اور صرف اپنے کاروبار کو تحفظ دینے کی فکر میں ہوتے ہیں اور ہر اُس کردار کو اپناتے ہیں جس سے اُن کے اِس گھناؤنے کاروبار کو وسعت ملے اگرچہ اسلام کا نقصان ہی سہی اور ہر اُس کردار سے پہلوتہی کرتے ہیں جس میں اُن کی دُنیاداری کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو چاہے اسلام کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

ناقص پیر کی بیعت حرام

قرآن وسنت کے یہ نصوص جہاں منصب ارشاد پر فائز بیعتِ طریقت دینے والوں کا رسول اللہ ﷺ کے نائب وخلیفہ ہونے کے ناطے سے اپنے مریدوں کے تزکیہ نفس اور روحانی تربیت وتعلیم کے مسئول وذمہ دار ہونے پر دلالت کر رہے ہیں وہاں اس بات پر بھی دلالت کر رہے ہیں کہ بدعقیدگی وبدعملی کی نجاستوں سے مریدوں کا تزکیہ نفس کرنے کی صلاحیت سے محروم وعاجز حضرات اس منصب کے اہل نہیں ہیں جس کا شرعی حکم ومنطقی نتیجہ

Marfat.com

ایسے نااہلوں کو پیر ومرشد بنانے والوں کی جہالت وخطا کاری ہونے کے ساتھ اُن کے پیر بننے کی خیانت کاری کے سوااور کچھ نہیں ہے یعنی پیری مریدی کے شرعی تقاضوں کو نبھانے سے محروم وعاجز سجادہ نشینوں اور پیروں کے مرید ہونیوالے لوگ جہالت وخطا کاری سے خالی نہیں ہیں جبکہ ایسے سجادہ نشین وپیر حضرات شریعت وطریقت کے مجرم وخائن ہونے کے جرم سے خالی نہیں ہیں۔ حضرت امام الاولیاء میر عبدالواحد بلگرامی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے سبع سنابل میں صحیح پیر ومرشد کی مذکورہ شرائط بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''واگر در پیر ازیں ہر سہ شرائط یکی مفقود بود بیعت بااو جائز نہ باشد واگر کسی از سبب نادانی باو بیعت کردہ باشد باید کہ ازآں بیعت بگردد''(۱)

پیر ومرشد ہونے کے لیے مذکورہ شرائط میں سے کسی پیر کے اندر اگر کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جاتی ہو تو پھر اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز نہیں ہے اگر کوئی شخص ناسمجھی کی وجہ سے اُس کی بیعت کر چکا ہو تو اُس سے جان چھڑانا چاہیے۔

امام احمد رضا خان بریلوی نے اس آخری حصہ کے ترجمہ میں فرمایا:

''اگر کسی نے نادانستہ ایسے پیر سے بیعت کر لی تو اُس پر اُس بیعت کو توڑ دینا واجب ہے۔''

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نادانستگی میں کیئے گئے اس گناہ سے بچنے کا واحد ذریعہ اُسے توڑنا ہی ہے۔ اُن لوگوں کی کم عقلی وبے بصیرتی پر ماتم کرنا چاہیے جو ایک طرف امام احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ حُسن عقیدت رکھتے ہیں دوسری طرف اُنکی تعلیمات کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے نمبر دو پیروں کی پوجا پاٹ میں اپنا دین ودُنیا برباد کر رہے ہیں۔ حضرت امام الاولیا میر عبدالواحد بلگرامی نے مذکورہ عبارت میں مسند ارشاد سے قاصر

۱۔ سبع سنابل، ص45۔

Marfat.com

اور لوگوں کو مرید کرنے کی شرائط سے محروم سجادہ نشینوں کو اُن کی اس غلطی پر تنبیہ کرنے کے ساتھ مسندِ ارشاد کے لیے دوسری شرط کی تفصیل اس طرح بتائی ہے:

''شرط دوم پیر آنست کہ عالم و عامل باشد بر جملہ عبادات و درادائے احکام قاصر و متھاون نبود و اگر بر انواع عبادات عالم نبود عامل نہ نتواں شد و از حد شرع بیفتد پس پیری رانشاید''

صحیح معنی میں پیر و مرشد بننے کے لیے دوسری شرط ایسا عالم باعمل ہونا ہے کہ شریعت مقدسہ میں مقررہ عبادات و احکام کی بجا آوری کرنے میں کمزوری و کوتاہی نہ کرے۔ جو شخص انواع عبادات کو نہ جانے وہ اُن پر عمل بھی نہیں کرسکتا جب عمل نہیں کرسکتا تو صحیح معنی میں پیر بننے کا اہل بھی نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ کے حوالہ سے فرمایا:

''اِذَا وَجَدْتَ فِی قَلْبِکَ بُغْضَ شَخْصٍ اَوْحُبَّہٗ فَاعْرِضْ اَفْعَالَہٗ عَلَی الْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانَتْ مَحْبُوْبَۃً فِیْھِمَا فَاَحِبَّہٗ وَاِنْ کَانَتْ مَکْرُوْھَۃً فَاکْرِھْہُ لِئَلَّا تُحِبَّہٗ بِھَوَاکَ وَتُبْغِضَہٗ بِھَوَاکَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ''وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِہٖ''(۱)

جب تو اپنے دل میں کسی شخص کے متعلق محبت یا نفرت محسوس کرے تو اُس کے کاموں کو قرآن و سنت پر پیش کر کے دیکھ اگر اِن کے مطابق پسندیدہ ہوں پھر تو بھی اُسکے ساتھ محبت کر اور اگر قابل نفرت ہو تو بھی اُس سے نفرت کر، تاکہ اپنی خواہش کو کسی کے ساتھ

۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج 1، ص 131۔

Marfat.com

محبت اور کسی سے نفرت کرنے کا معیار نہ بنائے۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے اصلی پیرومرشد کی عظمت شان بتانے کے ساتھ اللہ کے سچے ولیوں کے لیے ناقابل انفکاک کرامات لازمہ کی بھی نشان دہی فرمائی ہے اُن کے درس توحید پر قربان جاؤں وہ فرماتے ہیں:

''اَلْوِلَایَۃُ ظِلُّ النُّبُوَّۃِ وَالنُّبُوَّۃُ ظِلُّ الْاِلٰھِیَّۃِ وَکَرَامَۃُ الْوَلِیِّ اِسْتِقَامَۃُ فِعْلٍ عَلٰی قَانُوْنِ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم''(۱)

ولایت نبوت کا سایہ ہے اور نبوت الوہیت کا پرتو ہے اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اُس کا عمل نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم ہو۔

حضرت امام الاولیاء کے اس کلام سے مندرجہ ذیل مسائل کی وضاحت ہو رہی ہے؛

۱ اولیاء اللہ کا سلسلہ رحمت غیر منقطع ہے کیوں کہ وہ سایہ نبوت ہے اور سایہ نبوت نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں تا قیامت قائم ودائم ہے۔ لہٰذا اولیاء اللہ کا سلسلہ رحمت بھی قیامت تک قائم ودائم رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ جیسے مرفوع حدیث میں آیا ہے:

''لَنْ تَزَالَ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ مَنْصُوْرِیْنَ لَایَضُرُّھُمْ مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ''(۲)

میری اُمت میں ایک طبقہ قیامت تک حق پر قائم ودائم رہے گا مخالف کی سازش اُس کے پایۂ استقلال کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

۲ اولیاء اللہ کی فکر وعمل منشاء الٰہی کے خلاف نہیں ہوسکتا کیوں کہ وہ واسطہ در واسطہ انجام کار سایہ رحمت الٰہی کا ظہور ہے اور سایہ رحمت الٰہی کا ظہور کبھی بھی منشاء الٰہی کے

۱۔ بهجة الاسرار، ص 39، مطبوعه مصطفى البابى مصر۔

۲۔ ابن ماجه شريف، ص 287۔

Marfat.com

خلاف نہیں ہوسکتا۔

❸ اولیاء اللہ کی یقینی کرامت ان کی استقامت فی الدین ہے کیوں کہ یہ وہ کمال ہے جو جھوٹے دعویدارانِ ولایت کو نصیب نہیں ہوسکتا جبکہ اس کے علاوہ ہر طرح کے اُمور خارق عادت اولیاء الشیطان سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں گویا اولیاء اللہ کے لیے کرامات کے دو معیار ہیں اول عوامی معیار جس کے مطابق کسی ظاہری ناممکن بات کو ممکن کرنے والوں کو دیکھ کر عوام اُنہیں اولیاء اللہ سمجھتے ہیں لیکن اِس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کیوں کہ بہت سے بدعقیدہ و بدعمل گمراہوں سے بھی ایسے عجیب وغریب عمل صادر ہو سکتے ہیں بلکہ جوگی و بہرمن اور مشرکوں تک اعداء اللہ بھی مخصوص عمل اور سفلی عملیات کے ذریعہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن کسی بھی حوالہ سے دین اسلام کے متضاد معاشرہ و ماحول میں رہتے ہوئے استقامت فی الدین دکھانا انبیاء و مرسلین یا اُن کے متبعین اولیاء اللہ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا شرعی معیار کے مطابق سچّے اولیاء اللہ کے لیے یقینی معیارِ کرامت استقامت فی الدین ہی ہے۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف اپنے اِس کلام میں شرعی معیار کے مطابق اولیاء اللہ کے لیے استقامت فی الدین کو بطور کرامت بیان کر کے دُنیا کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ وہ جس سعادت مند کو بھی استقامت فی الدین کے مرتبہ پر فائز پائیں تو اُنہیں واجب التعظیم اولیاء اللہ سمجھ کر اُن کا دامن فیض تھام لیں اس کے بعد اگر کچھ ظاہری اور محسوس امور خارِق عادت کا بھی اُنکے حوالہ سے مشاہدہ کریں تو اِسے بھی استقامت فی الدین کا ہی نتیجہ سمجھیں گویا سچّے اولیاء اللہ سے کبھی کبھی عوامی معیار کے مطابق جو محسوس کرامات ظاہر ہوتی ہیں وہ بھی اصل کرامت و استقامت فی الدین کے نتائج وثمرات ہی ہوتی ہیں بخلاف اُن عوامی کرامات کے جو نمبر دو پیروں،

Marfat.com

جادوگروں، جوگیوں اور جملہ اعداء الدین کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہیں کہ وہ استدراج، مخصوص تعلیم وتربیت یا سفلی عملیات سے خالی نہیں ہیں۔ لہٰذا اُنہیں کرامت کہنا بھی محض عوامی زبان ہے ورنہ شریعت کی رو سے ایسی گمراہیوں کو کرامت کہنا نتیجہ جہل ہونے کی بنا پر بجائے خود گناہ ہے گویا حقیقی اولیاء اللہ اور اُنکی کرامت اور عوامی اولیاء اللہ و کرامت کے مابین زمین وآسمان کا فرق ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے اس کلام میں سچے اولیاء اللہ کو اللہ کے رسول ﷺ کا سایہ اور اُنکی استقامت فی الدین کو اُن کی کرامت قرار دیکر عوامی معیار ولایت وکرامت سے بچنے کی تبلیغ فرمائی ہے، نمبردو مشائخ سے دور رہنے کی تعلیم دی ہے اور

اے بسا ابلیس آدم روئی ہست

پس بہر دستی نباید داد دست

کی نصیحت کو سمجھنے کی تلقین فرمائی ہے (فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ)۔

❷ کچھ اہل علم کے مابین اولیا اللہ کی کرامت کا اختیاری یا غیر اختیاری ہونے میں نیز کرامت کا صاحب کرامت اولیاء اللہ سے جدا ہونے یا نہ ہونیکے حوالہ سے اختلافات مشہور تھے۔ حضرت امام الاولیاء کے اس کلام سے اِس کا بھی فیصلہ ہوگیا اور واضح ہوا کہ سچے اولیاء اللہ سے اُن کی بنیادی کرامت کبھی جدا نہیں ہوتی، نیز معلوم ہوا کہ شرعی معیار کے مطابق کرامت ہمیشہ اُن کے اختیار میں ہوتی ہے کیوں کہ یہ استقامت فی الدین ہے اور استقامت فی الدین نہ کبھی غیر اختیاری ہوتی ہے نہ کبھی جدا ہوتی ہے۔ سچ کہا گیا ہے ''کَلَامُ الۡاِمَامِ اِمَامُ الۡکَلَامِ''

قارئین کو غور کرنا چاہیے کہ صدیوں سے جن مسائل کو متنازعہ بنا کر ایک دوسرے کے متضاد تقریریں وتحریریں وجود میں لائی گئیں، کتابوں کے ہزاروں صفحات لکھے گئے پھر

Marfat.com

بھی مسئلہ حل نہیں ہوا لیکن قربان جاؤں میں اپنے پیرومرشد امام الاولیاء پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے کمال علمی و انداز بیان پر کہ برہان فطری پر مشتمل اِس دعویٰ با دلیل کے مقدمات بدیہیہ فطریہ کے اندر فطری استدلال کے ایک ہی جملہ میں سب کے لیے قابل فہم فیصلہ صادر فرما دیا۔

ولایت و کرامت کے لیے شرعی معیار کے حوالہ سے اگرچہ حضرت امام الاولیاء کا یہ کلام جملہ اہل علم حضرات کی تسلی کے لیے کافی و شافی ہے تاہم مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے کچھ اور بزرگان دین کے فرمودات کو بھی نذر قارئین کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضرت امام ابو القاسم قشیری نے الرسالۃ القشیریۃ میں حضرت بایزید البسطامی کے حوالہ سے بیان کیا ہے:

''لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰی رَجُلٍ اُعْطِیَ مِنَ الْکَرَامَاتِ حَتّٰی یَرْتَقِیَ فِی الْھَوَآءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِہٖ حَتّٰی تَنْظُرُوْا کَیْفَ تَجِدُوْنَہٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَ آدَابِ الشَّرِیْعَۃِ''(۱)

اگر تم نے کسی ایسے خارق العادات دِکھانے والے شخص کو دیکھو جو ہوا میں اُڑنے کا کمال دِکھاتا ہے پھر بھی اُسے شریعت کے اوامر و نواہی اور حدود اللہ و آداب شرع کی پابندی کے حوالہ سے دیکھے بغیر کہیں دھوکہ مت کھاؤ۔

حضرت مجدّد الف ثانی فرماتے ہیں:

''بدانند کہ طی منازل و وصول بآن ولایت نیز مربوط باعمال شریعت است''(۲)

سمجھنا چاہئے کہ عمومی ولایت کا حصول شریعت کی پابندی پر موقوف ہونیکی طرح خصوصی

۱۔ الرسالۃ القشیریۃ، ص15، مطبوعہ مصطفی البابی مصر۔

۲۔ مکتوبات، ج2، ص 134، حصّہ نور الخلائق۔

Marfat.com

ولایت کے منازل کا حصول بھی شریعت کے احکام پر عمل کرنے پر موقوف ہے۔

اِس کے بعد فرماتے ہیں:

''اُمہات جمیع کمالات ولایت ونبوت احکام شرعیہ است کمالات ولایت نتائج صورت شریعت است و کمالات نبوت ثمرات حقیقت شریعت''(۱)

تمام کمالات ولایت ونبوت کی بنیاد احکام شرعیہ ہیں اس طرح کہ کمالات ولایت صورت شریعت ہیں تو کمالات نبوت شریعت کی حقیقت کے پھل وثمرات ہیں۔

حضرت ابو حفص عمر حدّاد کے حوالہ سے امام ابوالقاسم القشیری نے لکھا ہے:

''مَنْ لَمْ یَزِنْ اَفْعَالَهُ وَاَحْوَالَهُ فِی کُلِّ وَقْتٍ بِالْکِتٰبِ وَالسُّنَّةِ وَلَمْ یَتَّهِمْ خَوَاطِرَهُ فَلَا تَعُدَّهُ فِی دِیْوَانِ الرِّجَالِ''(۲)

ولایت وبزرگی جو دعویدار بھی ہمہ وقت اپنے جملہ اعمال وحالات کو کتاب وسنت کے ترازو میں نہ تولتا ہو اور بتقاضاء بشریت دل پر آنے والے نامناسب خیالات کو مطعون ٹھہرا کر اُن سے نہ بچتا ہو تو اُسے مردانِ ولایت میں مت شمار۔

حضرت امام عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت بحر الحقائق ممدوح نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

''اِعْلَمْ اَنَّ مَوَازِیْنَ الْاَوْلِیَآءِ الْمُکَمِّلِیْنَ لَا تُخْطِی الشَّرِیْعَةَ اَبَدًا فَهُمْ مَحْفُوْظُوْنَ مِنْ مُخَالَفَةِ الشَّرِیْعَةِ''(۳)

۱۔ مکتوبات، ج2، ص135، حصہ نور الخلائق۔

۲۔ الرسالۃ القشیریہ، ص18۔

۳۔ الیواقیت والجواہر، ص26، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

کامل ومکمل اولیاء اللہ یعنی سچے اولیاء اللہ کو پہچاننے کا معیار اُنکا پوری عمر شریعت کی خلاف ورزی سے بچنا ہے کیونکہ سچے اولیاء اللہ شریعت کے خلاف کاموں سے محفوظ ہی ہوتے ہیں۔

ایک خطرناک مغالطہ کا ازالہ

شریعت کی زبان میں اولیاء اللہ ہونے کے لیے اِس معیار کو پڑھنے کے بعد بہتوں کو اپنی پسند کے نمبر دو پیروں کے سچے اولیاء اللہ ہونے کا گمان ہوسکتا ہے کیوں کہ نمبر دو پیروں کی غالب اکثریت ہمارے مشاہدہ کے مطابق ایسے ہوشیار و چالاک دنیاداروں پر مشتمل ہے جو نماز وروزہ کی بھی پابندی کرتے ہیں، باریش بھی ہوتے ہیں، اپنے مخصوص ماحول میں وعظ و تبلیغ بھی کرتے ہیں اور ہاتھ میں تسبیح سر پر سنت عمامہ بھی سجائے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کے ظاہری حالات کو دیکھ کر ناواقف حال حضرات کا ان کی بابت پابندِ شرع ہونے کا گمان ہونا فطری بات ہے بالخصوص ناپختہ علماء اور پابندیٔ شرع کی حقیقت سے ناواقف حال حضرات کا اس حوالہ سے مغالطہ کھانا اُنکی بے علمی کا نتیجہ ہے کیوں کہ اِن کوتاہ بینوں کی نگاہ میں تو اِن چند ظاہری باتوں کی پابندی کرنا ہی شریعت کی اتباع و دینداری اور پیرومرشد ہونے کے لیے شرعی معیار و پرہیزگاری ہے، چنانچہ اِن نادانوں کی اِس پست معیاری وکوتاہ بینی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اِس ڈگر کے نمبر دو مشائخ بدمریدوں کی مجلس میں بیٹھ کر اپنے اعمال کو عین شریعت کہہ دیتے ہیں ''مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ '' جیسی حدیثوں کو اپنے مخالفین پر چسپاں کر کے ناواقف حال لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اِس پر مستزاد یہ کہ سچے صوفیاء کرام سے منقول کچھ اصطلاحی الفاظِ تصوف کو اُن کے حقیقی مقاصد تک پہنچے بغیر یاد کر کے جاہل مریدوں کی مجلسوں میں اپنے آپ کو مسلمہ بزرگانِ دین سے بھی بڑے بزرگ ظاہر کر کے تصوف کے ماہر ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔

Marfat.com

اِن معروضی حالات کے ہوتے ہوئے نمبر دو پیروں کو متبع شریعت و پابند سنت اور واقف رموزِ تصوف و طریقت تصور کرنا، اگرچہ ناپختہ علماء و ناواقف حال عوام کی ماحولیاتی مجبوری ہے کہ خربوزہ دوسرے خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے، تاہم معاشرہ کے دوسرے افراد بھی اِس جہالت کی اندھیر نگری سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہیں گویا پابندیٔ صوم وصلوٰۃ، تسبیح و دستار، اور جُبّہ وجُبّہ جیسی چند ظاہری باتوں کا التزام کر کے پوری شریعت کی اتباع و پابندیٔ سنت کی دعویداری کرنے کا یہ طریقۂ واردات وہ خطرناک مغالطہ ہے جسکا ازالہ کر کے سادہ لوح علماء وعوام کو ایسے فریب کاروں سے بچانا، علماء حق کی شرعی ذمہ داری ہے، سچے مشائخ کی روحانی مسؤلیت ہے اور ہر واقف حال مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ تو اِس کے ازالہ کے لیے اتباع شریعت و پابندیٔ سنت کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس کو بھی اتباع شریعت وسنت کی صحیح سمجھ ہوگی اُسے نمبر دو پیروں کی اِس ظاہر داری سے کبھی مغالطہ نہیں ہوسکتا۔ یہ مغالطہ اُنہیں صرف اِس وجہ سے لگ رہا ہے کہ اتباع شریعت و سنت کے صحیح مفہوم کی سمجھ سے محروم ہیں لہٰذا اِس مغالطہ کا جواب صرف اور صرف اتباع شریعت وسنت کے مفہوم کو سمجھنے میں مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ اتباع شریعت ماٴمورات الٰہیہ کی بجا آوری اور منہیات الٰہی سے اجتناب کرنے کا نام ہے اور اِسی اِمتثال و اِجتناب کو رسول اللہ ﷺ کا کردار وسنت اور تعلیم و نظام ہونے کی نیت سے کرنے کا نام ہی اتباعِ سنت ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" (۱)

اے اہل ایمان: اللہ تعالیٰ کے اوامر کی بجا آوری اور اُس کے نواہی سے اجتناب کرو، نیز رسول اللہ (ﷺ) کی تعلیمات وتبلیغات پر عمل کرو۔

۱۔ النساء، 59۔

Marfat.com

نیز ارشاد فرمایا: ''وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا''(۱)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے جن کاموں کے کرنیکا تمہیں امر فرمایا ہے اُن کی بجا آوری کرو اور جن کاموں سے اجتناب کرنے کا فرمایا ہے اُن سے اجتناب کرو۔

قرآن شریف کے ان مقامات کو دیکھنے سے ہر خاص و عام پر واضح ہو رہا ہے کہ اتباع شریعت و اتباع سنت ایک ہی حقیقت کی دو تصویریں ہیں۔ جن کے مابین اتحاد ذاتی و تغایر اعتباری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیO اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی''(۲)

یعنی تشریع و تبلیغ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

اِتباع شریعت و پابندئ سنت کے مابین اتحاد ذاتی کی اِس اہمیت کو مزید واضح کرتے ہوئے رب کریم جلّ مجدہ نے اِن دونوں پہلوؤں کے مابین حقیقی تفریق بتانے والوں کے کردار کو منافی ایمان قرار دینے کا اعلان فرمایا:

''اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًاO اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا''(۳)

قرآن وسنت کی تعلیمات سے جہاں اتباع شریعت و سنت کی وحدت واضح ہو رہی ہے وہاں احکام شرع کی وسعت حجم بھی معلوم ہو رہی ہے جو انسانی زندگی کے جملہ شعبہ

۱۔ الحشر، 7۔

۲۔ النجم، 3 تا 4۔

۳۔ النساء، 150-151۔

Marfat.com

ہائے حیات کو محیط ہیں لیکن افسوس کہ نمبر دو مشائخ اُنہیں چند ظاہری باتوں میں منحصر ہونے کا تاثر دے کر نا سمجھ دنیا کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔ نماز، روزہ ریش و تسبیح، جیسے معدودے چند باتوں کی پابندی کر کے کُل شریعت محمدی کے متبع ہونے کا جھوٹ بول رہے ہیں اور اہل شرع کی گرفت سے بچنے کے لیے ظاہر داری کے اِن چند شعائر کو اپنا کر اندرونِ خانہ جھوٹ، بہتان بازی، غیبت، تکبر، دنیا کے حرص و لالچ، حسد و کینہ، ظلم و ریا کاری اور مکر و فریب جیسے کبیرہ گناہوں میں آلودہ ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اِس لیے ہو رہا ہے کہ ہوشیار دنیا دار عوام کی نفسیات کو جانتے ہیں کہ اندرون خانہ چاہے کوئی شخص سر سے لے کر پاؤں تک کبیرہ گناہوں میں ڈوبا ہوا کیوں نہ ہو نا پختہ علماء و عوام کو وہ ہرگز نظر نہیں آتا کیوں کہ اُن کی نگاہ میں معیارِ ولایت صرف اور صرف ظاہر داری ہے، مسواک و تسبیح ہے، نماز و روزہ کی پابندی ہے، ذکر و اذکار ہے، جُبہ و دستار ہے، گوشہ نشینی و رہبانیت ہے اور تصوف کے اصطلاحی الفاظ کا استعمال ہے۔ گویا یہ ہوشیار گندم نما جو فروش کوتاہ بینوں کی اِس جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جبکہ شریعت و مذہب کی زبان میں اتباع شریعت و سنت اِسے کہا جاتا ہے کہ حقوق اللہ سے لے کر حقوق العباد تک، اوامر سے لے کر منہیات تک اور اسلام کے ظاہری حدود سے لے کر باطنی حدود تک کی پابندی کی جائے۔ جس کے مطابق مذکورہ چند ظاہری باتوں کی پابندی کرنے والا کوئی شخص بھی جھوٹ، ریا کاری، بدزبانی، تکبر و غیبت اور بہتان بازی جیسے کسی بھی کبیرہ گناہ میں آلودہ ہونے کے باوجود پابند شرع و متبع سنت ہونے کا دعویٰ کر کے پیری مریدی کا سلسلہ چلانے لگ جائے تو وہ بذات خود جھوٹا ہوگا۔ وہ تو کامل مسلمان کہلانے کا بھی قابل نہیں ہے چہ جائیکہ اِس عظیم مسند کے قابل ہو جائے۔ وہ تو خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے قابلِ اصلاح ہے یعنی علماء حق و سچے مشائخ پر فرض ہے کہ اُسے تبلیغ کر کے گناہ کبیرہ کی اِس آلودگی سے بچائے۔ پھر اسلام کا ایک ضروری حکم یہ بھی ہے کہ سچے

Marfat.com

مسلمان ہونے کے لیے شریعت کے اِن چند ظاہری احکام پر عمل کرنے سے پہلے جھوٹ، غیبت، تکبر، بہتان بازی اور ریا کاری جیسے جملہ کبیرہ گناہوں سے توبہ و اجتناب کرنا ضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ''(۱)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ پہلے انہیں کبیرہ گناہوں سے پاک کرتے ہیں اُسکے بعد احکام شرع کی اُنہیں تعلیم دیتے ہیں۔

الغرض شریعت کی زبان میں متبع شرع یا پابند سنت کہلانے کے لیے جھوٹ، غیبت، بہتان، ظلم، تکبر، مکر و فریب اور بدزبانی جیسے جملہ گناہ ہائے کبیرہ سے توبہ و اجتناب کرنا اولین شرط ہے جس کے بغیر محض دستار و تسبیح، نماز و روزہ، حج و عمرہ، ذکر و اذکار کے شغل کرنے سے شریعت و مذہب کی زبان میں کسی کو پابند شرع و سنت کہنا جائز نہیں ہے۔ اس حوالہ سے ناپختہ علماء و عوام کا مذکورہ معیار خلافِ حقیقت و منافی شریعت ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، لہٰذا اِس غیر حقیقی معیار کو مدار ولایت مشہور کر کے کبیرہ گناہوں میں مبتلا شخصیات کو پیر بنانا، اُن کے ہاتھ پر بیعت ہونا اور اُنہیں مسند ارشاد کے قابل سمجھنا، یہ سب کے سب عوامی رواج ہیں۔ شریعت و طریقت اور تصوف و حقیقت کے ساتھ اِن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسے حضرت امام الاولیاء میر عبدالواحد بلگرامی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے سبع سنابل شریف میں پیری مریدی کرنے کے قابل حضرات کے لیے شرعی شرائط کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''اگر در پیر ازین سہ شرائط یکی مفقود بود بیعت با او جائز نہ باشد اگر کسی از سبب نادانی با او بیعت کردہ

۱۔ الجمعہ، 2۔

Marfat.com

باشد باید کہ ازاں بیعت بگردد ''(۱)

مولانا عبدالرحمٰن جامی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ اپنے سے پیشرو اولیاء کرام سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ولی تا شریعت را بکمال نہ گیرد قدم درولایت نتواں نہاد''(۲)

یعنی شریعت مقدسہ کے جملہ احکام پر عمل کئے بغیر کوئی شخص ولایت میں قدم رکھنے کے قابل نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی نے میں مسند ارشاد کے قابل بننے کے لیے شرعی معیار کی تفصیل سے متعلق حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ کی تبلیغ اس طرح بیان فرمائی ہے:

''لَاتَرٰی لِغَیْرِ رَبِّکَ وُجُوْدًا مَعَ لُزُوْمِ الْحُدُوْدِ وَحِفْظِ الْاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِیْ فَاِنِ انْخَرَمَ فِیْکَ شَیْءٌ مِّنَ الْحُدُوْدِ فَاعْلَمْ اَنَّکَ مَفْتُوْنٌ قَدْ لَعِبَ بِکَ الشَّیْطٰنُ فَارْجِعْ اِلٰی حُکْمِ الشَّرْعِ وَالْزِمْہُ وَدَعْ عَنْکَ الْھَوٰی لِاَنَّ کُلَّ حَقِیْقَۃٍ لَاتَشْھَدُ لَھَا الشَّرِیْعَۃُ فَھِیَ بَاطِلَۃٌ''(۳)

ریاکاری کی لعنت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو خاطر میں نہ لا اسکے ساتھ شریعت کی جملہ حدود اور اوامر ونواہی کی پابندی بھی ضروری ہے اور اگر کسی حد شرعی کی پامالی میں مبتلا ہوا یعنی کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا تو سمجھ لے کہ فتنہ میں مبتلا ہوا اور شیطان کا کھلونا بن گیا ہے تو جلدی سے حکم شرعی کی طرف رجوع کر کے اُسکا التزام کر

۱۔ سبع سنابل شریف، ص43۔

۲۔ نفحات الانس،ص443م، مطبوعه طهران ۔

۳۔ الطبقات الکبریٰ، ج1،ص 131، مطبوعه مصر۔

Marfat.com

اور خواہش نفس کو چھوڑ دے کیونکہ جو کردار شریعت کے مطابق نہ ہو وہ باطل ہی ہوتا ہے۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرح اور بھی جتنے سچے اولیاء اللہ گزرے ہیں اُن سب نے جھوٹ، غیبت، تکبر، ظلم جیسے جملہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کو اولین شرطِ ولایت قرار دیا ہے۔ یعنی اِس قسم کبیرہ گناہوں میں مبتلا کسی چالاک شخص کی محض ظاہری حالات کو دیکھ کر اُسے پابند شرع و متبع سنت گمان کر کے پیر و مرشد بنانا قرآن و سنّت کے خلاف ہونے کے ساتھ جملہ سلف صالحین اور چاروں طریقوں کے مسلّمہ اولیاء اللہ کی تعلیمات کے بھی منافی عمل ہے جسے عوامی جہالت کہنے کیساتھ پیری مریدی کے نام پر گھناؤنا کاروبار بھی کہا جاسکتا ہے۔ جبکہ شریعت و طریقت کے ساتھ اِس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

''اَلْوَلِیُّ هُوَ الْعَارِفُ بِاللّٰهِ تِعَالٰی وَصِفَاتِهٖ حَسْبَ مَایُمْكِنُ الْمُوَاظِبُ عَلَی الطَّاعَاتِ اَلْمُجْتَنِبُ عَنِ الْمَعَاصِی اَلْمُعْرِضُ عَنِ الْانْهِمَاكِ فِی اللَّذَّاتِ وَالشَّهْوَاتِ''(۱)

سچا ولی اللہ اور مسندِ ارشاد کے قابل شخص وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق حسب استطاعت علم رکھتا ہو، مأمورات شرعیہ پر ہمیشہ دائم العمل ہو، گناہ کے کاموں سے محفوظ ہو، غیر ضروری لَذَائذ و خواہشات نفس سے اجتناب کرتا ہو۔

ملاعلی القاری نے فرمایا: ''فَاِنَّ الْوَلِیَّ مَنْ وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَلَمْ یَرْتَکِبْ شَیْئًامِّنَ الْمُحَرَّمَاتِ''(۲)

یعنی لوگوں کو بیعت دیکر اُسکے شرعی تقاضوں کو پورا کرنیوالا سچا ولی اللہ وہی ہوسکتا ہے جو احکام شرع پر عمل کرنے میں ہمیشگی اختیار کرے اور کسی بھی حرام قول و عمل کا ارتکاب نہ کرے۔

۱۔ شرح عقائد نسفی، ص 61۔

۲۔ شرح فقه اکبر، ص 148۔

Marfat.com

سلف صالحین کی یہ تعلیمات وتصریحات دراصل قرآن شریف کی آیات کی تفسیر ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ''(۱)

لوگوں کو آگاہ ہونا چاہئے کہ بے شک سچے اولیاء اللہ نفس امارہ کی خواہشات کے عدم حصول سے کبھی نہیں ڈرتے نہ اِن کی فوتگی پر کبھی غم کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان بھی لائے ہیں اور معصیتوں سے بھی بچتے ہیں۔

اِس آیت کریمہ میں لفظ ''اٰمَنُوْا'' کا تعلق قوت فکری کی سلامتی واستقامت کے ساتھ ہے جبکہ ''وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' کے جملے کا تعلق قوت عملی کے اعتدال واستقامت کیساتھ ہے اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اِن دونوں لفظوں میں سچے اولیاء اللہ کا پورا تعارف آجاتا ہے اِسی وجہ سے اسلافِ کرام قدّس اللہ تعالیٰ اسرارہم القدسیہ نے ''وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' کے صیغہ استمرار کو پیش نظر رکھ کر اولیاء اللہ کی تعریف میں فرمایا:

''اَلْوَلِیُّ مَنْ وَاظَبَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَلَمْ یَرْتَکِبْ شَیْئًا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ''

یعنی سچے اولیاء اللہ عقیدہ کے بعد اطاعات پر ہمیشگی کریں اور کسی حرام قول وعمل کا ارتکاب نہ کریں۔

فتاویٰ شامی میں ہے: ''فَیُشْتَرَطُ فِیْہِ کَوْنُہٗ مَحْفُوْظًا کَمَا یُشْتَرَطُ فِی النَّبِیِّ کَوْنُہٗ مَعْصُوْمًا''(۲)

سچے ولی اللہ ہونے کے لیے کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ہے جیسے پیغمبر کے لیے معصوم ہونا شرط ہے۔

۱۔ یونس، 62-63۔

۲۔ فتاویٰ شامی، ج 1، ص 43۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نوّر اللّٰہ مَرْقَدَہٗ نے فرمایا ہے:

''لِاَنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ مَحْفُوْظُوْنَ عَنْہُ''(۱)

یعنی سچے اولیاء اللہ کا کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ولایت ہے۔

قرآن وحدیث، فقہاء کرام اور جملہ سلاسل ہائے طریقت وتصوف کے مسلّمہ بزرگوں کے اِن اقوال وتعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ سچّے اولیاء اللہ کی جھوٹی مدعّیان ولایت سے تفریق کی جائے، سچی ولایت کے لیے شریعت کے مقرر کردہ اِس غیر متنازعہ معیار کے مطابق پورا اُترنے والے حضرات کو صحیح معنی میں اولیاء اللہ سمجھ کر اُن کے دامن فیض کو تھاما جائے، جھوٹوں، فراڈیوں اور نمبر دو ظالموں کی تفریق کر کے اُن کے دام تزویر سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچایا جائے تا کہ حق تبلیغ ادا ہونے کے ساتھ ساتھ سچّے اولیاء اللہ کا تقدّس بھی محفوظ ہو سکے، جعل سازوں کی کارستانیوں کی وجہ سے جو بدنامی ہو رہی ہے اُس کے منحوس اثرات سے اصل کو بچایا جا سکے اور سچّے اولیاء اللہ کی تعلیمات وتبلیغات سے مستفیض ہونے کی راہ میں حائل اِن جراثیمی رکاوٹوں کو منہدم کر کے خلق خدا کو اصل سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم کیا جا سکے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرے کون؟

جعلی پیروں کا علماء کو استعمال کرنا

مغرب سے آئی ہوئی جمہوریت کے ستونوں پر قائم ہونے والی حکومتوں کی اوّلین ترجیح تحفظِ اقتدار ہونے کی وجہ سے اُن کی نگاہ میں مذہبی مسائل کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہوتی اُن کی نظر صرف ووٹ بنک بنانے پر محدود ہوتی ہے۔ اُنہیں ووٹ دیکر جتوانے والے مذہب کے حوالہ سے چاہے جو کچھ بھی کریں اُنہیں روکنے ٹوکنے کی جرأت اُن میں

۱۔ المبداء والمعاد، ص23۔

Marfat.com

نہیں ہوتی۔ تقریباً یہی حال اصحاب محراب ومنبر (علماء کرام) کا بھی ہے کہ طوائف المذہبی کی پراگندگی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کسی بھی جماعت کے ساتھ وابستہ حضرات اپنی ڈیڑھ اینٹ مسجد کے مفادات کے خلاف تبلیغ کرنے کی جرات نہیں کرسکتے ہیں چاہے اُن کی جماعت والے بڑی سے بڑی بے اعتدالیوں وگمراہیوں میں مبتلا کیوں نہ ہوں حالانکہ اس سے بھی کم غلطیوں کی بناپر وہ اپنے مخالفین کو واجب القتل قرار دیتے نہیں تھکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نمبر دو پیروں کے پھلنے پھولنے اور روز افزوں ترقی کرنے میں جیسے اُن کی اپنی کاروباری محنت وجان فشانی اور عوام کی ضعیف الاعتقادی وتوہم پرستی کو بڑا دخل ہے اسی طرح علماء دین کا طوائف المذہبی وفرقہ پرستی کے غیر اسلامی ماحول کا اسیر ہونا بھی اس ناسور کے حجم کے بڑھنے کا بڑا سبب ہے کیوں کہ اِن مسالک کے اندر موجود اصحاب محراب و منبر وہنر مندانِ تقریر وتحریر کی توانائیوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کو نیچے دکھانے، گرانے اور پچھاڑنے کی فساد کاریوں میں مصروف دیکھ کر پیری مریدی کے روپ میں جعل سازی کرنے والے یہ بیوپاریاں خسران تین طرح کے فوائد اُٹھاتے ہیں:

اوّل:۔ جس معاشرہ کے وہ جنم ہوتے ہیں خود کو اُسی مسلک ونظریہ کا وفادار ظاہر کرکے اُن کی مذہبی ہمدردیاں حاصل کرلیتے ہیں۔

دوم:۔ اپنی بدعت کاریوں اور گمراہیوں کی نشاندہی کرکے اُنکے خلاف تبلیغ کرنے والوں کو مسلکی مفادات کے متضاد مشہور کرکے اُن کی زبان بندی کراتے ہیں گویا ماحول کے ہاتھوں لاچار کرکے اُنہیں گونگا شیطان بننے پر مجبور کرلیتے ہے (اِلَّامَاشَآءَ اللّٰہُ وَ قَلِیۡلٌ مَّاھُمۡ)

سوم:۔ مختلف مسالک کے اندر موجود حق شناس وحق گو علماء ومشائخ کے متوقع اکٹھ کو اپنے گھناؤنے مفادات کیخلاف سمجھ کر دوسروں کے خلاف طرح طرح کا منفی پروپیگنڈہ

Marfat.com

کرتے ہیں، ناکردہ الزامات لگاتے ہیں اور قابلِ نفرت باتیں اُن کی طرف منسوب کر کے بین المسالک بُعد ونفرت کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کرتے ہیں تاکہ اِن مسالک کے علماء ومشائخ کو مل بیٹھنے کا، ایک دوسرے کے موقف ودلائل کو سننے کا اور افہام وتفہیم کے مثبت اندازِ عمل سے اختلافات کو کم کرنے کا یا دائرہ تہذیب وعلم میں لانے کا موقع ہی میّسر نہ آنے پائے۔

یہ وہ راز ہے جس کے مطابق "لڑے علماء کھائے ہم" کے فارمولہ پر یہ لوگ عمل کررہے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ حق گو حق شناس اور حق بین علماء ومشائخ کا وجود مسعود ہر مسلک کے اندر کمیاب ہے۔ اِس قلیل الوجود گوھرِ نایاب کے مقابلہ میں علماءِ سُو کی ہر طرف بھرمار ہے جن کی راہ حق میں گونگی زبانوں کو اپنی دوکان خسران میں مال ڈالنے کے لیے گویا کرنا اِن مذہبی جعل سازوں کی دیرینہ روایت ہے نمبر دو پیر جب چاہتے ہیں حسب منشاء انہیں ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرتے ہیں اور جب چاہتے ہیں دھتکارتے ہیں۔ علماءِ سُو کے اِس گندہ عنصر کے تمام افراد علمی وقار، حق شناسی وحق گوئی کی توفیق سے محروم ہونے میں یکساں ہونے کے باوجود علمی کردار کے حوالہ سے ہمارے تجربہ کے مطابق تین طبقوں میں تقسیم ہیں۔

جعلی پیروں کے ہاتھ استعمال ہونیوالے علماء:۔ اِن میں تین طبقے ہیں:

پہلا طبقہ:۔ جو اِن فراڈیوں کے اندرون سے واقف ہے لیکن خوف خدا سے خالی اور دُنیا کے پجاری ہونیکی وجہ سے "من ترا حاجی میگویم تو مرا ملا بگو" کے فارمولے پر عمل کررہے ہوتے ہیں۔ اِس فارمولہ سے اگر میں اپنے مشاہدات کا انکشاف کروں تو اِس کے لیے صفحات درکار ہوں گے۔

دوسرا طبقہ:۔ جو ظاہری حالات کے مطابق تو علماء دین کہلاتے ہیں لیکن درحقیقت صحیح

Marfat.com

معنی میں علم دین سے نابلد ہونے کی بنا پر نمبر دو پیروں کے حوالہ سے وہ ضعیف العقیدہ اور توہم پرست عوام سے کم نہیں ہیں جس وجہ سے یہ لوگ اِن ہوشیار دُنیا داروں کے بے دام غلام ہوتے ہیں، ان کے ادارہ تشہیرات بلکہ مجسمہ تشہیر ہوتے ہیں۔ ہوشیار پیر اِن عالم نما جہلاء سے دو طرح کے فوائد اُٹھاتے ہیں:

پہلا فائدہ:۔ اُن کے نفسیات کے مطابق اُنہیں دوسروں کے سامنے بڑھا چڑھا کر، علامہ، فہامہ، مستند و فاضل طرح طرح خلاف حقیقت القابات کے ساتھ یاد کر کے اپنے ساتھ اُن کے ارتباط کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ:۔ نرے جہلا و عوام اُنہیں دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں کہ اگر یہ سچّے اولیاء نہ ہوتے تو فلاں فلاں مولانا صاحبان اُسکے مرید نہ ہوتے، اُس کی تعریف کا گُن نہ گاتے اور اُس کی وفا پانے کے لیے اپنے والدین اور مذہبی استاذ و مرشد کے ساتھ بے وفائی کرنے کی لعنت اپنے سر پر نہ لیتے۔ سچ کہا گیا ہے:

"لَوۡلَا الۡحُمَقَاءُ لَبَطَلَتِ الۡحِکۡمَةُ"

یعنی اِس طرح کے بیوقوف توہم پرستوں کا اگر وجود نہ ہوتا تو ہوشیار لوگوں کا معاملہ ہی ٹھپ ہو کر رہ جاتا۔

تیسرا طبقہ:۔ اُن مردہ دل، بے ضمیر ابن الوقت گندم نما جو فروشوں پر مشتمل ہے جو ہر طرف سے اُٹھنے والی ہوا کے ساتھ اُڑنے والے خس و خاشاک کی طرح ہر ماحول کی آواز میں آواز ملاتے ہیں، نائلون کی جُراب ہیں جو ہر پاؤں میں فٹ ہوتے ہیں۔ میں اپنی مخصوص اصطلاح میں ایسے حضرات کو "ڈوڈی بندی" کہا کرتا ہوں جس کا پس منظر یہ ہے کہ عرصہ نصف صدی سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اِس خطۂ ارض میں مختلف مسالک

Marfat.com

شیعہ، سنی، اہل تقلید، اہل حدیث اور دیوبندی ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزما چلے آ رہے ہیں جن میں سے ہر ایک کے مخصوص نظریات ہیں چاہے درست ہو یا غلط۔ بہر حال اِن مسالک کی طرف منسوب تمام حضرات اپنے مذہبی نظریات کے پابند ہوتے ہیں، اُنکے لیے جیتے ہیں، اُن کے لیے مرتے ہیں اور اُن کے لیے مخالفین سے لڑائیاں بھی لڑتے ہیں۔ اِسکے باوجود اِن سب میں کچھ حضرات ایسے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جن کا پیش نظر صرف اور صرف روٹی ہے، دُنیا کمانا ہے، نفس امّارہ کی خواہشات کو پورا کرنا ہے چاہے جہاں سے بھی حاصل ہو جائے اُنہیں اِس کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اگر بظاہر کسی خاص مسلک کے ساتھ اُنکی وابستگی معلوم ہو رہی ہے تو وہ بھی اِسی مقصدِ حیات کو پانے کے لیے ہوتا ہے کیوں کہ وہ ''ڈوڈئی بندی'' ہوتے ہیں۔

میرے ذاتی تجربہ کے مطابق نمبر دو پیروں کا مجموعہ ڈوڈئی بندیوں پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ علماء سُوٓ کا یہ تیسرا طبقہ اِس خصوصی وصف میں اُن کے ساتھ شریک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علماء سُوٓ کا یہ ناتواں طبقہ عوام کو روحانیت وتصوّف کے نام پر دھوکہ دینے کی استعداد سے محرومی کی وجہ سے پسماندہ رہ کر جعل سازوں کا حاشیہ بردار ہے۔ جبکہ دھوکہ بازی، مذہبی سوداگری اور خلقِ خدا کو روحانیت کے نام پر بیوقوف بنانے کی استعداد والے نمبر دو پیری مریدی کا روپ دھار کر سرمایہ دار بن رہے ہیں۔

ناقص مشائخ اور علماء سُوٓ کا سلسلۂ دراز

ولایت وکرامت کے حوالہ سے زمینی حقائق کے یہ تلخ تجربات کوئی نئے واقعات نہیں ہیں بلکہ جعل سازی کی یہ طویل داستان روزِ اوّل سے چلی آ رہی ہے۔ ہر اصل کی نقل ایجاد ہونے کی طرح فراڈیوں کی یہ ستم کاریاں بھی اُس وقت سے جاری ہیں جب سے سچے

Marfat.com

اولیاء اللہ کے فیوض و برکات ،تعلیمات وتبلیغات کا فیض عام ہونا شروع ہوا تھا۔فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے زمانوں میں علماء حق وسچے مشائخ اِن گندم نما جوفروش فراڈیوں کے خلاف تبلیغ کر کے سادہ لوح لوگوں کو اِن سے بچایا کرتے تھے جبکہ ہمارے موجودہ دور میں اِس چیز کا فقدان ہے۔جس وجہ سے پہلے اَدوار کے مقابلہ میں اب اِنکی شرح وجود روز افزوں ترقی کررہی ہے۔مشہور اولیاء اللہ نے ہر دورِ تاریخ میں جعل سازوں کیخلاف تبلیغ کی ہے۔ موجودہ دور کے علماء حق اور سچے مشائخ کرام بھی اگر اِس فریضہ سے غفلت نہ برتے تو کافی حدتک اِس پر کنٹرول ہوسکتا ہے لیکن مذکورہ تلخ تجربات کی روشنی میں دور دور تک بظاہر اِسکی اُمید نظر نہیں آرہی۔قربان جاؤں حضرت امام الاولیاء سید علی ہجویری داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے اندازِ تبلیغ وجرات پر کہ اُنہوں نے جس کمال سے اِس فریضہ کو انجام دیا اُس کی ایک جھلک ''کشف المحجوب'' کو دیکھنے سے عیاں ہورہی ہے۔مثال کے طور پر فرماتے ہیں:

''وجامہائے بے معاملت بر کذب ایشان منجر شود د آن ثوب زود باشد ولباس غرور وحسرت روز حشر و نشور''(۱)

اس کے بعد فراڈی پیروں کے خلاف تحریری تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے پیرو مرشد کا ایک مشہور زمانہ مقولہ بیان کر کے سچے مشائخ کرام کو نصیحت کرنے کے ساتھ جعل سازوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''چنانچہ آن پیر بزرگوار درا گفتند ''لِمَ لا تلبسُ المُرقعة قال مِنَ النفاق اَنْ تَلبس لِباسَ الفِتيانِ ولا تَدخُلَ فِی حَملِ اَثْقَالِ الفُتوة''(۲)

۱۔ کشف المحجوب،ص 34۔

۲۔ کشف المحجوب،ص 35-34۔

Marfat.com

لوگوں کے پوچھنے پر کہ آپ مرقع لباس (اُس وقت کے پیروں کا مخصوص لباس) کیوں استعمال نہیں کرتے ہیں؟ جواب میں فرمایا کہ ان پاکیزہ ہستیوں کی صفات و کمالات کو اپنے اندر پیدا کیے بغیر محض اُن کے لباس میں ملبوس ہونا خالص منافقت ہے۔

قربان جاؤں سچے اولیاء اللہ کے فرامین و تبلیغات پر کہ اُنہوں نے کس حسین انداز میں دریا کو کوزہ میں ڈال کر پیش کیا۔ حضرت کے اِس کلام ''وَلَا تَدْخُلْ فِی حَمْلِ اَثْقَالِ الْفُتُوَۃِ'' میں پیروں کے لباس میں ملبوس ہونے والوں کو اُن کی شرعی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے کہ سچے اولیاء اللہ ہونے کے جملہ شرائط کا مُتجمع ہوئے بغیر ایسا کرنا اللہ کے نزدیک رُوسیاہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ گویا اِس چھوٹے سے جملہ میں صحیح معنی میں پیرو مرشد ہونے کیلئے جتنی بھی شرائط ولوازمات ضروری ہیں اُنہیں جمع کرنے کیساتھ جھوٹ، تکبّر، بدزبانی، ریاکاری وغیرہ جملہ محرمات وکبیرہ گناہوں سے بچنے کی شرائط کو بھی بیان فرما دیا ہے۔ (فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ) بناوٹی پیروں پر رد کرنے کا اسلامی فریضہ انجام دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''واندرین زمانہ این گروہ بیشتر اندہس بر تو بادا کہ تا ہر چہ از آن تونگردد تو قصد آن نکنی کہ اگر ہزار بار تو بقبول طریقت کوشی چناں نباشد کہ یک لحظہ طریقت ترا قبول کند کہ این کار بخرقہ نیست بحرفت است چون کسی را طریقت آشنا بود وی را قبا چون عبا بود وچون کسی بیگانہ بود مرقعہ وی رقعنہ اِدبار ومنشور شقاوت یوم النشور باشد''(۱)

۱۔ کشف المحجوب، ص 34۔

Marfat.com

قارئین ہٰذا سے گزارش ہے کہ حضرت داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے اِس جامع کلام کو بار بار پڑھیں اور اِسکے مندرجات کے جملہ پہلوؤں پر غور کریں تا کہ آج سے ایک ہزار سال پہلے (حضرت علی ہجویری نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے دور میں) بھی پیری مریدی کے نام پر فراڈ کرنیوالوں کے خلاف حضرت مرحوم کی تبلیغ کا انداز معلوم کر کے اِس موضوع کی اہمیت تک پہنچ سکیں۔ اِسی طرح مشہور و معروف مرحوم اولیاء اللہ میں وہ کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے وقت کے جعل سازوں کے خلاف تبلیغ کر کے سادہ لوح علماء و عوام کا ایمان نہ بچایا ہو۔ حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کا اپنے وقت کے بڑے بڑے جعل سازوں کے خلاف تبلیغی فرائض انجام دینے سے کون واقف نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اپنے وقت کے اُن ناقص و نالائق پیروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

"باید کہ منظور نظر احوال و اعمال خود باشد و ملحوظ سکون و حرکت خود بود مبادا کہ ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گردد و حرکت مسترشدان در کارخانہ مرشدان برودت اندازد و ازین معنی ترسان و لرزان باید بود و احوال و مقامات مریدان را دررنگ شیر و بیر باید دانست چہ جائی آنکہ بآنہا مفاخرت و مباہات باید کرد کہ مبادا ازین راہ دروازہ عُجب کشادہ گردد"(۱)

یعنی ہر پیر کو ہر وقت اپنے اعمال پر نظر رکھنا چاہئے (کہ کہیں کسی قول حرام یا فعل حرام کا ارتکاب تو نہیں کر رہا ہوں) ایسا نہ ہو کہ مریدوں کی کچھ اچھائیوں کو دیکھ کر اُنہیں اپنا کمال ظاہر کر کے یا اپنی کرامت مشہور کر کے دنیا داری شروع کرے جس سے سب کچھ

۱۔ مکتوبات حصّہ چہارم، دفتر اوّل، مکتوب نمبر 238۔

Marfat.com

سلب ہو جاتا ہے جس سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے۔

اور پیری مریدی کو بطور کاروبار و پیشہ اختیار کرنیوالے جعل سازوں کو تبلیغ و تنبیہ کرتے ہوئے اپنے ایک کامل خلیفہ و مجاز حضرت میر محمد نعمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو بھیجے گئے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''فکر کار خود باید کرد تا ایمان بسلامت ببرد اجازت نامہ و مریدان بکار نہ خواہند آمد در ضمن کار خود اگر شخص بطلب صادق بیاید آن را تعلیم طریقت بکنند نہ آنکہ تعلیم طریقت را اصل کار بگیرند و معاملہ خود را تابع آن سازند آن خود سراسر ضرر و خسران است''(۱)

یعنی پیری مریدی کو کاروبار بنا کر بیٹھ جانا ایمان کے لیے سراسر نقصان و خسران ہے اپنا کام کرتے رہنا چاہیے اِس اثنا میں اگر کوئی صادق طالبِ طریقت بیعتِ طریقت لینے کے لیے آ جائے تو اُسے طریقت کی تعلیم دینا چاہیے خلافت نامہ زیادہ بیچنے اور زیادہ لوگوں کو مرید بنانے پر فخر کرنا کام نہیں آئے گا۔

حضرت امام غزالی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے بھی اپنے وقت کے کاروباری پیروں کے خلاف اہلِ زمانہ کو بیدار کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنی متعدد کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے ''اَلْکَشْفُ وَالتَّبْیِیْنُ فِی غُرُوْرِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنُ'' اُن کی وہ شہرہ آفاق کتاب ہے جس میں اُنہوں نے علماء سُو کے مختلف طبقوں سے لے کر فراڈی پیروں کے طریقۂ واردات کے مختلف پہلوؤں سے پردہ اُٹھایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اُس کے مطابق عوام کو تبلیغ کرنا وقت کی ضرورت اور علماء کرام کی مسئولیت ہے جس کے لیے لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر اسلامی جذبۂ ایمان کے تحت جرات درکار ہے جو فی زمانہ نایاب اگرچہ نہیں کم یاب ضرور ہے۔

۱۔ مکتوب نمبر 228، حصّہ چھارم، دفتر اول۔

Marfat.com

یہاں پر حضرت امام غزالی کی تصنیف احیاء العلوم کی ایک عبارت نذرِ قارئین کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جس میں اُنہوں نے اُن جعل سازوں کے خلاف تحریری تبلیغ کر کے سادہ لوح لوگوں کا ایمان بچانے کی کوشش کی ہے جو تصوف اور سچے اولیاء اللہ سے منقول کچھ اصطلاحی الفاظ کو یاد کر کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دیدیتے ہیں۔ اپنے آپ کو بڑا صوفی، پیر اور صاحبِ علم ہونیکا تاثر دے کر ناواقفِ حال لوگوں کو بیوقوف بنانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اُن میں بعض مغلوب النفس ایسے بھی ہیں جو اپنے سوا کسی اور کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ہیں بڑے سے بڑے علماء، فقہاء اور محدثین کی بھی تحقیر کرتے ہیں۔ اپنے وقت کے ایسے دجاجلہ کے خلاف تبلیغ کرتے ہوئے حضرت امام غزالی نے محولہ بالا (احیاء العلوم) میں لکھا ہے:

''فِرْقَةٌ اِدَّعَتِ الْمَعْرِفَةَ وَالْوُصُوْلَ وَلَا یَعْرِفُ اَحَدُھُمْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرَ اِلَّا بِالْاَسَامِیْ وَیَظُنُّ اَنَّ ذٰلِکَ اَعْلٰی مِنْ عِلْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ فَیَنْظُرُ اِلَی الْفُقَھَآءِ وَالْمُفَسِّرِیْنَ وَالْمُحَدِّثِیْنَ بِعَیْنِ الْاِزْرَآءِ وَیَسْتَحْقِرُ بِذٰلِکَ جَمِیْعَ الْعِبَادِ وَالْعُلَمَآءِ وَیَدَّعِیْ لِنَفْسِہٖ اَنَّہُ الْوَاصِلُ اِلَی الْحَقِّ وَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْفُجَّارِ وَالْمُنَافِقِیْنَ''(۱)

یعنی جھوٹے پیروں کا ایک طبقہ وہ ہے جو معرفت وصول الی الحق کے رُتبہ پر فائز ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تصوف کے کچھ اصطلاحی الفاظ کو اُنکی حقیقت تک رسائی کے بغیر یاد کر کے اپنے آپ کو اوّلین و آخرین سے بھی اعلیٰ و افضل تصور کرتا ہے اور فقہاء، مفسّرین و محدّثین کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اِس جہل مرکّب میں مبتلا ہونیکی وجہ سے اپنی بندگی کرنیوالوں کے سوا علماء کرام سمیت تمام مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے لیے واصل الی الحق ہونیکا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک فجّار و منافقین کے زمرہ میں ہے۔

۱۔ احیاء العلوم، ج3، ص405، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

پیری مریدی کی شکل میں تو ہم پرست عوام کی دُنیا و دین خراب کرنیوالے فراڈیوں سے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے سلف صالحین اور سچے اولیاء اللہ کی اِن تبلیغات میں عصر حاضر کے سچے درویشوں، محراب و منبر کے متوالوں اور بزرگانِ دین کے سجادوں پر بیٹھے ہوئے شرفا کو دعوت تبلیغ ہے کہ تصوف و طریقت کو بدنامی سے بچانے کے لیے دجل و فریب کی اِس گرم بازاری کی حوصلہ شکنی کیجئے۔ نہی عن المنکر کے حوالہ سے اپنے اسلاف کا کردار انجام دیجئے اور اپنے منصب کے حوالہ سے بارِ امانت کو اُتارنے کے لیے اِن شیاطین کے خلاف قدم لیجئے ورنہ اللہ کے حضور آپ کے لیے ''اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطٰنٌ اَخْرَسُ ''(الحدیث) کے سوا کوئی اور مقام نہیں ہوگا لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہم عصروں میں نمبر دو پیروں کے خلاف تاریخ کے مختلف اَدوار میں سچے اولیاء اللہ کے اِس تبلیغی کردار کے برعکس ہورہا ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ بزرگان دین کی مسندوں پر براجمان یہ شرفاء اپنے ماحول میں چارسو پھیلے ہوئے اِن فراڈیوں سے نفرت ضرور کرتے ہیں، اُنکی فریب کاریوں کو اپنے حلقۂ ارادت کے لیے خطرہ ضرور محسوس کرتے ہیں اور اُن کی وسعتِ حجم کو اپنے کاروبار کے سکڑنے کا سامان تصوّر کرکے اُن پر دانت ضرور پیستے ہیں لیکن خالی دانت پیسنے سے تبلیغی فریضہ ادا نہیں ہوتا اِس کے لیے مردِ میدان بن کر حق و باطل کی تفریق بتانے کی اور نمبر دو کی تمیز بتا کر مسلمانوں کا ایمان بچانے کی ضرورت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ بزرگان دین کی مذکورہ تبلیغات کے مطابق 25% اصحاب محراب و منبر بھی اگر اِس گمراہی کے خلاف تبلیغی فرائض انجام دیں تو کسی بھی فراڈی کی دوکانِ خسران نہیں چل سکتی، کوئی بھی جعلی مزار اصل کا روپ اختیار نہیں کرسکتا اور کوئی بھی فراڈی مدعی ولایت بن کر شریعت و طریقت کی بدنامی کا سامان نہیں بن سکتا، لیکن افسوس بالائے افسوس یہ کہ محراب و منبر کے حوالہ سے اِن حضرات کی غالب اکثریت میں کچھ اپنی

Marfat.com

بے علمی اور کچھ پیر پرستانہ یا توہم پرستانہ ماحول کے باسی ہونے کی بنا پر اور کچھ سب کچھ سمجھنے کے باوجود محض دُنیا دُون کے حقیر مفادات کی خاطر ان گندم نما جوفروش سوداگروں کے آلہ کار ہوکر مسلمانوں کی گمراہی کا سامان بنا رہے ہیں۔ اِس قابلِ افسوس کردار سے متعلق میں اپنے کچھ مشاہدات سپردِ قلم کر کے قارئین کرام کو ٹھنڈے دل سے اِن پر غور کرنے کی دعوت دوں گا تاکہ حق و باطل کی اِس تفریق کاری میں حقِ تبلیغ ادا ہو سکے۔

میں نے درجنوں مسجدوں، محفلوں اور خانقاہوں میں علماءِ سُو کو دیکھا ہے کہ وہ آیت کریمہ ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ''(۱) کے مفہوم کو جعلی پیروں پر چسپاں کر کے دُنیا و آخرت کے خوف و غم، شامت اعمال کی سزاؤں اور خدا کی گرفت سے اُنہیں بے غم و بے فکر ہونیکا تاثر دیتے ہیں جس سے قرآن و حدیث کی تعلیمات و احکام سے بے خبر عوام کے دلوں میں اِن ہوشیار سوداگروں کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے، اُن کی وسعت جحم میں اضافہ ہوجاتا ہے اور طریقت و روحانیت کے پاکیزہ ناموں کے پردہ میں کیے جانے والے اِس گھناؤنے کاروبار کو روز افزوں ترقی مل جاتی ہے جو ہر لحاظ سے مسلم معاشرہ کے لیے نقصان دہ ہے جس کی پوری تفصیل میں نے اپنی دوسری تحریر ''**اسباب زوالِ اُمت اور علاج**'' میں درج کی ہوئی ہے جس کو سمجھنا ہر مسلمان کی ضرورت ہے۔

مشائخ کے طبقۂ شرفا سے متعلق

یہاں پر ہم اپنے ہم عصر مشائخ اور بزرگان دین کی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کے شریف طبقہ کو مبلّغانہ خطاب کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضرت پیران پیر کے عقیدت مند

۱۔ یونس، 62۔

Marfat.com

ہونے اور اُن کے نام کی گیارہویں دینے یا کھانے کا تقاضا یہی ہے کہ اُن کے اِس کردار کو اپنایا جائے، اُن کی تقلید کی جائے اور اُن کی روح کو خوش کرنے کے لیے اُن کے مشن کو اُن کے طریقے کے مطابق چلایا جائے۔ ورنہ قیامت کے دن اُن کے حضور شرمندگی و رسوائی سے بچنا ممکن نہیں ہوگا۔ ہماری رسائی فہم کے مطابق حضرت کے اِن فرمودات کا جو مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کے مرید کہلانے والوں کو وہ ہر جگہ پھسلنے اور گرنے سے بچاتے ہیں مشرق و مغرب کے حجابہائے بُعد کو کاٹتے ہوئے حاضر ہو کر اُن کے کھلنے والی شلواروں کو باندھتے ہیں اور اپنے عقیدت مندوں کے مخالفین کے ساتھ شدید لڑائی لڑ کر اُنہیں دُنیا کے غموں سے بے غم کر دیتے ہیں یہ سب کچھ بدفہمیاں ہیں۔ ہمارے مشاہدات و تجربہ اور قرائن بتا رہے ہیں کہ حضرت کے مذکورہ جملوں سے اِس قسم غلط مطالب اخذ کر کے مشہور کرنا زیادہ تر اُن لوگوں کی کارستانی ہے جو حضرت کا نام اپنے مفاد میں بیچتے ہیں، اُن کی عظمت شان سے متضاد باتیں اُنکی طرف منسوب کر کے اپنا کام نکالتے ہیں اور اُن کیساتھ عقیدت رکھنے والوں کو اِن جملوں کے اصل مقاصد سے غافل رکھ کر اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔

میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ اگر اُن کا عالم برزخ کے لوازمات سے نکل کر دوبارہ اِس دُنیا میں آنا ممکن ہوتا تو وہ سب سے پہلے اِن جھوٹے بیوپاریوں کے خلاف تبلیغ فرماتے، اپنے نام ونسب، شہرت و عظمت بیچنے والوں کا رد فرماتے اور اپنے خالص توحیدی مشن و کردار کے منافی بدعات و گمراہیاں پھیلا کر پیری مریدی کی شکل میں خلق خدا کو گمراہ کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار فرماتے۔ میں نے یہاں پر مشائخ و سجادہ نشینوں کے شریف طبقہ کو اِس لیے مخاطب کیا کہ اُن سے ان کی طبعی شرافت کی بِنا پر اِن گزارشات پر غور کرنے کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ بخلاف اُن نمبر دو مشائخ اور پیری مریدی کا گھناؤنا کاروبار کرنے والے گندم نما جَو فروشوں کے جو مسلم معاشرہ میں 95% کی غالب اکثریت سے

Marfat.com

پھیلے ہوئے ہیں وہ ویسے بھی نفس اَمّارہ کے اسیر ہیں جن میں شرافت ہی نہیں ہے اُن سے نصیحت قبول کرنے کی اُمید کرنا بھی فضول ہے۔

اِس مضمون کو تحریر کرتے وقت اِس بات کا بھی مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اِسے دیکھ کر حضرت پیران پیر کی تعلیمات و تبلیغات کو اپنے دُنیوی مفاد میں بگاڑ کر پیش کرنے والے کاروباری مشائخ اور اُن کے ہاتھوں کے ٹشو پیپر بننے والے علماءِ سُو مجھے حضرت کی کرامات کا منکر، مشہورات و مقبولات کا مخالف اور تصرفات اولیاء کے مخالف ہونیکا پروپیگنڈا شروع کریں گے۔ لیکن ''مجھے ہے حکم اذان لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ''۔ جبکہ اِس حوالہ سے میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت پیران پیر کی تو ہمارے ادراک سے ماورٰی عظمتِ شان ہے وہ نہ صرف صاحب کرامت بلکہ مجسم کرامت تھے۔ جس عظیم ہستی کی ولایت و کرامت اور عظمت شان پر اہل حق کا اجماع چلا آ رہا ہو اُن کی کرامت سے انکار کرنیکی مجال کس کو ہوسکتی ہے؟ میں تو جملہ اولیاء اللہ کے تمام طبقات کو جن میں مختلف انداز کے اہل حق ہوتے ہیں، کرامت کو اُن سب کا لازمہ کہتا ہوں جو کسی بھی وقت اُن سے جدا نہیں ہوسکتی۔ جاگتے میں نہ سوتے میں نہ مرنے میں نہ برزخ میں نہ آخرت میں۔ جسکی تفصیل گزشتہ صفحات میں نذرِ قارئین کر آیا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سچے اولیا اللہ کی کرامت دو قسم کی ہیں: **اوّل** شرعی، دوم عوامی۔

شرعی کرامت:۔ جسے قرآن و سنت کی روشنی میں سلف صالحین نے معتبر سمجھا ہے یعنی اپنی قوتِ فکری و عملی کو منشاء مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے مطابق صرف کر کے امانتدار ہونے کے نتیجہ میں ربّ ذوالجلال کے حضور معزز و مکرّم ہونا جسے استقامت فی الدین کا ثمرہ کہا جاتا ہے۔

عوامی کرامت:۔ اللہ کے اِن معزز و مکرم بندوں سے کوئی مشکل کام یعنی کوئی ایسا کام صادر ہو جائے جو عام لوگوں سے ممکن نہ ہو لیکن اِس عوامی کرامت کے حقیقی ہونے

Marfat.com

کے لیے ضروری ہے کہ اُن کی عظمت شان کے منافی نہ ہو کیوں کہ یہ بھی اُن کی شرعی اور اصلی و بنیادی کرامت کا ہی ثمرہ ہوتی ہے۔

ایسے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت پیران پیر کے مذکورہ مقولات و فرمودات کو مریدوں کی شلوار باندھنے جیسی حرکات پر محمول و مشہور کرنے میں اُن کی توہین ہے تعظیم نہیں، اُن کے اصل مقصد کا بگاڑ ہے تشریح نہیں اور اُن کے مشن و تعلیم سے انحراف ہے تبلیغ نہیں۔ جس کو مقبولیت عند العوام کی حد تک مشہور کر کے نمبر دو مشائخ اور اُن کے حاشیہ بردار علماء سُو قبر میں اُن کی روح کو دکھ دے رہے ہیں، ضعیف العقیدہ عوام پر اُن کا نام بیچ کر اپنا کام چلا رہے ہیں اور التباس الحق بالباطل کر کے اللہ کے قہر و غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیری مریدی کے حوالہ سے نمبر دو حضرات اور اُن کے ہاتھوں ٹشو پیپر بننے والے علماء سُو کو شیخ طریقت اور پیر ہونے کی اصل ذمہ داری بیان کرنا کبھی نصیب نہیں ہوتا وہ بھول کر بھی حقیقی مشائخ اور اصلی پیروں کے اِن شرائط کو ظاہر نہیں کرتے کیوں کہ اِن کا مقصد اولیاء اللہ کے نام کا لیبل اپنے اُوپر چسپاں کر کے سادہ لوح دُنیا کو لوٹنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہوشیار پیر اور اُن کے ہاتھ کے ٹشو پیپر بننے والے علماء سُو کی طرف سے یہ سب کچھ سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے لیکن عام آدمی کو سوچنا چاہیے کہ کیا اِس قسم کی انوکھی کرامت کے وقوع پذیر ہونیکی کوئی مثال بھی موجود ہے جبکہ ہماری طرف سے پیش کردہ تشریح قرآن و سنت اور بزرگانِ دین سے معلوم ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ''(۱)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ''(۲)

۱۔ الاعراف، 26۔

۲۔ جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج5، ص38، حدیث نمبر 6370۔

Marfat.com

جبکہ بزرگانِ دین کے مطابق ہر حقیقی پیرو مرشد اپنے مریدوں کے کردار پر نظر رکھنے کا ذمہ دار ہے اور گناہوں کی آلودگی، بے لباسی اور بے ستری سے اُنہیں بچانے کے لیے مناسب تدبیر و تعلیم دینے کا بھی ذمہ دار و مسئول ہے۔ دعوتِ عام ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ (وَاللّٰہُ الْھَادِی اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ) لگتا ہے کہ حضرت پیرانِ پیر نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ الشَّرِیْف کے مذکورہ فرمودات کا محمل بتاتے ہوئے رہ روقلم کا قافلہ دور نکل گیا۔ میں نے دراصل سلوکِ احسان اور ارادت خاص کے رہبر و رہنما کے لیے ضروری شرائط بتانی تھیں۔

سلوکِ احسان کے رہبر و رہنما اور اِس کے مرشد خاص کے لیے آٹھ شرائط جو ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں، اُن کے استنباط کرنے میں محولہ سابقہ جملہ کتابوں سے استفادہ کرنے کے علاوہ اِس سلسلہ میں میری نظر و فکر کا اصل محور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی فتوحات مکیہ کی مندرجہ ذیل عبارت ہے جہاں حضرت فرماتے ہیں:

”وَالْجَامِعُ لِمَقَامِ الشَّیْخُوْخَۃِ اَنَّ الشَّیْخَ عِبَارَۃٌ عَمَّنْ جَمَعَ جَمِیْعَ مَا یُحْتَاجُ اِلَیْہِ الْمُرِیْدُ السَّالِکُ فِیْ حَالِ تَرْبِیَّتِہٖ وَسُلُوْکِہٖ وَکَشْفِہٖ اِلٰی اَنْ یَّنْتَھِیَ اِلَی الْاَھْلِیَّۃِ لِلشَّیْخُوْخَۃِ وَجَمِیْعِ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ الْمُرِیْدُ“(۱)

یعنی سلوکِ احسان کے لیے شیخ و رہنما بننے والوں کے لیے جملہ شرائط کا جامع کردار یہ ہے کہ شیخ اُس ہستی سے عبارت ہے جو اُن تمام کمالات کا جامع ہو جن کی طرف مرید و سالک تربیت و سلوک اور سیر فی اللہ کے دوران علوم و اسرار کے اُن پر منکشف ہونے کی حالت میں محتاج ہوتے ہیں یہاں تک اُن کی تربیت و رہنمائی کرتا جائے کہ آگے وہ بھی تربیت یافتہ ہو کر دوسروں کے لیے رہنما و شیخ بننے کی اہلیت کو پہنچ جائے۔

۱۔ الفتوحات المکّیہ، ج 2، ص 365، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

قربان جاؤں حضرت شیخ اکبر کی نگاہِ بصیرت پر کہ اُنہوں نے کیسی جامعیت کے ساتھ ارادت خاص کے حقیقی شیوخ ورہنماؤں کی مذکورہ آٹھ شرائط کو اِس مختصر عبارت میں سمودیا اور صاف الفاظ میں بتادیا کہ حقیقتِ شریعت کی حلاوت اور رموز واسرار کی دست آوری کے لیے سلوکِ احسان کی وادئ لامتناہی میں داخل ہونیوالے مریدوں کو پیش آنے والے جملہ حالات میں اُن کی کامل رہنمائی کرنے کی اہلیت جب تک نہ رکھتا ہو اُس وقت تک کوئی شخص بھی اِس منصب کے لائق نہیں ہوسکتا اگرچہ بجائے خود عالم وفاضل ہو، عابد وزاہد ہو اور بڑے سے بڑا نیک ومتقی کیوں نہ ہو۔ اس کے چند سطر بعد مذکورہ شرائط کی مزید اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''فَهُمْ اَطِبَّآءُ دِیْنِ اللّٰهِ فَمَهْمَا نَقَصَهُمْ شَیْءٌ مِمَّا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْهِ فِی التَّرْبِیَّةِ فَلَا یَحِلُّ لَهُ اَنْ یَّقْعُدَ عَلٰی مَنْصَبَةِ الشَّیْخُوْخَةِ فَاِنَّهُ یُفْسِدُ اَکْثَرَ مِمَّا یُصْلِحُ وَ یَفْتِنُ کَالْمُتَطَیِّبِ یُعِلُّ الصَّحِیْحَ وَیَقْتُلُ الْمَرِیْضَ''

یہی حقیقی مشائخ اللہ کے دین کے حوالہ سے طبیب ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے زیردست شاگرد ومرید جن باتوں کو سیکھنے کی طرف محتاج ہوتے ہیں اُن میں سے کسی ایک چیز کی رہنمائی کرنے سے بھی قاصر شخص کو اِس منصب پر بیٹھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ نااہل ہوتے ہوئے اگر وہ اِس منصب کا شیخ طریقت بنے گا تو اصلاح کرنے سے زیادہ بگاڑے گا اور اناڑی طبیب کی طرح خلق خدا کے لیے نقصان کا سبب ہوگا جو تندرستوں کو مریض کرتا ہے اور مریضوں کو مارتا ہے۔

ولایت عامہ اور خاصّہ کی جدا جدا حیثیات وحقائق اور اِن کے لیے مقررہ شرائط کی اِس تفصیل کی روشنی میں فنا وبقا کی صفات پر فائز ہونے کا ولایت خاصہ کے لیے اوّلین قدم گاہ ہونا آپ ہی واضح ہوا۔ اِس کے ساتھ ہی فنا فی اللہ، فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ کے

Marfat.com

اصطلاحی الفاظ کی حقیقت کا بھی پتہ چل گیا کہ فنافی اللہ ہر وہ سالک ہے چاہے سالک عام ہو یا خاص جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پیش نظر رکھ کر نفس امّارہ کے تقاضوں کو فنا کر دے۔

فنافی الرسول:۔ جو نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کی رضامندی کو پیش نظر رکھ کر نفس امّارہ کے جملہ تقاضوں کو فنا کرے۔

فنافی الشیخ:۔ جو اپنے استاذ و مربّی اور شیخ و رہنما کی رضامندی کو پیش نظر رکھ کر نفس امارہ کی خواہشات کو فنا کرے۔

اِن کی آپس میں ترتیب اس طرح ہے کہ فنافی الشیخ فنافی الرسول ہونے کا وسیلہ ہے اور فنافی الرسول ہونا فنافی اللہ ہونے کا وسیلہ ہے جبکہ فنافی اللہ ہونا بالترتیب اِن دونوں کا ثمرہ ہے۔ کیوں کہ یہ دونوں اپنی فطری ترتیب کے مطابق اللہ کے فرمان ''وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ'' کے مصداق و مظہر ہیں کیوں کہ سلوک خاص ہو یا عام، یعنی سلوکِ تقویٰ ہو یا سلوکِ احسان اِس میں داخل ہونیوالا انسان اپنے پیر و مرشد پر اعتماد کرتا ہے اور اپنے ظاہر و باطن کو شریعت کی حقیقت میں ڈالنے کی غرض سے اپنے آپ کو اپنے مربّی و رہنما کے حوالہ کر دیتا ہے۔ تو یہ ایک راہ پر چلنا ہے، ایک عمل و ایک کردار ہے، صراط مستقیم کی منزلِ سعادت کی طرف سفر ہے جس کے متعلق حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے:

''قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ''(۱)

سلوکِ تقویٰ ہو یا سلوکِ احسان بہر حال اِس قسم نصوص کے مظاہر و مصداق ہیں۔ مرشد و مربّی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے بغیر بھی سلوکِ تقویٰ کا مقصد جو اسلامی عقیدہ و عمل کی

۱۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص 32۔

Marfat.com

سعادت کی دست آوری ہے حاصل ہو ہی جاتا ہے یہ الگ بات ہے کہ سلوکِ خاص کے حاملین صوفیاء کرام سلوک کے دونوں قسموں میں مرید ہونے والے طلباء سے بیعت لینے کو محض اِس وجہ سے ضروری قرار دے دیتے ہیں تاکہ صحابہ کرام کا نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے مشابہ ہو جائے، سنّت نبوی ﷺ کی پوری طرح اتباع ہو جائے اور ظاہری طور پر بھی احیاء سنت کی سعادت و برکات نصیب ہو جائے، جیسے حضرت عُبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے فرماتے ہیں:

''بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَ الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَاَنْ لاَّ نُنَازِعَ الاَمْرَ اَھْلَہٗ''(۱)

ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اِس بات پر بیعت کی کہ ہر سختی و آسانی اور ہر خوشی و ناخوشی میں اطاعت کریں گے اور حکم کی اہلیت رکھنے والے کسی بھی صاحب حکم کی مخالفت نہ کریں گے۔

گویا جس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُسے اپنے سفرِ تقویٰ یا سفرِ احسان کے لیے رہبر بنایا جاتا ہے ہر حالت میں اُس کی جائز اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہوتی ہے اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہوتی ہے۔

دینی مدارس سے متعلق

خانقاہوں سے سلوک کا مقصد پورا نہ ہونیکی طرح ہمارے دینی مدارس کی مروّجہ روشِ تعلیم بھی مقصدِ شرع پورا کرنے سے قاصر ہیں کیوں کہ الٰہیات کی تعلیم و تربیت گاہیں ہونے کے ناطے اسلام کا اُن سے یہی مطالبہ ہے کہ اِن میں شرعی احکام کا علم و عمل سکھانے

۱۔ بخاری شریف، کتاب الفتن، ج2، ص 1045۔

Marfat.com

کے ساتھ اخلاص کی بھی تعلیم دی جائے اور شریعت کی حقیقت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے طریقت کی بھی تربیت دی جائے جیسے حضرت امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور عبداللہ ابن مبارک جیسے پیشوایان اسلام کی درسگاہوں میں ہوتا رہا اِن کے بعد بھی کسی کے ہاں زیادہ اور کسی کے ہاں کم بہرحال ظاہری علوم کی تعلیم کے ساتھ سلوکِ تقویٰ کی تعلیم و تربیت کا لازماً اور سلوکِ احسان کا نفل و استحباب کے رُتبہ میں اہتمام ہوتا رہا ہے جبکہ ماضی قریب کی دو تین صدیوں سے ہمارے یہ مدارس اِس مقصد میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق %99 فیصد ناکام چلے آرہے ہیں، نہ صرف ناکام بلکہ اِس زیاں کا احساس بھی کہیں نظر نہیں آرہا جس کے نتیجہ میں عمر عزیز کے دس بارہ سال الٰہیات کی تعلیم پر صَرف کر کے فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد کچھ حضرات نہ دین کے رہتے ہیں نہ دُنیا کے اور اُن میں سے کچھ روحانیت کی تربیت و تعلیم پانے کی غرض سے نمبر دو مشائخ کے ہاتھ چڑھ کر پراگندگی کے شکار ہو جاتے ہیں۔

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

مدارسِ اسلامیہ کے حوالہ سے معروضی حالات کا یہ نقشہ اہل مدارس کیلئے سوالیہ نشان ہے۔ اگر یہ حضرات اپنے زیرِ نظر الٰہیات کی تعلیم و تربیت پانیوالے نوجوانوں کو مقصد تعلیم کا احساس دلاتے، اُنہیں روحانیت کی تربیت دیتے اور ظاہری تعلیم کے ساتھ اُنہیں حقیقت شریعت کی دست آوری کیلئے اُسکے طریقوں سے آشنا کرتے تو اُن سے فارغ التحصیل ہونے والوں کا یہ حشر کبھی نہ ہوتا، وہ کبھی بے اطمینانی میں مبتلا نہ ہوتے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ''(۱)

۱۔ الرعد،28۔

Marfat.com

اُنہیں دورانِ تعلیم اساتذہ کی طرف سے عملی سلوک کی اگر تربیت دے کر مطمئن کیا جاتا تو وہ کبھی بھی کسی نمبر دو پیر کے گیتی نما دامِ تزویر میں نہ پھنستے، تعویذات کے چکر میں پڑتے نہ سفلی عملیات سیکھنے کی ضرورت محسوس کرتے کیونکہ باعمل باسلوک اور حقیقتِ شریعت کی زینت سے مزیّن علماء حق کبھی بے سکون و بے روزگار نہیں ہوتے انسانوں کی شرحِ پیداوار میں روز افزوں اضافہ ہونے کے تناسب سے اِن کی طرف عوام کی احتیاجی میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے، مادی دُنیا کی ترقی وعروج میں آئے دن اضافہ ہونے کے ساتھ نت نئے مسائل جنم پا رہے ہیں جس میں توقف وٹھہراو ممکن نہیں ہے جن کی شرعی حیثیت معلوم کرنے اور شرعی حدود کو اُن پر منطبق کر کے اُس کے مطابق اسلامی زندگی گزارنے میں عام مسلمانوں کے مراجع اور ماویٰ وملجاء یہی حضرات ہوتے ہیں۔ نیز جیسے مادی زندگی کی ضروریات تیار کرنے والے صنعت کاروں سے صارفین نمبر ایک، بامعنی اور مفید مقصد مال تیار کر کے مارکیٹ میں لانے کی توقع کرتے ہیں اِسی طرح روحانی زندگی کی ضروریات اور علماء تیار کرنے والے مدارس سے بھی عامۃ المسلمین مفید مقصد، عالم باعمل اور حقیقتِ شریعت کی زینت سے مزیّن رہبر ورہنما تیار کر کے روحانیت کی مارکیٹ میں لانے کی توقع رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پورے خطے میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے اِن مدارس پر عوام کروڑوں روپے سالانہ مصرف کرتے ہیں ایسے میں مفید کار اور حقیقتِ شریعت کی راہ ورسم سے عملی واقفیت رکھنے والے علماء کرام کے بے روزگار ہونے یا بے اطمینان ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

دوسروں پر انگشت نمائی کرنا آسان ہے جبکہ اپنے گریبان میں دیکھنا بہت کم کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جعلی مشائخ اور نمبر دو پیروں نے روحانیت کا بیڑا غرق کیا ہے، عوام کا دین ودُنیا خراب کیا ہے اور تصوف وسلوک کے نام کا دھوکہ دے کر ظلم

Marfat.com

عظیم کیا ہے۔ ہر سنجیدہ واقف حال انسان گندم نما جو فروشوں کے اِس دجل وفریب پر ناطقہ بگریبان ہے لیکن قابل گرفت صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے علماء کرام اور اصحاب محراب ومنبر کی قیادت میں چلائے جانیوالے دینی مدارس کا حال بھی بوجوہ قابل اصلاح ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ اِن میں سلوکِ تقویٰ جو سب پر فرض عین ہے کا اہتمام نہیں کیا جاتا حالاں کہ حقیقت کی نگاہ میں دیکھا جائے تو اصل سالکین یہی طلباءِ دین ہوتے ہیں جو اِن مدارس میں الٰہیات کو سمجھ کر اُس کے مطابق اسلامی عقیدہ وعمل کی دولت اپنے اندر پیدا کرنے کی غرض سے آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حصول علم کے ساتھ ساتھ اُس کے مطابق عمل کرنے کا نام ہی تو سلوکِ تقویٰ ہے جبکہ ہمارے اِن مدارس میں اولاً سلوک کے نام سے ہی آشنائی نہیں ہوتی اگر کہیں کچھ ہے تو نا تمام وناقص ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ مدارس والے اساتذہ کرام اپنے زیرِ تعلیم طلباء کو گھنٹیوں کے حساب پر پڑھانے اور نصابی کتابوں کو شمار کر پورا کرنے کی بجائے مشفق مربی ورہنما بن کر تعلیم وتربیت دیتے اور حصول علم کے ساتھ حقیقتِ شریعت پر عمل کرنے کی بھی اُنہیں مشق کراتے اور یہ بھی مذہبی تنگ نظری، عصبیت، فرقہ پرستی اور اندھی تقلید کی شاہراہ پر دوڑا کر نہیں بلکہ صوفیاء کرام کی روشن دماغی کے انداز پر تو جعلی مشائخ اور نمبر دو پیروں کی حوصلہ شکنی یہیں سے شروع ہو سکتی ہے۔ لیکن بدقسمتی ہمارے دینی مدارس کی موجودہ روش میں ایسا ہونا ممکن نہیں لگتا۔

ایک بے مصرف خوش فہمی کا ازالہ

میرے اِس بیان سے کوئی یہ تصور نہ کرے کہ میں اِن مدارس کی افادیت کو تسلیم نہیں کر رہا یا اِن سے فارغ التحصیل ہونے والوں کو جعلی پیروں اور نمبر دو مشائخ کی طرح مسلم معاشرہ کے لیے ناسور سمجھتا ہوں۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ میری نگاہ میں یہ مراکز

Marfat.com

اور اُن سے فارغ التحصیل ہونیوالے یہ حضرات اپنے متعلقہ توقعات پر پورا نہ اُترنے کے باوجود بھی جعلی خانقاہوں اور نمبر دو پیروں سے بدرجہا بہتر ہیں کہ کسی حوالہ سے تو مسلمانوں کے کام آتے ہیں جبکہ زبردستی مشائخ بننے والے حضرات مسلم معاشرہ کے لیے ضررِ محض ہونے کے سِوا اور کچھ نہیں ہیں لیکن اہل مدارس کو بھی اِس بے محل خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ یہ حضرات اسلامی احکام کے پابند ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اِن پر عمل کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ محرمات سے خود بھی بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کرتے ہیں یعنی خود بھی میزان شرع کے مطابق ہیں، دوسروں کو بھی اس کے مطابق بنانے کے جُویاں رہتے ہیں۔ اِس کے باوجود اِن سے سلوک تقویٰ کے فریضہ سے بے اعتنائی کرنے کے شکوہ کا کیا جواز ہے؟ جبکہ سلوکِ تقویٰ کی حقیقت بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق اپنے عقیدہ وعمل کو درست کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اِن حضرات کا اسلام کے مذکورہ چند ظاہری احکام پر عمل کرکے اُسے سلوکِ تقویٰ تصور کرنا بے محل خوش فہمی کے سوا اور کچھ نہیں ہے کیوں کہ اسلامی عقیدہ کی پختگی اپنے اندر پیدا کرنا (جو فرض ہے اور سلوکِ تقویٰ کا مفاد ہے) اس طرح تقلیدی عقائد سے حاصل نہیں ہوتا جس کے یہ حضرات اسیر ہیں بلکہ اُس کے لیے شرعی براہین کو سمجھنا ضروری ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''قَدْ جَآءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا''(۱)

نیز فرمایا:''لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ''(۲)

امام زرنوجی جو صاحب ہدایہ کے تلامذہ میں سے حنفی امام ہیں، تعلیم المتعلم نامی کتاب میں فرماتے ہیں:

۱۔ النساء، 174۔

۲۔ صٓ، 29۔

Marfat.com

''اِنَّ اِیْمَانَ الْمُقَلِّدِ وَاِنْ کَانَ صَحِیْحًا عِنْدَنَالٰکِنَّہٗ یَکُوْنُ اٰثِمًابِتَرْکِ الْاِسْتِدْلَالِ''(۱)

یعنی تقلید جامد پر مبنی عقیدۂ ایمان ہمارے نزدیک اگرچہ درست ہے لیکن براہین شرعیہ سے استدلال نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

کھلے ذہن سے ہمارے اِن اصحابِ مدارس، شیوخ و مدرسین کا اعتقادی پختگی کا جائزہ لیا جائے تو اِن کی غالب اکثریت کا اسلامی عقیدہ تقلید جامد کے اسیر سے مختلف نہیں ہے اور عمل کے حوالہ سے دیکھا جائے تو اِس سے بھی گئے گزرے ہیں کیوں کہ شرعی احکام کی دو قسمیں ہیں بعض وہ جن کا تعلق ظاہر سے ہے جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی بجا آوری کرنے کے ساتھ جھوٹ، بہتان اور غیبت جیسے ظاہری حرام کاریوں سے بچنا اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے جیسے ریا، کینہ، طلبِ شہرت، حسد، حُبِ مدح، حُبِ جاہ، حرص دُنیا، عناد، بدگمانی، تعصب، دُنیا کی لمبی اُمید، تملق، اعتمادِ خلق، تکبّر، تعظیم امراء، تحقیر مساکین، بے وفائی، عہد شکنی، غدر، مکر و فریب وغیرہ جیسے کبائر سے بچنے کے ساتھ ہر ظاہری عمل میں بھی لِلّٰہیت و اخلاص کو پیش نظر رکھنا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ الٰہیات کی کتابوں میں بالخصوص فقہ کی جملہ کتابوں میں اسلامی احکام کی اِن دونوں قسموں کی تعلیم و تعلّم ہوتا ہے لیکن عمر عزیز کے دس بارہ سال اِن کی تعلیم پر گزارنے کے بعد عملی زندگی میں یہ حضرات محض چند ظاہری احکام پر عمل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتے ہیں۔ ورنہ اِن میں تنگ نظری، مذہبی عصبیت، حسد، کینہ، تکبّر، وعدہ خلافی، عُجب، حُبّ جاہ، طول امل، دِکھاوا، تملق اور ریاکاری جیسے ہزاروں کبائر اتنی کثرت سے کبھی نہ دیکھے جاتے۔ جیسے اِن کی غالب اکثریت کے

۱۔ النساء، 174۔

۲۔ صٓ، 29۔

Marfat.com

کردار سے نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ میرا اِن حضرات سے گلہ وشکوہ بھی فقط یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً "(۱) پر کیوں عمل نہیں کیا جارہا۔ بعض احکام پر عمل اور بعض سے بے اعتنائی کی یہ نامعقول تفریق کیوں اختیار کی جارہی ہے؟ کیا یہ اندازِ کردار علماءِ یہود ونصاریٰ کے کردار "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ "(۱) کا مظہر نہیں ہے؟ اور ظاہر ہے کہ علم سے مقصد عمل ہوتا ہے اِسی نکتہ کی بنیاد پر سلوک تقویٰ پر فائز باعمل علماء کو علم باطن والے اور عرفاء بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ درس وتدریس اور محراب ومنبر سے منسلک جن علماءِ حق نے اسلام کے اِن دونوں احکام پر عمل کر کے سلوک تقویٰ کا فریضہ انجام دیا اُنکے ماحول ومعاشرہ میں نہ کبھی نمبر دو مشائخ چل سکے نہ جعلی پیر۔ پیری مریدی کے روپ میں پیٹ کا دھندہ کرنے والے اِن گمراہوں کو عوامی پزیرائی ملنے کی اصل وجہ بھی علماء کرام کی یہ بے سلوکی ہے، بے تقوائی ہے اور مقصد علم کے حوالہ سے مذکورہ تفریق عمل کی بے تکی ہے اور اِن حضرات کے اِس مکروہ تفریق عمل کی وجہ سے ہی جاہل مشائخ اور جعلی پیروں کو اپنی بے اعتدالیاں چھپانے کے لیے علم ظاہر وعلم باطن کا مقابلہ مشہور کرنیکی جرات ہورہی ہے۔ جس سے منفعل ہوکر نہ محض سادہ لوح عوام، علم باطن کو علم ظاہر کے متضاد سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہیں بلکہ علماء کرام کا نیم خواندہ طبقہ بھی انہیں متضاد گمان کر کے جعلی مشائخ کے آگے رام رام کرتے دِکھائی دے رہے ہیں۔

جعلی مشائخ کے ہاتھوں ٹشو پیپر بننے والے اِن بے حقیقت علماء پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے کہ الٰہیات کی کتابوں میں دس بارہ سالوں تک علم ظاہر وعلم باطن کے شرعی محامل ومصداق پڑھنے پڑھانے کے باوجود وہ محض اپنی ناپختگی کی وجہ سے اِن ہوشیار کاروباریوں

۱۔ البقرہ، 208۔

۲۔ البقرہ، 85۔

Marfat.com

کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں۔ درسِ نظامی پڑھنے اور پڑھانے والوں میں ایسا جاہلِ مطلق کون ہوسکتا ہے جو ظاہری جوارح سے انجام دیئے جانے والے احکام کے علم کا ظاہر اور دل سے متعلقہ احکام کے علم کا علم باطن کہلانے سے نابلد ہو۔ اس کے باوجود نیم خواندہ طبقہ علماء کا نمبر دو مشائخ کے دجل وفریب سے منفعل ہو کر شریعت کے اِن دونوں بازوؤں کو ایک دوسرے کے خلاف سمجھنا جہل محض نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک عام مغالطہ کا ازالہ

شریعت وطریقت کی زبان میں علم ظاہر اور علم باطن کا ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہونے کی اِس حقیقت کے برخلاف جعلی مشائخ اور اُن کے حاشیہ بردار علماء سُو کی طرف سے حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھوں علم باطنی کے تقاضا سے عجائبات کے صادر ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ردعمل جیسے واقعات کو پیش کیا جاتا ہے اور یہ ایسا مغالطہ ہے کہ ہر خاص وعام کو اِس سے دھوکہ لگ جاتا ہے۔ گویا یہ ''عامۃ الورود مغالطہ'' ہے جس میں بڑے بڑے اہل علم حضرات کے قدم بھی ڈگمگا جاتے ہیں۔ اِس کا ازالہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھوں صادر ہونے والے واقعات جیسے کارخانۂ قدرت کے جتنے بھی تکوینی امور انجام پارہے ہیں اُن سب کا تعلق علم باطن کی خاص قسم (اُمورِ تکوینیہ) کے ساتھ ہے کیوں کہ اِن واقعات کی تفصیل وجزئیات آپ ہی اِنکے اُمور تکوینیہ ہونے کی دلیل ہیں۔ نیز اُمورِ تکوینیہ کی بے شمار انواع واقسام میں سے مخصوص قسموں پر اطلاع وانکشاف کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں (انبیاء واولیاء) کے ساتھ خاص کیا ہوا ہے۔ جس کی روشنی میں ہر طبقہ اپنے اپنے دائرہ خصوصیت میں منحصر ہے دوسرے طبقوں کے دائرہ خصوصیات پر اطلاع وانکشاف کی اُسے نہ طاقت ہوتی ہے نہ کوئی اختیار۔ مقربین عند اللہ کے اِن طبقات کو اُن کے خصوصی

Marfat.com

کشفیات کے ساتھ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے فتوحات مکیہ شریف کی جلد دوم کی ابتدا سے لیکر صفحہ 39 تک تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نیز اُمورتکوینیہ کی مخصوص اقسام سے متعلقہ اِس کشف واطلاع کے ساتھ جو مقربین عنداللہ مخصوص کیے ہوئے ہوتے ہیں اُن کی شرعی حیثیت مسند ارشاد پر فائز ہوکر سلوک کی تربیت وتبلیغ کرنے والوں کی طرح نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اپنی اِن کشفیات کا چرچا کرتے ہیں۔

ایسے میں خصوص در خصوص کی قیودات میں منحصر اِن خواص ومقربین عنداللہ پر جعلی مشائخ کے قیاس کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ یا پیری مریدی کے حوالہ سے مسند ارشاد پر بیٹھنے والوں کو اِس مسند سے ماروئی ہستیوں پر قیاس کرکے اُن کی مخصوص صفات ومنصب کو اِن کے لیے ثابت کرنے کا کیا تک ہے؟ جبکہ پیری مریدی کرنے والے یہ حضرات اپنے آپ کو صوفیا کے زمرہ میں شمار تے ہیں کیوں کہ سچے صوفیاء کرام کا طبقہ اپنے دائرۂ صوفیت میں بھی مختلف اندازِ سفر کے مسافر ہونے کے باوجود اُمورتکوینیہ کے ساتھ مربوط طبقہ ہائے اولیاء سے مختلف ہوتے ہیں کیوں کہ اُمورِتکوینیہ کے ساتھ مربوط حضرات قدسیہ لوگوں کو بیعت کرنے اور تعلیم وتربیت دینے کے پابند نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے حال سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے کبھی کسی کو مرید نہیں بنایا ہے اور نہ ہی پیر بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ مسند ارشاد پر بیٹھنے والے سچے صوفیاء کرام پر لوگوں کو تعلیم وتربیت دینا لازم ہوجاتا ہے گویا اہل اللہ ہونا یا مقرب عنداللہ ہونا، نیز انسانِ کامل ہونا ایک جنس ہے جس کے تحت اولیاء اللہ کے ابدال و اقطاب سے لے کر طبقہ صوفیا تک درجنوں انواع مندرج ہیں جن کے تقاضے، لوازمات اور خصوصیات ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں ایسے میں سچے مشائخ اور حقیقی پیروں کو بھی حضرت خضر علیہ السلام پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ آنکھیں بند کرکے ہر مدعی ولایت یا پیری مریدی کرنے والے ہر کس وناکس کو اُن پر قیاس کرنا جائز ہوسکے۔ ایسے میں تصوف و

Marfat.com

سلوک کو علم باطن کی اِس خاص قسم سے عبارت قرار دینے کی غلطی و جہالت کی بنا پر پیری مریدی کرنیوالوں کے لیے اُمورِ تکوینیہ سے متعلقہ علم غیب ثابت کرنا ہرگز انصاف نہیں ہے، تقاضاء اسلام نہیں ہے اور تصوف وسلوک کی راہ نہیں ہے کیوں کہ یہ اندازِ جہل روح تصوف کے متضاد اور تقاضاء اسلام کے منافی ہونے کیساتھ التباس الحق بالباطل ہونے کے جرم عظیم سے خالی نہیں ہے۔ جس کو سننے کے لیے کوئی بھی سنجیدہ انسان تیار نہیں چہ جائیکہ راہ تصوف کے سالکین اِس کا تصور کر سکے۔ لہٰذا تصوف وسلوک کے حوالہ سے علم ظاہر و علم باطن کے مصداق ومظہر شریعت کے ظاہری احکام اور باطنی احکام کے علم کے سوا اور کچھ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کو لازم وملزوم اور ممد ومعاون ہیں کیوں کہ اسلام کے ظاہری احکام کو جان کر اُن پر عمل کرنا باطنی احکام کو جان کر اُن پر عمل کرنے کے لیے زینہ ہے جبکہ باطنی احکام کو جان کر ان پر عمل کرنا ان کی زینت وثمرہ ہے جیسے حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی نے فرمایا:

''عِلْمُ الْکَشْفِ اِخْبَارٌ بِالْاُمُوْرِ عَلٰی مَاھِیَ عَلَیْہِ فِیْ نَفْسِھَا وَھٰذَا اِذَا حَقَّقْتَہٗ وَجَدْتَہٗ لَا یُخَالِفُ الشَّرِیْعَۃَ فِیْ شَیْءٍ بَلْ ھُوَ الشَّرِیْعَۃُ بِعَیْنِھَا''(۱)

یعنی باطنی امور کے کشف کا علم نفس الامری حقائق کی خبر دینا ہے اور اِس کے متعلق جب بھی تو تحقیق کرے گا تو اُسے کسی بھی مسئلہ میں شریعت کے ظاہری احکام کے خلاف نہیں پائے گا بلکہ وہ عین شریعت ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نوّر اللّٰہ مرقدہٗ نے فرمایا: ''فَاِنْ خَرَجَ اَحَدٌ عَنْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ بِعِلْمٍ ظَاھِرٍ وَلَا عِلْمٍ وِلَایَۃٍ مَعَابَلْ اِذَا حَقَّقْتَہٗ وَجَدْتَہٗ جَھْلًا''(۱)

۱۔ المیزان الشریعۃ الکبریٰ، ج1، ص 44، مطبوعہ مصر۔

۲۔ الفتوحات المکّیہ شریف، ج3، ص 56، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

یعنی علم باطن کے نام سے اگر کوئی شریعت کے ظاہری احکام سے متضاد ہو جائے تو وہ نہ علم ظاہر ہے نہ علم باطن بلکہ جب بھی تو اُس کی تحقیق کرے گا تو اُسے جہل ہی پائے گا۔

ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے فرمایا:

''مَنْ رَئَيْتَهُ يدعى مَعَ اللهِ حَالَةً تُخْرِجُهُ عَنْ حَدِّ الْعِلْمِ الشَّرْعِي فَلَا تَقْرَبَنَّ مِنْهُ''(۱)

یعنی جس مدعی ولایت کو تم خلافِ شرع حالت میں دیکھو تو اُس کے قریب بھی مت جانا۔

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللهُ مَرْقَدَهُ کا مقولہ، الفتح الربانی میں حضرت نے فرمایا:

''هٰذَا الْعِلْمُ الظَّاهِرُ ضِيَآءُ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنُ ضِيَآءُ الْبَاطِنِ''(۲)

یعنی اسلام کے ظاہری احکام کا علم عمل کرنے والوں کے ظاہر کا نور ہے اور باطنی احکام کا علم باطن کا نور ہے۔

امامانِ تصوف و پیشوایان طریقت کی اِن تصریحات کے بعد علم ظاہر اور علم باطن کا ایک دوسرے کے لیے ناگزیر ہونے میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ہمارے اصحاب مدارس و شیوخِ درس اور اصحاب محراب و منبر حضرات کی غالب اکثریت اِن کو ایک دوسرے سے متضاد سمجھ کر انجانے میں نمبر دو مشائخ کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ اگر یہ حضرات اسلام کے ظاہری و باطنی احکام کی محض تدریس کرنے کی بجائے خود اِن پر عمل کرنے کے ساتھ اپنے متعلّمین و منسلکین کو بھی اِن پر عمل کرنے کی تربیت دیتے تو یہی اُن کا سلوکِ تقویٰ بھی ہوتا اور مقتضاء درس بھی، فریضہ سلوک بھی اور شریعت کے ظاہر و باطن پر عمل بھی جس کی بدولت نہ کبھی جعلی مشائخ کو سلوک کے نام پر فریب کاری کرنے کی جرأت ہوتی نہ کسی نمبر دو پیر کو اِس عنوان سے دوکانِ خسران گرمانے کی کبھی ہمت ہوتی۔

۱۔ الرسالة القشيرية، ص 21، مطبوعہ مصر۔

۲۔ الفتح الربانی، ص 47، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

ایسے میں ہم اصحاب مدارس اور محراب ومنبر کی ظاہری زینت بننے والے حضرات کی کوتاہ عملی سے خاموش کس طرح رہ سکتے ہیں۔ (فَهَدَاهُمُ اللّٰهُ اِلٰی سُلُوْکِ التَّقْوٰی)

ہمارے اِن مدارس کے قابلِ اصلاح ہونے کا ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں طلباء یہاں سے سالانہ فارغ تحصیل ومستند ہوکر نکلتے ہیں لیکن اُن میں قابلیت و استعداد کے فقدان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو آگے دوسروں کو پڑھانے کی اہلیت والے دہائیوں میں بھی نہیں پائے جاتے۔ جس کے نتیجہ میں موجودہ مدارس بھی بامعنی مدرسین سے خالی ہوتے جارہے ہیں۔ اسلامی مدارس کے متعلقہ مذہبی مقاصد کی تکمیل ہونیکی بجائے اِس حوالہ سے معروضی حالات کا یہ عالم ہے کہ جوں جوں اِن کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اِسی رفتار سے مذہبی تعلیم کی معنویت کا فقدان ہوتا جارہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں فارغ تحصیل ہونے والوں کی دہائیوں میں بھی جب مذہبی اُمنگوں کی تکمیل نہ ہوتو سلوکِ تقویٰ کہاں سے آئے گا، مقصد علم کی روشنی کہاں سے آئے گی؟ اور حقیقتِ سلوک پر فائز ہونے کی سعادت کیسے ممکن ہوگی۔ جبکہ اسلام کا مطالبہ اور شریعت کا تقاضا اِس کے پڑھنے اور پڑھانے والوں سے سلوکِ تقویٰ کا فریضہ انجام دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا جس کا حاصل وخلاصہ شریعت مقدسہ کے ظاہری و باطنی احکام پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ باطنی احکام کو پامال کرتے ہوئے محض چند ظاہری احکام پر عمل کرنے سے اگر انسان سلوکِ تقویٰ یا فلاح تقویٰ پر فائز ہوسکتا ہوتا تو پھر تکبر، عُجب، حسد، قطع تعلق، بے رحمی، بدگمانی، طمع، اہل دنیا کی خوشامد، ریاکاری، جھوٹ، بہتان، دھوکہ اور غدر جیسے کبائر میں مبتلا حضرات کو قرآن وحدیث میں اللہ کی رحمت سے دور، فاسق وظالم اور مستحق جہنم کیوں قرار دیا جاتا؟ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

''فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ''(۱)

اُن لوگوں کو فتنہ پہنچنے یا دردناک عذاب پہنچنے سے ڈرنا چاہے جو رسول ﷺ کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ''(۲)

یعنی وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبّر موجود ہو۔

جبکہ تکبّر وحسد سے لے کر ریاکاری تک اِن تمام کبائر کا ہمارے علماء میں پایا جانا ناقابل انکار حقیقت ہے۔ جو اُن کی بے سلوکی کا ثبوت ہے چوں کہ سلوک سے انکار کی گنجائش اسلام میں نہیں ہے اِس لیے یہی ناقص حضرات دینی مدارس سے برائے نام فارغ تحصیل ہوجانے کے بعد کسی غیر معیاری پیر کے ہاتھ پر بیعت ہوکر پڑھنے کے لیے کچھ وظائف لیکر منازل سلوک طے کرنے کے گھمنڈ میں اسیرِ جہل ہوتے ہیں جبکہ حقیقی منازلِ سلوک کا اُنہیں کچھ علم ہوتا ہے نہ اُن کے پیر کو، ایسے میں جعلی پیروں اور نمبر دو مشائخ کا دور دورہ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ یہ بات سو فیصد یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر ہمارے یہ علماء کرام صحتِ عقیدہ اور ظاہری احکامِ اسلام پر عمل کرنے کے ساتھ اسلام کے اِن باطنی احکام پر بھی عمل کریں تو سلوکِ تقویٰ کی سعادت کے ساتھ فلاح تقویٰ کی دولت سے بھی مالا مال ہوسکتے ہیں، علماء ظاہر ہونے کے ساتھ علماء باطن بھی کہلا سکتے ہیں اور اصحاب محراب ومنبر ہونے کے ساتھ ایسے عظیم اصحاب ولایت بھی ہوسکتے ہیں جن کے مقابلہ میں جعلی مشائخ اور بناوٹی پیروں کی کبھی نہیں چل سکتی۔

۱۔ النور، 63۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص 433۔

Marfat.com

مجھے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے بھی کوئی جھجک محسوس نہیں ہو رہی کہ نمبر دو مشائخ اور بے حقیقت پیروں کو ملنے والی عوامی پزیرائی کی بنیادی وجہ بھی ہمارے علماء کرام کی یہی بے عملی ہے، حال کو قال سے جدا کر کے دُہرا معیار زندگی اختیار کرنا ہے جس کے نتیجہ میں سلوک وتصوف اور ولایت وکرامت سے متعلقہ عوامی معیار تصور اسلامی تعلیمات سے گر کر اتنا گھٹیا و بے حقیقت ہو چکا ہے کہ ولایت کو باعمل علماء کرام سے جدا مختلف الحقیقت چیز سمجھا جا رہا ہے۔ جبکہ شریعت وطریقت کی زبان میں مسندِ ارشاد کے قابل اولیاء اللہ باعمل علماء کرام کے سوا اور کوئی نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے آٹھویں صدی ہجری کے عظیم المرتبت امام تقی الدین عبدالمالک نوّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی کے حوالہ سے فرمایا ہے:

''قَالَ الْاِمَامَانِ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ اِنْ لَمْ یَکُنِ الْعُلَمَآءُ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ فَلَیْسَ لِلّٰہِ وَلِیٌّ''(۱)

حضرت امام ابوحنیفہ وامام شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر باعمل علماء کرام اولیاء اللہ نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی اور ولی ہی نہیں ہے۔

امام عبدالوہاب الشعرانی نے فرمایا:

''قَدْ اَجْمَعَ الْقَوْمُ عَلٰی اَنَّہٗ لَایَصْلُحُ لِلتَّصَدُّرِ فِی طُرُقِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا مَنْ تَبَحَّرَ فِی عِلْمِ الشَّرِیْعَةِ''(۲)

یعنی تمام اہل اللہ نے اِس بات پر اجماع کیا ہے کہ علم شرع میں ماہر ہوئے بغیر کوئی شخص بھی مسند ارشاد پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

۱۔ نزهة الناظرين، ج5، ص16، مطبوعه مصر۔

۲۔ الطبقات الكبرىٰ، ج1، ص4۔

Marfat.com

اور محولہ بالا صفحہ میں باعمل علماء کرام کو ہی مسند ارشاد پر بیٹھنے کے قابل قرار دیتے ہوئے بطور نتیجہ فرمایا ہے:

"فَكُلُّ صُوْفِيٍّ فَقِيْهٌ وَلَا عَكْسَ"

یعنی جو صحیح معنی میں صوفی ہوتا ہے وہ شریعت کا عالم بھی ہوتا ہے لیکن شریعت کے احکام کو بغیر عمل کے محض جاننے والا شخص صوفی نہیں ہوسکتا۔

قربان جاؤں صحیح اولیاء اللہ کی نگاہ بصیرت پر اِس مختصر سی عبارت میں اُنہوں نے کیا ہی کمال کیا اور شریعت کے ظاہری و باطنی دونوں احکام پر عامل ہونے یا نہ ہونے کے حوالہ سے علماء کرام کے معروضی حالات کی کیا ہی عکاسی فرمائی۔ (فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ)

حضرت مجدّد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ نے مکتوب نمبر 221 بنام سید حسین مانگ پوری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ میں فرمایا:

"باید دانست کہ پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید"

یعنی مسند ارشاد پر فائز ہوکر پیری مریدی کرنے کے قابل وہی ہوسکتا ہے جو اپنے متعلقین کو اللہ ﷻ کی طرف رہنمائی کرے۔

تو ظاہر ہے کہ مدارسِ اسلامیہ میں الٰہیات کی تعلیم دینے والے حضرات بزرگانِ دین کی اِن تصریحات کے مطابق مسند ارشاد کے سب سے زیادہ مستحق ہوسکتے ہیں بشرطیکہ وہ خود بھی سلوکِ تقویٰ پر فائز ہوں یعنی شریعت کے ظاہری و باطنی دونوں احکام کی تعلیم دینے کے ساتھ اُن پر عمل بھی کریں ورنہ جعلی مشائخ اور نمبر دو پیروں کے لیے مسلم معاشرہ کی چاروں طرف کھلے ہوئے چور دروازوں کی بندش کا بظاہر کوئی امکان نہیں ہے۔ خدا بھلا کرے دینی مدارس اور محراب و منبر سے منسلک اُن اقل قلیل حضرات کا جو اِس حوالہ سے اپنی مذہبی ذمہ

Marfat.com

داری انجام دے رہے ہیں، شریعتِ مقدسہ کے جن ظاہری و باطنی احکام کی تعلیم و تبلیغ کر رہے ہیں اُن پر خود بھی عمل کر رہے ہیں اور اپنے متعلمین و متعلقین کو بھی عمل کرنے کی تربیت دے رہے ہیں۔ درحقیقت پیرو مرشد کہلانے کے قابل بھی یہی حضرات ہیں۔

علماء کی تبلیغ بے اثر ہونے کی وجہ

ہمارے مدارسِ اسلامیہ سے فارغ تحصیل ہونے والے حضرات کا فلاح تقویٰ اور ولایت سے معکوس العمل ہونے کی ایک وجہ اِن درسگاہوں کی معکوس العملی بھی ہے۔ جسکی تفصیل اِس طرح ہے کہ الٰہیات کی تعلیم و تعلّم سے اوّلین مقصد قال اللہ و قال الرسول کے مطابق عقیدہ و عمل کی پختگی اور تہذیب الاخلاق ہے جس کے بعد افرادِ معاشرہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح اور جملہ شعبہ ہائے حیات میں اُنکی اسلامی رہنمائی کا فریضہ انجام دینا ہوتا ہے اور دوسروں کی اصلاح کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ جن محاسن اعمال کی ترغیب وہ دوسروں کو دے رہے ہیں یا جس عمل سیئہ سے بچنے کی ترہیب دوسروں کو کر رہے ہیں محراب و منبر کی عملی زندگی میں آنے سے پہلے وہ خود بھی اُن کے حامل بن چکے ہوں کیوں کہ ایک باکردار اور قول و عمل کے سچے مبلّغ کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جتنا اثر ہو سکتا ہے وہ متضاد کردار مبلغ کی زبان سے نہیں ہو سکتا۔

ہمارے اِن مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے اصحاب محراب و منبر کی اِسی کمزوری کیوجہ سے معاشرہ میں اِن کی بہتات ہوتے ہوئے بھی مقصد علم کا حصول ممکن نہیں ہو رہا جس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اِس حوالہ سے عملی زندگی میں آنے سے پہلے اُنہوں نے وہ معیار اپنے اندر پیدا نہیں کیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے یہ حضرات وہ کمال اپنے اندر پیدا کیوں نہ کر پائے؟

Marfat.com

اِس کے جواب میں ہمارے علماء کرام کی غالب اکثریت اِن ہی حضرات کو نااہل و نالائق قرار دیتی نہیں تھکتی جبکہ میرے چالیس (40) سالہ تجربہ پر مبنی جواب اِس کے برعکس ہے۔ میرے نزدیک شاذ و نادر کو چھوڑ کر باقی کوئی بھی متعلّم اور حصول علم کے در پے شخص بذات خود نااہل و نالائق نہیں ہوتا بلکہ ہمارے اِن مدارس کے نامساعد ماحول و کردار کے نتیجہ میں ہی اِن لائق الفطرت جواہر کی اکثریت کو ناکارہ بنایا جاتا ہے کیوں کہ حصولِ علم کے زمانہ میں اپنی کم عمری یا نوجوانی کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اچھے، برے اور مفید و غیر مفید کے حوالہ سے اپنی تعلیم گاہوں کے ماحول کا جائزہ لینے کی فکر اِن میں نہیں ہوتی۔ ویسے بھی ماحول کے اثرات سے متاثر ہونا انسان کی فطرت کا جزو ہے گویا ہمارے دینی مدارس سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں فارغ التحصیل ہو کر محراب و منبر کی عملی زندگی میں آنیوالوں کی اکثریت کے نالائق ہونے کا اصل ذمہ دار مدارس کا ماحول ہے ورنہ اِن مدارس کے اندر آجکل پڑھائے جانے والے نصاب جیسے ہی فنون و علوم کو پڑھ کر غزالی و رازی پیدا ہوتے تھے، ابن ہیثم و ابن رشد جیسے باکمال حضرات جنم پاتے تھے، پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری، داتا گنج بخش علی ہجویری جیسے اولیاء اللہ کا وجود ممکن ہوا کرتا تھا، جلال الدین دوانی، سعد الدین تفتازانی جیسے بحر العلوم ہستیوں کی افزائش ہوا کرتی تھی، امام احمد رضا خان اور پیر مہر علی شاہ جیسے سچے محافظین اسلام کی تعلیمات سے شریعت کی آبیاری، طریقت کی رہنمائی اور حقیقت تک رسائی ممکن ہوا کرتی تھی جبکہ اِن ہی فنون و علوم کی تدریس والے موجودہ مدارس کی پیداوار پر غور کرتے ہیں تو اُن حضرات جیسی تحقیق، تطہیر، تصنیف اور تبلیغی فرائض انجام دینے کی صلاحیت تو دور کی بات ہے سالانہ ہزاروں کی تعداد میں فارغ التحصیل ہونے والے اِن حضرات میں اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو آگے پڑھانے کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی، سلوکِ تقویٰ کے فریضہ پر توجہ نہیں ہوتی اور محراب و منبر کے

Marfat.com

تقاضوں کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ ہر تعلیمی و تربیتی ادارہ کے با مقصد ہونے یا نہ ہونیکا اندازہ اُس کے زیرِ تعلیم رہنے والے حضرات کے کردار سے لگایا جا سکتا ہے۔

آخر سوچنے کی بات ہے کہ مدارس اسلامیہ چاہے قدیم ہوں یا جدید بہر حال اُن میں پڑھائے جانیوالے فنون و نصاب بنیادی طور پر ایک ہیں، زمان و مکان بھی ایک جیسے ہیں اور پڑھانے والے اُن وقتوں میں بھی اساتذہ و شیوخ کہلانے والے اہل علم تھے اور ہمارے وقت کے اِن مدارس میں بھی اِن ہی القاب کے اہل علم ہوتے ہیں، اُن وقتوں میں بھی اُنہیں واجب التعظیم ہستیاں سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی اُسی قدر و احترام کی نگاہ سے اِنہیں دیکھا جاتا ہے اور پڑھنے والوں کا بھی یہی حال ہے کہ اُن وقتوں میں بھی عمرِ عزیز کا بہترین حصہ صَرف کرنے والے نوجوان ہوا کرتے تھے اب بھی اُسی عمر کے نوجوان ہوتے ہیں۔ الغرض زمان و مکان کے تقاضوں میں کوئی تبدیلی آئی ہے نہ پڑھنے اور پڑھانے والوں کی فطرتوں میں جیسے حضرت مولیٰ علی نَوَّرَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے منسوب مشہور قول ہے:

”اَلنَّاسُ نَاسٌ وَالزَّمَانُ زَمَانٌ“

یعنی انسانوں کی بنیادی فطرت کبھی بدلتی ہے نہ زمانہ کی۔

ایسے میں پیداوار کا یہ فرق، با مقصد و بے مقصد ہونے کا یہ تناقص اور مسلم معاشرہ کے لیے رحمت و زحمت بننے کا یہ تضاد اہل دانش کے لیے سوالیہ نشان نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ پیداواری تفریق کے اِس عجوبہ کا جواب دیتے ہوئے بعض حضرات زمانہ کو اِس کا ذِمّہ دار ٹھہراتے ہیں کہ زمانہ وہ نہیں رہا جو اُن وقتوں میں تھا اور بعض حضرات طلباء کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں کہ طالب علم وہ نہ رہے جو پہلے وقتوں میں ہوا کرتے تھے اور کچھ حضرات میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو ان مدارس میں پڑھانے والے شیوخ و اساتذہ کو الزام دیتے ہیں کہ پڑھانے والے وہ نہ رہے جو ہوا کرتے تھے لیکن انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ سب غلط نظر

Marfat.com

آرہے ہیں۔ زمانہ کو اِس اُفتاد کا ذمہ دار قرار دینا اِس لیے غلط ہے کہ زمانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے حفظ وبقا کے لیے پیدا کردہ چاروں موسموں پر مشتمل لیل ونہار کا نام ہے۔ جس میں کبھی کوئی تبدیلی آئی ہے نہ کمی وبیشی۔ جیسے چاروں موسم اپنے اپنے اوقات میں گرمی وسردی، خشکی وتری اور پیداواری نتائج برابر دے رہے ہیں ویسے ہی دن روشنی دینے، ذریعۂ معاش کی تلاش میں پھیلنے کا فائدہ دینے اور رات آرام کرنیکا فائدہ دینے میں آج بھی اِسی طرح رواں دواں ہیں جیسے ہزار سال پہلے جاری تھے ایسے میں زمانہ کو اِس کا ذمہ دار ٹھہرا کر یہ کہنا کہ زمانہ وہ نہیں رہا جو اگلوں کے وقت میں تھا کیوں کر درست ہوسکتا ہے۔
طلباء کو اِس کا ذمہ دار ٹھہرانے کی غلطی بھی اِس سے مختلف نہیں ہے کیوں کہ اپنے نوجوانوں کو اللہ کا دین سیکھنے کیلئے اِن مدارس میں داخل کرانیوالے والدین کا بھی اور خود اِن نوجوانوں کا بھی بنیادی مقصد الٰہیات کی تعلیم میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ اُس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا جس میں اگلوں اور پچھلوں کے پیش نظر میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اگر اس کے ذریعہ اپنے وقت کے حکومتی تقاضوں کے مطابق ملازمتوں کا حصول اُن کے پیش نظر ہوا کرتا تھا تو وہ اب بھی ہے۔ اِسی طرح حصولِ ملازمت کو خاطر میں لائے بغیر محض رضاء الٰہی کی خاطر اِس کمال کی دست آوری کے درپے رہنے والے اُن وقتوں میں بھی تھے تو ایسے خوش بختوں کی اب بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ ایسے میں طلباء کو اس بے مرادی و انحطاط کا ذمہ دار ٹھہرانا قطعاً کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ البتہ اِن مدارس میں پڑھانے والے شیوخ واساتذہ کو اِس کا ذمہ دار قرار دینے کا کچھ محل ہوسکتا ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ محمد اقبال نے بھی کہا تھا۔ ''رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی''
لیکن بنظرِ انصاف دیکھنے سے اِس کا سبب بھی پڑھنے والوں کی بے کمالی کے سبب سے مختلف نظر نہیں آتا کیوں کہ جن شیوخ واساتذہ کا شکوہ کیا جارہا ہے یہ کوئی اور مخلوق تو ہیں

Marfat.com

نہیں بلکہ یہ بھی چند سال پہلے اِن ہی مدارس کے طلباء تھے۔تو تربیت وتعلیم کے حوالہ سے جس نامساعد ماحول کا آج کے طلباء کو سامنا ہے اُنہوں نے بھی اپنے وقتوں میں اُسکا سامنا کیا ہوا ہے۔اگر اُنہیں حقیقی تعلیم وتربیت کی سعادت نصیب ہوئی ہوتی تو وہ بھی اپنے زیرِتربیت اِن طلباء کو اُس سے نوازتے کیونکہ ''کُلُّ اِنَآءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَافِیْهِ ''یعنی برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اُس سے باہر آتا ہے۔تاہم نصف صدی سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس تیزی کیساتھ ہمارے اِن مراکز علمیہ کا تعلیمی معیار گر رہا ہے اور مسلسل گرتا جارہا ہے اُسکی مثال زندگی کے کسی اور شعبہ میں نہیں ملتی۔اِس حوالہ سے ''کُلَّ یَوْمٍ اَبْتَر ''یعنی ہر آنیوالا دن گزشتہ سے بدتر ہوتا جارہا ہے۔اِس معکوس العملی کا نتیجہ ہے کہ اِن مدارس سے جدید فارغ التحصیل ہونیوالوں کے مقابلہ میں سابقین کے اندر کچھ نا کچھ رجالِ کار دیکھنے میں آتے ہیں۔

اسلامی مدارس میں علمی انحطاط

ہمارے اِن مدارس کے سابق فضلاء میں جو حضرات تعلیم وتربیت کا کمال رکھتے ہیں،خود بھی علم وعمل اور فلاح تقویٰ کی زینت سے مزّین ہیں اور دوسروں کو بھی تعلیم و تربیت دیکر کمال تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اُنہیں اس اُفتاد کا ذمہ دار ٹھہرا کر موردِ الزام قرار دینا بھی ہمارے تجربہ کے مطابق ناانصافی وغلط ہے کیوں کہ اُن حضرات نے یہ کمال اِن مدارس کے موجودہ ماحول میں نہیں بلکہ مخصوص مراکز میں لوجہِ اللہ تعلیم وتربیت دینے والے اہل اللہ کی جوتیاں سیدھی کر کے حاصل کیا ہے۔کاملین کی صحبت وماحول کی بدولت صاحبِ کمال ہونے کے بعد اُن کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ مجاہدہ شاقہ کے بعد دست آوردہ اِس کمال کو امانت سمجھ کر آگے اُس کے حقداروں تک پہنچایا جائے۔انتقالِ فیض وامانت کے اِس عمل کا تعلق تعلیم وتربیت سے ہونیکی بنا پر اس کے نتیجہ خیز ہونے کے

Marfat.com

لیے سب سے پہلے تعلیم و تربیت پانے والوں کے لیے ماحول کا سازگار ہونا ضروری ہے، رکاوٹوں کا دور ہونا ناگزیر ہے اور اِن میں اہلیت کا پایا جانا شرط ہے جس کے بغیر نہ کوئی کامل دوسروں کو خاطر خواہ تعلیم دے سکتا ہے نہ کوئی مستفیض اُن سے پوری طرح استفادہ کر سکتا ہے۔

اِن حقائق کی روشنی میں جب ہم موجودہ مدارسِ دینیہ میں پڑھانے والے مدرسین، پڑھنے والے طلباء اور اِن کے انتظامیہ کا جائزہ لیتے ہیں تو مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آتی کیوں کہ بادل کے ستاروں کی طرح جو اقلِ قلیل حقیقی شیوخ و اساتذہ اِن مدارس میں ہمیں نظر آ رہے ہیں وہ اِن کے موجودہ حالات، ذہنی رجحان اور کثرتِ روس کو کامیابی کا مدار و معیار سمجھنے کے مقابلہ میں حسب منشاء اِن کے اندر تعلیم و تربیت دینے سے معذور ہیں۔ نیز یہ مدارس اِن کی معاشی ضروریات کی پوری طرح کفالت نہیں کرتے جس وجہ سے وہ دل جمعی کے ساتھ تعلیم و تربیت کے فرائض انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ نیز اِن مدارس میں جن کتابوں کی تدریس اُن کے ذمہ لگائی جاتی ہے اُن میں شامل طلباء کی استعداد اور عدمِ استعداد کی کوئی تمیز نہیں کی جاتی عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ درجنوں شرکاءِ درس میں سے شاذ و نادر کوئی ایک دو طالب علم اُن سے استفادہ کرنے کی کچھ صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ اکثریت اپنی نااہلی کی بنا پر متعلقہ کتاب کے حقیقی درس کو اجنبی اور غیر مانوس سمجھ کر اپنے گزشتہ اوقات کے ضیاع پر افسوس کرنے کی بجائے اِن حقیقی شیوخ و اساتذہ کی انتظامیہ سے شکایت کرنے لگتی ہے اور منتظمہ کو چونکہ کثرتِ طلبا کی ضرورت ہوتی ہے، اُن کی نگاہ میں اہل و نااہل کی کوئی تفریق نہیں ہوتی اور حقیقی شیوخ و برائے نام شیوخ کی تمیز نہیں ہوتی جس وجہ سے اُن کی طرف سے اِن حضرات کو طلباء کی اکثریت کو خوش رکھنے کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ جس کے بعد یہ حضرات حقیقی تعلیم و تربیت کی راہ سے ہٹ کر نااہل اکثریت کو اعتماد میں رکھنے کی غیر فطری راہ پر چل پڑتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں

Marfat.com

ایک طرف اِن حضرات کا علمی جوہر نکھرنے سے رہ جاتا ہے تو دوسری طرف متلاشیانِ علم و معرفت پوری طرح استفادہ کی توفیق سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اِس المیہ کی ایک دل خراش مثال یہ ہے کہ 1974ء میں ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا عطاء محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے نام نامی واسم گرامی سے اپنے مدرسہ کو چمکانے کی غرض سے اُن کے ایک بالواسطہ شاگرد نے اُنہیں کراچی بلالیا جب دیکھا کہ حضرت سے وہی محدود طلباء استفادہ کررہے ہیں جو ابتدائی کتابیں سمجھ کر پڑھنے کی بدولت صاحبِ استعداد ہیں تو اُس نے بھی حضرت استاذیم نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف سے کھل کر اپنا مقصد ذکر کیا کہ آپ کو یہاں پر لانے سے میرا مقصد کثرتِ رؤس سے اپنے مدرسہ کو چمکانا ہے جو طلباء کی اکثریت کو اُن کی عادت وپسند کے مطابق پڑھا کر اعتماد میں رکھے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اُس نے صاف بتادیا کہ مدارس کی کامیابی کا معیار ہماری نگاہ میں حقیقی تعلیم وتربیت نہیں ہے بلکہ طلباء کی کثرت ہے، مدرسہ کو امداد دینے والے عوام وخواص حقیقی تعلیم و تربیت کو نہیں دیکھتے وہ صرف اور صرف کثرتِ رؤس سے متاثر ہوکر امداد دیتے ہیں اُس نے کہا کہ ہمیں بھی دوسرے مدارس کی طرح اپنے مدرسہ کو کامیاب کرنے کے لیے طلباء کی کثیر تعداد درکار ہے چاہے اُن کی تعلیمی استعداد جیسے بھی ہو۔ الغرض اُس نے حضرت کو مدارس کے موجودہ نہج پر چلانے کی حتی المقدور کوشش کی لیکن حضرت سمجھتے تھے کہ حقیقی تعلیم و تربیت لینے کی صلاحیت والوں کی تعداد اگرچہ کم ہے اُنہیں نظرانداز کرکے کثرتِ رؤس کی بھیڑ چال کو اپنانا امانتداری کے خلاف ہے اور معکوس عمل کی طرف جانے کے مترادف ہے اِس لیے حضرت کسی صورت بھی انتظامیہ کی خواہش پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے انجام کار حضرت کے اُسی بالواسطہ شاگرد جو ہزار جتن وتملق کرکے حضرت کو لے گیا تھا مدرسہ کے حوالہ سے اپنی معکوس العملی کے خلاف سمجھ کر حضرت کی عظمتِ شان کے خلاف جن

Marfat.com

سازشوں، الزام تراشیوں اور بدگوئیوں کا طوفان اُٹھایا اُس سے ہر شریف انسان کا سر شرم سے جُھک جاتا ہے (فَاَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنَ الذِّئَابِ فِی الثِّیَابِ) اِسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حقیقی شیوخ و مدرسین کو دینی مدارس کی موجودہ روش پزیرائی نہیں دے سکتی۔

یہ ہوئی مدارس کی موجودہ بے مقصدیت کے حوالہ سے رکاوٹوں اور نامساعد ماحول کی بات اِس کے علاوہ طلباء کی غالب اکثریت کے حوالہ سے معروضی حالات کچھ اس طرح ہیں کہ بہت کم مدارس کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اپنے ابتدائی طلباء کے لیے فنکار وفن شناس اور تجربہ کار اساتذہ مقرر کر کے ان کی بنیاد بنا لیتے ہیں دراصل صحیح معنی میں اسلامی مدارس کہلانے کے قابل بھی یہی ادارے ہیں ''فَزَادَهَا اللّٰهُ وَحِفِظَهَا'' ورنہ زیادہ تر کے مقاصد میں وہی معکوسی تصوّر ہے جس کی ایک جھلک گزشتہ سطور میں ہم بیان کر آئے ہیں کثرتِ رؤس کو معیار بنانے والے مدارس بہت زیادہ تعداد میں ہیں لہٰذا اُن میں پڑھے ہوئے طلباء کی علمی استعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور یہی اکثریت فارغ تحصیل ہونے کے بعد محراب و منبر کی عملی زندگی میں آ کر مسلم معاشرہ کے غیر معیاری مفتی، رواجی مدرِس اور خطیب نامعقول کا کردار انجام دیتی ہے جس کے نتیجہ میں مسائل دینیہ کے حوالہ سے التباس الحق بالباطل کا فساد برپا ہو رہا ہے سچ کہا گیا ہے ''نیم ملا دشمن ایمان''۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے یہ مدارس اگر اپنا موجودہ ماحول تبدیل کریں یعنی طلباء کی کثرت کو کامیابی کا معیار قرار دینے کی معکوس العملی کی بجائے تعلیم وتربیت کے حوالہ سے پختہ کاری کو معیار بنائیں اور پڑھانے والے شیوخ واساتذہ کو طلباء کی اکثریت کا تابع بنانے کی بجائے حقیقی تعلیم وتربیت کا تابع بنائیں اور مالی مصلحتوں کی پیش نظر بیرون مدرسہ کے عوام و خواص کو طلباء کی کثرت سے متاثر کرنے کے درپے ہونے کی بجائے الٰہیات کے حوالہ سے رجال کار پیدا کرنے کو ہدف بنائیں تو یہی مدارس صحیح معنی میں اسلام کے گہوارے کہلا سکتے

Marfat.com

ہیں، آج بھی اِن کی پیداوار میں غزالی ورازی مل سکتے ہیں، امام احمد رضا اور پیر مہر علی شاہ جیسے جامع العلوم والکمالات کی آمد ہوسکتی ہے۔

بے علم پیر کی مثال چکی کا گدھا

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

"عِظْ نَفْسَکَ اَوَّلاً ثُمَّ عِظْ نَفْسَ غَیْرِکَ"(۱)

یعنی پہلے اپنے نفس امّارہ کو نصیحت کر کے اُس کی اصلاح کرے اُس کے بعد پیر و مرشد کے منصب پر بیٹھ کر دوسروں کی اصلاح کرے۔

ساتھ ہی سچے مشائخ بن کر لوگوں کی اصلاح احوال کرنے والے سعادت مندوں کے لیے علم دین کو ناگزیر قرار دیتے ہوئے اِسی صفحہ میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا یَقُوْدُ النَّاسَ الْبَصِیْرُ o اِنَّمَا یُخَلِّصُھُمْ مِنَ الْبَحْرِ السَّابِحُ الْمَحْمُوْدُ o اِنَّمَا یَرُدُّ النَّاسَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ عَرَفَہٗ اَمَّا مَنْ جَھِلَہٗ کَیْفَ یَدُلُّ عَلَیْہِ"(۲)

لوگوں کی روحانی قیادت کرنے کے اہل وہی ہوسکتے ہیں جو اہل علم ہوں اور لوگوں کو اُن کے نفس امّارہ کے دریاءِ ظلمت سے وہی نکال سکتے ہیں جو میدانِ روحانیت کے قابل ستائش تیراک ہوں اور لوگوں کو اللہ عزوجل کی راہ پر وہی ڈال سکتے ہیں جو اُسے جانتے ہوں کیوں کہ جو خود اُسے نہیں جانتے اُن سے دوسروں کی رہنمائی ممکن نہیں ہوسکتی۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے سچے مشائخ کے لیے ناگزیر

۱۔ الفتح الربانی، ص5، مطبوعہ مصر۔

۲۔ الفتح الربانی، ص5، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

تعلیم وتربیت کے چند مراحل کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''فَیَسُوسُ نُفُوسَ الۡمُرِیۡدِیۡنَ کَمَا کَانَ یَسُوۡسُ نَفۡسَهٗ مِنۡ قَبۡلُ''(۱)

یعنی مسندِ ارشاد پر بیٹھنے سے پہلے طالب علمی کے وقت جیسے وہ خود معیاری تربیت گاہوں کے حقیقی شیوخ واساتذہ کی تعلیم وتربیت سے اپنے نفس کو تربیت دیا کرتا تھا اُسی طرح مسندِ ارشاد پر بیٹھنے کے بعد اپنے متعلقین ومریدین اور شاگردوں کو تعلیم وتربیت دیگا۔

بزرگانِ دین اور اہل طریقت کی مسلّمہ ہستیوں کی اِن تصریحات کے مطابق معیاری پیر وشیخ طریقت بننے کیلئے سب سے پہلے الٰہیات کی حقیقی درسگاہوں کے معیاری شیوخ واساتذہ سے تعلیم حاصل کرنا اوّلین شرط قرار پایا ہے جس کے بغیر پیر بن کر جاہل عوام کو گمراہ کرنیوالے غیر معیاری حضرات کو حدیث شریف میں چکی کے گدھے کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے، جیسے فرمایا:

''اَلۡمُتَعَبِّدُ بِغَیۡرِ فِقۡهٍ کَالۡحِمَارِ فِی الطَّاحُوۡنِ''(۲)

اہل فہم حضرات جانتے ہیں کہ سچے صوفی، حقیقی مشائخ اور معیاری پیر ومرشد بننے کے لیے الٰہیات کے جن علوم کو جملہ سلف صالحین نے شرط قرار دیا ہے اُسکا حصول معیاری درسگاہوں کے حقیقی شیوخ الحدیث والتفسیر کے سامنے زانوئے تلمّذ تہہ کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ وہ راز ہے جس سے غفلت برتنے کی وجہ سے آج کل حقیقی تربیت گاہوں کی جگہ غیر معیاری اداروں کا حقیقی مشائخ کی جگہ گندم نما جو فروشوں کا، سچے پیروں کی جگہ جھوٹوں کا اور معیاری شیوخ الحدیث والتفسیر کی جگہ بے حقیقتوں کا جال تزویر ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ ایسے ایسے حضرات مفتی اہل سنت، شیوخ الحدیث والتفسیر، محقق العصر، مجدّدِ وقت، شہبازِ ولایت،

۱۔ عوارف المعارف، ص73، مطبوعہ مصر۔

۲۔ حلیة الاولیاء، ج5، ص219، مطبوعہ بیروت۔

Marfat.com

پیر طریقت و رہبر شریعت جیسے وزن دار القاب کے ساتھ ملقب کیے جا رہے ہیں جو اِن اوصاف کی حقیقت سے سو فیصد خالی ہوتے ہیں۔ الغرض جیسے ایک معیاری مفتی، شیخ الدرس، استاذ و معلّم اور صاحب محراب و منبر بننے کے لیے اِس منصب پر بیٹھنے سے پہلے حقیقی درسگاہوں کے معیاری شیوخ الحدیث والتفسیر کاملین کی صحبت میں رہ کر تعلیم و تربیت کا حاصل کرنا ضروری ہے جسکے بغیر کوئی شخص معیاری مفتی بن سکتا ہے نہ مدرّس نہ شیخ الحدیث نہ شیخ التفسیر، اِسی طرح معیاری پیر و مرشد بننے کے لیے بھی معیاری تربیت گاہ کے حقیقی شیوخ کی صحبت میں الٰہیات کی تعلیم و تربیت کا حاصل کرنا ضروری ہے جس کے بغیر سچے پیر و مرشد بننا ممکن نہیں ہے۔

مسلم معاشرہ کی شومئی قسمت نہیں تو اور کیا ہے کہ اہل طریقت ہونے کے لیے اہل شریعت ہونے کے لاینفک وصف سے بے اعتنائی، اہل حقیقت ہونے کے لیے حقیقی مدارس کے معیاری شیوخ الحدیث والتفسیر کے درس صحبت سے مستفیض ہونے کی لازمی شرط سے بے خبری اور پیر و مرشد ہونے کے لیے مذہبی تعلیم و تربیت کی ضرورت سے انحراف و غفلت کی وجہ سے غیر معیاری مشائخ کی شرح پیداوار میں روز افزوں ترقی ہوتی جارہی ہے اور اُن کی جہالت نوازیوں، بدعت کاریوں اور طریقت و روحانیت کے نام پر التباس الحق بالباطل کی فساد کاریوں کی وجہ سے خلقِ خدا کی گمراہی ہو رہی ہے۔

ایک اہل علم کے سوال کا جواب

اِن سطور کی سپردگی قلم کے وقت ایک قابل احترام اہل علم میرے پاس مہمان آئے تحریر شدہ اِس مضمون کو دیکھنے کے بعد مجھ پر یہ سوال کیا کہ اِس مضمون سے تو دینی مدارس کی عصری خانقاہوں کے ساتھ اور مدارس سے فارغ تحصیل ہونے والوں کی عصری پیروں کے ساتھ

Marfat.com

برابری معلوم ہو رہی ہے جو خلاف حقیقت ہے کیوں کہ دینی مدارس اپنی تمام تر کوتاہیوں کے باوجود عصری خانقاہوں سے ہزار درجہ بہتر ہیں کہ اُن کی بدولت قرآن وسنت کی تعلیمات کا سلسلہ تو باقی وجاری ہے جبکہ عصری خانقاہوں کی غالب اکثریت اِلّا ماشاءاللہ حقیقی بزرگان دین کی تعلیمات اوراُن کے نصب العین کے برعکس کردار انجام دے رہی ہے۔

اِسی طرح دینی مدارس سے فارغ تحصیل ہونے والے حضرات کسی نہ کسی انداز سے اسلام کی خدمت کررہے ہیں اوراپنی استعداد کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عمل سے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی کچھ روشنی تو پھیلا رہے ہیں جبکہ غیر معیاری مشائخ اور نمبر دو پیروں کی اکثریت کا یہ پیٹ پرست ریوڑ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے احکام سے نابلد ہونیکی بنا پر شریعت کی بگاڑ اور طریقت کی بدنامی کیساتھ روحانیت کے نام پر خلقِ خدا کو دھوکہ دینے کے سوااور کچھ نہیں ہے۔معروضی حالات کے اِس نقشہ میں اُنہیں مدارس سے فارغ تحصیل ہونیوالوں کا ہم پلڑہ قرار دینا کیا بہتے ہوئے پانی کو بے حقیقت سراب کہنے کے مترادف نہیں ہے؟

اِس کا جو جواب میں نے اُس محترم علمی شخصیت کو دے کراُسے مطمئن کیا اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے اِس مضمون کے کسی بھی حصہ میں مذکورہ دونوں طبقوں کوایک دوسرے کے برابر قرار نہیں دیا ہے بلکہ میں نے تو غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کے بڑھتے ہوئے حجم کے ساتھ اُن کی تباہ کاریوں کی متعدد وجوہات میں سے صرف ایک وجہ (مذہبی تعلیم و تربیت) سے اُن کی محرومی کو ذکر کر کے اکثر مدارس سے فارغ تحصیل ہونے والے حضرات کی بے معیاری کے ساتھ اُن کو تشبیہ دی ہے کہ دیگر اوصاف کثیرہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود الٰہیات کے حوالہ سے حقیقی تعلیم وتربیت سے محروم ہونا اِن دونوں کا وصفِ مشترک ہے۔نیز میں نے اپنی اس تحریر میں مقصد بنا مدارس کے حوالہ سے غیر معیاری مہتممین اور شرعی مقصد کے حوالہ سے غیر معیاری پیروں کوایک ہی منزل کے لیے

Marfat.com

مختلف سمتوں میں سفر کرنے والے ہوشیار و نادان قرار دیا ہے۔ میں نے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ کاش اِن دونوں شعبوں کے لیے کوئی موثر کنٹرولر ہوتا، کاش اِن سے پوچھنے والا کوئی ہوتا اور میں نے جملہ مسلمانوں کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہوئے بارہا لکھا ہے کہ اِن دونوں شعبوں میں اصل و نقل کی تمیز، کھرے کھوٹے کی تفریق، جائز کی حوصلہ افزائی اور ناجائز کے انسداد کے لیے قدم اُٹھانا حکومتِ وقت کے فرائض میں سے ہے جس کے لیے مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر مسلط ہونے والے اربابِ اقتدار کا قرآن و سنت کے احکام سے واقف ہونا ضروری ہے کیوں کہ جب خود اُنہیں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے احکام کا علم، کھرے کھوٹے کی تمیز اور جائز و ناجائز کی تفریق نہ ہوگی تو اُن کے ہاتھوں دوسروں کی اصلاح کبھی ممکن نہیں ہوسکتی۔

میں نے اپنی دوسری کتاب ''اسباب زوال امت اور علاج'' میں جہاں دیگر شعبہ ہائے حیات میں امت مسلمہ کے زوال و انحطاط کے اصل ذمہ دار، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو سے عاری حکمرانوں کو قرار دیا ہے، وہاں کثیر شواہد و عقلی و نقلی دلائل سے اِن دونوں شعبوں کی کساد بازاری کا اصل مرض بھی اِن ہی حضرات کو ٹھہرایا ہے کیوں کہ قرآن و سنت اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں اُمت مسلمہ کے حکمران جیسے دوسرے تمام شعبہ ہائے حیات کے جملہ طبقوں کے جائز و ناجائز پر نظر رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں تاکہ جائز کی حوصلہ افزائی اور ناجائز کا انسداد کرسکے، ویسے ہی اِن دونوں طبقوں کی نگرانی بھی اُن ہی کی ذمہ داری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوت میں اور اس کے بعد خلفاء راشدین کے تیس سالہ عہدِ خلافت میں مسلم سلطنت کے کسی گوشہ میں بھی دین کے نام پر جعلی مدرسہ دیکھنے میں آیا نہ روحانیت کے نام پر کوئی مصنوعی خانقاہ، نہ غیر معیاری علماء کبھی دیکھے گئے نہ نمبر دو مشائخ، نہ کسی کو مذہب کے نام پر عوام کو بیوقوف بنانے کی جرأت ہوسکتی تھی نہ روحانیت اور پیری

Marfat.com

مریدی کے روپ میں دجل وفریب کی جسارت۔ اِس کے برعکس جب سے دوہرے تصور اقتدار پر مبنی نااہلوں کی حکومتیں مسلمانوں پر مسلط ہونے لگیں، یعنی جب سے مذہب آزاد محض نام کے مسلمانوں نے اُمتِ مسلمہ کے سیاسی اقتدار پر مسلط ہو کر مذہبی اقتدار کو اپنے مفاد میں استعمال کرنا شروع کر دیا تب سے مذہب وروحانیت کا نام بیچنے والے گندم نما جو فروشوں کو بھی اس گھناؤنے کاروبار میں پڑنے کا موقع مل گیا۔ آج بھی اگر اس کہنہ مرض کا علاج ہو جائے یعنی وحدت تصور اقتدار پر مبنی صالح مقتدرہ وجود میں آجائے جو مذہبی اہل اقتدار کو اپنی ذاتی ترجیحات ومفادات کی تکمیل کے لیے استعمال کرنے کی بجائے اپنی من پسند کو قرآن وسنت پر فدا کریں، دنیوی معاملات سے لے کر مذہبی مسائل تک، اندرونی ذمہ داریوں سے لے کر خارجہ روابط تک، سیاسیات سے لے کر معاشیات تک اور عدلیہ سے لے کر روحانی اقدار تک جملہ گوشوں پر یکساں نظر رکھے اور ہر شعبہ کو امانتِ الٰہی سمجھ کر اس کے حقیقی اہلکاروں کے سپرد کریں، کسی بھی شعبہ میں غیر معیاری افراد کے دخل عمل کو ممنوع قرار دیں اور ہر شعبہ کو بدنمائی وناکامی سے بچا کر کامیابی کے ساتھ ہمکنار کرنے کے لیے اُس کے حقیقی ماہرین کی نگرانی میں معیار قائم کر کے اُس کی پابندی کرائیں تو آج بھی اُمت مسلمہ، زوال وانحطاط کی درپیش دلدل سے نکل کر اقوام عالم کی صف میں معزز وسربلند ہو سکتی ہے، اسے بھی عالمی ادارۂ اقوام میں ویٹو کا حق مل سکتا ہے، اس کے دنیوی مدارس سے بھی مغربی سائنسدانوں کی طرح سائنس وٹیکنالوجی کے ماہرین پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کے مذہبی مدرسوں اور روحانی تربیت گاہوں سے بھی غزالی ورازی، شاہ نعمت اللہ ولی، امام محی الدین ابن عربی جیسے ماہرین شریعت وطریقت ورمز شناسانِ حقیقت پیدا ہو سکتے ہیں۔ الغرض جیسے دیگر شعبہ ہائے حیات میں اُمتِ مسلمہ کے پسماندہ رہنے کا بنیادی مرض نااہلوں کی حکمرانی ہے اسی طرح مدارس وخانقاہوں کی بے مقصدیت کے ذمہ دار بھی یہی نااہل

Marfat.com

حکمران ہیں جن کی نا اہلی، مذہبی تعلیم و تربیت سے دوری اور روحانی اقدار سے محرومی کی بنا پر مذہبی سوداگروں کو مذہب کے نام پر اور روحانیت و تصوف کے نام سے سوداگری کرنیوالوں کو پیری مریدی کے عنوان سے ہر طرح کھیل کھیلنے کا موقع مل رہا ہے (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

کتنے مذہبی مدارس ایسے ہیں جن میں اللہ کے لامحدود سچے دین کو محض اپنی من پسند کے پیدا کردہ چند محدود مسائل میں منحصر سمجھ کر تعصب کا درس دیا جاتا ہے، اپنے نظریاتی مخالفین کی بابت ہر طرح کی غیر شائستہ زبان استعمال کرنے، غیر مہذب قلم چلانے اور عوام کو اشتعال دلانے کی تربیت دی جاتی ہے، کتنی خانقاہیں ایسی ہیں جن کا کوئی قابلِ ذکر مذہبی پس منظر نہ ہوتے ہوئے بھی روحانیت کے ٹھیکیدار بن رہی ہیں، کتنے اناڑی جاہل ایسے ہیں جو علماء کے روپ میں چندہ خوری کے لیے جعلی مدارس چلا رہے ہیں، پیری مریدی کا دھندہ کرنیوالے کتنے جاہل مطلق ایسے ہیں جو تصوف و روحانیت کے ابجد سے بھی ناواقف ہوتے ہوئے پیر طریقت و رہبر شریعت کے القاب کے ساتھ پکارے جاتے ہیں جن سے ضعیف العقیدہ عوام کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ آئے دن ملکی اخبارات میں جعلی پیروں اور نمبر دو مشائخ کی زیادتیوں، دھوکہ بازیوں، بدعت کاریوں اور حیا سوز بدعملیوں کی کہانیاں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ نیز حضرت علی ہجویری (داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ) جیسے مسلّمہ بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری دینے والے مختلف شعبہ ہائے حیات کے کثیر عوام میں اپنی دوکان خسران کے لیے گاہک تلاش کرتے ہوئے جعلی پیروں کی مختلف ٹولیاں روحانیت و تصوف کے نام پر جو کرتب بازیاں کرتی ہیں اُس سے صاحبِ مزار بزرگوں کی ارواح کو اذیت پہنچنے کے ساتھ ہر دیندار و سنجیدہ مسلمان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ان تمام خرافات و گمراہیوں کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کے باوجود حکمرانوں کو اس کے خلاف کچھ کرنے کا احساس ہوتا ہے نہ اصحاب محراب و منبر کو اِسکے خلاف تبلیغ کرنے کی جرأت۔ مدارس، اُن سے فارغ تحصیل

Marfat.com

ہونے والے اصحاب محراب ومنبر، خانقاہیں، اُن کے ساتھ وابستہ پیر و مرید اور حکمرانوں کے ان معروضی حالات کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر آتا ہے۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ توست

علماء ومشائخ کا موازنہ

زندگی کے مختلف شعبوں میں اصلی ونقلی ہونے کی طرح اصحاب محراب ومنبر اور پیروں کے طبقوں میں بھی حقیقی علماءِ حق کے مقابلہ میں دنیا پرست علماءِ سوٗ اور مشائخ میں مسند ارشاد کے قابل حقیقی حضرات کے مقابلہ میں جعلساز پائے جاتے ہیں۔ گزشتہ سطور میں ہم تفصیل کے ساتھ واضح کر آئے ہیں کہ حقیقی مشائخ اور مسندِ ارشاد کے قابل معیاری پیرو مرشد وہی حضرات ہو سکتے ہیں جو قرآن وسنت اور اُن سے مستنبط مسائل فقہیہ کے عالم با عمل ہوں، یعنی عقیدہ وعمل کے درست اور فلاح تقویٰ کی سعادت پر فائز ہوں جس کے بغیر کوئی شخص صحیح مومن ومسلمان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ شیخ طریقت بن سکے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے لے کر آج تک کسی بھی جاہل کو ولی اللہ نہیں بنایا ہے، کسی بھی جاہل وغافل کو مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لیے مامور نہیں فرمایا ہے اور کسی بھی بدعقیدہ و بدعمل، آلودۂ معصیت انسان کو پیرو مرشد بنا کر لوگوں کو اس کے ہاتھ بیعت ہونے کا امر نہیں فرمایا ہے۔ رب کریم جل مجدہٗ نے صرف اور صرف قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے حضرات کو مسند ارشاد پر بیٹھنے، بے علم عوام وخواص کو مذہبی تعلیم وتربیت دینے کا حکم دیا ہے اور بے علموں کو اُن سے تعلیم وتربیت پانے اور ان کی اتباع کرنے پر مکلّف فرمایا ہے۔ گویا قرآن وسنت کا علم رکھنے والے سعادت مندوں کے پیرو مرشد اور رہنما ومقتدیٰ اللہ جل جلالہٗ اور

Marfat.com

اس کے رسول ﷺ کے فرامین وارشادات ہیں جبکہ عوام کے حقیقی پیرومرشد قرآن وسنت کے علم وعمل سے سرفراز علماء کرام ہیں۔ بالفاظ دیگر عوام کے حقیقی مرشد ورہنما علماء کرام ہیں اور علماء کرام کے مرشد ورہنما ذاتِ پاک رسول اللہ ﷺ ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا واحد رہنما ومربی اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ جیسے فتاوی رضویہ میں امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبری کے اس مضمون سے متعلق طویل کلام کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اِس لیے یہ سلسلہ مقرر ہے کہ عوام آج کل کے اہل علم ودین کا دامن تھامیں اور وہ تصانیف علماء ماہرین کا اور وہ مشائخ فتویٰ کا اور وہ آئمہ ھدی کا اور وہ قرآن وحدیث کا، جس شخص نے اِس سلسلے کو توڑا وہ اندھا ہے، جس نے دامن ہادی ہاتھ سے چھوڑا عنقریب کسی عمیق (گہرے) کنویں میں گرا چاہتا ہے۔''(۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰھَا''(۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی بھی شخص کو اس کی استعداد واستطاعت سے زیادہ مکلّف نہیں فرماتا۔

تو ظاہر ہے کہ تمام انسانوں میں قوت فکری وعملی کے کمالات کے حوالہ سے ماوراء العقل والحواس طاقت واستعداد کے حامل صرف اور صرف انبیاء ومرسلین کی ذات ہوتی ہے بالخصوص سید الانبیاء رحمۃ للعلمین ﷺ جملہ انبیاء ومرسلین کے انفرادی کمالات کے جامع ومجمع الکمالات ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے تعلیم وتربیت پانے کے محتاج ہی نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ سب سے زیادہ حُب ورضا، توکل وشکر، فقر وصبر، خوف ورجاء، زُہد وتوبہ، رکھنے والے محبوب ومقرب علی الاطلاق ہونے کی بنا پر سب سے مافوق، سب سے اعلیٰ اور سب سے بے مثل کمالات واستعداد کے مالک ہیں ایسے میں اُن کا مرّبی ورہنما

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 462۔

۲۔ الطلاق، 7۔

Marfat.com

اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی اور ہونے کا امکان ہی نہیں رہتا جیسے بخاری شریف کی مرفوع حدیثوں میں ارشاد فرمایا:

''عَلَّمَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمِی''

''اَدَّبَنِی رَبِّی فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِی''

''اَیُّکُمْ مِثْلِی اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ''(۱)

اللہ کے حبیب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے توبہ سے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم ''وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ ''(۲) پر عمل کرنے میں سب سے بے مثل ہیں ویسے ہی ''اِتَّقُوا اللّٰہِ حَقَّ تُقٰتِہٖ ''(۳) پر عمل کرنے میں بھی سب سے زیادہ، سب سے اعلیٰ اور سب سے بے مثل ہیں۔ علی ہٰذا القیاس انسانی کمالات کی تکمیل کے لیے جتنے لوازمات واحکام ہوسکتے ہیں اُن سب کا فیض، سب کی تعلیم اور سب میں عملی تربیت وہ صرف اور صرف اپنے خالق ومالک جل جلالہ سے پاتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درس صحبت سے براہ راست فیض پانے والے صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کے محتاج ہیں اِسی طرح تابعین صحابہ کے اور تبع تابعین، تابعین کی تعلیم وتربیت کے محتاج ہیں۔ علی ہٰذا القیاس مسلمانوں کے ہر بعد والا طبقہ اپنے سے اسبق واعلم واکمل کی تعلیم وتربیت کے محتاج ہونے کا یہ طویل سلسلہ فیض اِس طرح ترتیب پاتا ہے کہ ہر دور کے عوام مذہبی وروحانی تعلیم وتربیت کا فریضہ پانے میں اپنے دور کے علماء کرام کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ ہر دور کے اِن علماء کرام کا اپنے سے اسبق، اعلم واکمل حضرات سے مستفیض ومستفید ہونے کا یہ سلسلۂ تربیت

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ص 111، کتاب قصدالعمل، مطبوعہ اصح المصابع کراچی۔

۲۔ النور، 31۔

۳۔ آلِ عمران، 102۔

Marfat.com

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر منتہی ہو جاتا ہے۔

علماء حق پر جاہل پیروں کو ترجیح دینے کا جہل

اولیاء اللہ ہونے کے لیے جب ایمان وتقویٰ کی کسوٹی پر پورا اترنے کو اللہ تعالیٰ نے معیار قرار دیا ہے تو پھر اسے نظر انداز کر کے اپنے پیٹ سے کوئی اور تصور قائم کرنے کا کیا جواز ہوسکتا ہے اور عقیدہ وعمل کی سچائی اور ایمان وتقویٰ کی پختگی کا معیار ولایت ہونا جب عہد صحابہ سے لے کر اب تک کے جملہ سلف صالحین کا متفقہ مذہب اور نا قابل انکار حقیقت ہے۔ ایسے میں باعمل علماء کرام کو ولایت سے جدا کر کے اولیاء اللہ کو ان کے مقابلہ میں لانے کا جو تصور اپنے معاشرہ میں ہم دیکھ رہے ہیں اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِس پر مستزاد اس غیر اسلامی تصور میں نہ صرف ضعیف العقیدہ عوام مبتلا ہیں بلکہ نیم خواندہ علماء کی غالب اکثریت سمیت اچھے خاصے اہل علم بھی جہلستان کے اس زندان کے اسیر چلے آرہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے اپنے مربی و استاذ حضرت مولانا عطاء محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی وہ با مقصد گفتگو یاد آرہی ہے کہ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے سیال شریف کے زمانہ طالب علمی میں حسب معمول بعد العصر بطور کفش بردار حضرت کی معیت میں صحرا کی طرف جارہا تھا۔ حضرت نے علماء ومشائخ اور طلبہ کے کردار کے حوالہ سے فرمایا کہ:

''ہمارے مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کی عجیب روش ہے کہ شروع میں جب وہ آتے ہیں تو اَن پڑھ جاہل ہوتے ہیں جب پڑھانے والے اساتذہ وشیوخ اُن کے ساتھ مغز خوری کر کے چند سالوں میں انہیں کچھ بنا لیتے ہیں تو انہیں اپنے اِن شیوخ واساتذہ کی محنت وکارکردگی کا بداہۃً احساس ہونے لگتا ہے کہ پہلے ہم اَن پڑھ جاہل تھے اب اگر

Marfat.com

کچھ جاننے لگے ہیں تو یہ استاذ کی برکت ہے، اگر تقریر کرنے کے قابل ہوئے ہیں یہ بھی استاذ کی ہم پر محنت کا ثمر ہے اور اگر جائز و ناجائز کی تمیز کرنے کے قابل ہوئے یا درس و تدریس کرنے کے قابل ہوئے یہ سب کچھ ان کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے اس احساس میں انہیں اپنے معلم و مربی کی محنت و اخلاص اور کارکردگی کا بداہۃً تصور ہوتا ہے کہ پہلے میں اسلامی عقائد و اعمال سے اور ان کے طریقہ حصول سے غافل و ناآشنا تھا اب اس حوالہ سے منزل آشنا ہو چکا ہوں تو یہ اللہ کی توفیق کے بعد صرف اور صرف میرے استاذ و مربی کا احسان ہے، اس کی شفقت و محنت کا ثمر ہے اور اس کی تربیت کا بدیہی و یقینی نتیجہ ہے۔ اس یقینی احساس کے باوجود وہ جا کر کسی جاہل پیر کے مرید ہوتے ہیں جو نہ کسی کتاب کا علم انہیں دے سکتے ہیں نہ عقل کا، عقیدہ کی تعلیم و تربیت دے سکتے ہیں نہ اعمال کی، شرعی احکام کی تمیز انہیں بتا سکتے ہیں نہ ان کے حصول کے طریقوں کی، اسلامی عقائد و اعمال میں پختگی کی تربیت دے سکتے ہیں نہ ان میں اخلاص پیدا کرنے کی اور انہیں یہاں سے کچھ حاصل نہ ہونے کا بھی احساس ہوتا ہے یعنی وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارا علم و عمل اب بھی وہی ہے جو مذہبی استاذ و مربی کے حضور سے سیکھ کر آئے ہیں، یہاں آنے کے بعد ''اَلْآنَ کَمَا کَانَ'' ہے یعنی مرید ہوتے وقت جیسا تھا اب بھی اِسی حالت میں ہے۔ اگر کوئی اس سے پوچھے کہ فلاں پیر کے مرید ہوئے تجھے چھ سات سال ہوئے، اتنے عرصہ میں کیا کچھ سیکھا جو پہلے اپنے مذہبی شیخ و مربی سے نہیں سیکھا تھا تو دل میں عدم حصول کا یقین ہوتے ہوئے محض ماحولیاتی اثر کی بنا پر یہی جواب دے گا کہ پہلے مذہبی استاذ و مربی سے میں نے شریعت کا علم و عمل سیکھا اب پیرِ طریقت سے طریقت کی برکات حاصل کر رہا ہوں، منازلِ سلوک طے کر رہا ہوں اور بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو کر فریضہ سلوک انجام دے رہا ہوں۔ درحقیقت یہ جواب تو ہم

Marfat.com

پرستی یا ضعف عقیدہ یا پیری مریدی کے حوالہ سے غلط رسم ورواج پر مبنی ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔''

اِس کے بعد حضرت نے اُس وقت کے ایک فراڈی پیر اوراس کے پھندے میں پھنسے ہوئے ایک نیم خواندہ مولوی صاحب کا عجیب واقعہ بیان کرنے کے ساتھ پیری مریدی کے حوالہ سے اصل ونقل کی تمیز بتا کر ضعیف العقیدہ عوام کو ان گمراہوں سے بچانے کو وقت کی ضرورت بتایا۔اس کے ساتھ ہی اپنے پیرومرشد اور میرے دادا مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے متعلق فرمایا کہ:

''حضرت شریعت کی حقیقت یعنی احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں اخلاص کا مجموعہ مرکب تھے۔آیتِ کریمہ'' قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ''(۱) کا مظہر تام تھے۔

نیز فرمایا''میں نے اپنے استاذ ومربی حضرت مولانا یار محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کا ادب واحترام حضرت سے کم کبھی نہیں کیا۔''

نیز فرمایا''میں نے اپنے محسن ومربی استاذ کو ہمیشہ پیرومرشد ہی سمجھا اور ہر صاحبِ علم مرید کو چاہئے کہ اپنے استاذ ومربی کو پیر سے کم نہ سمجھے۔جو حضرات اپنے مذہبی استاذ کے مقابلہ میں پیر کو ترجیح دیتے ہیں یا پیر سے کم احترام وعزت اس کی کرتے ہیں یہ اُن کی جہالت ہے۔ایسے علماء چاہے کتنے بڑے عالم ہی کیوں نہ ہوں،علم کے ثمرات وبرکات سے بہرہ مند نہیں ہوسکتے ہیں۔

نیز فرمایا''جب حقیقی پیرومرشد سے اپنے مذہبی شیخ ومربی کو کم درجہ دینے والوں کی حرمان نصیبی کا یہ حال ہے تو پھر کسی جاہل برائے نام پیر کہلانے والوں کے مرید ہوکر اسے ترجیح

۱۔ الانعام، 162۔

Marfat.com

دینے والے نہ صرف علم کے ثمرات سے محروم ہوتے ہیں بلکہ وہ تو گناہ گار، جہل مرکب کے گرفتار اور احسان فراموشی کی لعنت میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔"

نیز فرمایا "جاہل پیروں کے جال تزویر میں پھنسنے کی لعنت اتنی عام ہو چکی ہے کہ اچھے خاصے علماء بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔"

نیز فرمایا "اس حوالہ سے حقیقی علماء حق کو آگے آنے کی ضرورت ہے اور اصل و نقل کی تمیز بتا کر اصل کو نقل کی اس گمراہی سے بچانا علماء حق کے فرائض میں شامل ہے۔"

آج سے نصف صدی قبل حضرت شیخ الشیوخ استاذیم نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی مبارک زبان سے سنی ہوئی ان باتوں کو یہاں پر درج کرنے سے میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ غیر معیاری مشائخ اور نمبر 2 پیروں کے پھندے میں پھنسنے کا مرض کوئی اچانک حادثہ نہیں ہے بلکہ ضعف اعتقاد اور توہم پرستی و جہل سے پیدا ہونیوالا یہ مرض صدیوں پرانا ہے۔ ہر دورِ تاریخ کے حقیقی مشائخ و علماء حق نے مسلمانوں کو اس کے متعدی جراثیم سے بچنے کی تبلیغ فرمائی ہے۔ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

"اِتَّبِعِ الشُّیُوْخَ الْعُلَمَآءَ بِالْکِتٰبِ وَالسُّنَّةِ الْعَامِلِیْنَ بِھِمَا وَاَحْسِنِ الظَّنَّ بِھِمْ وَتَعَلَّمْ مِنْھُمْ وَاَحْسِنِ الْاَدَبَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَالْعِشْرَةَ مَعَھُمْ"

یعنی کتاب و سنت کے باعمل علماء و شیوخ کی تابعداری کر، ان کے ساتھ حسن ظن رکھ، اُن سے دین سیکھ، اُن کے حضور ادب سے پیش آ، اُن کیساتھ حسن معاشرت اختیار کر۔

حقیقی اولیاء اللہ یعنی باعمل علماء کرام کو پیر و مرشد بنانے کی اس ترغیب و تاکید کے بعد قرآن و سنت کے علم سے جاہل برائے نام مشائخ کہلانے والوں کو پیر بنا کر گنہگار ہونے سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۱۔ الانعام، 162۔

Marfat.com

''اِذَالَمْ تَتَبِعِ الْکِتٰبَ وَالسُّنَّةَ وَلَاالشُّیُوْخَ الْعَارِفِیْنَ بِهِمَافَمَاتُفْلِحُ اَبَدًا''(۱)

یعنی جب تو کتاب وسنت اوران کے شیوخ وعلماء کو پیر بنا کران کی تابعداری نہ کرے گا تو کبھی بھی بامرادنہیں ہوسکتا۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' کو جاہل مشائخ اور غیر معیاری پیروں کے دجل وفریب سے لوگوں کو بچانے کے لیے ہی لکھی ہے۔جس میں اپنے زمانہ کے ان جاہل گمراہوں کے مشئوم جراثیم اور کچھ معکوس العملیوں کی نشاندہی کرنے کے بعداس عنوان سے باطل کے اوپرآنے اوراہل حق کے پردہ میں جانے کو متغلبین بنواُمیہ اورآلِ بیت نبوت ﷺ کے مغلوب ہونے کے ساتھ تشبیہ دے کرفرمایاہے:

''تاارباب معانی اندرمیان ایشان مہجور گشتہ اندوایشان غلبہ گرفتہ چنانچہ اندرفطرت اولی اہل بیت رسول اللہ ﷺ باآل مروان''(۲)

یعنی علماءسُو اورغیرمعیاری مشائخ کااتناغلبہ ہواکہ حقیقی مشائخ اِس معاشرہ میں متروک ہوگئے۔جیسے اس سے پہلے وقت میں آل مروان کے ہاتھوں اہل بیت نبوت کاحشر ہوا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے دین فروش علماءسُو کے متعدی جراثیم وخباثتوں سے مسلمانوں کو بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ غیرمعیاری مشائخ اورجعلی پیروں سے بھی بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے لکھاہے:

۱۔ الفتح الربانی،ص129،مطبوعہ مصر۔

۲۔ کشف المحجوب،ص6-7

Marfat.com

''واکثر جهلا صوفی نمائے این زمانه حکم علماء سؤ دارند فساد اینها نیز فساد متعدی است''

یعنی موجودہ زمانہ کے اکثر صوفی نما جاہل پیر علماء سوٗ کا حکم رکھتے ہیں کہ پیری مریدی کے لباس میں اِن کا فساد بھی علماء سوٗ کے فساد کی طرح متعدی مرض ہے۔(۱)

جعلی پیروں اور بے حقیقت مشائخ کو جاہل عوام کی طرف سے پذیرائی ملنے کی بنیادی وجوہات میں ان کے جھوٹ اور دجل وفریب کو سب سے بڑا دخل ہے کہ اِس گھناؤنے کاروبار کو ترقی دینے کے لیے وہ تصوف کو بطورِ حربہ استعمال کرتے ہیں۔ سچے صوفیاءِ کرام اور بزرگانِ دین کے اُن کے اپنے دورِ تاریخ کی زبان واصطلاح کے خاص الفاظ کو یاد کر کے انہیں نیم خواندہ علماء وعوام کے سامنے استعمال کر کے دھوکہ دیتے ہیں اور اِن میں بعض ایسے بھی ہیں جو تصوف کو اصل اسلام کہہ کر اِسی کو دنیا وآخرت کی کامیابیوں کا ضامن ٹھہرا کر اپنا مطلب نکالتے ہیں اور بعض جاہل مرکب ان میں ایسے بھی ہیں جو صحت عقیدہ وعمل سے متعلقہ فلاح تقویٰ اور فرضی سلوک کی اہمیت سے متعلق حقیقی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے منقول کچھ عبارات سے ''کَلِمَةُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِهَا الْبَاطِلُ'' کے طور غلط استدلال کر کے اپنی دوکان خسران کو چمکاتے ہیں۔مثال کے طور پر حضرت بایزید بسطامی نَوَّرَاللّٰهُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف سے منقول ہے:

''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهُ الشَّیْطٰنُ ''(۲)

یعنی جس کا مذہبی استاذ ورہنما نہ ہواُس کو گمراہ کرنے کیلئے شیطان اُس کا پیشوا ہوتا ہے۔

جعلی پیروں کی طرف سے بگاڑ کر مشہور کیے جانے والا ترجمہ کہ جس کا پیر نہ ہوگا

۱۔ مکتوبات،مکتوب نمبر 47، ج2،دفتر اول،حصہ دوم۔

۲۔ عوارف المعارف،ص 78۔

Marfat.com

اسکا پیر شیطان ہوگا، لہٰذا پیر پکڑنا ہر شخص پر فرض ہے تاکہ شیطان سے بچے۔ اور بعض ہوشیار ونفسیات شناس قسم کے غیر معیاری مشائخ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی اور حضرت سر سقطی قدس اللّٰہ اَسْرَارَھُمُ الْقُدْسِیَۃ جیسے مسلّمہ بزرگانِ دین سے منقول اِس قسم کی عبارات کا مطلب ''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ مُرْشِدٌ فَمُرْشِدُہُ الشَّیْطٰنُ '' یعنی جس کا پیر نہ ہوگا اُس کا پیر شیطان ہوگا مشہور کرکے التباس الحق بالباطل کرنے کے ساتھ تصوف کو ہر ایک لیے ناگزیر قرار دیتے آئے ہیں جن پر شدید رد کرتے ہوئے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے اپنے ایک مکتوب، بنام شیخ فرید بخاری میں فرمایا:

''فردائے قیامت از شریعت خوہند پرسید از تصوف نہ خواہند پرسید دخول جنت وتجنّب ازنار وابستہ باتیان شریعت است انبیاء صَلٰوات اللّٰہ تعالیٰ وتسلیماتہ کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند ومدار نجات براں ماندہ ومقصود از بعثت این اکابر تبلیغ شرائع است''(۱)

یعنی کل قیامت کو شریعت پر عمل کرنے یا نہ کرنے سے متعلق پوچھا جائے گا تصوف سے نہیں پوچھا جائیگا، جنت میں داخل ہونے اور آتش جہنم سے نجات پانے کا مدار شریعت پر عمل کرنے میں ہے حضرات انبیاء علیم الصلوۃ والتسلیم جو تمام کائنات میں بہترین مخلوق ہیں احکام شرعیہ کی دعوت دیتے رہے ہیں اور نجات کا مدار بھی احکام شرعیہ پر عمل کرنے میں ہے اور ان برگزیدہ ہستیوں کی بعثت کا مقصد بھی احکام شرعیہ کی تبلیغ کرنا ہے۔

حضرت امام ربانی نے اپنے اِس مکتوب میں دوسرے بزرگانِ دین کی طرح ہی تصوف فرض، واجب نہ ہونے پر واضح الفاظ میں تصریح فرمائی ہے۔ کاش بزرگانِ دین کی

۱۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 48، دفتر اوّل، حصّہ دوم، ص 24۔

Marfat.com

اِن تبلیغات کو مسلم معاشرہ میں پھیلانے کا کوئی معقول انتظام ہوتا، علماء حق کو اِس کا عملی احساس ہوتا اور بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت رکھنے والے عوام وخواص کو اِن سے آگاہ کیا جاتا ہوتا تو اِن کی تعلیمات کے برعکس تصوف جیسے محض نفل یا مباح چیز کو سب پر فرض عین کہنے کی جسارت کسی کو بھی نہ ہوتی، سلوکِ تقویٰ کے احکام کو سلوکِ ارادت پر لاگو کرنے کی بے محل جرأت نہ ہوتی اور صحت عقیدہ وعمل کی فرضیت کی جگہ تصوف کو ضروری قرار دینے کی بے مصرف تشہیر نہ ہوتی۔ علماء ومشائخ کا موازنہ کرتے ہوئے بزرگانِ دین نے باعمل علماء کرام کو بالاتفاق اولیاء اللہ لکھا ہے کیوں کہ یہ حضرات سورۃ یونس کی مذکورہ آیتِ کریمہ کے مصداق یعنی ایمان وتقوی کی کسوٹی میں برابر ہونے کی بنا پر انکی ولایت میں شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی اور اپنے متوسلین و متعلمین اور تربیت پانے والوں کے حقیقی پیر ومرشد ہوتے ہیں جیسے حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا ہے:

"پیر تعلیم ہم استاذ شریعت است وہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجا باید آورد واسم پیری اُو احق باشد"(۱)

یعنی مذہبی معلّم ومُربی اُستاذ شریعت بھی ہے اور رہنمائے طریقت بھی، بخلاف جُبّہ پوش رسمی پیر کے لہٰذا مذہبی تعلیم وتربیت دینے والے رہنما کے آداب زیادہ سے زیادہ بجا لانے چاہئیں اور پیر ومرشد کے نام سے اسے پکارنا زیادہ مناسب ہے۔

تصوف کی اسلام میں گنجائش ہونے یا نہ ہونے کے حوالہ سے علماء اسلام میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن باعمل علماء کرام کے اولیاء اللہ ہونے میں قطعاً کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ نیز باعمل علماء کرام میں غیر معیاری کی گنجائش نہیں ہے کیوں کہ جب وہ عالم اور

۱۔ مکتوب نمبر 221، دفتر اول، حصہ چہارم۔

Marfat.com

باعمل ہیں یعنی اپنی قوتِ فکری وعملی کی امانتوں کو منشاء مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے مطابق صَرف کرنے والے ہیں تو پھر اُن میں غیر معیاری ہونے کا تصور نا ممکن ہو جاتا ہے جبکہ مشائخ اور پیر مشہور ہونے والوں کی غالب اکثریت غیر معیاری حضرات پر مشتمل ہے اور جو اقلِ قلیل صحیح معیار کے مطابق کہیں پائے جاتے ہیں تو وہ بھی عالم باعمل ہونے کی بدولت ہیں گویا عالم باعمل ہوئے بغیر معیاری پیر و مرشد بننے کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔ ایسے غیر معیاری پیروں اور ناقص مشائخ کو اپنے کردار پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دیتے ہوئے حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا:

''تَفَقَّہْ ثُمَّ اعْتَزِلْ مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ مَایُفْسِدُہٗ اَکْثَرَ مِمَّا یُصْلِحُہٗ''

یعنی اول عالم باعمل بن جاؤ اس کے بعد اگر گوشہ نشینی اختیار کرنا ہو تو کرو کیوں کہ جو شخص بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرتا ہے اُس کے ہاتھ سے بگاڑ و فساد اس کی اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے۔()

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے معیاری پیر و مرشد بننے کے لیے عالم باعمل ہونے کو ناگزیر شرط قرار دے کر اس کی کما حقہ تفصیل بتانے کے بعد اس پوری بحث کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے:

''فَالْعُلَمَآءُ ھُمُ الْاٰمِنُوْنَ مِنَ التَّلْبِیْسِ ''(۲)

یعنی کسی بھی شیطان کی ابلیسی تلبیس سے باعمل علماء کرام ہی محفوظ ہو سکتے ہیں۔

تو ظاہر ہے کہ کسی شیخ طریقت کو پیر و مرشد بنانے سے اصل مقصد ابلیسی تلبیس کے شر سے بچنے کے ساتھ اسلامی عقیدہ وعمل کی پختگی واخلاص پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے، جیسے

۱۔ بهجة الاسرار، ص 40، مطبوعه مصر۔

۲۔ الفتوحات مكيه، ج 2، ص 368، مطبوعه بيروت۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''استاذ و پیر برائے آن غرض میگیرند کہ دلالت بشریعت نمایند و ببرکت ایشان یُسر و سہولت در اعتقاد و عمل بشریعت پیدا شود نہ آنکہ مریدان ہر چہ دانند کنند و ہر چہ خواہند خورند و پیران سپر اینہا گردند واز عذاب نگاہ دارند کہ این معنی متمنّائے محض است''(۱)

یعنی مذہبی اُستاذ و پیر اِس لیے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی راہ دکھائے اور اِن کی برکت سے شریعت کے علم و عمل حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ پیر اِس لیے نہیں پکڑا جاتا کہ اُس کے مرید ہونے کے بعد جائز و ناجائز کی تمیز کیے بغیر جو چاہے کرے اور حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر جو چاہے کھالے کہ پیر اس کے لیے ڈھال بن کر عذاب سے بچائے پیر پکڑنے سے یہ مقصد لینا بے حقیقت نفسانی خواہش کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

کاش موجودہ دور کے پیری مریدی کرنے والے حضرات کی یہ غالب اکثریت جو قادریت، چشتیت، سہروردیت اور نقشبندیت جیسی پاکیزہ نسبتوں پر فخر کرتی نہیں تھکتی، اِن کا نام بیچنے کی بجائے اِن کی مذکورہ تعلیمات پر عمل کرتی، اسلام، انسانیت اور علم و عمل کے لیے اِن مقدس حضرات کے مشن میں اِن کے ساتھ موافقت کرتی، اِن کے ہمکار و ہم کردار ہوکر اِن کی طرف اپنی نسبت کی سچائی ثابت کرتی تو نہ صرف شریعت و طریقت کی بلکہ انسانیت کی بھی بڑی خدمت ہوتی۔ سلاسل اربعۂ طریقت کے بزرگوں کی طرف سے شریعت مقدسہ کی تعظیم و اہتمام کا یہ عالم تھا کہ اُنہوں نے دینی مدارس میں مذہبی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے طالب علموں کو بھی گوشہ نشین درویشوں سے زیادہ قابلِ احترام

۱۔ معرفۃ الحقائق، حصہ ہشتم، دفتر سوم، مکتوب نمبر 41۔

Marfat.com

اور افضل قرار دیا ہے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''ودر تقدیم طالب علمان ترویج شریعت است حاملان شریعت ایشانند وملت مصطفویہ علیہ وعلی آلِہ الصَّلٰوات والتسلیمات بایشان برپا است''(۱)

یعنی مذہبی طالباء کو درویشوں پر مقدم رکھنے میں شریعت کی ترویج ہے کہ یہ حضرات حاملین شریعت ہیں اور ملّت مصطفوی علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کا قیام اِن کے دم قدم سے ہے۔

مشائخ وعلماء کے باہمی موازنہ کے سلسلہ میں بزرگانِ دین کا یہ فیصلہ یعنی باعمل علماء دین اور اُن کے زیرِ تعلیم وتربیت طلباء کا بھی خانقاہی مشائخ اور پیروں سے افضل ہونا حقیقی مشائخ اور سچے پیروں کے مقابلہ میں ہے جو بجائے خود عالم باعمل ہوتے ہوئے خلوت نشینی کو جلوت پر ترجیح دیتے ہیں اور سنتِ تعلیم وتبلیغ پر سنتِ اعتکاف کو ترجیح دے کر گوشہ نشینی اختیار کر رہے ہیں ورنہ غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیر تو اِن حضرات کے گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے ہیں ''چہ نسبت خاک را بعالم پاک'' کیوں کہ عالم باعمل تو سراپا خیر، بالیقین اولیاء اللہ، اور ''خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ'' کے مصداق ہیں اور اِن کے زیرِ تعلیم وتربیت مذہبی علوم سیکھنے والے طالب علم متعدی خیر کثیر کے درپے ہونے کی وجہ سے اِنکے حکم میں ہوتے ہیں جبکہ جعلی پیر اور غیر معیاری مشائخ محض شر ہیں لوگوں کے دین ودُنیا کے دشمن ہیں اور شریعت وطریقت کی راہ میں بگاڑ وفساد ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ شَرِّهِمْ)

۱۔ مکتوبات، مکتوب نمبر 48، دفتر اوّل، حصہ دوم۔

Marfat.com

پیر و مرید کا موازنہ

گزشتہ سطور میں قارئین ہذا حقیقی مشائخ کا رسمی مشائخ کے ساتھ موازنہ دیکھ چکے ہیں جس کے بعد اِن دونوں کے مریدوں کا موازنہ سمجھنا بھی ضروری ہے تو اِس حوالہ سے معروضی حالات یہ ہیں کہ حقیقی مشائخ یعنی مسند ارشاد پر فائز ہونے کے قابل باعمل علماء کرام کی شرح پیداوار کم ہونے کی بنا پر اُن کے بامعنی متوسلین، مستفیدین اور مریدوں کی شرح تناسب بھی روحانیت و مذہب کے نام پر پھیلے ہوئے غیر معیاری سسٹم سے اتنی کم ہے جتنی آٹے میں نمک۔ جس کی مکمل تفصیل معروضی حالات کی روشنی میں اپنی دوسری تحریر ''اسباب زوال اُمّت اور علاج'' میں موجود ہے، شائقین وہیں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اہل حق کا یہ وجودِ مسعود چاہے مفید کی شکل میں ہو یا مستفید کی، استاذ و مربّی کی شکل میں ہو یا طلباء حق کی شکل میں اور دُنیا اُنہیں پیر و مرشد کے نام سے پکارے یا معلّم و مبلّغ کے نام سے۔ بہر تقدیر صراطِ مستقیم کے جادۂ حق پر رواں دواں اِس جوہر کمیاب کا ساتھ دینے والے سعادت مندوں اور اِس سے مرید و مستفید ہو کر علم و عمل کی روشنی پانے والوں کی شرح تناسب اسلامی تاریخ کے زیادہ تر ادوار میں نمبر 2 حضرات کے ہاتھوں بیوقوف بننے والوں سے کم رہی ہے لیکن غیر معیاری علماء و مشائخ کی چاروں طرف پھیلی ہوئی بہتات کے مقابلہ میں عددی کمتری کے باوجود اپنے موقف پر دلائل و براہین کے حوالہ سے کامیاب و کامران ہونا اِسی کا مقدر ہے۔ قلبی طمانیت کے ساتھ تقلید مخطی و جہل مرکّب، ضعف عقیدہ و توہم پرستی کے خلاف آوازِ حق کی تبلیغ کو جاری رکھنا اِسی کا نصیبہ ہے اور اہل ہوا بدعت کاروں کے طرف سے اسلام میں کی جانے والی کمی و بیشی اور تحریف و باطل کاریوں کے خلاف اصلاح احوال کی سعادتوں کو پانا اِن ہی کو میسّر ہے اور اِن ہی کے متعلق مرفوع

Marfat.com

حدیث میں ارشاد فرمایا:

''لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِی اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِکَ''(۱)

یعنی میری اُمّت میں ایک جماعت اللہ کے امر پر ہمیشہ قائم رہے گی اُن کا ساتھ نہ دینے والے اُنہیں نقصان دے سکتے ہیں نہ اُن کی مخالفت کرنے والے۔ان کی استقامت کا یہ سلسلہ مرتے دم تک جاری رہتا ہے کہ وہ اِسی استقامت فی الدین کی حالت میں ہی مرتے ہیں۔

قرآن وسنت کی شکل میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے حفظ وبقا اور تطہیر وتجدید کی ضامن اِس مقدس جماعت کی مختلف القبائل والاقوام، متبائن النسل والالوان اور متباعد الخططِ ومتبائن الالسنہ صفوں میں ہی بیک وقت متعدد مجددین، مطہرین اور محافظین نظامِ مصطفیٰ ﷺ پائے جاتے ہیں جو اپنے خِطوں کے ماحولیاتی تقاضوں کے مطابق یہ فرائض انجام دیتے رہتے ہیں۔ باہمی ہم خیال وہم کار اور ہم عقیدہ وہم عمل ہونے کے نکتہ ہائے اتحاد میں یگانگت کے باوجود بالفاظ دیگر اُمت واحدہ اور جماعت ناجیہ ہونے کی عظمت وکمال میں اشتراک کے باوجود بعد مکانی کا حجاب، رنگ ونسل اور لسان وماحول کے تقاضے انہیں یکجا ہوکر محسوس جماعت وانجمن کی شکل اختیار کرنے سے مانع ہیں اِس کی ایسی مثال ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا''(۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے قرآن کو نازل

۱۔ مشکوٰۃ شریف، باب ثواب هذه الامه، ص583، مطبوعہ سعید اینڈ سنز کراچی۔

۲۔ الحج، 78۔

Marfat.com

کرنے سے پہلے بھی۔

اِس میں بھی تو ظاہر ہے کہ جیسے جماعت المسلمین، معشر المسلمین اور اُمّتِ محمد ﷺ جیسے ناموں کے ساتھ مسلمانوں کا مخصوص ہونا اِن کے محسوس جماعت، محدود ٹولہ وانجمن ہونے کو مستلزم نہیں ہے اِسی طرح حقیقی اولیاء اللہ کی اِس مقدس جماعت کا بھی اُمّت واحدہ، ملت ناجیۃ قائم بامر اللہ طائفہ اور مجدد و مطہّر جیسے ناموں کے ساتھ مسمّٰی ہونا اِس کے کسی محسوس و محدود جماعت وانجمن کے ساتھ مختص ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔(۱)

خلاصۃ الکلام:۔ اِس وجودِ مسعود کے لیے کسی خاص عنوان سے مشہور ہونا ضروری ہے نہ کسی خاص خطے کا باشندہ ہونا، کسی خاص گروہ و جماعت کی شکل میں ہونا شرط ہے نہ کسی خاص قوم میں ہونا، کسی خاص رنگ ونسل میں ہونا لازم ہے نہ کسی خاص زبان و لسان میں ہونا، دنیا اُسے ایک نام سے پکارے یا مختلف ناموں سے اور اسکی موافقت کریں یا مخالفت بہر تقدیر اس کی پہچان وتعارف فرمانِ نبوی ﷺ ''یَنفُونَ عَنْهُ تَحرِیفَ الْغَالِیْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ''(۲) کا مظہر ومصداق ہونے کیساتھ ''مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ'' کی عظمت پر فائز ہو کر اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ''(۳) کی تربیت گاہ ہونا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ کا سچا دین کسی نہ کسی طرح کُرّہ ارض کے تمام خطّوں میں مختلف رنگ ونسل کی قوموں میں اور مختلف تمدّن وروایات اور

۱۔ حدیث کا درس دینے والے شیوخ الحدیث اور درس لینے والے طلباء حدیث اِس مقدس جماعت کی بابت واردشدہ حدیثوں کو پڑھتے اور پڑھاتے وقت اس نکتہ کی طرف اگر توجہ دیں تو بہت سی مشکلات، بے اطمینانی سے نجات پاسکیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف، ص 36، کتاب العلم۔

۳۔ الحجر، 9۔

Marfat.com

متبائن زبانوں کے انسانوں میں پہنچ کر اُنہیں اُن ہی کے ماحول کے مطابق دعوت اِلیٰ اللہ دے رہا ہے تاکہ اللہ کے فرمان ''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ''(۱)، ''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ''(۲)اور فرمانِ نبوی ﷺ ''بُعِثْتُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ '' جیسے نصوص کے تقاضے پورے ہوسکیں۔ ایسے میں اِس طائفہ حقّہ کا کسی خاص خطے، قوم، زبان اور رنگ و نسل میں مشخص ہونا کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے۔ کاش اللہ کے سچّے دین کو اپنی مخصوص و محدود چند ترجیحات میں منحصر سمجھ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے سوا باقی سب کو کلاب النار قرار دینے والے نادانوں کو اس راز کا علم ہوتا تو وہ اہل حق کے اس وسیع حلقہ کو کبھی محدود نہ کرتے، چار دنگ عالم میں پھیلے ہوئے قائمین بامر اللہ کو اپنی من پسند کے تابع بنانے کی کوشش کبھی نہ کرتے اور اللہ کے سچّے دین کے حقیقی حاملین و معلمین کو اپنی من پسند چند شخصیات میں منحصر سمجھ کر ایک دوسرے کے پیچھے لٹھ نہ اُٹھاتے کیوں کہ یہ سب کچھ تعصب و تنگ نظری کے نتائج مشئومہ ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ)

پیر و مرید کے موازنہ کے تحت حقیقی پیروں اور اُنکے سچّے مریدوں کی اِس تفصیل کے بعد غیر معیاری مشائخ اور اُن کے مریدوں کے معروضی حالات کچھ اس طرح ہیں کہ نیم خواندہ علماء، وعظ فروش اور کسبی نعت خوانوں سمیت عام لوگ بھی کچھ جعلی پیروں کو اِس گھناؤنے کاروبار میں روز افزوں ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر اِس بازار میں آتے ہیں پھر اُن میں سے بھی سب کا طریقۂ واردات یکساں نہیں ہوتا۔ بعض وہ ہیں جو اُن کے مرید ہوکر وہ عملیات و کرتب اور شعبدہ بازیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا کر خود کو شیخ طریقت بنانے کی راہ ہموار کرسکیں۔ بعض اُنکے چیلوں کے ذریعہ

۱۔ الاسراء، 15۔

۲۔ الاعراف، 158۔

Marfat.com

پھیلائے گئے پروپیگنڈے کہ فلاں پہنچا ہوا کامل ہے جس کے مرید ہونے والوں کو کاروبار میں خاطر خواہ منافع ہوتا ہے سے متاثر ہو کر مرید ہوتے ہیں۔ بعض بے اولاد اسی طرح کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اولاد لینے یا بیٹا اور بیٹی لینے کی غرض سے مرید ہوتے ہیں اور کچھ مظالم کے ستائے ہوئے قابلِ رحم ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اسی قسم کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی وجہ سے مقدمہ جیتنے، دشمن سے خلاصی پانے، امتحان میں کامیاب ہونے، خاندانی مسائل سے نجات پانے اور بیماری سے شفا پانے جیسے مقاصد کی دست آوری کے لیے اِن جعل سازوں کے ہاتھ چڑھتے ہیں۔ مرید ہونے کے بعد اگر حُسنِ اتفاق سے مقصد برآوری ہوتی ہے تو یہی ضعیف العقیدہ حضرات جعلی پیر کے نہ صرف مرید خاص بن جاتے ہیں بلکہ اپنے جیسے ہزاروں توہم پرستوں کو اُس کے گیتی نما جال میں پھنسانے کے لیے بھی چلتے پھرتے اشتہار بن جاتے ہیں اور بعض حضرات محض ضعف اعتقادی یا توہم پرستی کی بنا پر پھنس جاتے ہیں۔ جس کا وبال اُن علماءِ سُوء پر بھی عائد ہوتا ہے جو اِن جعل سازوں کی گمراہیوں کو شریعت وطریقت کا حصہ ثابت کرنے کے لیے تقریریں کر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں، غیر شرعی فتویٰ اور گمراہ کن تحریریں شائع کر کے التباس الحق بالباطل کرتے ہیں اور طریقت کے نام پر شریعت وطریقت کے اِن دشمنوں کے ناجائز مفادات کو تحفّظ دے کر اپنا ایمان خراب کرتے ہیں۔

اِس سلسلہ میں مجھے حضرت خواجہ قمر الدین (پیر سیال نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف) کے وہ مبنی بر حقیقت جملے اچھی طرح یاد ہیں جب میں اپنے قابلِ فخر رفقاء درس حضرت مولانا غلام محمد بلوچ تونسوی، حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی (مرحوم) کے ہمراہ حضرت کے ظل عاطفت میں اپنے مذہبی شیخ مولانا عطاء محمد بندیالوی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کے درس صحبت سے سیال شریف میں اکتساب فیض کر رہا تھا۔ ایک دن حضرت نے اپنی پُر نور محفل میں پیر

Marfat.com

ومرید کا موازنہ حاضرین کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ:

''کسی پیر کا مرید ہونا صرف اسلامی عقیدہ وعمل میں اخلاص کے ساتھ پختگی پیدا کرنے کے لیے ہونا چاہیے اِس بنیادی مقصد کو چھوڑ کر آج کل لوگ دُنیاوی اغراض کے لیے کسی کے مرید ہوتے ہیں اِس کا تصوف وسلوک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ سچے پیروں کو اور علماء کو چاہیے کہ اِس غلط روش کے خلاف تبلیغ کر کے پیری مریدی کے اصل مقاصد سے لوگوں کو آگاہ کریں۔''

قربان جاؤں حضرت خواجہ قمرالدین نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَهُ الشَّرِیْف جیسے باعمل علماء کرام پر، اُن کی ولایت وصداقت پر اور اُن کی حق شناسی وحق گوئی پر۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میرے محسن ومربّی حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی، سید احمد سعید کاظمی، مولانا سردار احمد فیصل آبادی، مفتی محمد حسین نعیمی، سید ابوالبرکات الوری قَدَّسَ اللّٰہُ اَسْرَارَھُمُ الْقُدْسِیَّةَ جیسے حقیقی مشائخ آج اگر زندہ ہوتے تو جعلی پیروں کے ہاتھوں اتنی بڑی گمراہی کبھی نہ ہوتی، پھر بھی اس طوفانِ بدتمیزی کے خلاف جو بھی آوازِ حق کی صدائے بازگشت سنی جا رہی ہے یہ اُن پاکانِ اُمّت کی تربیت وتعلیم کا ہی نتیجہ ہے۔ (فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ)

سچے مشائخ اور حقّانی علماء کرام کی مسئولیت میں شامل ہے کہ وہ ہوا کے رُخ کے ساتھ اُڑنے کی بجائے خلافِ شریعت چلنے والی ہواؤں کا رُخ موڑنے کی کوشش کریں، خلافِ طریقت کی جانے والی بدعت کاریوں پر خاموش رہنے کی بجائے اُن کی سرکوبی کریں اور تصوف وطریقت کی بدنامی کا سامان بننے والے گمراہوں کے تابع بننے کی بجائے اُن کی اصلاح احوال کے لیے قدم اُٹھائیں۔ اصلی ونقلی اور معیاری وغیر معیاری کی راہیں ایک دوسرے سے سوفیصد جدا ہیں۔ جس کے مطابق حقیقی علماء ومشائخ اپنے نفس امّارہ کی جملہ خواہشات کی طرف پشت کر کے اپنی قوتِ فکری وعملی کی صلاحیتوں کو منشاءِ مولیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے

Marfat.com

مطابق صَرف کرتے ہیں اور اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ ہمہ وقت عوام کی اصلاحِ احوال کے درپے رہتے ہیں جبکہ نقلی اور غیر معیاری حضرات کی سوچ ہمیشہ نفس امارہ کے مفاد میں ہوتی ہے جس کی تکمیل کے لیے ان کی نقل و حرکت، گفتار و رفتار اور جائز و ناجائز سب کچھ عوامی رجحان کا تابع ہوتا ہے بمصداق ''جدھر تم اُدھر ہم''۔ محراب و منبر سے اُن کی گفتار و ارشاد آوازِ حق کی تبلیغ ہونے کی بجائے عوامی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، خانقاہوں میں ان کا کردار منسلکین کی اصلاحِ احوال ہونے کے بجائے اُن کی نفسانی تمناؤں کی جلا بخشی ہوتی ہے اور عوامی اجتماعات میں اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کی تبلیغ حق ہونے کی جگہ خودنمائی ہوتی ہے، اپنے نام کے ساتھ جھوٹے القابات و نعرہ ہائے بے حقیقت سننے کی تمنا ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَيُحِبُّونَ اَنْ يُّحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ''(۱) کے پس منظر کا مظاہرہ ہوتا ہے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہے نہ شریعت کے ساتھ، طریقت کے ساتھ کوئی جوڑ ہے نہ حقیقت کیساتھ، جبکہ بعثتِ نبوی ﷺ سے مقصدِ الٰہی عوام کی نفسانی خواہشات و تمناؤں کو جلا بخشنا ہر گز نہیں تھا بلکہ اِن شیطانی تمناؤں سے اُنہیں منع کرنا تھا، عوام کو خوش کر کے اپنا مطلب نکالنا نہیں تھا بلکہ ان کی اصلاح کر کے مقصدِ رسالت کی تکمیل کرنا تھا اور اپنے نام کے ساتھ خلافِ حقیقت القاب مشہور کرا کر عوام کو دھوکہ دینا نہیں تھا بلکہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات وصفات و کمالات کی تبلیغ کر کے لوگوں کو اُس کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرنا تھا۔

میں اپنے ہم عصر علماء و مشائخ کی غالب اکثریت کی اِس معکوس العملی کو دیکھ کر حیران و پریشان ہوں کہ میراثِ نبوت کے وارث ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہ حضرات

۱۔ آل عمران، 188۔

Marfat.com

کس طرف جا رہے ہیں، قابلِ رحم عوام کو کس طرح بیوقوف بنا رہے ہیں۔ معکوس العملی کی اِس اُفتاد پر مزید طرفہ تماشہ یہ کہ اہل سنت و جماعت کے حقیقی کردار کے متضاد یہ حضرات اہل سنت و جماعت کے ہی ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں، بلی کو دودھ کا رکھوالا سمجھنے کی غلطی کی طرح عوام کی غالب اکثریت اِن ہی کو اقدار اہل سنت کا پاسبان تصور کرتی ہے جبکہ معروضی حالات کے منظر میں اِن گندم نما جو فروشوں کی حقیقت مذہب وطریقت کے نام پر سوداگری کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حقیقی اہل سنت و جماعت کو بالخصوص اور ملت اسلامیہ کو بالعموم جو نقصان پہنچتا آیا ہے وہ تاریخ کے ہر دور میں زیادہ تر اِن ہی کی وجہ سے پہنچا ہے، جیسے حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا ہے:

''در قرن ماضی هر بلائے کہ بر سر آمد از شومئی این جماعه بود۔ پادشاهان را ایشان از راه میبرند۔ هفتاد و دو ملت کہ راه ضلالت اختیار کرده اند مقتدایان اینها علماء سوٴ بودند غیر از علماء هر کہ بضلالت رفت کم است کہ ضلالت او بدیگری تعدی کند و اکثر جهلائے صوفی نمائے این زمانه حکم علماء سوٴ دارند فساد اینها نیز فساد متعدی است''(۱)

یعنی گزشتہ اَدوار میں اسلام اور اہل اسلام پر جو مصیبت بھی آئی وہ انہی غیر معیاری مشائخ وعلماء سوٴ کی نحوست کی وجہ سے تھی، اُنہوں نے ہی مسلم بادشاہوں کو گمراہ کیا، فرمانِ نبوی ﷺ کے مطابق جو (72) فرقے گمراہی کے گڑھے میں گرے ہیں اُن سب کے رہبر ورہنما یہی غیر معیاری علماء ومشائخ سوٴ تھے کیوں کہ ان کے سوا جو گمراہ ہوتے ہیں ان کی گمراہی بہت کم کہیں متعدی ہوتی ہے اور اس زمانہ کے مشائخ نما اکثر جاہل پیر بھی

۱۔ مکتوب نمبر 47، دفتر اول، حصہ دوم، ص 23۔

Marfat.com

علماءِ سوء کے حکم میں ہیں کہ ان کی گمراہی وفساد بھی دوسروں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔

حضرت نے اِس مکتوب میں یہود ونصاری کے گمراہوں کا 72 فرقوں میں بٹ کر مستحق نار ہونے کا ذمہ دار اُن کے جن گمراہ مشائخ وعلماءِ سوء کو قرار دیا ہے وہ موجودہ دور کے جعلی پیروں کی طرح جاہل مطلق نہیں تھے بلکہ فرقہ (کرامیہ، نظامیہ، مُرجہ، قدریہ، بہائیہ، مہدویہ وغیرہ) جیسے فرقہ ہائے مبتدعہ کے بانی اہل علم تھے، بزعم خویش عاشقِ رسول و پابندِ سنت تھے اور فرقہ ناجیہ ہونے کے بے محل گھمنڈ میں اپنے سوا باقی سب کو کلاب النار کہتے نہیں تھکتے تھے۔ اُن کے پاس اگر مغالطہ دینے کا علمی ہتھیار و ہنر نہ ہوتا تو اُن کے ہاتھوں عوام کی اتنی بڑی گمراہی کبھی نہ ہوتی۔ شیخ مبارک جیسے پیر ناقص، اُس کے بیٹوں (ابوالفضل اور فیضی) جیسے علماءِ سوء کے پاس علم کا حربہ نہ ہوتا تو ان کے ہاتھوں اکبر بادشاہ کبھی گمراہ نہ ہوتا کیوں کہ اُن وقتوں میں جعلسازوں کی حوصلہ شکنی کے لیے آوازِ حق کی تبلیغ کرنے والے اہل حق کی کمی نہیں تھی۔ علم کی یہ طاقت جس سمت کا بھی رُخ کر لیتی ہے اُس کی تاثیر یقینی ہوتی ہے بخلاف موجودہ دور کے ناقص پیروں کے کہ یہ جاہل مطلق ہونے کے باوجود محض جھوٹ کی چھڑی سے کام بنا رہے ہیں جو عوام کی ضعیف الاعتقادی، توہم پرستی یا اسلامی تعلیمات سے بے بہرگی کا نتیجہ ہے۔ انجانے میں اپنا دین ودنیا خراب کر کے جعلی پیروں کی دوکان خُسران میں مال ڈالنے والے اِن ضعیف العقیدوں کو اگر نظام معتزلی جیسے صاحب علم پیر و مشائخ مل جاتے تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب مذہب اعتزال کو ہی پکا اہل سنت کہہ کر اختیار کر لیتے کیوں کہ یہاں پر جو جتنا بڑا جھوٹا ہوتا اتنا اسے پذیرائی ملتی ہے۔

حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے ان کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لیے اِن کی گمراہیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

”لَا کَرَامَةَ لَکُمْ لَانَتَّبِعُکُمْ وَلَانَتَّخِذُ مَذْهَبَکُمْ بَلْ نَکُوْنُ نَاحِیَةً مِنْکُمْ عَلٰی

Marfat.com

تَـلِّ السَّلَامَةِ عَلٰى تَلِّ السُّنَّةِ وَتَرْکِ الْبِدْعَةِ عَلٰى تَلِّ التَّوْحِيْدِ وَالْاِخْلَاصِ وَتَرْکِ الرِّيَآءِ وَالنِّفَاقِ"(۱)

یعنی تمہاری قطعاً کوئی کرامت نہیں ہے ہم تمہاری باتوں میں نہیں آئیں گے اور تمہارے مزعومہ مذہب کو بھی اختیار نہیں کریں گے بلکہ ہم تم سے جدا ہی رہیں گے تو سلامتی، سنت، توحید واخلاص کی بلندیوں پر مستقیم رہتے ہوئے ریاکاری ومنافقت کی لعنت سے بچ سکیں گے۔

سچے اولیاء اللہ اور بزرگان دین نے مذہبی طالب علم کو بھی گوشہ نشین درویشوں سے افضل قرار دیا ہے۔قربان جاؤں حضرت پیرانِ پیر کے اِس حکیمانہ اندازِ تبلیغ پر کہ شعبدہ بازیوں کو کرامت کہہ کر عوام کو بیوقوف بنانے والے جعلسازوں سے سچے اولیاء اللہ کی باکرامت ہستیوں کے متلاشی رہنے والے مسلمانوں کو بچانے کے لیے فرمادیا (لَا کَرَامَةَ لَکُمْ) یعنی جن شعبدہ بازیوں کو کرامت کہہ کر اپنی ولایت کا دھونس جماتے ہو یہ عنداللہ وعندالرسول کوئی کرامت نہیں ہے یہ تو فسّاق وفجار اور جوگیوں و برہمنوں کو بھی ہو سکتے ہیں۔اصل کرامت جو استقامت فی الدین ہے وہ تم کو نصیب ہی نہیں ہے۔

دوسرے جملہ (لَا نَتَّبِعُکُمْ) میں سچے اولیاء اللہ کے دامن تقدس سے وابستگی چاہنے والے مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ یہ گندم نما جوفروش جعلساز اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا ساتھ دیا جائے، اُن کی موافقت کی جائے یا اُن کا کہا مانا جائے۔

تیسرے جملہ (وَلَا نَتَّخِذُ مَذْهَبَکُمْ) میں سچے اولیاء اللہ کے ظل عاطفت میں فلاح دارین تلاش کرنے والوں کو نصیحت فرمائی کہ اِن کے ظاہر پر نہ بھولیں، انہیں اولیاء اللہ سمجھنے کی غلطی نہ کریں، وہ اپنے جس کردار کو سنتِ نبوی اور صحابہ کرام واہل بیت اطہار کا کردار بتا

۱۔ الفتح الربانی، ص 246، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

رہے ہیں اس کا حقیقی اہل سنت اور جماعۃ الصحابہ کے ساتھ کوئی ربط ہی نہیں ہے تاکہ اسے مذہب اہل سنت و جماعت تسلیم کیا جائے وہ تو حقیقی اہل سنت و جماعت سے متضاد ہونے کی بناپر نا قابلِ عمل دجل وفریب ہے۔

چوتھے حصہ یعنی (بَلْ نَکُوْنَ نَاحِیَۃً مِنْکُمْ...... تاآخر) کے جملوں میں حق کے متلاشیوں کو حقیقی اہل سنت و جماعت کی راہ پر چلنے کی نصیحت فرمائی ہے کہ ''مَااَنَاعَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ'' کے نجات والے حقیقی اہل سنت و جماعت کے معیار و شرائط کو سمجھ کر اسی کا التزام کرو جس کے لوازمات میں مذہب وطریقت کے لباس میں گمراہی پھیلانے والوں سے جدا رہنا ضروری ہے اور انجام کی سلامتی کے لیے توحید الٰہی و اخلاص کو راُس الطاعات سمجھ کر اُسوۂ حسنہ سید الانام ﷺ کے التزام کے ساتھ ہر طرح کی بدعات اور ریاکاری و نفاق سے بچنا ناگزیر ہے۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت پیرانِ پیر نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ کے اس کلام کو اگر معیاری و غیر معیاری علماء ومشائخ کی پہچان کے لیے مشہور عام کیا جائے اور اس کی کھلے عام تبلیغ کر کے اصل اہل سنت و جماعت کو جعلسازوں کے دجل وفریب سے تحفظ دینے کی کوشش کی جائے تو کافی حد تک مذہبی جعلسازی کی اس گمراہی سے لوگوں کو بچایا جا سکتا ہے لیکن اس کیلئے جرأت درکار ہے جو مفقود ہے۔ ایثار و قربانی چاہیے جو چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی اور ذاتی اغراض سے پاک جذبہ تبلیغ ضروری ہے جس کے لیے اصحاب محراب و منبر کی اکثریت تیار نہیں ہے۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

Marfat.com

مدارس وخانقاھوں کا موازنہ

معیاری علماء ومشائخ اور غیر معیاری کے مابین گزشتہ صفحات میں جو موازنہ ان کے معروضی حالات کی روشنی میں ہم نے پیش کیا ہے اُس سے موجودہ دور کے مدارس دینیہ اور خانقاہوں کی کارکردگی کا موازنہ بھی کافی حد تک واضح ہو چکا تاہم کچھ گوشے اس حوالہ سے ابھی باقی تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں بھی صیغہ اہمال میں نہ رہنے دیا جائے تو شریعت و طریقت کا بالترتیب اِن دونوں مراکز سے جو مطالبہ ہے یا مخلصین اسلام کی اِن سے جو توقعات ہیں اُس حوالہ سے مدارس اسلامیہ سے فارغ تحصیل ہونے والے حفاظ وقاری اور اصحاب محراب ومنبر حضرات چونکہ کتاب اللہ کی فی الجملہ تعلیم، اُس کے تحفظ لفظی اور عوام کو اس کے ساتھ مربوط رکھنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ نیز اِن سے فیض پانے والوں کے دم قدم سے مسلم معاشرہ کو امامانِ مساجد سمیت اسلامی شعائر وثقافت کی بجا آوری کرنیوالے افراد میسر ہوتے ہیں ورنہ اگر یہ مدارس نہ ہوں تو عوام کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غسل، جنازہ، حقوق اللہ وحقوق العباد جیسے ظاہری اور ناگزیر مسائل کی بھی تمیز نہ ہوگی، حلال وحرام کی بھی تفریق نہ ہوگی اور اسلام کے بنیادی مسائل کی سمجھ بھی ممکن نہیں ہوگی۔ الغرض حدود اللہ کی تمیز وعمل کا جو سلسلہ مسلم معاشرہ میں پایا جارہا ہے یہ صرف انہی مدارس کے فیوضات وبرکات ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ مراکز اُن مقاصد کی پوری طرح تکمیل نہیں کر پارہے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا جاتا ہے لیکن ابن رشد، ابن الھیثم اور رازی و غزالی جیسی ہستیاں پیدا کرنے سے قاصر ہونیکے باوجود مسلم معاشرہ میں حدود اللہ کی پہچان و عمل کے حوالہ سے جتنا اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان ہی کے دم قدم سے ہے (فَحِفظَهَا اللّٰهُ

Marfat.com

وَاَدَامَهَـــا) بخلاف عصری خانقاہوں کے کہ ان کے نہ ہونے سے نہ اسلام کا کوئی بنیادی نقصان ہوسکتا ہے نہ مسلمانوں کا۔ جن ادوار میں سچے اولیاء اللہ نے اس نظام کو متعارف کرایا تھا وہ عین مقتضاء وقت تھا کہ مسلمانوں کی مذہبی تعلیم وتربیت کے لیے کامیاب مراکز تھے۔ معاشی ابتری وغربت کے اُن پسماندہ ادوار میں لوگوں کو یہاں سے تہذیب الاخلاق کی روحانی تربیت ملنے کے ساتھ دووقت کا مفت کھانا بھی میسر آجاتا تھا۔ نیز اِن خانقاہوں کو چلانے والے خود عالم باعمل یعنی اولیاء اللہ ہوتے تھے جو متلاشیانِ حق کی روحانی تربیت کر کے شریعت کی حقیقت تک پہنچایا کرتے تھے کیوں کہ نظامِ مصطفی ﷺ قرآن وسنت کی شکل میں شریعت وطریقت اور حقیقت کو جامع ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ شریعت احکام شرعیہ اوران کے علم وعمل کا نام ہے، حقیقت سے مراد شریعت ہی کی وہ حقیقی ماہیت ہے جس کے بغیر احکام شرعیہ سے متعلق انسان کا علم وعمل بیکار ونا قابل قبول ہوتے ہیں جسکا مصداق ومظہر اخلاص کے سوا اور کچھ نہیں ہے یعنی احکام شرعیہ کے علم وعمل اپنے اندر پیدا کرنے میں اخلاص کرنا۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ احکام شرعیہ سے متعلقہ عقیدہ وعمل کا فریضہ انجام دینے میں اخلاص کو بنیاد بنانا اور طریقت سے مراد اِن دونوں کی دست آوری کا رستہ ہے یعنی اخلاص کے ساتھ احکام شرعیہ کے علم وعمل کی دولت کو پانے کا رستہ، گویا شریعت وحقیقت ملتفت الیہ بالذات اور اصل الاصول ہیں جبکہ طریقت اُنہیں پانے کی راہ وذریعہ اور ملتفت الیہ بالعرض ہے۔ اگر منطق ومعقولات کیساتھ آشنائی رکھنے والے قارئین کی ضیافت طبع کے لیے یہ کہہ دوں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اخلاص کے ساتھ احکام شرعیہ کے علم وعمل کی دست آوری معقول اوّلی ہے جبکہ طریقت معقول ثانی ہے۔

اِن حقائق کے مطابق سچے اولیاء اللہ کی طرف سے تاریخ کے مختلف ادوار میں قائم ہونے والی یہ خانقاہیں مذہبی تعلیم گاہیں ہونے کے ساتھ عظیم رفاہی ادارہ بھی ہوا کرتی

Marfat.com

تھیں جنہیں دورِ حاضر کی متعارف زبان کے مطابق کثیر الفوائد این جی اوز بھی کہا جا سکتا ہے جس کے ایک ہاتھ میں قرآن وسنت کی تعلیم و تربیت ہوا کرتی تھی تو دوسرے ہاتھ سے خلق خدا کی بلا امتیاز خدمت ہوا کرتی تھی، ایک طرف صراط مستقیم کے گم گشتوں کو راہِ حق پر رواں دواں کیا جاتا تھا تو دوسری طرف نفس امارہ کے مغلوبوں کو نفس مطمئنہ کی سعادتوں کا مسافر بنایا جاتا تھا، ایک وقت میں شریعتِ مقدسہ کے ظاہر سے متعلقہ احکام کے فیوضات و برکات سمیٹے جاتے تھے تو دوسرے وقت میں منازلِ سلوک یعنی توبہ، زہد، فقر، صبر، شکر، توکل، خوف، رجا، حب، رضا، جیسے قلبی و باطنی احکام کو اپنانے کے ثمرات چُنے جاتے تھے، گویا قرآن وسنت کی تعلیم و تبلیغ، اصلاح معاشرہ اور بیضۃ الاسلام کے حفظ و بقا کے لیے اِنکا مثالی کردار ہوا کرتا تھا لیکن نہایت افسوس کیساتھ ہمیں لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ان محسن بزرگوں کے اِس عظیم کردار کو ان کی اولاد بحال نہ رکھ سکی۔ اُنکے بعد اُنکے با اختیار گدی نشینوں نے اُن کی عظیم روایات کی قدر دانی نہیں کی، انجام کار اُن کی با کرامت نسبتوں سے دنیاءِ دُون کا بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ جبکہ انکے ہاتھوں جاری شدہ مذہبی مشن و اسلامی خدمات کو جاری رکھنے سے بے التفاتی اختیار کی گئی، گویا اُنکے یہ نااہل جانشین اللہ کے فرمان ''فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ''(۱) کا منظر بنے۔

یہ تو اُن حقیقی خانقاہوں کے معروضی حالات ہیں جن کے اسلاف کا قابل فخر کردار جریدۂ عالم پر ثبت ہے۔ جو اپنے خاندانی، علمی، مذہبی، روحانی، ملکی وملی خدمات کے حوالہ سے ناقابلِ انکار تاریخ رکھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ بزرگانِ دین کے قائم کردہ خانقاہی نظامِ تربیت کو مزید بدنام کرنے کے لیے کچھ ایسی خانقاہیں بھی بکثرت وجود میں لائی جا چکی ہیں جن کا قطعاً کوئی قابلِ ذکر پس منظر نہیں ہے اور کوئی علمی و مذہبی خدمات نہیں ہیں۔ جعلی

۱۔ مریم، 59۔

Marfat.com

مدارس کی طرح اِن بے حقیقتوں کی آمیزش کو اور اِن کی جعلسازیوں کو دیکھ کر اصلی و نقلی کی تمیز کرنے سے قاصر حضرات حقیقی بزرگانِ دین اور اُن کی بامعنی خانقاہوں سے بھی بدگمان ہو رہے ہیں۔ ایسے میں اِن گمراہوں کے دجل وفریب سے سادہ لوح عوام کو بچانیکی تدبیریں کرنا اور تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ اصل ونقل کی تمیز بتا کر حقیقی خانقاہوں کو بدنامی سے بچانا سچے مشائخ وعلماء کے فرائض میں شامل ہے۔ اِس حوالہ سے سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ جعلی پیروں اور ان کی مصنوعی خانقاہوں کی سوچ، لباس خضر میں رہزنی کرنے کے سوا اور لوگوں کے ضعف عقیدہ یا توہم پرستی سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر خود کو بنانے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا جس کے حصول کی خاطر دنیا کے کاروباری اداروں کی طرح تمام ممکنہ ذرائعِ تشہیر سے کام لے کر لباس خضر میں شریعت وطریقت کے یہ دشمن خود کو اتنا مشہور کر لیتے ہیں کہ ناواقف حال حضرات ان پر فریفتہ ہو جاتے ہیں، اِن کی کاروباری خانقاہوں کو حقیقی خانقاہوں پر ترجیح دیتے ہیں اور اصل سے منہ پھیر کر نقل کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔

جعلی پیروں اور اُن کی کاروباری خانقاہوں کے اِن ایمان سوز معروضی حالات کے بعد دینی مدارس کے ساتھ ان کی کیا نسبت ہو سکتی ہے؟ آئے دن ملکی اخبارات میں اِن گمراہوں کے سیاہ کارنامے شائع ہوتے رہتے ہیں، پھر بھی ضعیف العقیدہ اور توہم پرست عوام کی بھیڑ چال ہے جو باز نہیں آتی۔ مریدنیوں سے مالش کروانے، جوان عورتوں سے ٹانگیں دبانے، تقدیر بدلنے، دشمن کو ہلاک کرانے، خاوند سے خلاصی دلانے، نوکری میں ترقی دلانے، جیسے ابلیسی وساوس کے ذریعے خلقِ خدا کو بیوقوف بنانے کے جو واقعات کبھی کبھی منظر عام پر آتے رہتے ہیں، یہ اُن حیا سوز ابلیسی حرکتوں سے کہیں کم ہیں جو اب تک پردوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ یہ تمام تباہ کاریاں حکومت اور حقیقی علماء ومشائخ کی غفلت کی وجہ سے ہو رہی ہیں کاش کوئی سمجھے۔

Marfat.com

علماء حق اور علماء سُوء کا موازنہ

ہر جگہ مسلمانوں پر مسلط ہونے والے سیاسی اقتدار کا عملی طور پر مذہبی اقتدار سے جدائی کی بنا پر حکومت کے کرسی نشینوں کی طرف سے اِن جعلسازوں کے خلاف کچھ کرنے کی اُمید ہی نہیں ہے۔ اگر علماء کرام اِس حوالہ سے حق تبلیغ انجام دیتے، اصل اور نقل کی تمیز بتا کر قابل رحم عوام کو گمراہی کے اِن راستوں سے بچانے کی کوشش کرتے تو پھر بھی مسلم معاشرہ سے کافی حد تک اِس ناسور کا انسداد ہو جاتا۔ لیکن کیا کیا جائے

؎ ''چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی''

ورثۃ الانبیاء کہلانے والے اِس شعبہ میں بھی علماء حق اور علماء سوٗ کی شکل میں دو طبقے پائے جاتے ہیں۔ اِس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اِن دونوں کا حقیقی موازنہ بھی ان کے معروضی حالات کی روشنی میں نذر قارئین کر دیں۔

اِس سلسلہ میں سب سے پہلے علماء حق اور علماء سوٗ کا جدا جدا تعارف جو الٰہیات کی مختلف کتابوں میں بیان ہوا ہے اُن متفرقات کو یہاں پر نقل کر کے کلام کو طول دینے کی بجائے صرف ایک ایسی ہستی کا حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں حصوں یعنی شریعت، طریقت اور حقیقت کے جامع ہونے کے ساتھ جملہ مسالک اہل اسلام سمیت چاروں سلاسل اہل طریقت کی نگاہ میں بھی مسلّم ہیں۔ غیر متنازعہ اور سب کے نزدیک قابل احترام ہیں، وہ عظیم ہستی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف کی ہے جنہوں نے اپنے ایک مکتوب میں اِن دونوں طبقوں کا مکمل تعارف، علامات اور پہچان بتائی ہے۔ حضرت کا یہ کلام اگرچہ طویل ہے تاہم زیر نظر بحث کے تمام گوشوں کو محیط و جامع ہونے کی بنا پر کثیر الفوائد ہے ہم اسے بلا کم و کاست یہاں پر درج

Marfat.com

کر کے قارئین کو اس کی روشنی میں اپنے دور کے علماء کرام کا جائزہ لینے کی دعوت دیں گے کہ کس کا کردار اسے علماء حق کی صف میں لے جا رہا ہے اور کس کا عمل اسے علماء سوء میں شمار کر رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا:

"خلائق را اگرچہ ازیشاں حصول فوائد است اما علم شان درحق ذاتہائے ایشاں نافع نیامد ہرچند تائید شریعت و تقویت ملت برایشان مرتب است اما گاہ ہست کہ این تائید و تقویت از اہل فجور وارباب فتور ہم می آید چنانکہ سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات از تائید آں مرد فاجر خبر دادہ اند فرمودہ "اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ" در رنگ سنگ پارس اند کہ از مس وآہن ہرچہ باو رسد زر گردد او فی حد ذاتہ بر حجریت خود است وہمچنین آتشے کہ در سنگ ونے مودَع است عالم را ازان آتش حصول منافع است اما آں سنگ ونے ازاں آتش درونی بے نصیب اند بلکہ گوئیم کہ این علم در حق ذوات ایشاں مضر آمد کہ حجت را برایشاں تمام ساخت "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ" چگونہ مضر نباشد علمیکہ نزد خدائے عزوجل عزیز است واشرف موجودات آں را وسیلۂ دنیائے دَنیہ از مال وجاہ وریاست ساختہ اند و حال آنکہ دنیا نزد حق تعالیٰ ذلیل وخوار است وبدترین مخلوقات پس عزیز خدا را عزوجل خوار ساختن وذلیل او

Marfat.com

راسبحانه عزت دادن بغایت مستقبح است وفی الحقیقت معارضه است بحق سبحانه وتعالیٰ و تدریس وافتاوقتی نافع آید که خالصاً لوجه الله سبحانه باشد واز شائبه حب جاہ و ریاست وحصول مال ورفعت خالی باشد و علامت این خلو زهد دردنیا است وبی رغبت بودن است از دنیا ومافیها علمائی که بایں بلاء مبتلا اندوبه محبت این دنیه گرفتار از علماء دنیا اندایشانند علماء سؤ وشرار مردم ولصوص دین و حال آن که ایشان خود را مقتدائی دین میدانند وبهترین خلائق می انگارند ''وَيَحۡسَبُونَ اَنَّهُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ۝ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخَاسِرُوۡنَ'' (المجادلہ، 19-18) عزیزی شیطان لعین رادید که فارغ نشسته است واز تضلیل واغوا خاطرجمع ساخته آن عزیز سرّ آنرا پرسید لعین گفت که علماء سؤ این وقت در کاربامن خود مدد عظیم کردند و مرا ازیں مهم فارغ ساختند والحق دریں زمان هر سستی و مداهنتی که درامور شرعیه واقع شده است وهرفتوری که در ترویج ملت ودین ظاهر گشته است همه از شومی علماء سؤ است وفساد نیات ایشان آری علمائی که از دنیا بی رغبت اند واز حب جاہ وریاست ومال ورفعت آزاد از علماء آخرت اندو ورثة الانبیاء اند علیهم الصلوات والتسلیمات و

Marfat.com

بهترین خلائق ایشانند که فردائے قیامت سیاهی ایشاں را بخون شهداء فی سبیل الله وزن خواهند کرد ویلهٔ این سیاهی خواهد چربید ''وَنَوْمُ الْعُلَمَآءِ عِبَادَةٌ'' درشان ایشاں متحقق است''(۱)

حضرت کا یہ کلام (خلائق را اگرچه ازیشان حصول فوائد است) سے لے کر (وفساد نیات ایشاں) تک، علماءِ سوء کے کردار اور علامات اور اُن کی ستم ظریفیوں کے بیان میں ہے جبکہ اُس کے متصلاً بعد (آرے علمائے کہ از دنیا بے رغبت اند) سے لے کر آخر تک علماءِ حق کی علامات و کردار سے متعلق ہے۔

علماءِ سوء سے متعلق عبارت کا ترجمہ:۔

''بندوں کو اگرچہ ان علماءِ سوء سے کچھ نہ کچھ فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن ان کا علم خود اُنہیں روحانی فائدہ نہیں دیتا، شریعت کی تائید اور ملت اسلامیہ کی تقویت اگرچہ ان کے ساتھ مربوط ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ تائید و تقویت نرے فاسق و فاجر لوگوں سے بھی حاصل ہوتی ہے جیسے سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات نے فاسق و فاجر سے اسلام کی تائید و تقویت کی خبر دی ہے۔ فرمایا ہے''اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ '' یہ بے عمل علماء سنگ پارس کی طرح ہیں کہ تانبہ اور لوہا اس کے ساتھ مل کر سونا بن جاتے ہیں جبکہ وہ پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔

دوسری مثال ان بے عمل علماءِ سوء کی آگ پیدا کرنے والے پتھر اور آگ والے دُرمہ کی ہے کہ دنیا کو تو اس کے اندر قدرتی ودیعت کی گئی آگ سے فائدہ پہنچ رہا ہے جبکہ خود یہ

۱۔ مکتوبات، ج 2، حصہ دُرالمعرفہ، دفتر اول، مکتوب نمبر 33 بنام ملا حاجی محمد لاہوری، ص 94۔

Marfat.com

اس فائدہ سے ہمیشہ محروم ہیں۔ بے عمل علماء کی بے نصیبی کا اِس پر ہی اکتفاء نہیں ہے بلکہ میں تو کہوں گا کہ ان کا یہ علم خود ان کے حق میں نقصان ہے کیوں کہ وہ ان کے خلاف اللہ کے حضور دلیل بنے گا جیسے اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اُس کے علم نے روحانی فائدہ نہ پہنچایا ہو۔'' بے عمل علماء کا یہ علم ان کے لیے ضرر و نقصان کیوں نہ ہو جبکہ یہی علم اللہ کے نزدیک تمام موجودات سے افضل و قابل احترام چیز ہے جسے اُنہوں نے حقیر دنیا کے مال و مرتبہ اور دبدبہ کے حصول کا ذریعہ بنایا ہوا ہے جبکہ دنیا اللہ کے نزدیک تمام موجودات میں حقیر چیز ہے۔ ایسے میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک جو چیز عزیز ہے اسے اللہ کے حضور حقیر چیز کے حصول کا ذریعہ بنانا نہایت قبیح عمل ہے۔

درحقیقت علماء سوٗ کا یہ کردار اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے اور علماء کا درس پڑھانا اور فتویٰ دینا تب روحانی فائدہ پر منتج ہو سکتے ہیں جب مالی طمع و لالچ، اونچے مرتبہ و دبدبہ اور دنیا طلبی کے جملہ شائبوں سے خالی ہو کر خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔ اِن اعمال کا خالص لوجہ اللہ ہونے کی علامت دُنیوی زندگی میں زُہد و تقویٰ اور دنیا طلبی سے بے رغبت ہونا ہے ۔جو علماء دنیا طلبی کی اس بلا میں مبتلا اور دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہی علماء دنیا اور علماء سوٗ ہیں اور بدترین مخلوق و دین کے چور ہیں جبکہ وہ خود اپنے آپ کو دین کے پیشوا اور بہترین خلائق ہونے کا گمان کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔ ''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ یہی جھوٹے ہیں ٥ شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ کی یاد ان سے بُھلا دی تو یہ شیطان کی جماعت ہے، اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کی جماعت والے ہی ناکام و نامراد ہیں۔'' ایک بزرگ نے شیطان لعین کو فارغ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اُس کی وجہ پوچھی شیطان لعین نے جواب دیا کہ ''علماء سوٗ نے میرے

Marfat.com

ساتھ مدد کر کے میرے کام کو خود سنبھال لیا ہے اور مجھے فارغ کر دیا ہے۔'' مجھے حق باری تعالیٰ کی قسم ہے کہ ہمارے دور میں دین اسلام کے اندر جتنی کمزوری و منافقت پیدا ہوئی ہے اور دین وملت کی ترویج واشاعت میں جو کمزوری بھی واقع ہوئی ہے یہ سب کچھ علماء سوٗ کی بدبختی اور ان کی بدنیتی کی وجہ سے ہے۔''

یہاں تک علماء سوٗ کی پہچان سے متعلق حضرت کے مذکورہ کلام کے پہلے حصہ کا مفہوم وترجمہ پورا ہوا۔

علماء حق کی پہچان سے متعلق عبارت کا ترجمہ:۔

''مگر وہ علماء دین جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ پرستی، دبدبہ خواہی اور دنیوی مرتبہ ومال جمع کرنیکے لالچ وطمع سے محفوظ وآزاد ہیں تو یہ علماء حق وعلماء آخرت ہیں، درحقیقت ورثۃ الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اور بہترین خلائق بھی یہی ہیں کہ کل قیامت کے دن ان کی سیاہیوں کو شہداء فی سبیل اللہ کے خون کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلڑہ بھاری ہوگا اور حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ ''علماء کا سونا بھی عبادت ہے'' یہ ان ہی پر منطبق ہے۔''

اہل علم جانتے ہیں کہ جیسے علماء حق سے حقیقی مشائخ اور بامعنی پیرومرشد وجود میں آتے ہیں اور علماء سوٗ سے غیر معیاری مشائخ اور نمبر 2 پیروں کی نحوست وجود میں آتی ہے۔ اِسی طرح ان دونوں طبقوں کا شرعی حکم بھی ایک ہے یعنی علماء حق اور حقیقی مشائخ کرام کی فضیلت وثواب اور ان کی اہمیت وضرورت یکساں ہے کیوں کہ حقیقی مشائخ کا وجود حقانی عالم ہوئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ اِسی طرح علماء سوٗ اور ان سے جنم پانے والے غیر معیاری مشائخ کے شرعی حکم میں بھی قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے

Marfat.com

کلام میں جہاں علماء دین کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہ حقیقی مشائخ کو بھی شامل ہیں اور جہاں علماء سوٗ کی مذمت بیان ہوئی ہے اُس میں بھی غیر معیاری مشائخ شامل ہیں۔

جہاں تک عوام کو بیوقوف بنا کر لوٹنے والے بے علم اور جعلی پیروں کا تعلق ہے تو اُن کی حیثیت قرآن وسنت اور بزرگانِ دین کی نگاہ میں محض ضرر ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔اپنی ذات میں لاشے ہونے کے باوجود اسلام کے حق میں زہر قاتل سے مختلف اور رہزنوں سے جدا نہیں ہے اگر قرآن وسنت کی حکومت ہو تو ان کی شرعی سزا بھی رہزنوں کی سزا سے مختلف نہیں ہو سکتی۔ایسے میں حضرت مجدد الف ثانی کے مذکورہ کلام کو محض علماء حق اور علماء سوٗ کے موازنہ کے ساتھ مختص سمجھنا غلطی سے خالی نہیں ہوگا جبکہ حضرت نے اپنے ایک اور مکتوب میں بھی غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کو علماء سوٗ کے حکم میں شمار کیا ہے۔جیسے فرمایا:

''واکثر جہلائے صوفی نمائے این زمانہ حکم علماء سوٗ دارند فساد اینہا نیز فساد متعدی است''(۱)

یعنی اکثر جہلاء زمانہ جو پیروں کے لباس میں پھرتے ہیں اِن کا شرعی حکم بھی علماء سوٗ والا ہے کیوں کہ ان کا شر وفساد بھی علماء سوٗ کے فساد کی طرح دوسروں کو متعدی ہے۔

علماء سوٗ اور مشائخ سوٗ کا موازنہ

روحانیت ومذہب کے حوالہ سے اہل حق چاہے علماء حق کے نام سے پکارے جاتے ہوں یا سچے مشائخ اور حقیقی پیرومرشد کے ناموں سے،بہر تقدیر ان ہی کے دَم قدم سے شریعت وطریقت کا تحفظ وبقاء ہے۔ہر مومن مسلمان کو ہر وقت ان کی ضرورت ہے یہ

۱۔ مکتوبات امام ربانی، ج 2،دفتر اول ،حصہ دوم، مکتوب نمبر 47،ص23۔

Marfat.com

اگر نہ ہوں تو مذہب کی حقیقی تعلیم باقی رہ سکتی ہے نہ طریقت کی تربیت، نہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز قائم رہ سکتی ہے نہ اسلام و غیر اسلام کی تفریق۔ آج کل اگر شریعت و طریقت کے حوالہ سے اسلام کی کچھ صحیح اقدار، روحانیت کے کچھ آثار اور حلال و حرام کی کچھ تمیز باقی ہے تو یہ صرف اور صرف اِن حضرات کے دَم قدم سے ہے۔ (فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَآءِ) یہی وہ مقدس حضرات ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا''(۱)

یعنی اللہ کے مکلّف بندوں میں علماءِ حق ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔

فرشتوں کا ان کے لیے اللہ سے مغفرت اور ترقی درجات کا سوال کرنے سے متعلق فرمایا:

''اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْھُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّھُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وَقِھِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَہٗ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ''(۲)

حدیث شریف میں جملہ خلائق سماوی و ارضی کا اور سمندر کی تہہ میں مچھلیوں کا اِن کے لیے استغفار کرنے کا فرمایا، جس کے مبارک الفاظ یہ ہیں:

''اِنَّ الْعَالِمَ یَسْتَغْفِرُلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِی جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی

۱۔ فاطر، 28۔

۲۔ المومن، 7تا9۔

Marfat.com

سَـآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ''(۱)

قرآن وحدیث میں وارد اِن ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام نے بھی بیک الفاظ کہہ دیا، جیسے امام تقی الدین الحلبی متوفی 839ھ نے لکھا ہے:

''اِنْ لَّمْ يَكُنِ الْعُلَمَآءُ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ وَلِيٌّ''(۲)

یعنی اگر باعمل علماء کرام اولیاء اللہ نہیں ہیں تو پھر اللہ کا کوئی ولی ہی نہیں ہے۔

اہل معرفت جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ تائبین، زاہدین، صابرین، مفتقرین، متوکلین، شاکرین، خائفین، راجین، محبین وراضین، کے کمال عبودیت والے اوصاف کے ساتھ متصف بندے تاریخ کے ہر دور میں کم سے کم پائے جاتے ہیں جبکہ ناقصین کی شرح پیداوار ان کے مقابلہ میں %95 سے کم نہیں ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ''(۳)

''وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ''(۴)

اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الدِّيْنَ بَدَاَ غَرِيْبًا وَّسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَاَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ سُنَّتِيْ''(۵)

یعنی اسلام کی شروعات میں انسانوں کی قوتِ فکری و عملی کی اصلاحات سے متعلقہ احکام

۱۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص34۔

۲۔ نزھۃ الناظرین، ص6۔

۳۔ السباء، 13۔

٤۔ الروم، 30۔

٥۔ مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص30۔

Marfat.com

الٰہی کی تعلیم وتبلیغ جس طرح شیطانی معاشرہ کی نگاہ میں ناآشنا وغیر مانوس اور اچھنبے کی بات تھی ویسے ہی حالات، خواہش پرست اور بدعت فروش غیر معیاری مشائخ اور انکے دست وباز و بننے والے علماءِ سوء کی وجہ سے پیدا ہونگے جس میں مسلم معاشرہ کی اکثریت ان گمراہوں کے بنائے ہوئے ماحول کی وجہ سے بدعت مانوس ہوگی، سنتوں کو بدعت اور بدعتوں کو سنت سمجھے گی، حقیقی احکام اسلام اور اُسوۂ حسنۂ سید الانام ﷺ کی تبلیغ کو اجنبی اور غیر مانوس کہہ کر مسترد کر دے گی۔

قربان جاؤں اللہ کے حبیب ﷺ کی دور بین نگاہ بصیرت پر کہ مسلم معاشرہ میں مذہب وروحانیت اور تصوف وطریقت جیسے مرغوب ناموں کی آڑ میں نفس امارہ کی ترجیحات کو بطورِ شریعت وطریقت مروّج کرنے والے بدمعاشوں کی کیسی نشان دہی فرمائی اور اُن کی جہالت خیزیوں کو کس بلیغ انداز میں زمانہ جاہلیت کے ساتھ تشبیہ دی کہ جیسے ملت ابراہیمی کی حقیقی تبلیغ انہیں اجنبی وغریب لگتی تھی ویسے اِنہیں بھی حقیقی اُسوۂ حسنہ خاتم النبیین ﷺ کی تبلیغ اجنبی لگتی ہے، جیسے جاہلیت اُولیٰ کے ان مقلدوں کو حقیقی احکام اسلام کے مقابلہ میں اپنے گمراہ آباء واجداد کی تقلید پسند تھی ویسے جہالت بعد از اسلام میں مبتلا ان نادانوں کو بھی حق کے مقابلہ میں ماحول کی تقلید پسند ہونیکی پیشن گوئی فرمائی اور اُن بدعت دوست گمراہوں کا حق سے غیر مانوس ونفور کے باوجود آوازِ حق کی تبلیغ انہیں پہنچانے کی طرح اِنہیں بھی علی الرغم آوازِ حق کی تبلیغ کے ذریعہ دائرۂ حق میں لانیکی ترغیب فرمائی ہے۔ جیسے کہ اسی حدیث میں ''فَطُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ'' کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے۔

اہل حق کے یہ حضرات باطل کے مقابلہ میں قلیل ہونے کے باوجود انسانیت کے جوہر وعطر ہیں، حفظ وبقاء اسلام کے ضامن ہیں اور اپنے موقفِ حق پر دلائل وبراہین کے

Marfat.com

اعتبار سے سب پر غالب، سب پر فاتح اور منصور من عنداللہ ہیں۔ اِن ہی کے وجودِ مسعود سے آگاہی دیتے ہوئے اللہ کے حبیب رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یَحْمِلُ ھٰذَا الْعِلْمَ مِنْ کُلِّ خَلَفٍ عَدُوْلُہٗ، یَنْفُوْنَ عَنْہُ تَحْرِیْفَ الْغَالِیْنَ، وَ انْتِحَالَ الْمُبْطِلِیْنَ، وَتَاوِیْلَ الْجَاھِلِیْنَ''(۱)

نیز فرمایا: ''لَاتَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَایَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَامَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُاللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ''(۲)

اِسی مقدس طبقہ میں اُس اخص الخواص اولیاء اللہ یعنی باعمل علماء کرام کے خاص صنف کا وجود مسعود بھی ہوتا ہے جن کی اسلامی خدمات سے متعلق ''مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا''(۳) کے ارشاد میں آگاہی دی۔

حقیقی اور عوامی اولیاء اللہ کا موازنہ

جیسے سابقہ بیان سے واضح ہو چکا ہے کہ حقیقی اولیاء اللہ وہی ہیں جن کا تعارف و پہچان اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے کہ ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ''(۴) کا مصداق ومظہر ہوئے بغیر اللہ کے ولی ہونے کا کوئی تصور اسلام میں ممکن ہی نہیں ہے، البتہ اس دائرہِ سعادت میں آنے کے بعد ایمان وتقویٰ کی کمیت وکیفیت کی شرح تفاوت کے مطابق اولیاء اللہ کے درجات کا مختلف ہونا عین مقتضاء فطرت ہے جس کے تناسب سے اِن حضرات

۱۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص36۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف باب ثواب ھذہ الامۃ، ص583، بحوالہ بخاری ومسلم۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم، ص36۔

۴۔ یونس، 63۔

Marfat.com

کے بھی مختلف طبقات اور اصناف در اصناف ہیں۔ اللہ جانے ان کے فرد ادنیٰ و اعلیٰ کے مابین کتنے مُتوسّطات ہیں جس کی ایک جھلک گزشتہ صفحات میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ جن کے لیے صاحب جُبّہ ہونا ضروری ہے نہ صاحب دستار ہونا، صاحبِ مزار ہونا شرط ہے نہ صاحب خانقاہ ہونا، آلِ نبی ہونا ضروری ہے نہ اولادِ علی ہونا، بنو فاطمہ ہونا ضروری ہے نہ قریشی ہونا، خاص رنگ و نسل ضروری ہے نہ کوئی مخصوص لباس بلکہ اِن کے وجودِ مسعود کے لیے جو چیز ناگزیر ہے وہ صرف اور صرف قرآن شریف کے بتائے ہوئے تعارف کے مطابق ایمان و تقویٰ کا کمال ہے۔ اِس باکرامت طبقہ میں کچھ ایسے حضرات بھی ہو سکتے ہیں جن کے متعلق اسلاف نے فرمایا:

''رُبَّ حَقِیْرٍ فِی نَظَرِ الدُّنْیَا اَعْظَمُ قَدْرًا عِنْدَاللّٰہِ مِنْ کَثِیْرٍ مِنْ عُظَمَآءِ الدُّنْیَا''(۱)

انسانیت کے اِس عطر اور کرامت کے اِن مصداق و مظاہر میں اکثر اصناف و انواع کی پہچان ہی عام لوگوں کو نہیں ہو سکتی بلکہ اُن میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کی پہچان بھی نہیں کر سکتے اور بعض کی حقیقت کاملہ کو اللہ ﷻ نے خود اُن کے اپنے ادراک سے بھی مخفی رکھا ہوا ہے جس بنا پر وہ اپنے آپ کو بھی نہیں پہچان سکتے ہیں۔ نفس امّارہ کی دنیائے کثافت وسیع ہونے کی طرح لطافتِ ایمان و تقویٰ کی بدولت نفس مطمئنہ کے اِس دائرۂ سعادت میں داخل ہونے والوں کی دنیائے روحانیت بھی نہایت وسیع ہے۔ بہر تقدیر اولیاء اللہ کے زمرے میں شمار جو حضرات پہچانے جا سکتے ہیں اُن میں باعمل علماء کرام نمایاں ہیں۔ اِن حضرات کو پہچاننا عام لوگوں کے لیے اِس لیے ضروری ہے تاکہ وہ اِن سے اسلام کی تعلیم و تربیت حاصل کر سکیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عام بندوں کو اِن کا دَر بتایا، اِن کے دامن تھامنے کا حکم دیا اور اِن ہی سے ایمان و تقویٰ کی تعلیم و

۱۔ فیض القدیر شرح جامع الصغیر، ج 4، ص 16۔

Marfat.com

تربیت پانے کا اُنہیں پابند کرکے ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ''(۱) کے فرمان میں اِن کی صحبت حاصل کرنے کی ترغیب دی اور اللہ کے حبیب رحمتِ عالم ﷺ نے اِن کی صحبت پانے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''هُمُ الْقَوْمُ لَايَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ''(۲)

یعنی باعمل علماءِ کرام کی صحبت میں آنے والا روحانی فائدے سے خالی نہیں رہ سکتا۔

قرآن وحدیث میں جہاں کہیں بھی مذہب وروحانیت کی تعلیم وتربیت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہیں پر اِنہی حضرات کی صحبت مراد ہے اوران کی صحبت چاہے تلمذ وشاگردی کے نام سے ہو یا صاحب ارادت ومرید ہونے کی شکل میں، اُستاذی وشاگردی کے عنوان سے ہو یا پیری مریدی کے انداز سے، اِن کے مواعظ ومجالس میں شریک ہونے کی صورت میں ہو یا اِن کے پند ونصائح پر عمل کرنے کی صورت میں، اِن کی تقریر وبیانات سے مستفیض ہونے کے رنگ میں ہو یا اِن کی تحریر وکتابوں کے مطالعہ کرنے سے، بہرتقدیر اللہ کے فرمان ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ''(۳) پرعمل کی سعادت نصیب ہو ہی جاتی ہے اور حدیث شریف ''هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ'' کے فیوضات وبرکات کا حصہ بقدر جُثہ مل ہی جاتا ہے جبکہ غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کی صحبت اختیار کرنے والے ضعیف العقیدہ عوام ہر طرف سے محروم ہی رہتے ہیں، وقت ضائع کرکے عمر کے آخری حصہ میں پہنچ کر پچھتاوا کے سوا اُنہیں کچھ ہاتھ نہیں آتا اور بعض جاہل مرکب اب بھی اُن جاہلان شریعت ودشمنان طریقت کو امام العرفاء کہتے ہوئے موت کی

۱۔ الانبیآء،7۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف، باب ذکر اللہ عزوجلّ والتقرب الیہ، ص 197۔

۳۔ الانبیآء،7۔

Marfat.com

آغوش میں چلے جاتے ہیں۔قربان جاؤں اپنے آقا و مولیٰ نبی اکرم رحمت عالم ﷺ کی لطیف نگاہ بصیرت پر کہ حقیقی اولیاء اللہ یعنی باعمل علماء کرام اور عوامی اولیاء کا کیا ہی عام فہم موازنہ کرتے ہوئے باعمل علماء کو کستوری کی خوشبو بیچنے والے کے ساتھ اور جعلی پیروں کو لوہار کی بھٹی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''صالح کی صحبت اختیار کرنے سے کسی بھی طریقہ سے اُس کی بھلائی سے تجھے محرومی نہیں ہوگی، جیسے کستوری بیچنے والے کی بھلائی سے محرومی نہیں ہوتی جبکہ طالح کی صحبت میں تو نقصان سے نہیں بچ سکتا۔جیسے لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھنے والے کو اور نہ سہی کم از کم لوہا جلنے کی بدبُو سے اُس کا متاثر ہونا یقینی امر ہے۔''(۱)

اِسے ضعف عقیدہ کا مرض کہیں یا توہم پرستی کا ناسور یا اِن گندم نما جوفروش جعلسازوں کا کرشمۂ ہنر کہ سالہا سال اِن کی شریعت ناموافق ماحول میں جہل آموزی کے بعد بھی اُن کی صحبت خسران میں رہنے والے مریدوں کو احساس زیاں نہیں ہوتا۔لوہار کی بھٹی کی بدبودار چنگاریوں سے لباس شریعت جلا کر ''خود کردہ را علاج نیست'' کا مظہر بن جانے کے باوجود حق و باطل کی تمیز نصیب نہیں ہوتی۔سچ فرمایا میرے رب جل جلالہ نے:

''اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ''(۲)

یعنی جعل سازوں کے ہاتھوں چڑھے ہوئے یہ بیچارے جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اِن جاہلوں کے دین و دنیا کا نقصان ہونے کے باوجود اِن کے ساتھ چمٹے رہنے کی ایسی مثال ہے جیسے نسوار کھانے کے نشئی کے منہ سے گندی رال ٹپک کر اُس کی ظاہری

۱۔ مفاد الحدیث، جامع الصغیر مع فیض القدیر، ج 5، ص 507۔

۲۔ الاعراف، 179۔

Marfat.com

زینت وقار کو مجروح کرنے کے ساتھ ذرات اندرون معدہ پہنچ کر نقصان دے رہے ہوتے ہیں۔ اِس دُہرے نقصان کا احساس کر کے اِس بلا سے جان چھڑانے کی بجائے وہ اپنے اِس قابل نفرت کردار کو اچھا سمجھنے کی جہالت میں مبتلا ہوتا ہے۔ تصوف وطریقت کے پاکیزہ ناموں کی آڑ میں جعلسازی کرنے والے غیر معیاری پیروں کے ہاتھوں دین ودنیا کے اس دُہرے خسران کا انہیں احساس نہ ہونے کی اصل وجہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ یہ گم کردہٗ راہ ان جعلسازوں کو حقیقی اولیاء سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہیں کیوں کہ علماء سوٗ نے محض دنیا دُون کی خاطر حقیقی اولیاء اللہ یعنی باعمل علماء کرام کا مقام ان کو دیا ہوا ہے۔ ان کی کرامات و فضائل اِن پر چسپاں کر کے حقیقت کی جگہ اِن بے حقیقتوں کو مشہور کیا ہوا ہے اور شاہینوں کی پرواز وصفات کو مردار خور زاغوں کو دے کر عوام کی کج فہمی کا یہ ماحول بنایا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں عوامی ذہن کا اِس حوالہ سے یہ حال ہوا ہے کہ تصوف وطریقت کے نام سے جو جتنا بڑا افرادی ہوتا ہے یہ اُسے اتنی ہی پذیرائی دیتے ہیں، جو جتنا بڑا کذاب ودغاباز ہوتا ہے یہ اسے اتنا ہی بڑا ولی سمجھتے ہیں اور جو شریعت وطریقت سے جتنا بڑا نابلد وجاہل ہو یہ اسے اُس تناسب سے پیر طریقت ورہبر شریعت جیسے القاب سے نوازتے ہیں۔ گویا معکوس العملی کی اس اندھیر نگری کے جرم میں علماء سوٗ جعلی پیروں سے پیچھے نہیں ہیں۔ (اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡ شَرِّھِمۡ، آمِیۡن یَارَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ)

حقیقی کرامت اور عوامی کرامت کا موازنہ

اِس موضوع سے متعلق ایک قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ شریعت کی زبان میں بزرگانِ دین کے مطابق اولیاء اللہ کے لیے جو حقیقی کرامت ہو سکتی ہے اسے نظر انداز کر کے کچھ ایسے اُمور خارقۃ العادۃ کو اولیاء کی کرامت مشہور کیا جا چکا ہے جو کسی غیر مسلم، جوگی،

Marfat.com

ہندو اور یہودی و مجوسی سے بھی صادر ہو سکتے ہیں۔ مثلاً آگ پر کھڑا ہونا، ہوا میں اُڑنا اور دریا کی سطح پر چلنے جیسے خلافِ عادت اور عام انسانوں کے لیے ناممکن کام۔ اولیاء اللہ کی کرامت کے حوالہ سے اِس بے حقیقت عوامی ذہن کا تاثر اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس ماحول کے اچھے خاصے اہل علم بھی قرآن وسنت کی نگاہ میں جو حقیقی کرامت ہے اسے بھول کر اِس کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ اس جہل زدہ ماحول سے اثر لینے والے کچھ حضرات میں نے ایسے بھی دیکھے ہیں جو اپنے صاحبِ کرامت بزرگوں کی حقیقی کرامت کو پسِ پشت ڈال کر اُن مرحومین کو بے حقیقتی کے اِس رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے لیے قرآن و حدیث کی روشنی میں بزرگانِ دین کی تصریحات کے مطابق جو حقیقی کرامت ہے اُس کا اس عوامی کرامت کے ساتھ موازنہ پیش کر کے صورتحال واضح کروں۔ اِس موضوع کے کچھ گوشوں پر گزشتہ صفحات میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد صرف اور صرف کرامات اولیاء کے حوالہ سے اسلامی ذہن اور غیر اسلامی ذہن کا موازنہ بتانا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُمور خارقۃ العادۃ کا صادر ہونا یعنی عام انسانوں کی طاقت سے ماوراء و ناممکن کاموں کا اللہ کے کسی برگزیدہ بندہ (اولیاء اللہ) سے صادر ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی عزت افزائی اور کرامت کے طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ تاریخ کے اوراق میں اس کی بھی کافی مثالیں ملتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب لینا کہ ایسے غیر ممکن کاموں کا صادر ہونا ہی اِن حضرات کی کرامت ہے یا یہ تصور کہ ایسے کاموں کا صدور اولیاء اللہ کا ہی خاصہ ہے کہ یہ کام پیغمبر کے معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت کے بغیر کسی اور کے ہاتھ و زبان سے ظاہر نہیں ہو سکتا، نہ صرف غلط بلکہ سو فیصد غلط ہے، بے بنیاد و غیر اسلامی تصور ہے اور حقیقی کرامت کے مقابلہ میں محض عوامی ذہن ہے کیونکہ اِس قسم بظاہر ناممکن کاموں کا صدور

Marfat.com

وظہور اگر پیغمبر کے معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت کے ساتھ خاص ہوتا تو جوگیوں، ہندوؤں اور یہودیوں جیسے غیر مسلم دشمنانِ اسلام سے کبھی ظاہر نہ ہوتے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ کبھی پریکٹس ومجاہدہ اور عملیات کے نتیجہ میں، کبھی استدراج کے طور پر، کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی خاص حکمت کے تحت ان گمراہوں سے اس قسم مشکل اُمور خارقۃ العادۃ کا صُدور وظہور ہوتا رہتا ہے جیسے دجّال کے ہاتھ سے اس طرح کے عجائبات وخوارق کے ظاہر ہونے سے متعلق احادیث میں بہت کچھ موجود ہے اور حضرت بایزید بسطامی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ سے منقول ہے کہ انہوں فرمایا:

''لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰی رَجُلٍ اُعْطِیَ مِنَ الْکَرَامَاتِ حَتّٰی یَتَرَبَّعَ فِی الْھَوَآءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِہٖ حَتّٰی تَنْظُرُوْا کَیْفَ تَجِدُوْنَہٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَ آدَابِ الشَّرِیْعَۃِ''(۱)

یعنی اگر تم نے کسی ایسے شخص کو دیکھا جسے طرح طرح کے خارقۃ العادۃ امور دیئے گئے ہیں جنہیں لوگ کرامت سمجھتے ہیں پھر بھی تم اُس پر دھوکہ مت کھاؤ یہاں تک کہ پہلے اس کے کردار کو شریعت کے ترازو میں تولو کہ اوامر ونواہی، حدود اللہ اور آدابِ شریعت کو بجالانے میں وہ کیسا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے حقیقی کرامت اور عوامی کرامت کی لمبی تفصیل لکھنے کے بعد بطور نتیجہ فرمایا:

''فَالْعُلَمَآءُ ھُمُ الْاٰمِنُوْنَ مِنَ التَّلْبِیْسِ''

یعنی کرامات کے بہانہ شیطانی تلبیس سے باعمل علماء ہی محفوظ ہوسکتے ہے۔

تو ظاہر ہے کہ باعمل علماء وہی ہوتے ہیں جو مستقیم فی الدین ہوں یعنی استقامت

۱۔ الرسالة القشيرية، ص 15۔

Marfat.com

فی الدین ہی ایسی کرامت ہے جس میں کسی قسم کا استدراج یا کرشمۂ عملیات اور شیطانی تلبیس ممکن نہیں ہوسکتی۔ حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے اس سلسلہ میں فرمایا:

"ومکاشفه ومعاینه در مَرایاء صور عالم بر ظهور می آید حکماء یونان و جوگیه هندو براهمه درین معنی شریك اند علامت صدق احوال موافقت علوم شرعیه است با جتناب از ارتکاب امور محرّمه ومشتبه"(۱)

یعنی خلائق کی صورتوں کے باطنی شیشوں میں غیبی چیزوں کا ظہور ومکاشفہ ہوسکتا ہے۔ یونان کے حکماء اور ہندوستان کے برہمن وجوگی بھی اِس کشف میں شریک ہیں جبکہ اِس قسم کے کشفی حالات کے سچے ہونے کی علامت صرف اور صرف احکام شرعیہ کے علم و عمل کے مطابق ہونا ہے کہ درستی عقیدہ وعمل کے ساتھ حرام ومشتبہات سے بھی بچنے والوں میں اگر ایسے کشفی حالات پائے جائیں تو وہ اُن کی سچی کرامت ہوتی ہیں۔

ایسے میں اس قسم کی چیزوں کو اولیاء اللہ کی خاص صفت ومعیار قرار دینا نہ صرف اُن کی حقیقی کرامت سے بے التفاتی ہے بلکہ التباس الحق بالباطل بھی ہے کیوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں سلف صالحین وبزرگانِ دین کی تشریح وتعبیر کے مطابق اولیاء اللہ کی حقیقی کرامت پیغمبرِ اسلام رحمتِ عالم ﷺ کا معجزہ ہونے کے ساتھ اولیاء اللہ کا ایسا خاص وصف ہوتا ہے جو ان کے کامل متبعین کے ماسوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ غیر مسلم، جوگی، ہندو، جیسے دشمنانِ اسلام تو دور کی بات ہے اِن حضرات کی یہ خاص صفت ایمان وتقویٰ کے کمال میں کمزور وہلکے مسلمانوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۱۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 266، حصہ چھارم، دفتر اول۔

Marfat.com

''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ''(۱)

یعنی اہل اسلام میں عنداللہ سب سے بڑے کرامت والے وہی ہوسکتے ہیں جو سب سے زیادہ متقی ہوں۔

اِس آیت کریمہ کی روشنی میں سلف صالحین نے استقامت فی الدین کو اولیاء اللہ کے لیے حقیقی کرامت قرار دیا ہے جس میں جوگی ان کے ساتھ شریک ہوسکتے ہیں نہ ہندو، یہودی ان کے ہم وصف ہوسکتے ہیں نہ کوئی اور نجس، پریکٹس وریاضت کے ذریعہ کوئی اسے حاصل کرسکتا ہے نہ استدراج کے طور، جیسا کہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُ نے فرمایا:

''وَكَرَامَةُ الْوَلِيِّ اِسْتِقَامَةُ فِعْلٍ عَلٰی قَانُوْنِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ''(۲)

یعنی کسی سچے ولی اللہ کی حقیقی کرامت جس میں کسی گمراہ کا شریک ہونا ممکن نہ ہو اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُس کا کردار اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اُصول پر مستقیم ہو یعنی استقامت فی الدین ہو۔

پیغمبر کریم ﷺ کی اتباع میں استقامت فی الدین سچے اولیاء اللہ کی حقیقی کرامت ہے جس میں کوئی بھی غیر مستقیم فی الدین اُن کے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا، جس کا ان سے انفکاک وزوال یا جدائی ممکن نہیں ہوسکتی۔ یہ ان حضرات کی ایسی عظیم کرامت ہے جو چلتے پھرتے، سوتے جاگتے اور جیتے مرتے ہر حالت میں انکے ساتھ ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں بزرگانِ دین کی تشریحات وتصریحات کے مطابق اِس حقیقی وبنیادی کرامت کے درجات ومراتب مختلف ہیں یعنی جس کسی کی استقامت فی الدین جتنی زیادہ وقوی ہوتی

۱۔ الحجرات، 13۔

۲۔ بهجة الاسرار، ص 39، مطبوعه مصطفى البابى مصر۔

Marfat.com

ہے اُسی تناسب سے عنداللہ اُس کی کرامت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ اللہ کے اِن برگزیدہ بندوں سے وقتاً فوقتاً جو خارقۃ العادۃ اُمور ظاہر ہوتے رہتے ہیں اُن کی حیثیت اس بنیادی کرامت کی نسبت فروع کی ہے یعنی الاستقامۃ فی الدین والی کرامت اصل الاصول و بنیاد ہے جبکہ کبھی کبھی ظاہر ہونے والی یہ کرامات اُس کے فروع و شاخیں اور ثمرات و نتائج ہیں جس کے مطابق اِس حقیقی کرامت اور اس کے ان نتائج کا موازنہ اس طرح ہے کہ وہ نا قابلِ انفکاک ہے جبکہ ان کا انفکاک ہو سکتا ہے، وہ ظاہر ہے جبکہ یہ سب کچھ اُسی کے مظاہر ہے، وہ منبع ہے جبکہ یہ اُسی سے نکلی ہوئی نہریں ہیں، وہ معنوی ہے جبکہ یہ سب کے سب محسوس و ظاہر ہیں اور اُس پر خواص کی نظر ہوتی ہے جبکہ ان پر عوام کی نظر ہوتی ہے۔ اِسی بنیاد پر حضرت بایزید بسطامی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا ہے:

”لَوْ نَظَرْتُمْ اِلٰى رَجُلٍ اُعْطِيَ مِنَ الْكَرَامَاتِ حَتّٰى يَتَرَبَّعَ فِي الْهَوَآءِ فَلَا تَغْتَرُّوْا بِهٖ حَتّٰى تَنْظُرُوْا كَيْفَ تَجِدُوْنَهٗ عِنْدَ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ وَحِفْظِ الْحُدُوْدِ وَ آدَابِ الشَّرِيْعَةِ“(۱)

اہل علم جانتے ہیں کہ اصل کے بغیر فرع کا وجود ممکن نہیں ہو سکتا، ایسے میں غیر مستقیم فی الدین جھوٹے مدعیان ولایت میں کچھ عجیب و غریب کام دیکھ کر اسے اُن کی کرامت سمجھنا عوامی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ مقام عبرت ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اور صرف ایمان و تقویٰ کے کمال کو ولایت ٹھہرایا ہے جو باعمل علماء میں مسلّم ہے۔ استقامت فی الدین کو کرامت قرار دیا ہے جو دلیل ولایت ہے جس کے مقابلہ میں نیم خواندہ علماء سمیت عوام نے ولایت و کرامت کو کوئی اور چیز سمجھ رکھا ہے۔ اِس پر مستزاد یہ کہ پیری مریدی کے رنگ میں بڑے سے بڑا افراڈی و مکار سامنے آجائے اسے

۱۔ رسالہ قشیریہ، ص 15۔

Marfat.com

بھی ولی اللہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح سے شریعت نا آشناؤں اور طریقت دشمنوں کے گمراہ کن کرتبوں اور شعبدہ بازیوں کو کرامات کہہ کر جہالت خیزی کے جراثیم پھیلاتے جا رہے ہیں جبکہ بزرگانِ دین اور سچے اولیاء کرام نے استقامت فی الدین کے بغیر ہوا میں اڑنے کو بھی شیطانی کرتب قرار دیا ہے چہ جائیکہ موجودہ دور کے شعبدہ بازوں کے کرتبوں کو قابل التفات سمجھیں۔

جہالت خیزی کی اِس اندھیر نگری میں جبکہ حقیقی اولیاء اللہ کی جگہ شریعت دشمنوں اور طریقت نا آشناؤں کو پیرِ طریقت و رہبرِ شریعت کے القاب دیئے جا رہے ہیں، حقیقی کرامت کی جگہ عملیات و شعبدہ بازیوں کو کرامت مشہور کیا جا رہا ہے اور طریقت کی کھلے بندوں جگہ ہنسائی کرا کر روحانی اقدار کا بیڑہ غرق کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں میری فہم کے مطابق علماءِ حق کا خاموش رہنا، حق و باطل کی تمیز بتانے سے کترانا اور اصل و نقل کی تفریق بتا کر التباس الحق بالباطل کی اِس گمراہی کے انسداد کے لیے قدم نہ اُٹھانا مداہنت فی الدین کے جرم یا بے محل تقیہ کی حرام کاری سے خالی نہیں ہے۔ بزرگانِ دین کی روشنی میں علماءِ حق اور علماءِ سُو میں بنیادی نکتۂ تفریق بھی یہی ہے کہ علماءِ حق مذہبی شعائر و روحانی اقدار کے تحفظ و بقاء پر کسی بھی دنیوی لالچ و مفاد کو ترجیح نہیں دیتے جبکہ علماءِ سُو ہمیشہ دُنیوی مفاد میں سوچتے ہیں۔ علماءِ حق کبھی بھی اپنے مدارس کے چندوں، شکرانوں اور گروہی مفادات کو فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں حائل ہونے نہیں دیتے جبکہ علماءِ سُو دین اسلام کا نام بھی ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لیے لیتے ہیں۔ بھاڑ میں جائے وہ مدرسہ جو مقتضاءِ وقت پر حق تبلیغ انجام دینے سے کترائے، وہ چندہ و شکرانہ جس کی خاطر مداہنت فی الدین اور تقیہ کی حرام کاری کی جائے، اللہ پناہ دے اُن علماءِ سُو سے جو باطل کے دست و بازو بن کر دین کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ معروضی حالات کے اِن تلخ تجربات میں علماءِ حق پر فرض عین بنتا ہے کہ مذہبی و

Marfat.com

روحانی اقدار کو اِس اُفتاد سے نکال کر اُسکی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کیلئے اجتماعی کوششیں کریں ورنہ آوازِ حق کی یہ انفرادی تبلیغ نقار خانہ میں نالہ یتیم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

جعلی پیروں کے مختلف طریقہ واردات

بزرگانِ دین کے طریقوں کے خلاف طریقت وتصوف کا نام دُنیوی اغراض کے لیے استعمال کرنیوالے اِن جعلسازوں کی فریب کاریاں ایک جیسی نہیں ہیں۔ جھوٹ، تکبر، حُبِ دنیا، جہل دوستی، علم دشمنی، جیسے کبیرہ گناہوں میں اشتراک عمل کے بعد عوام کو بیوقوف بنا کر پھنسانے کے حوالہ سے طریقت کے اِن دشمنوں کی فریب کاریاں رنگارنگ ہیں۔ اِن میں بعض ہوشیار ایسے ہیں جو سچے بزرگانِ دین کے لباس میں اور اُن کی کرامات وکمالات کو اپنی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ ایسے گمراہوں کا رد کرتے ہوئے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ نے فرمایا:

''لَا تَفْرَحْ بِمَالِ غَیْرِکَ وَثِیَابِ غَیْرِکَ اِذَا اَخَذْتَ کَلَامَ غَیْرِکَ وَ تَکَلَّمْتَ بِهٖ وَادَّعِیْتَه مَقَتَتْکَ قُلُوْبُ الصَّالِحِیْنَ اِذَالَمْ یَکُنْ لَّکَ فِعْلٌ فَلَا قَوْلَ''(۱)

یعنی دوسروں کے مال وثیاب پر خوش نہ ہو جب تو دوسروں کا کلام لے کر اپنی طرف نسبت کرے گا تو اُن صلحاء کے دل تجھ سے خفا ہوں گے جب تیرا عمل اِس قابل نہیں ہے تو پھر جھوٹے دعویٰ کرنے کا تجھے کیا حق ہے۔

بعض چالاک وہوشیار ایسے ہوتے ہیں جو خود کو ماہر تصوف ہونے کا تاثر دے کر تصوف آنے اور مرید ہونے کو سب پر فرض کہہ کر اِس لائن میں نہ آنے والوں کو گنہگار، مردود الشہادۃ اور تارکِ فرض کہہ کر اپنا کام نکالتے ہیں۔ اِس طبقہ پر بھی بزرگان دین نے اپنے

۱۔ الفتح الربانی، ص 203، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

اپنے اَدوار میں خوب رد کیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''فردائے قیامت از شریعت خواہند پرسید از تصوف نہ خواہند پرسید''(۱)

یعنی کل قیامت کو شریعت کے احکام پر عمل کرنے یا نہ کرنے سے متعلق پوچھا جائے گا تصوف سے متعلق نہیں پوچھا جائے گا، مطلب یہ کہ تصوف ضروری نہیں ہے بلکہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اِس کے علاوہ خوابوں کا سہارا لینا، مرید ہونے کو کاروبار کی ترقی کا ذریعہ مشہور کرنا، طریقت کو شریعت سے جدا و متضاد چیز بتانا، علمِ باطن کو علمِ ظاہر کے متضاد اور مذہبی علماء کی دسترس سے ماوراء بتانا، کشف القبور اور علم لدُنی کے دعوؤں کا سہارا لینے جیسے حربوں کو استعمال کرنے کے علاوہ سب سے بڑا حربہ ان کا علماء سؤ کو استعمال کرنا ہوتا ہے کہ اُن کی زبانی اپنی من گھڑت کرامات بیان کرا کر کام نکالتے ہیں۔ وہ گمراہ حقیر دُنیا کی خاطر دھواں دار تقریروں میں سچے اولیاء اللہ کی کرامات اور اُن کی شان میں وارد آیات و احادیث کو اِن گمراہوں پر چسپاں کر کے عوام کے ذہنوں کو اِن کی طرف مائل کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں شریعت کا بگاڑ، طریقت کی بدنامی، حقیقت کے منافی اور سچے بزرگان دین کے متضاد اِن گمراہوں کی شرح پیداوار میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اگر اِس طوفانِ فساد کو روکنے کی تدبیر نہیں کی گئی تو نئی نسل کے مستقبل کو اِس سے عظیم خطرہ ہوسکتا ہے۔ اِس سلسلہ میں مغربی جمہوریت پر مبنی حکومتوں سے تو کوئی اُمید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اِس طرف توجہ دیں، البتہ علماء حق کو اللہ توفیق دے تو وہ باہمی ارتباط سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعہ

۱۔ مکتوبات امام ربانی، ج 1، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر 48۔

Marfat.com

بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

اِن میں بعض ہوشیار و چالاک ایسے بھی ہوتے ہیں جو سادہ لوح عوام اور نیم خواندہ علماء کو منازل سلوک طے کرانے کا جھانسہ دے کر مرید بنا لیتے ہیں اُس کے بعد مختلف حربے اُن پر استعمال کر کے اُن کے دین و دنیا کا بیڑہ غرق کر دیتے ہیں جبکہ حقیقت میں اُن گمراہوں کو خود منازل سلوک کا پتہ بھی نہیں ہوتا خالی سن رکھا ہے کہ تصوف میں منازلِ سلوک طے کرائی جاتی ہیں۔ اِس طبقہ کی شرعی حیثیت قُطّاعُ الطریق سے مختلف نہیں ہے۔ اِن کے متعلق حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''عِظْ نَفْسَکَ اَوَّلاً ثُمَّ عِظْ نَفْسَ غَیْرِکَ عَلَیْکَ بِخُوَیْصَۃِ نَفْسِکَ''(۱)

یعنی دوسروں کو منازل سلوک طے کرانے سے قبل خود اپنے آپ کو اِس پوزیشن میں کر اُس کے بعد دوسروں کی رہنمائی کے قابل ہو سکے گا اس کے بغیر ایک جاہل دوسرے جاہل کو منازل سلوک کیا طے کرائے گا۔

ایسے ہنرمند فراڈیوں سے متعلق کہا گیا ہے ''بے حیاباش ہر چہ خواہی کن''

کاش قرآن وسنت کی حکومت ہوتی تو ایسے فراڈیوں کی گنجائش نہ ہوتی کیوں کہ اسلامی حکومت کی اپنی رعایا کے تمام طبقوں پر نظر ہوتی ہے۔ جس میں مملکت کے جغرافیائی سرحدات کے تحفّظ کی طرح روحانی سرحدات کے تحفظ کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ جعلی پیروں کے اِس بازار کو گرمانے کا ایک ذریعہ من گھڑت کرامات مشہور کرنا بھی ہوتا ہے۔ جس سے دھوکہ کھا کر بیچارے عوام اور نیم خواندہ علماء وطلباء اِن کو اولیاء اللہ سمجھ کر اپنا دین و دُنیا خراب کرتے ہیں۔ عام لوگوں کو چونکہ شریعت کے مطابق حقیقی کرامات کا علم نہیں ہوتا اُن کی نگاہ میں کرامت کا معیار فقط یہی کچھ ہے کہ عام حالات میں انسانوں کے ہاتھوں ایک ناممکن کام کو

۱۔ الفتح الربانی، ص5، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

عملی کر کے دکھایا جائے جبکہ شریعت کی نگاہ میں اولیاء اللہ کے لیے حقیقی کرامت دین اسلام پر مستقیم رہنا ہے، اپنے ظاہر و باطن کو ہر حالت میں اُسوۂ حسنۂ سید الانام ﷺ کے سانچے میں فٹ رکھنا ہے اور اپنی قوتِ فکری و عملی کو صراط مستقیم پر رواں دواں رکھنا ہے، سچے اولیاء اللہ کی یہ کرامت اُن کا لازمہ ہوتی ہے۔ کسی بھی وقت اُن سے جدا نہیں ہوتی اِس کے بعد اگر کسی قسم کا امر خارق لِلعادۃ کبھی کبھی اُن سے صادر ہو جائے تو وہ بھی اُن کی کرامت ہی ہوتی ہے لیکن اُن کا لازمہ نہیں ہے کہ کبھی اُن سے جدا نہ ہو۔ نیز یہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ استقامت فی الدین والی حقیقی کرامت کی فرع اور اُس کا ثمرہ ونتیجہ ہے منطق شناس حضرات کی سہولت فہم کے لیے اگر یوں کہوں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ حقیقی کرامت اور اِس عوامی کرامت کے مابین عموم وخصوص مِن وجہ کی نسبت ہے۔ کیوں کہ حقیقی کرامت کے ساتھ اِس عوامی کرامت کا پایا جانا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اِس کے بغیر بھی پائی جاسکتی ہے کتنے سچے اولیاء اللہ ایسے ہیں جو حقیقی کرامت کے حوالہ سے مجسّمہ کرامت ہوتے ہوئے بھی عوامی کرامت کا ظہور اُن کے ہاتھ سے نہیں ہوتا کیوں کہ اصل کی دست آوری کے بعد فروع کے درپے رہنا رجال معرفت کی شان کے لائق نہیں ہے اور عوام کی زبان میں جس چیز کو کرامت کہا جاتا ہے یہ بغیر حقیقی کرامت کے بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے جوگیوں، برہمنوں اور کالے علم والے گمراہوں کے ہاتھوں مخصوص عملیات وہنر کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اگرچہ اِس عوامی کرامت کو شریعت کی زبان میں کرامت ہرگز نہیں کہا جاسکتا لیکن جاہل عوام اِسی کو کرامت کہتے ہیں۔ ہر جانب سے اِن افتراقی اور جدا مثالوں کے ہوتے ہوئے کبھی یہ دونوں یکجا بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسے سچے اولیاء اللہ کی حقیقی کرامت کے ساتھ اُن کے ہاتھوں کبھی کبھی عوامی کرامت ظاہر ہونے کی صورتوں میں ہوتا ہے۔ بس اِسی نکتہ سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر جعلی پیر کچھ شعبدہ بازیوں کا اور کچھ عملیات کا کرشمہ دکھا کر ناواقف

Marfat.com

حال لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ جن کارد کرتے ہوئے حضرت الامام عبدالغنی نابلسی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

''هُوَ وَسْوَسَةٌ شَيْطَانِيَّةٌ وَزَخْرَفَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ''(۱)

یعنی اس قسم کی چیزوں کو کرامت کہنا شیطانی وسوسہ کے سوااور کچھ نہیں ہے۔

جعلی پیروں کے اِس بازارِ خسران کی روز افزوں ترقی کا ایک بڑا ذریعہ خود اُن کی اپنی چالاکی وجھوٹ ہے کہ کاروباری لوگوں کا اپنے کاروبار کو ترقی دینے کے لیے دِن رات فکرمند رہنے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہنے کی طرح یہ جعل ساز بھی ہر وقت اِس سوچ میں رہتے ہیں کہ فلاں مالدار کو کس طرح مرید بنایا جائے اور فلاں افسر پر کون سا حربہ استعمال کر کے اُسے پھنسایا جائے۔ الغرض جس پر جس طرح کا جھوٹ موثر ہو سکے اُس کو استعمال کر کے کام نکالا جاتا ہے اِس حوالہ سے اُنہیں لوگوں کے نفسیات کا بھی تجربہ ہو جاتا ہے۔ جس کے مطابق ہر ایک کے ساتھ اُس کے حسب مزاج اپنے مفاد میں گفتگو کر کے پھنسایا جاتا ہے۔ ایسے آخر طلب ہوشیاروں سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے مولانا رومی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئی ہست

پس بہ ہر دستی نہ باید داد دست

اِن گمراہوں کی فریب کاریوں کے سلسلۂ دراز میں ایک حربہ یہ بھی ہے کہ اُن میں بعض خود کو بزرگ زادہ مشہور کر کے اپنی چالاکیوں، فریب کاریوں اور دھوکہ بازیوں کو خاندان کے کسی بزرگ کی کرامات کا کرشمہ ہونیکا تاثر دیکر لوگوں کو پھنساتے ہیں۔ خاندان میں سچ مچ کوئی بزرگ وکامل گزرا ہو تو اُس کے حوالہ سے کام چلانا اِنکے لیے بہت آسان ہو

۱۔ الحدیقة الندیه فی شرح الطریقة المحمدیه، ج1، ص186، مطبوعه فیصل آباد۔

Marfat.com

جاتا ہے۔ اگر کوئی قابل ذکر مشہور و معروف ہستی نہ ہونے کی صورت میں بھی یہ ہوشیار و چالاک حضرات پورے سلسلۂ خاندان میں کسی بھی مرحوم کے حق میں من پسند کرامات کی تشہیر کر کے ضعیف العقیدہ عوام کو پھنسانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت اِس طبقہ کا کردار اہل کتاب کے نسب فروش احبار و رھبان سے مختلف نہیں ہے جن پر قرآن شریف میں بار بار رد کیا گیا ہے۔

حدیث پاک کے نام پر واردات

غیر معیاری پیروں کے مختلف طائفوں میں بعض کچھ شیطانی، کچھ نفسانی اور کچھ من گھڑت خوابوں کو اپنی ولایت پر دلیل مشہور کر کے پیش رفت کرتے ہیں اِس سلسلہ میں صحاح ستہ کی روایت میں آئی ہوئی اُس حدیث سے غلط استدلال کیا جاتا ہے جس میں سچے خواب کو نبوت کی ایک جھلک بتایا گیا ہے اور بعض روایتوں میں رُویاء صالحہ کی صورت میں نبوّت کے حصّۂ مبشّرات کے باقی رہنے کا بتایا گیا ہے۔ جاہل پیروں کا اور اُن کے ہاتھوں ٹشو پیپر بننے والے علماء سُو کا اِن روایات سے اِن بے حقیقتوں کو حقیقی اولیاء اللہ ثابت کرنے کے لیے استدلال کرنے کی حیثیت ''کَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ'' سے مختلف نہیں ہے یعنی صحیح حدیث سے غلط استدلال کیوں کہ اِن روایات کی صحت فی الجملہ مسلّم ہونے کے باوجود اِن کے شرعی مفہوم کی بالیقین تشخیص نہیں ہے حضرات محدّثین و شارحین نے اس حوالہ سے جو کچھ فرمایا ہے وہ باہمی متضاد ہونے نیز منشاء اجتہاد ہونے کی بنا پر ظنّیات کے قبیل سے ہیں اُن سے انکار کی گنجائش اگرچہ نہیں ہے تاہم کسی حقیقی پیر و مرشد کو بھی ان سے اپنی ولایت پر اس طرح سے استدلال کرنے کی اجازت نہیں ہوسکتی کیوں کہ کسی بھی ظنی مفہوم سے قطعی انداز سے استدلال کرنا ممنوع و خیانت ہے جبکہ یہ ہوشیار حضرات اور ان کے دست و بازو

Marfat.com

بننے والے علماءِ سُو اپنے اِس گمراہ کن استدلال سے مدعی کے قطعی ویقینی ہونے کا تاثر دے کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ جاہلانہ ماحول بناتے ہیں اور ضعف اعتقادی کا مرض پھیلاتے ہیں جس کی گنجائش اسلام میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچّے اولیاء اللہ کے مختلف طبقات میں کسی بھی برگزیدہ ہستی نے ایسا نہیں کیا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی نے ایسے گمراہوں پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

''خائب وخاسر درین طریق کسی است کہ داخل این طریق شود ومراعات آداب این طریق نکند وامور محدثہ دین طریق اختراع نماید وبراعتمادِ منامات ووقائع خود بخلاف این طریق اقدام کند درین صورت گناہ طریق او براہ منامات وواقعات خود متسننشئی است کہ روئے بترکستان داروبہ اختیار از کعبہ منحرف گشتہ است''(۱)

پیغمبر کے نام پر دھوکہ دینے کی واردات

اِن ہوشیار گندم نما جوفروشوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو حدیث نبوی ﷺ ''مَنْ رَاٰنِی فِی الْمَنَامِ فَقَدْرَاٰنِی فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَایَتَمَثَّلُ فِی صُوْرَتِی'' سے اپنے مفاد میں غلط استدلال کر کے خلقِ خدا کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں کیوں کہ اِس قسم کی صحیح حدیثوں پر سب مسلمانوں کا ایمان ہے کہ شیطان کو اللہ کے رسول ﷺ کی بے مثل صورت میں متمثّل ومتشکّل ہونے کی طاقت نہیں ہے۔ نیز بلا تخصیص ہر مومن مسلمان کو اپنے آقا ومولیٰ ہادی عالم ﷺ کے اِس فرمان کے واقعی مفہوم ومقصد کی حقانیت پر بھی یقین ہے کہ جو بھی عالم رُویا

۱۔ مکتوبات، دفتر اوّل، حصّہ پنجم، مکتوب نمبر 281۔

Marfat.com

میں حقیقتاً مجھے دیکھے گا تو یہ بیداری میں مجھے دیکھنے کی طرح واقعی دیکھنا ہوگا کیوں کہ شیطان کا میری صورت کے متمثّل ہونا غیر ممکن ہے۔ ایسے میں ہم سب کا یقین وایمان ہے کہ جس نے بھی خواب میں جانِ جہاں رحمتِ عالم ﷺ کو سچ مچ دیکھا ہے تو اُس کی یہ رُویتِ خواب رحمتِ عالم ﷺ کو بیداری کی حالت میں دیکھنے کی طرح ہی یقینی امر ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی اور دوسرے خوابوں کی طرح سچ اور جھوٹ یا نفسانی وشیطانی ہونے کا امکان بھی نہیں ہے۔ لیکن اِس بات کی کیا ضمانت ہے کہ شیطان کسی اور ممکن التمثّل کی شکل میں آ کر یہ نہ کہہ دیا ہو کہ میں تیرا پیغمبر ہوں جبکہ اُس کا مُجَسّمہ جھوٹ وکذاب ہونے اور ذواتِ قدسیہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ماسوا ہر شکل میں متشکل ہونیکی صلاحیت کا حامل ہونے میں نہ کسی کو شک ہے نہ کوئی اختلاف بالخصوص روحانیت وتصوف کی گندم نمائی میں جوفروشی کرنے والوں کو اِس طرح کا دھوکہ دے کر اُن کے ذریعہ گمراہی پھیلانا تو اُس کا محبوب مشغلہ ہے۔

پیغمبر کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حَسَنہ وسنت طیبہ کے کامل تبعین اور سچے اولیاء اللہ کا بالترتیب اِس دجل کاری سے قطعاً وظناً معصوم ومحفوظ ہونے کے لیے اللہ کے فرمان ''اِنَّ عِبَادِی لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ ''(۱) جیسے نصوص ودلائل موجود ہیں جبکہ نمبر دو مشائخ اور جعلی پیروں کا شیطان کا کھلونا بننے، اُس کا آلہ کار وہم کار وجائے تصرف بننے سے محفوظ ہونے کیلئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ ذواتِ قدسیہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا دھوکہ باز وکذوب شیطان کے اغواسے معصوم ہونے اور سچے اولیاء اللہ کا اِس سے محفوظ ہونے پر دلالت کرنیوالی مذکورہ آیت کریمہ کے متصلاً بعد اللہ کا فرمان ''اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغَاوِیۡنَ ''(۲) اپنے عموم واطلاق کی روشنی میں دُنیا

۱،۲۔ الحجر،42۔

Marfat.com

بھر کے دوسرے فساق وفجار کو شامل ہونیکی طرح اِن لوگوں کو بھی شامل ہے۔ایسے میں کوئی بعید نہیں کہ ذوات قُدسیہ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کی بے مثل صورتوں کے ماسوا ہر کسی شکل وصورت میں متمثّل ہونے کی صلاحیت رکھنے والے کذوب وغرور شیطان نے کسی اور کے لباس میں آکران کو کہہ دیا ہو کہ میں تیرا پیغمبر ہوں تا کہ اِن کے ذریعہ خلقِ خدا کو گمراہ کر سکے کیوں کہ خلقِ خدا کو گمراہ کرنے کے حوالہ سے ہر ہوشیار و چالاک مغلوب النفس انسان شیطان کا اشاعتی ادارہ ہوتا ہے۔ ہزاروں پر الگ الگ محنت وکوشش کے بجائے ہر سوسائٹی وماحول کے لیے اِس قسم کے ایک کو نمائندہ وکھلونا بنا کر اُس کے ذریعہ اغوائے انسانی کے مذموم مشن کو آگے بڑھانا شیطان کا عین مقتضائے فطرت ہے اور یہ بھی ہے کہ واجبی شرائط کے بغیر پیر بننے والے جاہل متشیخ شیطان کا مسخرہ ہوتے ہیں۔ جیسے امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ میں اللہ کے سچے اولیاء کرام کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ:

''صوفیِ جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔''

اِس کے چند سطر بعد بغیر شرائط کے پیر بننے والے غیر معیاری متشیخین کا شیطان کے کھلونے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا''(۱) یعنی شیطان کا مسخرہ ہونے کے باوجود وہ اپنے اِس کردار کو اچھا سمجھتے ہیں، سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

''بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے۔''(۲)

بدیہیات مذہبیہ کے اِن حقائق ومسلّمات کی موجودگی میں علم وعمل سے محروم غیر معیاری پیروں اور اُن کے دست وبازو بننے والے علماء سُو کا اِس قسم شیطانی خوابوں کو اللہ کے بے مثل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنا ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔

۱۔ الکھف،104۔

۲۔ فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص528، مطبوعہ رضا فائونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

Marfat.com

اھل علم کی توجہ کے لیے

اِس حوالہ سے ہمارا گلہ وشکوہ اُن جاہل پیروں سے نہیں ہے جنہوں نے سلوک و تصوف کے نام سے دنیوی دھندہ چلانے کی ٹھانی ہوئی ہے کیوں کہ وہ ایسی تمام باتوں کو اختیار کرسکتے ہیں جن سے اُن کی دوکانِ خسران کی چلت ہو سکے، مذہبی خسران اور ایمان کے نقصان سے اُنہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اُن جاہل متصوفہ سے بھی ہم کوئی گلہ وشکوہ نہیں کرسکتے ہیں جو مذہبی اقدار کے ساتھ مخلص اور نیت کے صاف ہونے کے باوجود محض شوقِ تشیّخ اور پیری مریدی کا شغل نیک نیتی کے ساتھ اختیار کیئے ہوئے ہوتے ہیں یہ بیچارے اپنی بے علمی کی وجہ سے جائز وناجائز کی تمیز کرنے سے ہی عاجز ہیں۔ شیطان کا اللہ کے رسول ﷺ کی بے مثل ہیئت کذائیہ میں متمثّل ہونے کے عدم امکان اور عالمِ خواب میں اللہ کے رسول کو حقیقتاً دیکھنے کا عالم بیداری میں دیکھنے کی طرح حقیقت ہونے کے مسلّمات کا ملحوظِ خاطر ہونے کی بنا پر یہ حضرات جب بھی اور جس سے بھی سنتے ہیں کہ فلاں نے اللہ کے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو یہ اُس پر نہ صرف یقین کرلیتے ہیں بلکہ اُس کا حاضر باشِ دربارِ نبوی ﷺ ہونے کا بھی آگے چرچا کرتے پھرتے ہیں جس کے نتیجے میں واجبی شرائط کے بغیر پیر بننے والے جہلا شیخ طریقت، رہبر شریعت اور عاشق رسول ﷺ جیسے القاب میں مشہور ہو کر خلقِ خدا کا دین وڈنیا خراب کرلیتے ہیں۔ معروضی حالات کے اِن ناگفتہ بہ مشاہدات میں اِن طبقوں سے ہمارا کوئی گلہ نہیں ہے۔ ہمارا گلہ وشکوہ علماء کرام کے اُس دیندار طبقہ سے ہے جو التباس الحق بالباطل کی اِن دجل کاریوں اور جہالت خیزیوں اور بے احتیاطیوں کو روزمرہ مشاہدہ کرنے کے باوجود اصل حقائق کی تبلیغ کرنے سے کتراتے ہیں، مذکورہ حدیثوں کے واقعی محمل ومصداق کی تعلیم عام کر کے اِن گمراہیوں کو

Marfat.com

روکنے سے شرماتے ہیں اور اِس نا مساعد ہوائے مسموم کا رُخ موڑنے کے بجائے اُس کا تماشا دیکھتے ہیں۔ میں یہاں پر مدارس اسلامیہ کے شیوخ الحدیث اور علماء کرام کے قابل احترام طبقہ کی توجہ خاص چاہوں گا کہ بخاری و مسلم جیسی کتب صحاح میں موجود اِن حدیثوں کے واقعی محمل و مصادیق سے اپنے تلامذہ سمیت مسلم معاشرہ کو بھی آگاہ کریں تا کہ اِن حدیثوں سے منشاء نبوی ﷺ کی روشنی پھیل کر جاہل کاروباری پیروں کے ہاتھوں ہونیوالے اِس التباس الحق بالباطل کا انسداد ہو سکے۔

ورثۃ النبی ﷺ کے منصب جلیلہ پر فائز یہ حضرات خوب جانتے ہیں کہ شیطان کا کسی بھی پیغمبر کی صورت میں متمثّل ہونا ممکن نہیں ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء سرور عالم ﷺ کی بے مثل صورت میں متشکل ہونا ممکن ہو سکے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خواب کے اندر حقیقتاً اللہ کے بے مثل پیغمبر کو دیکھنا بیداری میں اُن کی پاک ذات کو دیکھنے کی طرح ہی نا قابل تشکیک حقیقت ہے جس میں تفریق زمانی اور عالمِ رویا و عالم یقظۃ کی تفریق کے سوا قطعاً کوئی فرق نہیں ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ذوات قدسیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے ماسوا باقی کسی بھی صورت میں شیطان کا متشکّل ہو کر عالم رویا میں بھی اور عالم یقظۃ میں ظاہر ہونا ممکن ہے اور شیطان کے کذوب وغرور ہونے یعنی جھوٹ بولنے کے ماہر اور دھوکہ بازی میں مشاق ہونے کو بھی سب جانتے ہیں۔ ایسے میں شیطان لعین کا اپنے کسی اِنسی ہم کار و ہم مشرب کے خواب میں پیغمبر کے ماسوا کسی بھی شکل میں ظاہر ہو کر یہ کہنا کیونکر ناممکن ہوگا کہ میں تیرا پیغمبر ہوں۔ شیطانی خواب کی اِس امکانی صورت کے خلاف کسی قسم کی بھی شرعی دلیل موجود نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگانِ دین نے التباس الحق بالباطل کے لیے سبب بننے والے شیطانی خواب کی اِس امکانی صورت کے پیش نظر اِس قسم خوابوں پر عمل نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے محدّث المناوی نے کافی تفصیل کرنے کے بعد اپنے پیش رو حضرات

Marfat.com

کے حوالہ سے فرمایا ہے:

''اِذْلَا یَمْتَنِعُ عَقْلًا اَنْ یَتَسَمّٰی اِبْلِیْسُ بِاسْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَقُوْلَ لِلنَّآئِمِ اِنَّہُ النَّبِیُّ وَیَأْمُرَہُ بِالطَّاعَۃِ''(۱)

یعنی ازروئے عقل ناممکن ومحال نہیں ہے کہ ابلیس لعین خواب میں آ کر سوئے ہوئے شخص کو یہ کہہ دے کہ میں تیرا پیغمبر ہوں اور یہ بھی ناممکن ومحال نہیں ہے کہ اُسے اطاعت کی کسی بات کا امر کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفَ نے اِسی صورت حال سے متعلقہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے:

''گوئیم کہ اخذ احکام از آن صورت ودریافتن مرضی ونا مرضی آن ازمشکلات است چہ تواند بود کہ دشمن لعین درمیان متوسط شدہ باشد وخلاف واقع را بواقع نمودہ بود وبینندہ را در اشتباہ والتباس انداختہ عبارت واشارتِ خود را عبارت واشارت آن صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دانانیدہ''(۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ سے منصوب اِس صورۃ مرئیہ کو آنحضرت ﷺ کی صورت سمجھ کر اُس سے لی گئیں باتوں کو شرعی حکم کے طور پر لینا اور اس پر اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی اور غیر رضامندی جیسے حکم لگانا مشکل ترین کاموں میں سے ہے کیوں کہ اِس میں شیطان لعین کا خلافِ حقیقت کو بطورِ حقیقت ظاہر کر کے خواب دیکھنے والے کو التباس و

۱۔ فیض القدیر شرح جامع الصغیر، ج6، ص133، مطبوعہ بیروت۔

۲۔ مکتوبات، دارالمعرفت، حصہ پنجم، دفتر اوّل، مکتوب نمبر273۔

Marfat.com

اشتباہ میں ڈالنے کا امکان ہوسکتا ہے کہ اپنے کلام واشارہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے خواب دیکھنے والے شخص کو سمجھا دیا ہو۔

حضرت امام عبدالوھاب الشعرانی نے شیطان کا اپنے ہمکار وہم رنگ اور مغلوب النفس حضرات کو اسی طرح دھوکہ دے کر اُن کے ذریعہ خلقِ خدا کو گمراہ کرنے سے متعلق تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد بطور نتیجہ لکھا ہے:

''فَاَخَذَبِهٖ فَضَلَّ وَاَضَلَّ''(۱)

یعنی جاہل پیر شیطان کی اِن فریب کاریوں کو حقیقت سمجھ کر ان پر عمل کر کے نہ صرف خود گمراہ ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حق شناس طبقۂ علماء کو اِس قسم حدیثوں کی مختلف پہلوؤں سے کی گئی تشریح برائے تشریح اور اقوال برائے اقوال کو موضوعِ بحث بنانے کے بجائے انسانوں کی اصلاحِ عقیدہ وعمل کی غرض سے فرمودہ اِن احادیث طیّبہ کو عملی زندگی پر منطبق کرنے پر زیادہ توجہ دینا چاہیے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سچّے اولیاء اللہ کو نہ صرف خواب میں بلکہ عالم بیداری میں بھی سید عالم ﷺ کے حقیقی دیدار کا شرف حاصل ہوسکتا ہے۔ ہم کلامی کی سعادت بھی نصیب ہو سکتی ہے اور اصلاح احوال کے لیے احکام واشارات کا ملنا بھی بطور معجزہ وکرامت ممکن ہے لیکن بغیر واجبی شرائط کے پیر بن بیٹھنے، حسد، جھوٹ، تکبّر، بہتان طرازی، غیبت، لالچ، دھوکہ بازی اور ریاکاری جیسے کبیرہ گناہوں میں دن رات مبتلا رہنے والے اور نفسانی و شیطانی خوابوں کو اپنی مصنوعی ولایت کی دلیل بتانے والے گندم نما جوفروشوں کا جانِ جہاں رحمتِ عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کا دعویٰ کرنا میری فہم کے مطابق نشئی کا مدعی پارسائی ہونے کے جھوٹ سے مختلف نہیں ہے۔ جبکہ نبی اکرم رحمتِ عالم ﷺ نے خوابوں

۱۔ میزان الشریعہ الکبریٰ، ج1، ص12، مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

کی سچائی وصداقت کو خواب دیکھنے والوں کی قوتِ فکری وعملی کی سچائی وصداقت پر موقوف قرار دیا ہے۔ جیسے ترمذی شریف کی مرفوع حدیث میں ارشاد ہوا ''اَصْدَقُھُمْ رُؤْیَاءً اَصْدَقُھُمْ حَدِیْثًا'' سچے اولیاءاللہ نے بھی خوابوں کے سچا ہونے یا نہ ہونے کے لیے اِس قسم کی حدیثوں کو معیار قرار دیا ہے جیسے فتوحات مکیہ شریف، ج2،ص 375 تا 377 پر تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اور بخاری شریف کتاب تعبیر الرویا میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوع حدیث اس طرح آئی ہے ''اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ'' یہ روایات خوابوں کی سچائی و صداقت کا خواب دیکھنے والوں کی سچائی وصداقت پر موقوف ہونے پر واضح دلالت کر رہی ہیں ایسے میں صداقت وسچائی سے محروم جھوٹے پیروں اور بغیر شرائط کے مشائخ بننے والوں کو اپنے ناجائز مقاصد کی برآوری کے لیے التباس الحق بالباطل کرنیکی اجازت دینا کہاں کا انصاف ہے یا کم ازکم اِن تمام تر بدتمیزیوں اور بے اعتدالیوں کو اپنے کانوں سے سننے اور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود خاموش تماشائی بنے رہنا کیا گونگے شیطان کا کردار ادا کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ (فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار)

فضائل اولیاء کے نام واردات

واجبی شرائط کے بغیر پیر بننے والے جعلسازوں کا اپنی تشہیر کے لیے استعمال کیے جانے والے حربوں میں سے ایک حربہ ''مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ'' والی حدیث کا غلط استعمال بھی ہے یہاں پر بھی طریقہ واردات ''کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ'' ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقصد کے لیے یہ ارشاد فرمایا ہے اُسے پس پشت ڈال کر صرف اور صرف اپنے مفاد میں اِسے استعمال کیا جاتا ہے ورنہ مسلمانوں میں بڑے سے بڑا

Marfat.com

گناہ گار بھی ایسا نہیں ہے جو اِس حدیث کے حوالہ سے مقصد شارع علیہ السلام کی مخالفت کرے۔ اِس حدیث کا شرعی مفہوم و مقصد اِسکے لغوی مفہوم کے عین مطابق ہے، جس کے مطابق اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو میرے کسی بھی ولی سے اِس بنا پر دشمنی کرے کہ وہ میرا ولی ہے تو میں اُسکے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا۔'' تو ظاہر ہے کہ انسانوں کے معاشرہ میں رہنے والے اولیاء اللہ ''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ''(۱) کے مصداق و مظہر ہوئے بغیر اور کچھ نہیں ہے۔ اِس آیت کریمہ کا مصداق بننے کے بعد اللہ کے دوست، اللہ کے قریب اور اللہ کے دین کے ناصر و مددگار ہونے کے جس رُتبے پر بھی فائز ہوں وہ سب کے سب اولیاء اللہ ہی کہلاتے ہیں جس کے مطابق ان کی قوتِ فکری و عملی منشاء الٰہی کے عین مطابق ہوتی ہے۔ فرقِ مراتب کے باوجود انسانوں کے یہ افراد، انسانی سماج کا یہ حصہ اور انسانیت کے یہ عطر و جوہر خلقِ خدا کے لیے خیرِ محض ہوتے ہیں اور ''خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ '' کے مظاہر ہوتے ہیں، انسانی زندگی کے مختلف شعبہ ہائے حیات میں پائے جانے والے مختلف قبائل، مختلف زبانوں اور مختلف لباس و مختلف رنگ و نسل میں پھیلے ہوئے یہ حضرات نہ جاہل ہوتے ہیں نہ بے عمل چہ جائیکہ بدعقیدہ و بدعمل ہوں۔ انسانیت کے لیے قابلِ فخر ایسی پاکیزہ ہستیوں کے کردار سے نفرت کرنے، مخالفت کرنے اور عداوت و دشمنی کرنے والے بدنصیب نہ صرف اُن ہی ذوات قدسیہ کے دشمن ہوتے ہیں بلکہ انجانے میں جملہ انسانیت کے ساتھ دشمنی کر رہے ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں اُن کا اللہ کے زیرِ عتاب ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ کے قابل ہونا عین مقتضاء فطرت ہے۔ اِس دُنیا میں ذوات قدسیّہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ہاتھوں یا اُنکے سچے متبعین کے ہاتھوں

۱۔ یونس، 63۔

Marfat.com

غیر مسلموں، مشرکوں اور جملہ اعداء الدین کے ساتھ جتنی بھی جنگیں ہوئیں ہیں یا اُسوۂ حسنۂ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آئندہ بھی سلسلہ جہاد کا معرکہ رہے گا یہ سب کچھ مذکورہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیًا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ'' کے مظاہر و جھلکیاں ہیں۔ایسے میں اِس برحق فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل پیروں کی شان میں نازل شدہ ہونیکا تاثر دینا کہاں کا انصاف ہے؟ان کے کاروباری عرسوں میں اِس حوالہ سے دھواں دار تقریریں کر کے اُن ہوشیار دُنیا داروں کو اِس کا مصداق بتانا کون سا اسلام ہے؟ کیا یہ اندازِ تبلیغ التباس الحق بالباطل کا یہودیانہ کردار نہیں ہے یا کسی بدعقیدہ، بدعمل، گندم نما جوفروش اور بغیر واجبی شرائط کے شیخ طریقت بننے والے کا سچے اولیاء اللہ ہو کر اِس فرمان نبوی کے مصداق ہونے کا کوئی امکان اسلام میں ہوسکتا ہے؟ (فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار)

اللہ تعالیٰ ہمارے علماء کو توفیق دے کہ وہ سچے اور جھوٹے کی تفریق بتائیں، سچے اولیاء اللہ کے فضائل بیان کرتے وقت تصویر کے دونوں رُخ ملاحظہ فرمائیں، بالخصوص پیری مریدی کے نام سے جھوٹوں کی موجودہ بہتات اور معاشرہ کے معروضی حالات کو پیش نظر رکھ کر لب کشائی و قلم کشی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین (وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمنا)

اِس سلسلہ میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ طبقہ علماء میں آئی ہوئی بیداری سے بھی قارئین کو آگاہ کریں جو صاحبِ علم اور اصحابِ قلم حضرات کی جان دار تحریروں کی صورت میں ہے۔جن میں اول پروفیسر عون محمد سعیدی کی تحریر ''کاروباری پیر اور زوالِ اہل سنت''، دوسری حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی کی ہے۔

Marfat.com

(۱) پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب ''کاروباری پیر اور زوالِ اہل سنت'' میں یوں رقم طراز ہیں:

لگا ہے جھوٹ کا بازا آ ؤ سچ بولیں نہ ہوں بلا سے خریدار آ ؤ سچ بولیں

اس مضمون میں معاشرے کے اندر سرطان کی طرح پھیلے ہوئے نام نہاد جھوٹے کاروباری پیروں کی خبر لی گئی ہے اور زوال اہل سنت کے اہم ترین پہلو کی طرف، فکر مند دماغ اور درد مند دل رکھنے والے سنیوں کو متوجہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سارے مضمون کو کاروباری پیروں کے تناظر میں ہی پڑھا جائے ورنہ ہمارے نزدیک ولایت برحق ہے، کرامات اولیاء بھی برحق ہیں، کسی جامع شرائط مرشد کی بیعت بھی ایک مستحب اور بابرکت کام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے مرشد کامل کی چار شرائط ارشاد فرمائی ہیں ان کے بغیر اس کا بیعت لینا جائز نہیں ہے۔

❶ صحیح العقیدہ مسلمان ہو یعنی اہل سنت والجماعت سے وابستہ ہو، بدعقیدہ اور بد مذہب نہ ہو۔

❷ عقائد کے دلائل اور تمام احکام شرعیہ کا عالم ہو حتّٰی کہ ہر پیش آمد مسئلہ کا حل بیان کر سکتا ہو۔

❸ علم کے مطابق عمل کرتا ہو، فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات پر دائمی عمل پیرا ہو اور تمام محرمات و مکروہات سے بچتا ہو۔

❹ رسول اللہ ﷺ تک اس کی نسبت متصل ہو، اسکے مشائخ کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہو۔

''ہمارے زمانے میں بے علم لوگ وعظ و تبلیغ کرتے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی بے علمی کا عیب چھپانے کیلئے علماء کی تنقیص کرتے ہیں، ان کو منافق

Marfat.com

اور بے عمل کہتے ہیں۔ سادہ لوح عوام علماء کو چھوڑ کر بے علم واعظین اور بے عمل مرشدین کے حلقہ ارادت میں کثرت کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں، ہم اس جہالت اور تعصب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں"۔(۱)

شیخ طریقت کے لیے علم کی جو شرط بیان کی گئی ہے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:

"عالم کا معیار یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کر سکے، احادیث کی عربی عبارات صحیح پڑھ اور سمجھ سکے۔ علم کلام اور علم فقہ کی عبارات کو پڑھ اور سمجھ سکے۔"(۲)

مذکورہ شرائط کو سامنے رکھتے ہوئے اگر پاکستانی معاشرے پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر طرف ایسے کاروباری پیروں کی فوج ظفر موج نظر آئے گی جن میں مذکورہ شرائط کا دور دور تک پتہ نہیں ہوگا۔ کسی کا عقیدہ خراب ہے تو کسی کا سلسلہ غیر متصل، کوئی پابند سنت نہیں ہے تو کوئی علانیہ فاسق وفاجر، علم کی شرط ملاحظہ کریں تو اس پر پورے ملک میں کوئی معدودے چند پیر ہی بمشکل پورے اترتے نظر آئیں گے۔ پیروں کا بہت بڑا لشکر جرار نہ صرف قرآن وحدیث اور فقہ وکلام سے بے خبر ہے بلکہ وہ علم اور علماء کا سخت دشمن بھی ہے کیونکہ جس طرح سرمایہ دار، جاگیردار اور سیاستدان کی خیر اسی میں ہے کہ قوم جاہل مطلق رہے اسی طرح جھوٹے پیروں کی شان وشوکت کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ قوم علم وعمل سے بیگانہ رہے کیوں کہ اَن پڑھ لوگ ان کو جس طرح چومتے چاٹتے ہیں اس طرح پڑھے لکھے لوگ نہیں کرتے۔ کسی بھی پیر کے ملاقاتیوں کو ملاحظہ کر لیجئے آپ کو اَن پڑھ اور پڑھے لکھے لوگوں کے اندازِ ملاقات میں نمایاں فرق نظر آئے گا۔ پھر انتہائی افسوس

۱۔ فتاویٰ افریقہ، صفحہ 146۔147، ملخصاً، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔

۲۔ تبیان القرآن، ج 1، ص 402، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔

Marfat.com

ناک امر یہ ہے کہ اس طرح کے تمام جعلی، بناوٹی اور کاروباری پیر اپنے آپ کو مسلک حق اہل سنت والجماعت سے منسوب کر کے اسکی بڑی بدنامی اور رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔ نیز وہ علماء سے یہ توقع بھی رکھتے ہے کہ وہ ان کی نام ونہاد بزرگی پر مہر تصدیق ثبت کریں۔ یہ ننگِ ملت، ننگِ دین، ننگِ وطن لوگ ایسے زہریلے ہیں کہ انہوں نے اپنی حرام کاریوں سے مسلک حق کو ادھ موا کر کے رکھ دیا ہے۔ الیکشن میں یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کے سارے ووٹ سمیٹ کر یہ لوگ ممبر اسمبلی بنتے ہیں اور پھر اللہ و رسول ﷺ اور علماء حق کی دشمن جماعتوں کے ساتھ مل کر ملک میں نظامِ مصطفی ﷺ کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس تمام خرابی کی بنیاد درحقیقت ان کاروباریوں مولویوں نے فراہم کی ہے جو انہیں لوگوں کے سامنے غوث زماں، قطب عالم، شہنشاہ ولایت وغیرہ بنا کر حرام کے نذرانے وصول کرتے ہیں۔

معاشرے کے ناسور

حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے راستے کی ایک بہت بڑی رکاوٹ پیروں کے آستانے ہیں، خانقاہیں ہیں، جن کے گلوں میں سادہ دل لوگ اپنی جیبیں خالی کر آتے ہیں۔ زیب سجادہ فلاں و فلاں بزرگ ہیں جن میں سے بعض تقدس مآب مشائخ کی تو شکلیں بھی غیر شرعی ہیں۔ جن کے دن مریدوں سے نذرانے وصول کرنے اور راتیں عیاشیوں میں گزرتی ہیں۔ جو تعویذ گنڈوں کے کاروبار سے غرباء کو لوٹتے ہیں جو علم سے قلاش اور عمل سے مفلس ہیں۔ جن کی زبان میں فرشتوں کی پاکیزگی اور قلب میں ابلیس کی روسیاہی ہے۔ جن کی گفتار رشک جبرائیل اور کردار ننگ انسانیت ہے۔ کوئی گھوڑے شاہ ہے جس کے مزار پر

Marfat.com

گھوڑوں کے بت چڑھائے جاتے ہیں، کوئی کتوں والی سرکار ہے جہاں کتوں کو تقدس حاصل ہے، کوئی بلی والی سرکار ہے، کوئی کیا اور کوئی کیا ہے۔ وہ جن کے مرید فاقہ کش ہیں اور پیر لاکھوں کے کتے خرید کر ہزاروں کی شرط پر لڑاتے ہیں۔ کسی کو کتے خریدنے کا شوق ہے، کوئی باز خریدنے کا رسیا ہے، کوئی سور کے شکار کے شوقین ہیں، کوئی کاروں کی خریداری میں بازی لے جانا چاہتا ہیں اور یہ تمام شوق مریدین کے جیب خالی کرنے سے پورے ہوتے ہیں، کیا یہ لوگ توحید کے تقاضے پورے کرر ہے ہیں؟ کیا ان نمائشی اور نام نہاد پیروں کو دیکھ کر لوگ اصلی صلحاء اور اولیاء اللہ سے بدگمانی کے خطرے میں مبتلا نہیں ہوں گے"۔ (۱)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: "بعض پیر جب کہیں دعوت (قل خوانی وغیرہ) پر جاتے ہیں تو ڈٹ کر کھاتے پیتے ہیں اور بقیہ کھانا (رضائیاں، چارپائیاں، کپڑوں کے جوڑے وغیرہ) اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور اکثر اوقات صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں حالاں کہ یہ بالاجماع حرام ہے۔ (۲)

بعض پیر صوف کا لباس پہنتے ہیں۔ ان کے متعلق علامہ ابن جوزی نے مندرجہ ذیل احادیث نقل فرمائی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ضرور خارش کا کپڑا پہنائے گا جس سے اس کی رگیں گر پڑیں گی"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ معاشرے کے ناسور، ص 12۔13، مطبوعہ فرید بک سٹال لاھور۔

۲۔ تلبیس ابلیس، ص 331۔

Marfat.com

''جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں ان کے متعلق زمین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتی ہے''۔(۱)

تربیت کے کرشمے

ان پیروں کے ذریعے مریدوں کی جس طرح کی تربیت ہو رہی ہے وہ بھی انتہائی اذیت ناک ہے، چند ایک تربیتی مناظر ملاحظہ ہوں۔ پیر صاحب جونہی اپنی دولت خانہ کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہیں تو دروازے پر نظریں گاڑے مریدین پر گویا نزع کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ہاؤ ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، کوئی شوں شوں کی آواز نکالتا ہے کوئی تالیں بجاتا ہے، کوئی درود و سلام پڑھتا ہے، کوئی نعرے لگاتا ہے کوئی جوتے اتارتا ہے، کوئی کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کرتا ہے۔ اب ملاقات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، پیر صاحب مریدوں کے جراثیم سے بچنے کے لیے ہاتھوں پہ دستانے چڑھا لیتے ہیں، کوئی مرید قدموں میں گرا ہوا ہے، کسی نے گھٹنے تھام رکھے ہیں، کوئی کندھوں کو بوسے دے رہا ہے، کوئی پشت سے چمٹا ہوا ہے، کوئی ہاتھ چومنے کے چکر میں ہے غرضیکہ ایک ہنگامہ بپا ہے اور دھکم پیل ہو رہی ہے۔ (حالاں کہ ایک مسلمان کو نماز کیلئے بھی دھکم پیل اور بھاگ دوڑ کی اجازت نہیں ہے) جبکہ پیر صاحب نے بڑی شان بے نیازی سے ہاتھ آگے کیا ہوا ہے۔ کسی کو ایک ہاتھ ملاتے ہیں تو کسی کیلئے سر ہلاتے ہیں، کسی کو ایک انگلی تھماتے ہیں تو کسی کو دو انگلیاں۔ پیر صاحب کی آمد و رفت پر بار بار اُٹھک بیٹھک ہوتی ہے۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر بات کی جاتی ہے جان کی امان طلب کی جاتی ہے۔ کوئی حالتِ رکوع میں، کوئی سجدہ کر رہا ہے تو کوئی التحیات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ نے

۱۔ تلبیس ابلیس، ص 331۔

Marfat.com

پیر صاحب کے ہاتھ چومنے میں ذراسی کوتاہی کر لی تو بس! پیر صاحب کا غیظ وغضب دیکھنے والا ہوتا ہے، آنکھیں شعلہ بار ہو جاتی ہیں اور جسم تھر تھرانے لگتا ہے۔ آپ ایک نظر کی جنبش میں مریدین سے مرتدین کی صف میں شامل کر لیے جاتے ہیں۔ اِسی طرح اگر آپ نے کسی مجبوری کے تحت نذرانہ کی ادائیگی میں کچھ پس وپیش کی ہے تو آپ ہمیشہ کیلئے پیر صاحب کی نظروں میں کھٹک جاتے ہیں، توجہات وتصرفات سے محرومی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، زمین وآسمان کی تمام آفات وبلیات آپ کے گھر کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ ایسے مرید کے گھر میں قدم رکھنا گویا پیر صاحب کیلئے جہنم میں جانے کے برابر ہوتا ہے۔
پیر صاحب کی اولاد کیلئے شاہانہ القاب اور مریدوں کیلئے انسانیت سے بھی گرے ہوئے القاب استعمال کیے جاتے ہیں۔ کئی پیروں سے اتنا استغاثہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا نہیں کیا جاتا۔ کئی پیروں کے نام کی باقاعدہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور اسکو دافع بلا قرار دیا جاتا ہے۔ کئی پیر بڑے تجسس پھیلانے والے (Suspense-creative) ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نظریں جھکا کے رکھتے ہیں۔ جاہل مرید اپنے پیر کی صرف ایک نظر کرم کیلئے تڑپتے پھڑکتے رہتے ہیں مگر پیر بھی ایسا پکا ہوتا ہے کہ لمحہ بھر کیلئے دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ اگر کوئی مرید اپنے پیر کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کر لے تو پیر صاحب اس بات کو رسول پاک ﷺ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر قیاس کر کے اس پر ہمیشہ کیلئے ناراض ہو جاتے ہیں۔

ہر پیر کے مریدوں کی علیحدہ شناخت ہوتی ہے۔ خاص رنگ کی ٹوپی اور خاص قسم کی سلائی، خاص رنگ کی پگڑی اور خاص قسم کی بندش۔ یہ بات شاید کوئی ایسی قابل اعتراض نہ ہوتی مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ شناختوں والے مرید جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو یوں گھور کے دیکھتے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے۔ کچھ عرصہ

Marfat.com

پہلے سلسلہ ہائے بیعت الفتوں اور چاہتوں کا سبب ہوتے تھے مگر اب نفرتوں اور عداوتوں کا باعث۔ قرآن کے غلاف کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوتی جو پیر صاحب کی چادر کو حاصل ہوتی ہے۔ کتاب اللہ کی گرد تو جھاڑ دی جاتی ہے مگر پیر صاحب کی مٹی کو غازہ بنایا جاتا ہے۔ مسجد کی صفائی سے برکت حاصل کرنے کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا مگر پیر صاحب کی گاڑی کو عماموں کے ساتھ صاف کیا جاتا ہے اور چادریں لگالگا کر حجر اسود کی طرح بوسے دیے جاتے ہیں۔ کئی پیروں کا لعاب دہن بطور تبرک استعمال کیا جاتا ہے اور کئی پیروں کے ہاتھوں کا ماء مستعمل نوش جان کیا جاتا ہے۔

''جیسا منہ ویسی چپیڑ'' کے مصداق آج کل کے مرید بھی انواع واقسام کے ہوتے ہیں۔ بہت لوگ مرید ہوتے وقت ایسے پیر کا انتخاب کرتے ہیں جس کے تعلقات وسیع تر اور بازار سیاست میں بڑے اثر ورسوخ کا مالک ہو۔ بعض لوگ صرف ایک پیر پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حسب ضرورت موقع بہ موقع پیر بدلتے رہتے ہیں۔ بعض مرید اپنی گدی کے اسی پیر سے زیادہ تعلقات بنا کے رکھتے ہیں جس سے وقتاً فوقتاً اپنے مفادات حاصل کیے جاسکیں۔ بعض مرید ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا مقصدِ حیات اپنے پیر کی نظر میں دوسرے پیر بھائیوں کی حیثیت کو گرانا اور اپنی حیثیت کو بڑھانا ہوتا ہے اور اس کیلئے شکایات کی ایک بہت بڑی پوٹلی ہر وقت انکے ساتھ رہتی ہے۔ بعض مرید جب چہرے پہ داڑھی اور سر پر پگڑی سجالیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مفتی اعظم پاکستان سمجھنا شروع کردیتے ہیں، اب انکے نزدیک بڑے بڑے شیخ الحدیث والتفسیر بھی کسی شمار میں نہیں ہوتے، آسمان کے نیچے بس ایک وہ ہوتے ہیں اور دوسرا ان کا پیر۔ چوں کہ آج کل بعض پیروں نے خلافت کی منڈی لگا رکھی ہے لہٰذا بہت سے بندگان نفس کیلئے ایسے ہی پیر کی بات حرف آخر اور پتھر کی لکیر ہوتی ہے بلکہ پیر کا ایک اشارہ بھی وحی جتنی طاقت

Marfat.com

رکھتا ہے لہٰذا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی پیر صاحب کے اقوال زریں کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھنے کی جرات نہیں کر سکتا، ورنہ وہ بڑا بے ادب، جھوٹا اور گستاخ کہلائے گا۔ کچھ مرید اپنے پیر کا مرید ہونے کو حافظ و قاری ہونے سے بھی باعثِ فضیلت سمجھتے ہیں اور اس طرح کلام اللہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کچھ مرید جو احکام شریعت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے وہ پیر صاحب کی خدمت میں آئے روز کی حاضریاں لگوا کر جنت کی بکنگ کرواتے ہیں۔ تقریباً ہر پیر کا مرید دوسرے کی خرابیاں اور اپنے پیر کی خوبیاں بیان کر کے اس کا مرید ہو جانے کا درس دیتا پھرتا ہے۔ اپنے پیر کی نسبت کو ہر کسی کے نام کے ساتھ لگاتے پھرنا گویا بہت بڑی نیکی اور خدمت دین سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک پیر کا مرید کسی دوسرے پیر کی تعریف کر دے تو اسے فوراً راندہ درگاہ قرار دیا جاتا ہے۔

جعلی پیروں کے روابط

سینکڑوں ہزاروں مربع زمینیں، وسیع و عریض کاروبار، کروڑوں اربوں کے بینک بیلنس، مہنگی ترین گاڑیاں، مہنگے ترین علاقوں میں محلات اور کوٹھیاں، فائیو سٹارز ہوٹلوں کے کھانے، شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ، سیاست کی آنیاں جانیاں، اعلیٰ سطح کے حکومتی و غیر حکومتی تعلقات، امیر ترین خانوادوں اور خاندانوں میں رشتے، ایسی سہولیات و تعیّشات کہ بڑے بڑے وزیر بھی دیکھ کر رشک سے مر جائیں۔ کسی بھی حکومت کو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا بیشک وہ یزیدی حکومت ہی کیوں نہ ہو۔ ہر آنیوالی حکومت ''سِرًّا وَ علانیۃ'' ان کی آشیرباد حاصل کرتی ہے۔ انہیں مختلف عہدوں سے نوازا جاتا ہے، وزارتیں پیش کی جاتی ہے، کانفرنسوں میں مہمان خصوصی بنایا جاتا ہے، غیر ملکی دورے کروائے جاتے ہیں، بیش بہا تحائف دیے جاتے ہیں، بوقت ضرورت خزانوں کے منہ ان کیلئے کھول

Marfat.com

دیئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی زبان پر یہی وظیفہ ہوتا ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ان کا پیٹ یہی صدائیں دیتا ہے۔ شکم فقیراں تغار خدا ہرچہ آید فنا در فنا

ان کا سمندر سے بھی ڈونگا دل پکار پکار کر یہی کہتا ہے۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْد، هَلْ مِنْ مَّزِيْد

اس کے علاوہ شخصی نذرانوں کی فتوحات علیحدہ ہوتی ہیں۔ دائیں بائیں، اوپر نیچے، آگے پیچھے سے یہ سلسلہ ہر وقت جاری رہتا ہے۔ صبح وشام، دن رات، آج کل اور ہفتے مہینے کی اس کیلئے کوئی تخصیص نہیں ہوتی۔ یہ محاورہ کسی اہل دانش نے اسی موقع کیلئے کہا ہوگا:

تسی اساڈے گھر آؤ گے تے کی لے کے آؤ گے

تسی اساڈے گھروں جاؤ گے تے کی دے کے جاؤ گے

اگر آپ صرف ایک چھوٹے علاقائی پیر کی ماہانہ آمدنی کا جائزہ لیں تو وہ ایک لاکھ سے زائد بنتی ہے پھر بڑے بڑے پیروں کی بے حساب آمدنیوں کا اندازہ کون سا اکاؤنٹنٹ لگا سکتا ہے۔ صاحب بہارِ شریعت مولانا امجد علی اعظمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دورے کرتے ہیں اور طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں، جن کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ بہت سے پیر ایسے بھی ہیں جو اس کیلئے جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں یہ (سب) ناجائز ہے۔(۱)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ: ''بعض پیر کمانے کی طاقت رکھتے ہیں مگر وہ سارا دن اپنے آستانوں پر لوگوں سے خیرات وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان کا دھیان ہر وقت اس طرف لگا رہتا ہے کہ کوئی عقیدت مند ابھی آئیگا اور نذرانہ پیش کریگا حالانکہ شریعت کا

۱۔ بہار شریعت، ج2، ص670، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور۔

Marfat.com

واضح مسئلہ ہے کہ غنی اور قوی شخص کیلئے خیرات لینا جائز نہیں (کہ یہ بھیک) ہے۔(۱)

بہر حال پیری مریدی ایک خالصتاً نفع بخش کاروبار اور بہترین ذریعہ روزگار ہے۔ اس میں خسارے کا سودا بالکل نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص پیر بن کے بیٹھ جائے اس کی جھگی کا خرچہ بغیر کسی محنت کے بیٹھے بٹھائے چلتا رہتا ہے۔ بلکہ مزید آسامیاں پھنسانے کے لیے لنگر کے پیسے بھی وافر مقدار میں ملتے رہتے ہیں۔ اسی لئے اقبال نے کہا تھا۔

ع نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا

ہر پیر کے مریدوں کی علیحدہ شناخت ہوتی ہے۔ خاص رنگ کی ٹوپی اور خاص قسم کی سلائی، خاص رنگ کی پگڑی اور خاص قسم کی بندش۔ یہ بات شاید کوئی ایسی قابل اعتراض نہ ہوتی مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ شناختوں والے مرید جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو یوں گھور کے دیکھتے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے سلسلہ ہائے بیعت الفتوں اور چاہتوں کا سبب ہوتے تھے مگر اب نفرتوں اور عداوتوں کا باعث۔

پیر نسواں وجاھلان بننے کے چند نسخے

یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اتنا منافع بخش کاروبار بڑی محنتوں اور مشقتوں کے بعد ہی چلتا ہوگا، نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہوں گے اور کہاں کہاں کی خاک چھاننی پڑتی ہوگی۔ ارے فکر کی کوئی ضرورت نہیں! پیر بننا اس دنیا کا آسان ترین کام ہے۔ اگر آپ کسی پیر خاندان یا سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر تو آپ بنے بنائے سکے بند پیر ہیں، آپ کے پنجے گھی میں اور سر کڑاہی میں۔ پیری مریدی آپ کا خاندانی اور

۱۔ تلبیس ابلیس، ص 331، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاھور۔

Marfat.com

موروثی حق ہے، جسے کوئی مائی کا لعل بھی آپ سے نہیں چھین سکتا، ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ اگر ایسا نہیں ہے اور آپ تھوڑا بہت لکھا پڑھنا جانتے ہیں تو پھر بازار سے عامل بنانے والی تعویذات کی کوئی کتاب خرید لیں اور دم درود جھاڑ پھونک کا سلسلہ شروع کردیں۔ آپ کا یہ کاروبار برق رفتاری سے ترقی کرے گا، راتوں رات آپ کا نام پیرانِ عظام کی فہرست میں شامل کرلیا جائے گا اور چند ہی دنوں بعد جہلاء کرام آپ کی دست بوسی کیلئے ایک دوسرے کو دھکے دے رہے ہوں گے۔ اگر یہ بھی نہیں تو کوئی ایسا شیخ طریقت ڈھونڈ لیجئے جو پانچ سات سبقوں کے بعد آپ کو خلافت دے ڈالے تب بھی آپ وہ القاب و مراتب حاصل کرلیں گے جن کا بڑے بڑے علماء کرام بھی تصور نہیں کرسکتے۔ پیر بن جانے کے بعد زندگی کے وارے نیارے تو پکے ہیں، مرنے کے بعد بھی قل خوانی، چہلم، عرس، خانقاہ اور اولاد کی سرپرستی وغیرہ کے متعلق فکرمند ہونیکی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، سب کچھ خود بخود (Automatically) ہوتا چلا جائے گا۔ نماز وغیرہ پڑھنے کی ضرورت تو بالکل نہیں، کوئی پوچھے تو کہہ دیجئے کہ ''مدینے میں پڑھتے ہیں''۔ یہ جواب بھی ابتدائی ایام کیلئے ہے بعد میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ ''نماز وغیرہ تو مبتدی لوگوں کیلئے ہوتی ہے، ہم جیسے منتہی لوگوں کو اسکی کیا ضرورت؟''

پرہیز سے علاج بہتر ہے

ہم نے آپ کو نسخہ تو بتا دیا مگر پرہیز نہیں بتا سکے۔ یاد رکھئے! علم دین سے پرہیز بے حد ضروری ہے، بارہ بارہ سال محنت کرنی پڑتی ہے، دن رات ایک کرنے پڑتے ہیں، اساتذہ کی جھاڑیں سہنی پڑتی ہیں، مدرسہ کے قوانین اور نظم ضبط کا خیال رکھنا پڑتا ہے، کھانا پینا حسب خواہش نہیں ملتا، جیب خرچ کی کمی ہوتی ہے اور امتحانات سے گزرنا پڑتا

Marfat.com

ہے۔ پھر جب بندہ عالم بن جاتا ہے تو در در کی ٹھوکریں وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر کبھی آپ کو حق گوئی و بے باکی کا شوق چرا گیا تو مسجد بھی گئی، مدرسہ بھی گیا، تقریریں بھی بند، پیروں کی بددعائیں بھی ساتھ مریدوں کے ہتھے چڑھ گئے تو مالش بھی خوب، دوسرے مسلک والے تو ویسے ہی آپ کے مخالف ہیں اپنے مسلک والے بھی جوتے ماریں گے۔ کسی دانشور نے کہا تھا ''دوستوں سے تم مجھے بچالو دشمنوں سے میں خود نمٹ لوں گا۔'' اور اگر آپ درس وتدریس سے وابستہ ہیں تو جن شاگردوں کو آپ دس دس سال پڑھائیں گے اگر وہ کسی کے مرید ہو گئے تو آپ سے حاصل کی ہوئی ساری تعلیم کے متعلق برملا کہتے پھریں گے کہ یہ سب کچھ میرے پیر کے جوتوں کا صدقہ ہے۔ آپ کے پاس بھول کر بھی نہیں آئیں گے مگر پیر کے در پر آئے روز کی حاضریاں لگوائیں گے۔ آپ کی دعا میں کوئی اثر نہ پائیں گے مگر پیر کی دعا ایک دم اکسیر ہو گی۔ نذرانے پیش کریں گے تو پیر کی خدمت میں، آپ سے الٹا کچھ کھا پی کے جائیں گے۔ دعوت کریں گے تو آپ کو مفت بلانا بھی پسند نہیں کریں گے مگر پیر کو سپیشل پروٹوکول کے ساتھ بلائیں گے۔ اگر آپ اور پیر صاحب کبھی اکٹھے ہوئے تو پہلے پیر کے قدموں کو چومیں گے پھر آپ سے ہاتھ ملائیں گے۔ جس پیر نے ساری عمر سوائے حاضریوں کے کچھ نہیں دیا اور ہزاروں روپے سمیٹتا رہا ہے اس کو بہترین نشست پر بٹھائیں گے اور آپ جو کہ ساری عمر مغز ماری کرتے رہے ہیں اور تعلیم وتربیت کے مراحل سے گزار کر ایک مقام پہ لا کھڑا کیا ان کو پیر صاحب کے قدموں میں بٹھائیں گے۔ سٹیج پر پیر صاحب کیلئے خاص انتظام کیا جائے گا اور آپ کو صرف بیٹھنے کی جگہ مل جائے تو بھی غنیمت ہے۔ پیر کا کتا کہلانے میں بھی فخر محسوس کریں گے اور آپ کا شاگرد کہلانے میں بھی عار محسوس کریں گے۔ یہ سب تو وفادار شاگرد کی پھرتیاں تھیں اور خدانخواستہ آپ کا شاگرد غدار نکلا تو پھر؟؟؟ لہٰذا

Marfat.com

عافیت اسی میں ہے کہ پیری مریدی کا پیشہ اختیار کریں اپنوں غیروں سب کی آنکھوں کا تارا بن جائیں گے۔ بڑے بڑے وزیر و مشیر اور دولت مند آپ کے قدموں میں بیٹھیں گے۔

لمحہ فکریہ

جو کچھ بیان ہوا یہ آٹے میں نمک کے برابر تھا، اگر ہم تو تفصیلات میں جائیں تو ایک سو ضخیم جلدوں پر مشتمل عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا تیار ہو سکتا ہے۔ آج جو کچھ ان نام نہاد کاروباری پیروں اور قوالوں کے پاس ہے سارا کا سارا سادہ لوح عوام اہل سنت کا ہے، اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے ذاتی استعمال میں ہے، مسلک کو اس کا ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہے۔ جو کچھ انہیں دیا گیا تھا وہ مسلک کی کامیابی، دین کی سربلندی اور علم و عمل کی ترقی کی نیت سے دیا گیا تھا مگر اب جبکہ یہ آشکارا ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دین و مسلک کی خدمت کی بجائے شکم پروری کا کام کر رہے ہیں تو انہیں یا تو مسلک اہل سنت و جماعت سے کلیتاً دستبردار ہو جانا چاہئے یا پھر یہ لوگ مریدوں سے کمائی ہوئی اپنی تمام جمع پونجی مسلک کے ذمہ داران کے پاس جمع کرائیں اور اس کو حسب ضرورت مسلک کی ترقی کیلئے استعمال کیا جائے۔ اگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے تو پھر علماء حق کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان مقدس کاروباریوں کا مکمل احتساب کریں۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں کی عزت، عظمت، مال و دولت سب کچھ علماء کرام کی وجہ سے ہے۔ آج بھی اگر علماء کرام ان کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں اور عوام کو حقائق سے آگاہ کرنا شروع کر دیں تو ان کاروباریوں کے تمام پلازے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی طرح دھڑام سے زمین پر آ گریں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مسلک، علم اور عمل کا نام ہے ان کاروباریوں کا تقدس برقرار رکھنے کا نام نہیں ہے۔ یہ تو وہی لوگ ہیں جن کے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بدباطن اور بدعقیدہ

Marfat.com

لوگوں کو مسلک حق پر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل رہا ہے۔ ع بت ہم کو کہیں کا فر اللہ کی مرضی ہے

حق پرستو! اٹھو اور ان استحصالیوں کا خاتمہ کر دو اس سے پہلے کہ یہ تمہارا اور تمہارے سچے مسلک کا خاتمہ کر دیں بلکہ عملاً ایسا ہو چکا ہے، علماء حق کا وجود ناپید ہوتا جا رہا ہے، کاروباری پیر اور ڈوم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اہل سنت کی تمام دولت انہی لوگوں کے ہاتھوں میں گروی ہے جسکے سبب مسلک کے سچے محافظ دینی مدارس کا معاشی قتل عام ہو چکا ہے۔ مزید براں ان لوگوں کی منظّم سازش کے نتیجہ میں اب لوگوں کا علماء حق سے اعتماد اٹھ چکا ہے اور ان کی سر عام تذلیل کی جا رہی ہے۔ راقم الحروف کو خود ایک جاہل پیر نے کہا کہ:

"جو مسئلہ ہم بتا دیں چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو پتھر پہ لکیر ہوتا ہے، اب کوئی بڑے سے بڑا مفتی بھی صحیح مسئلہ بتائے تو مرید کو اس پر یقین نہیں آئے گا۔"

دیگر مسلکوں میں صرف اور صرف علماء کو اہمیت حاصل ہے، ان کیلئے سب کچھ ان کا عالم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مدرسین کی تنخواہیں ستر ستر ہزار تک بھی ہوتی ہے مگر ہمارے مسلک میں سب کچھ کاروباری پیر، ڈوم اور قوال بنے بیٹھے ہیں اور مدرسین بیچارے انتہائی مفلوک الحال ہیں۔ دیگر مسلک والوں سے جب حکومت نے کوئی بات کرنی ہوتی ہے تو ان کے نمائندے ان کے علماء ہوتے ہیں جو اپنے مدارس کیلئے مفادات حاصل کرتے ہیں، جسکا فائدہ ظاہر ہے کہ انکے مسلک کو ہوتا ہے جبکہ ہمارے نمائندے ہمارے پیر ہوتے ہیں اور جو کچھ وہ حکومت سے لوٹتے ہیں اس کا فائدہ خالصتاً انہیں اور ان کے خاندانوں کو ہوتا ہے۔ دوسرے مسلک والوں کی ساری دولت درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ پر صرف ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبوں کے صوبے اور علاقوں

Marfat.com

کے علاقے ان کے زیر تسلط آتے چلے جارہے ہیں اور ایسے تمام مقامات سے جب سچے مسلک کا صفایا کیا جاتا ہے تو یہ پیر لوگ تو اپنی جائیدادیں سمیٹ کر دوسرے علاقوں کو سدھار جاتے ہیں اور مسلک کی بقاء کی جنگ پھر انہی علماء کو لڑنی پڑتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ علماء کرام اپنے مقام کو پہچانیں اور اس کا تحفظ کریں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جب وقت تھوڑا ہو تو سنتیں اور نفلیں چھوڑ دینی پڑتی ہیں اور فقط فرض ادا کیے جاتے ہیں، علم دین کا حصول فرض ہے اور باقی محفلیں وغیرہ زیادہ سے زیادہ مستحبات میں شامل ہیں۔ اس دورِ زوال میں اب مستحبات کا وقت نہیں رہا۔ جتنی جلدی ہو سکے علم کا فرض ادا کیا جائے، جگہ جگہ مدارس کھولے جائیں اور سابقہ صحیح دینی کام کرنے والے مدارس کو مضبوط کیا جائے۔ ایک محفل کا فائدہ زیادہ سے زیادہ چند دنوں کا ہوتا ہے مگر ایک مدرسہ صدیوں تک اپنی روشنی پھیلاتا رہتا ہے۔ اگر جگہ جگہ دینی مدارس قائم کر دیے جائیں تو روشنی کا ایسا سیلاب آئے گا کہ اندھیروں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

مشورہ:۔ جماعت اہل سنت کو چاہئے کہ وہ ایک ایسا ادارہ تشکیل دے جس سے ان پیرانِ عظام کی فہرست جاری کی جائے جو جامع شرائط ہیں اور بیعت لینے کے مجاز ہیں، جب تک یہ ادارہ کسی پیر صاحب کو مستند قرار نہ دے عوام اہلسنت کو ان کی بیعت سے روک دیا جائے۔ ورنہ یہ لوگ جماعت کی رسوائی کا سبب بنتے رہیں گے۔''

(۲) حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی کی تحریر کچھ اِس طرح ہے:

''عوام اہل سنت تو خوابِ غفلت میں سرگرداں تھے ہی خواص بھی سکر و مست کی حالت میں ہیں۔ ہمارے امراء تو دین متین اور مذہب برحق کی ترویج و اشاعت سے محروم تھے ہی وہ خواص جن کا کھانا پینا، رہنا سہنا، آرام و سکون اور عیش و عشرت اور شان و شوکت، جاہ و جلال، رُعب و دبدبہ اور امارت و غنا اور سیادت و قیادت اور تعظیم و تکریم صرف اور

Marfat.com

صرف اسلام کی بدولت تھی اور اللہ تعالیٰ کے بعد اُن کو واجب الاحترام والتوقیر صرف اسلام کی بدولت سمجھا جاتا تھا یعنی موجودہ مشائخ عظام اور پیرانِ کرام کہلانے والے طبقہ نے ہی بالعموم اس کو نظر انداز کیا اور اس سے مکمل بے اعتنائی اور لا پرواہی برتی الا ماشاء اللہ نہ خود اسلامی تعلیمات حاصل کیں، نہ اولادوں کو اس طرف راغب کیا اور نہ مریدین میں ہی ایسا جذبہ پیدا کیا اور نہ ہی معلوم کرنیکی کوشش کی کہ اسلامی فرقوں میں سے کون سا فرقہ حق پر اور نہ یہ ضرورت محسوس کی کہ اس فرقہ کے علماء کی سرپرستی کیجائے اور ان کو ہی مطلوب ضروری تعاون مہیا کیا جائے اپنے تعلیمی اداروں کی سرپرستی کی جائے اور مسلک حقہ کی اشاعت وترویج اور رفاعی کاروائیوں میں مصروف اداروں اور شخصیات کی سرپرستی کی جائے بلکہ وہ صرف اور صرف اپنی تن آسانیوں اور عیش کوشیوں میں مصروف ہیں اور بلا امتیازِ مسلک ان کے نزدیک ہر عالم اور مولوی قابلِ نفرت ہے اور ناقابلِ برداشت بلکہ تحقیر وتذلیل اور ہتک وتوہین کا سزاوار حتی کہ وہ کتے جوان کی حویلیوں کا پہرہ دیں یا شکار میں کام آئیں یا ریچھوں کے ساتھ لڑا کر اِن کی تسکین نفس کا سامان بہم پہنچائیں ان کی بھی اپنے مذہب ومسلک کے علماء سے ہزاروں درجہ زیادہ قدر وقیمت ہے جو مذہبِ حق کی ترویج واشاعت اور اس کی حفاظت ونگہبانی کے لیے شب وروز کوشاں ہیں اور اپنے تن من کی بازی لگا کر اعدائے دین اور بد مذہبوں کی یلغار سے قلعہ اسلام کو بچانے کی سعی مشکور میں مصروف ہیں بلکہ بذاتِ خود اسلاف کرام اور مشائخ عظام کے اعمال وافعال اور اشغال وکردار کے برعکس عمل پیرا ہو کر وہ مذہب برحق کی تباہی وبربادی کا موجب بن رہے ہیں، ہر عیب اور نقص اور کمزوری کوتاہی اِن میں کامل واکمل طریقہ پر موجود ہے اور دوسرے لوگ اِن کے عمل وکردار کو سُنّیت کی علامت اور پہچان قرار دیکر عام اہل اسلام کو صرف ان سے نہیں بلکہ مسلکِ حقہ سے برگشتہ

Marfat.com

کرنے اور ضلالت وگمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرانے میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں اور ان ننگِ اسلاف کو ذرّہ بھر احساس بھی نہیں ہو رہا کہ ہم اپنے محسن مذہب اسلام اور مسلکِ حقہ یعنی سُنّیت کا شکریہ کس جفا کاری اور ظلم وزیادتی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں

ع وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جن لوگوں نے صرف مال ومتاع سے نہیں بلکہ اپنی شب و روز کی جانفشانی اور محبت وکوشش سے شجر اسلام کو پروان چڑھایا بلکہ اپنے خون سے اس کی آبیاری کی اور اپنے علم وآگہی اور ایمان وعرفان کے نور سے گمراہی وضلالت سے گھپ اندھیروں میں ہدایت کے چراغ روشن کیے اور اپنے عمل وکردار کی درستی اور پختگی سے اور امانت ودیانت اور صداق وحقانیت اور اخلاص وللّٰہیت اور حق گوئی بے باکی کے ذریعے اسلام کو بالعموم اور مسلک اہل سنت والجماعت کو بالخصوص اوجِ ثریا تک بلکہ عرش کی بلندیوں تک پہنچایا ان کے اخلاف اور مسند نشین ہی اس کو زمین بوس کرنے بلکہ تحت الثریٰ میں پھینکنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کر رہے ہیں اور علامہ اقبال مرحوم کے اس فرمان کا عملی نمونہ بن رہے ہیں اور واقعی برحق مصداق ثابت ہو رہے ہیں۔

میراث میں ہاتھ آئی ہے ان کو مسندِ ارشاد   ہیں زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ)

کم ازکم اتنا ہی سوچ لیتے کہ اگر حرمین شریفین میں صحابہ کرام، اہل بیتِ عظام، ازدواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور دیگر اکابرین کے مزارات پاک کی بے حرمتی ہو سکتی ہے، ان کو بلڈوز کیا جاسکتا ہے اور ان مقدس ہستیوں کے مقدس اجسام پر صدیوں بعد گولیاں چلا کر یہ نعرہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم نے جدید مشرکوں کے خداؤں کو اور معبوداتِ باطلہ کو نیست و نابود کر دیا ہے تو یہاں بھی وہ ڈرامہ رچایا جاسکتا ہے اگر وہاں پر محافلِ میلاد شریف اور

Marfat.com

اعراس پر بدعت کے فتویٰ لگا کر پابندی عائد کی جاسکتی ہے تو یہاں بھی ایسا ہو سکتا ہے اگر وہاں پر بیعت وارادات اور پیرومرید والے رشتے قائم کرنا اور سلاسلِ اربعہ میں سے کوئی سلسلہ جاری کرنا اور اس کے اوراد و وظائف اور اشغال و اعمال حرام اور ناجائز قرار دیئے جاسکتے ہیں تو یہاں بھی وہی کھیل کھیلا جاسکتا ہے اگر وہاں یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کو مشرک قرار دے کر تہ تیغ کیا جاسکتا ہے تو یہاں بھی وہ تاریخ دُہرائی جاسکتی ہے؟ کیا اپنے اسلاف کی حرمت وعزت اور رسول معظم ﷺ کی محبت واُلفت اور تعظیم وتوقیر کا حق ادا کرنے کا یہی انداز واسلوب اور طور وطریقہ ہونا چاہیے جو یہ حضرات اپنائے ہوئے ہیں۔''(۱)

سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان میں عدم تمیز

جعلی پیروں کا عوام کو بیوقوف بنا کر مرید کرنے کے طریقہ ہائے واردات کے طویل سلسلہ میں ایک حربہ یہ بھی ہے کہ حضرت پیران پیر اور حضرت جنید بغدادی جیسے اولیاء کاملین سے مختلف الفاظ میں منقول باتوں سے استدلال کر کے مرید ہونے کو سب پر فرض بتا کر کام نکالتے ہیں۔ مثال کے طور پر ''مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ شَیْخٌ فَاِبْلِیْسُ شَیْخُهٗ'' کا مفہوم ومطلب یہ مشہور کر کے عوام کو ڈراتے ہیں کہ جس کا پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے اور جو کسی کا مرید نہ ہو وہ شیطان کا مرید ہوتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات واحکام سے غافل عوام کا اِس ترغیب وترہیب سے متاثر ہونا فطری بات ہے کیوں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر شخص شیطان کا مرید ہونے سے بچنا چاہتا ہے اور فرض کی ادائیگی میں رغبت کرتا ہے۔ اِس سلسلہ میں عوام کی بھیڑ چال کے علاوہ ہم نے اعلیٰ تعلیم یافتہ شخصیات بھی

۱۔ گلدستہ توحید ورسالت، ص25تا28۔

Marfat.com

ایسی بہت دیکھی ہیں جو غیر معیاری پیروں کے اِس حربہ سے متاثر ہونے کی بنا پر جہالت کے گڑھے میں پھنس رہے ہیں۔ جہالت خیزی کی یہ طوفانِ بدتمیزی اِس لیے روزافزوں پھیل رہی ہے کہ بزرگانِ دین اور سچّے اولیاء اللہ کے اِن اقوال کے صحیح محمل ومصداق بتا کر تبلیغ کرنے والوں کا فقدان ہے، فلاح تقویٰ اور فلاح احسان کی تفریق بتانے والے نہیں ہیں، مرشد عام ومرشد خاص کی تمیز بتا کر سمجھانے والے نہیں ہیں۔

سلوکِ تقویٰ اور سلوکِ احسان کی جدا جدا شرعی حیثیتوں کی تعلیم دینے والے نہیں ہیں اور ارادتِ فرضی وارادتِ نفلی کے جدا جدا لوازمات سے آ گاہی دیکر فرض کو چھوڑ کر نفل میں پڑنے والے جاہلوں کو اِس گمراہی سے بچانے والے چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہے ہیں ورنہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے کہ بزرگانِ دین کے اِن فرمودات سے مراد صرف فلاح تقویٰ اور ارادت عامہ ہے جو بلا تخصیص ہر نرینہ وزنانہ پر فرض عین ہے۔ جو شریعت مقدسہ کے ظاہری و باطنی احکام پر عمل کرنا ہے یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی بجا آوری اور کفر وشرک، منافقت، حسد، تکبّر، ریاکاری جیسے ظاہری و باطنی اعمال سے متعلقہ احکام شرعیہ کے علم وعمل کا نام ہے جسکے لیے کسی نا کسی مرشد و رہنما کی ناگزیر ضرورت ہے۔ چاہے قرآن وحدیث کی صورت میں ہو یا کسی مذہبی کتاب کی شکل میں، مذہبی استاذ و مربّی کی شکل میں ہو یا اسلامی مبلّغ وناصح کی شکل میں، مردہ ہو یا زندہ بہرحال قابل اصلاح عام لوگوں کو فلاح تقویٰ اور فرضی سلوک پر عمل کرنا اِس قسم رہبر ورہنما اور مرشد ومعلّم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْف نے فرمایا:

"پیر تعلیم ہم استاذ شریعت است وہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجاباید

Marfat.com

آورد وبا سمر پیری رواحق باشد ''(۱)

اللہ کے دین کی تعلیم وتربیت دینے والا استاذ وشیخ شریعت میں استاذ اور طریقت میں رہنما ہے بخلاف جُبّہ پہنانے والے پیر کے کہ وہ ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا پیر تعلیم کے آداب کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے اور وہ پیر کہلانے کے زیادہ مستحق ہے۔

قربان جاؤں سچے اولیاء اللہ کی دوربین نگاہ بصیرت پر ایسا لگ رہا ہے جیسے اُنہوں نے سلوکِ تقویٰ کے فریضہ سے محروم، علم وعمل کے کورے اِن گندم نما جوفروشوں کے ہاتھوں پیدا شدہ موجودہ ماحول کو دیکھ کر فرمایا تھا:

''مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ اُسْتَاذٌ فِاِمَامُهُ الشَّیْطٰنُ ''(۲)

یعنی جس کا مذہبی استاذ ورہنما نہ ہو اُس کا پیشوا شیطان ہوتا ہے۔

ضعیف العقیدہ عوام نے جب باعمل علماء کرام کی صحبت اختیار کر کے فلاح تقویٰ وفریضہٴ سلوک کی راہ میں اُن سے رہنمائی لینا چھوڑ دی ''اَلْعُلَمَآءُ وِرَثَةُ الْاَنْبِیَآء'' کے شرعی احکام سے منہ پھیرا اور اللہ کے فرمان ''فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ''(۳) جیسے فرائض سے بے اعتنائی برتی تو بزرگانِ دین کے اِن ارشادات کے عین مطابق مریدِ شیطان ہوگئے اور اِنسی اَبالسہ کے یہ جتھے اِن کے پیر بن کر خدا کی بندگی کے بجائے اپنی بندگی کراتے ہیں، خود مریدِ شیطان ہوکر جنّی شیطان کے کھلونے بننے کی طرح اِنہیں بھی اپنا بندہ بنا کر استعمال کرتے ہیں شریعت کی راہ دکھانے کی بجائے اپنی راہ دکھاتے ہیں اور ''خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسُ ''(الحدیث) کے مطابق علم وعمل کی ترغیب دینے کے

۱۔ مکتوبات، دفتر اوّل، حصّہ چھارم، مکتوب نمبر 221۔

۲۔ عوارف المعارف مع احیاء العلوم، ج5، ص78، مطبوعہ بیروت۔

۳۔ النحل، 43۔

Marfat.com

بجائے صرف اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسے امام احمد رضا فاضل بریلوی نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ نے فرمایا:

''بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے۔''(۱)

قربان جاؤں رَبّ کریم جل مجدہٗ کے نظام عدل کے قدرتی مکافات اعمال پر جو لوگ فرض کو چھوڑ کر نفل کو مقصدِ حیات بناتے ہیں، سچّے اولیاء اللہ کا در چھوڑ کر جاہلوں کو پیشوا بناتے ہیں اسلام کے حقیقی وفرضی احکام کی طرف پشت کر کے توہم پرستی کو اپنا شعار بناتے ہیں اُن کا انجام مرید شیطان ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ایسوں کا پیر شیطان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا۔ جیسے رَبّ کریم جَلَّ مجدہٗ نے ارشاد فرمایا:

''اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ''(۲)

علم ظاهر و باطن سے اشتباہ

تصوف وطریقت کا چونکہ براہ راست تعلق شریعت کے ظاہری احکام کے علم وعمل میں اخلاص اپنے اندر پیدا کرنے کے ساتھ ہے لہٰذا اس راہ میں ظاہر و باطن اور علم ظاہر و علم باطن کے الفاظ بھی کثرت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں لیکن نیم خواندہ علماء سمیت عام حضرات کو اِن کی حقیقتوں تک رسائی نہیں ہوتی جس وجہ سے وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ہم نے اچھے خاصے اہل علم کو بھی اِن سے متعلق مغالطہ کا شکار ہوتے ہوئے دیکھا ہے، ایسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اِن کی تشریح وموازنہ بھی نذر قارئین کردوں۔ وہ اس طرح ہے جیسے

۱۔ فتاویٰ رضویہ، ج21، ص528۔

۲۔ المجادلہ، 19۔

Marfat.com

عام دنیا کی نگاہ میں علم ظاہر اُن چیزوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کا تعلق ظاہری جوارح و بدن اور حواس کے ساتھ ہو۔اس کے مقابلہ میں علم باطن اُن چیزوں کے جاننے کو کہتے ہیں جو ایسی نہ ہوں بلکہ اُن کا تعلق انسان کی عقل وقلب کے ساتھ ہو۔اِسی طرح طریقت و تصوف کی دنیا میں بھی شریعتِ مقدسہ کے اُن احکام کے علم کو علم ظاہر کہتے ہیں جن کا تعلق انسانی جوارح و بدن اور حواس کے ادراک کے ساتھ ہوتا ہے۔مثال کے طور پر نماز پنجگانہ کا علم،ان کے اوقات و شرائط اور ان کے مفسدات و مکروہات کا علم،کیوں کہ اِن کا تعلق نمازی کے بدن اور اُس کے حواس کے ساتھ ہے۔لہٰذا اِن کے متعلق جو بھی علم ہوگا وہ علم ظاہر ہی کہلائے گا جبکہ اِن ہی ظاہری احکام کے علم و عمل سے متعلق جو اخلاص نمازی کے دل میں ہوتا ہے اُس کا تعلق ظاہری بدن و حواس کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے وہ باطن اور اُس کا علم بھی علم باطن ہی کہلائے گا۔اِس کے علاوہ دوسرا مصداق و مظہر اِن کا اس طرح بھی ہے کہ شریعت مقدسہ کے احکام تکلیفیہ یعنی دین اسلام کے وہ احکام جن کے کرنے یا جن سے بچنے پر انسان کو مکلف و مسؤل بنایا گیا ہے،دو طرح کے ہیں:

پہلی نوعیت:۔جن کا تعلق ظاہری بدن کے ساتھ ہے جیسے نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ وغیرہ۔اِسی طرح شراب،جُوا،ربوٰ جیسے محرمات بھی۔

دوسری نوعیت:۔جن کا تعلق صرف اور صرف قلب انسانی کے ساتھ ہے جیسے توکل، صبر،خوف ورجا اور محبت ورضا وغیرہ۔اِسی طرح حسد،تکبر،غرور،دُنیا کی لمبی اُمید،بے جا طمع ولالچ جیسے پوشیدہ محرمات وغیرہ جن کا ادراک ظاہری حواس کے ساتھ نہیں بلکہ صرف اور صرف عقل کے ساتھ اور عملِ دل کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

اِن حقائق کی روشنی میں پہلی قسم کے احکام جاننے کو علم ظاہر اور دوسری قسم کے

Marfat.com

احکام جاننے کو علم باطن کہا جاتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں صوفیاء کرام کے مطابق تصوف وطریقت، شریعت مقدسہ کی اِن دونوں قسموں پر اخلاص کیساتھ علم وعمل حاصل کرنے کی راہ ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ الطَّرِیقَةُ سَبِیلُ حُصُوْلِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِکِلَی قِسْمَی الْاَحْکَامِ بِالْاِخْلَاصِ اس کے نتیجہ میں علم ظاہر کا مصداق صرف ظاہری احکام شرعیہ کو جاننا قرار پاتا ہے جبکہ علم باطن کے بنیادی طور پر چار مصداق ہیں:

پہلا:۔ احکام شرعیہ کے علم وعمل سے متعلقہ اخلاص کو جاننا۔

دوسرا:۔ دل کے متعلقہ احکام کو جاننا، جس کے مطابق علم باطن کا دائرہ علم ظاہر کی نسبت کئی گنا زیادہ ہے۔

تیسرا:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات واوصاف ذاتیہ کو جاننا۔

چوتھا:۔ اُمورِ تکوینیہ کے رموز واسرار کو جاننا۔

اِس کے علاوہ بزرگانِ دین کے مطابق سلوکِ منازل میں سے بھی بعض وہ ہیں جو خالصتاً دل کا عمل ہونے کی وجہ سے اُن کا علم بھی علم باطن ہی کہلاتا ہے، جیسے زُہد، توکل، خوف، رجا، حُب، رضا اور بعض کا تعلق ظاہر وباطن دونوں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ان کا ادراک کبھی علم ظاہر کبھی علم باطن کہلاتا ہے، جیسے توبہ، فقر، صبر، شکر۔

وضاحت:۔ علم باطن وعلم ظاہر اور اِن کے مابین موازنہ کے حوالہ سے میری یہ تحقیق حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی دیوان، حضرت امام غزالی کی احیاء العلوم، حضرت شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ شریف کے اندر منازل سلوک اور علم ظاہر وباطن سے متعلقہ معارف کا آسان خلاصہ ہے۔ گویا بات اُن کی ہے قلم وزبان میری۔

Marfat.com

اِس کاوش سے میرا مقصد اِن شہسوارانِ طریقت کی روشنی میں علم ظاہر و علم باطن کے حقیقی مفہوم کی وضاحت کر کے طریقت کے جعلسازوں کے دجل و فریب دنیا کو بتانا ہے کہ علم باطن کو وہ شریعت کے مقابلہ میں لے کر کیا گمراہی پھیلا رہے ہیں، کس طرح خلقِ خدا کو گمراہ کر رہے ہیں اور طریقت جیسی تربیت گاہِ شریعت کو اپنے شیطانی تصورِ باطن کے ساتھ خاص بتا کر کس طرح جملہ بزرگانِ دین کے خلاف جا رہے ہیں جبکہ بلا نکیر جملہ بزرگانِ دین کے مطابق شریعت تمام احکام الٰہی اور اُن کے علم و عمل کا نام ہے، حقیقت اِس علم و عمل میں اخلاص کا نام ہے، معرفت اِن کے جاننے کا نام ہے اور طریقت اخلاص کے ساتھ اِن کے علم و عمل کو حاصل کرنے کی راہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے لیکن تصوف و طریقت کے نام پر سوداگری کرنے والے یہ گندم نما جو فروش اِن آسان حقائق کو معمہ بنا کر خلقِ خدا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ قربان جاؤں حضرت مجدد الف ثانی کی آوازِ حق پر کہ اُنہوں نے متقدمین صوفیاء کرام کے عین مطابق فرمایا:

"چہ حقیقت و طریقت عبارت از حقیقت شریعت است و طریقت آن حقیقت نہ آنکہ شریعت امرے دیگر است و طریقت و حقیقت دیگر کہ آن الحاد و زندقہ است"(۱)

یعنی صوفیاء کرام کی اصطلاح میں حقیقت و طریقت سے مراد شریعت ہی کی حقیقت اور اِس حقیقت شرعی کو پانے کا طریقت و راستہ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ شریعت و طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے متضاد و متغایر چیزیں ہیں، ایسا تصور کرنا زندیق و ملحدوں والا عمل ہے۔

حضرت نے صوفیاء کرام کے ہاں استعمال ہونے والے اِس قسم کے الفاظ کی یہ وضاحتیں آج سے چار سو سال پہلے اپنے وقت کے ناقص پیروں کی تباہ کاریوں سے دنیا کو

۱۔ مکتوبات، مکتوب نمبر 57، ج 1، حصہ دوم، ص 35۔

Marfat.com

بچانے کے لیے کی تھی جبکہ آج کل ناقصوں کی شرح پیداوار و پھیلاؤ میں اُس وقت کے مقابلہ میں سات سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اُس وقت کے یہ جعل ساز اتنے جاہل بھی نہیں تھے جتنے آج ہیں۔ تصوف کی الفتوحات المکیۃ، عوارف المعارف، میزان الشریعۃ الکبریٰ، کشف المحجوب، کشف الاسرار، سبع سنابل، الرسالۃ القشیریۃ اور مکتوبات امام ربانی جیسی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ التباس الحق بالباطل کی جتنی دجل کاریاں غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کے ہاتھوں تصوف و طریقت کی راہ میں کی گئیں ہیں اُس کی مثال انسانی زندگی کے کسی اور شعبہ میں نہیں ملتی۔ عوام کو اِس راہ میں جتنا بیوقوف بنایا گیا ہے اتنا کسی اور شعبہ میں نہیں بنایا گیا اور سچے بزرگانِ دین و طریقت کو جتنا اِن گمراہوں نے بدنام کیا کسی اور نے نہیں کیا۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی)

علم لدنی کی حقیقت

غیر معیاری مشائخ اور جعلی پیروں کی دجل کاریوں میں ایک حربہ ''علم لدنی'' کا جھانسہ دینا بھی ہے کہ وہ اپنے لیے یا اپنے مفاد کی شخصیات کے لیے اِس رتبے کا حامل ہونا مشہور کر کے ضعیف العقیدہ عوام کو بیوقوف بنا لیتے ہیں اِس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ اِس کی حقیقت بھی واضح کر دوں۔ قرآن شریف کی سورۃ کہف، آیت نمبر 65 کی روشنی میں بزرگانِ دین سے اِس سلسلہ میں جو منقول ہے اُس کے مطابق کسی بھی سعادت مند بندے کو انسانی عقل و حواس اور قوتِ فکری کے اکتساب سے ماوراء چیزوں کا محض عطاءِ الٰہی سے جو کشف و ادراک دیا جاتا ہے اُسے علم لَدُنی کہتے ہیں۔ اس کے حامل و مستحق وہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے اپنی قوتِ فکری و عملی کی امانتوں کو من کلِ الوجوہ منشاءِ مولیٰ جل جلالہ کے تابع بنا کر نفس اَمّارہ کے شیطان کو اپنے سے نا اُمید کیا ہو، قلب سلیم کی عظمت پر فائز ہو چکے ہوں اور

Marfat.com

فنا فی اللہ کی بقالا زوال کے رُتبے کو پا چکے ہوں۔ اِسے علم لَدُنی کے علاوہ علم الحقیقت اور علم باطن بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت تک مزید رسائی پانے کے لیے اس کے حاملین اور مصداق وثمرات کو جدا جدا سمجھنا ضروری ہے۔ اِس کے حاملین واہل اُن ذوات قدسیہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوسکتا جنہوں نے اپنی قوت ِفکری وعملی کے جملہ لمحات کو منشاء مولیٰ جل جلالہٗ کے تابع بنانے کی بدولت خواص کے فکری علوم کو بغیر نظر وفکر حاصل کرنے کی روحانی طاقت پائی ہو۔ اِسی نکتہَ امتیاز کی بنا پر تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے:

''وَيَتَوَقَّفُ حُصُولُهُ عَلَى الْقُوَّةِ الْقُدْسِيَّةِ دُوْنَ الْمُقَدِّمَاتِ الْفِكْرِيَّةِ''(۱)

یعنی علم لدنی کا کسی کو حاصل ہونا اُسکی قوت قدسیہ پر موقوف ہے فکری مقدمات پر نہیں۔

تفسیر روح البیان میں آیت کریمہ کے تحت علم لدنی کے حاملین کی کافی تفصیل کرنے کے بعد بطور نتیجہ لکھا ہے:

''فَعُلُوْمُ اَهْلِ اللّٰهِ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْكَشْفِ وَالْعِيَانِ وَعُلُوْمُ غَيْرِهِمْ مِنَ الْخَوَاطِرِ الْفِكْرِيَّةِ وَالْاَذْهَانِ''

یعنی قوت قدسیہ والے حضرات کے علوم مشاہدہ وعیان پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ اِس رُتبے کو نہ پہنچے ہوئے حضرات کے علوم ذہن وفکر کی پیداوار ہوتے ہیں۔

روح البیان میں حضرت جنید بغدادی کے حوالہ سے فرمایا:

''وَذَالِكَ يَقَعُ لِلْعَبْدِ اِذَا زَمَّ جَوَارِحَهُ عَنْ جَمِيعِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَافْنٰى حَرْكَاتِهِ عَنْ كُلِ الدرادات وَكَانَ شبحا بَيْنَ يَدِى الْحَقِّ بلا تمنٍ وَلَامُرَادٍ''(۲)

۱۔ تفسیر روح المعانی، ج15، ص330، تحت سورۃ کھف، آیت65۔

۲۔ روح البیان، ج5، ص271، ص270۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمین و آسمان کے پوشیدہ خلائق وعجائبات کا مشاہدہ کرنا، ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنو اُمیہ کے بدمعاش تاجداروں کے ہاتھوں ہونیوالے مظالم کا قبل الوقوع مشاہدہ کرنا اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سورۃ طلاق کی آخری آیت کی تفسیر میں ''لَوْ ذَکَرْتُ تَفْسِیْرَہٗ لَرَجَمْتُمُوْنِی'' کہنے کا پس منظر، حضرت امام زین العابدین کے ''یَارَبِّ جُوْھَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِہٖ......لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَعْبُدُ الْوَثَنَا......وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُّسْلِمُوْنَ دَمِیْ......یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَایَاْتُوْنَہٗ حَسَنًا'' کہنے کا راز اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سینکڑوں کلومیٹر دور سے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے زیر کمان ہونے والی جنگ کے حدود اربعہ کو دیکھ کر یا ساریۃ الجبل کہہ کر اُسے ہدایات دینے جیسے ہزاروں واقعات جو اللہ کے مقدس بندوں سے ثابت ہیں یہ سب کے سب علم لدُنی کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں کیوں کہ علم لدنی کے مفہوم میں جیسے اُس کے حامل کا فنافی اللہ ہونا معتبر ہے ویسے ہی اِس کشف وادراک کا بلا واسطہ محض اللہ کی توفیق سے ہونا بھی ضروری ہے اِسی نکتۂ امتیاز کی بنیاد پر صوفیاء کرام اس کی تعبیر کبھی اشارہ الٰہیہ سے اور کبھی الہام سے بھی کرتے ہیں جس میں انسان کی اپنی فکری تعلیم کو قطعاً کوئی دخل عمل نہیں ہوتا۔

وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّابِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَالیہ انیب.

وصلی اللہ علی حبیبہ سید العٰلمین والہ السادات الطیبین

الطاھرین وصحابتہ الکاملین المکمِّلین وعلی من اتبعھم الی یوم

الدین بفضلک وکرمک یااکرم الاکرمین

واناالعبدالضعیف

پیر محمد چشتی طریقۃً وسلوکاالمسلم مذھبًا،الحنفی مسلکًا،

الجترالی مولدًا،البشاوری مسکنًا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجیے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجیے۔

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

Marfat.com

خوشخبری

علم کی روشنی تلاش کرنے والوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت، رہبر شریعت **مولانا پیر محمد چشتی چترالی** مدظلہ کے علمی جواہر پارے بنام **''الرسائل والمسائل''** اشاعتی ادارے **گلف پبلشرز** کی جانب سے چھپ کر مارکیٹ میں آچکے ہیں۔ جو تین جلدوں میں ہیں ہر جلد چارسو صفحات پر مشتمل ہے۔ جدید علمی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس انتہائی اہم اور پیچیدہ مسائل کے حل پر مشتمل علمی ذخیرے کی طباعت رنگین، کاغذ اعلیٰ، نفیس جلد بندی اور بین الاقوامی تقاضوں کے مطابق کی گئی ہے۔

جلد اول...... روزہ داری اور انجکشن، بسم اللہ الرحمن الرحیم کا معیاری ترجمہ، جائیداد کی پگڑی کی شرعی حیثیت، حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کی تحقیق، رہن کے نام سے اجارہ کی شرعی حیثیت، جیسے 14 دقیق علمی مقالہ جات پر مشتمل ہے۔

جلد دوم...... اصلاح الاوقاف والمساجد، معیار ایمان، عید میلاد النبی ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں، امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف قیام کا فلسفہ، قیاس واستحسان، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی تحقیق، منازک سلوک کی حقیقت اور اُن کی ترتیب، جیسے 15 علمی مقالہ جات پر مشتمل ہے۔

جلد سوم...... حدیث ثقلین کی تطبیق، شرعی احکام کی تفصیل، ایمان کے پانچ لوازمات، علم الغیب ماھو، ختم النبوۃ کے منافی ممکنہ وساوس کا ازالہ، تقیہ کی شرعی حیثیت، ترجمۃ القرآن ممکن ولاممکن، خطاب اللہ اعلیٰ لرسولہ الاعلیٰ، جیسے 31 علمی شہ پاروں پر مشتمل ہے۔

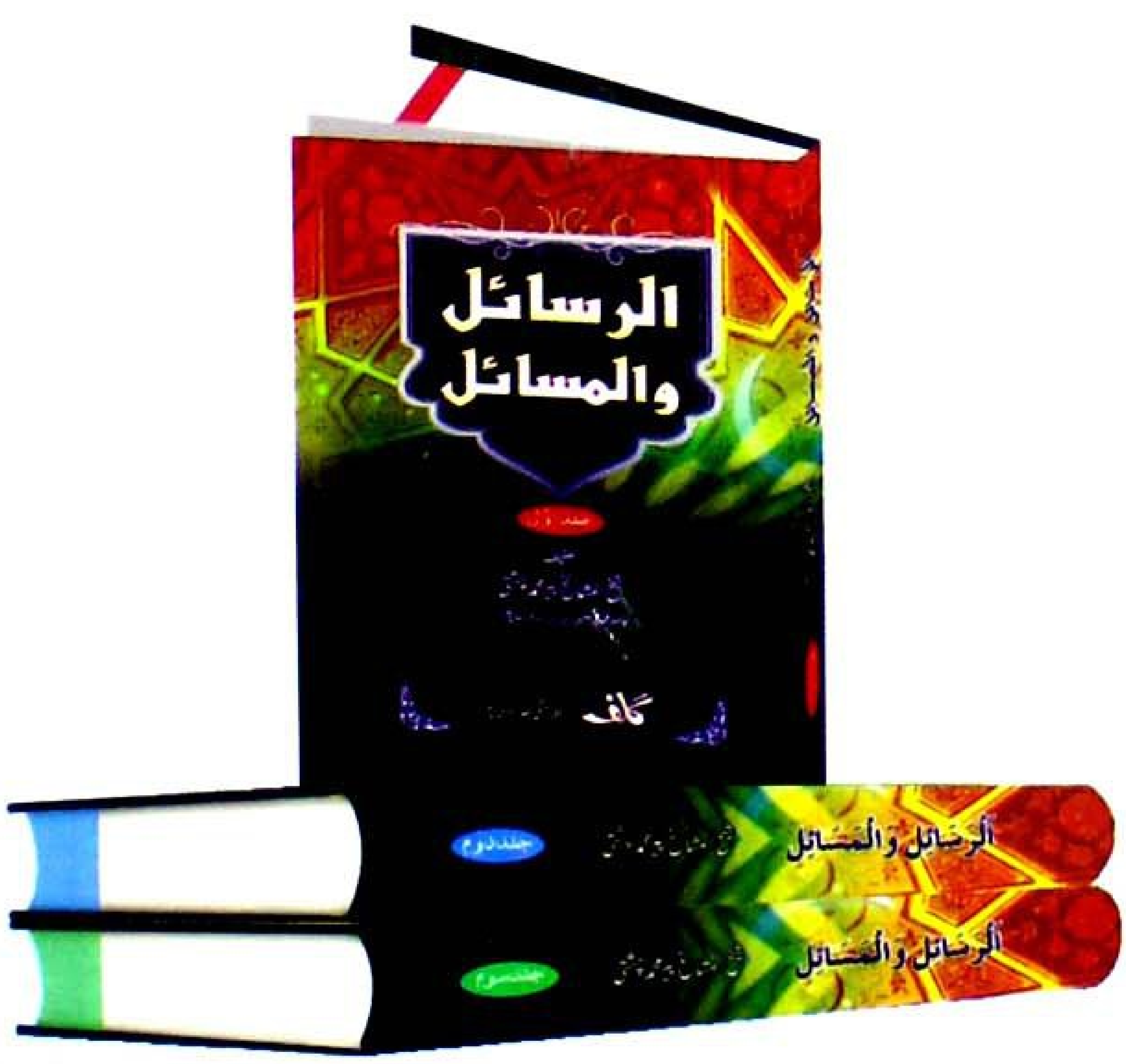

حضرت پیر طریقت کی علمی کاوش کے یہ شہ پارے حدیث وتفسیر سے لے کر فقہ اور اُصول فقہ تک قرآن فہمی کے لیے ضروری جملہ فنون سے لے کر علم سلوک وتصوف تک ہر فن سے شغف رکھنے والوں کے لیے منارۂ نور ہیں۔

Marfat.com

خوشخبری

علم کی روشنی تلاش کرنے والوں کو یہ سن کر یقیناً مسرت ہوگی کہ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت **مولانا پیر محمد چشتی چترالی** مدظلہ کے علمی جواہر پارے بنام **''الرسائل والمسائل''** اشاعتی ادارے **گلف پبلشرز** کی جانب سے چھپ کر مارکیٹ میں آ چکے ہیں۔ جو تین جلدوں میں ہیں ہر جلد چارسو صفحات پر مشتمل ہے۔ جدید علمی تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس انتہائی اہم اور پیچیدہ مسائل کے حل پر مشتمل علمی ذخیرے کی طباعت رنگین، کاغذ اعلیٰ، نفیس جلد بندی اور بین الاقوامی تقاضوں کے مطابق کی گئی ہے۔

جلد اول...... روزہ داری اور انجکشن، بسم اللہ الرحمن الرحیم کا معیاری ترجمہ، جائیداد کی پگڑی کی شرعی حیثیت، حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کی تحقیق، رہن کے نام سے اجارہ کی شرعی حیثیت، جیسے 14 دقیق علمی مقالہ جات پر مشتمل ہے۔

جلد دوم...... اصلاح الاوقاف والمساجد، معیار ایمان، عید میلاد النبی ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں، امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے خلاف قیام کا فلسفہ، قیاس واستحسان، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی تحقیق، منازک سلوک کی حقیقت اور اُن کی ترتیب، جیسے 15 علمی مقالہ جات پر مشتمل ہے۔

جلد سوم...... حدیث ثقلین کی تطبیق، شرعی احکام کی تفصیل، ایمان کے پانچ لوازمات، علم الغیب ماہو، ختم النبوۃ کے منافی ممکنہ وساوس کا ازالہ، تقیہ کی شرعی حیثیت، ترجمۃ القرآن ممکن ولاممکن، خطاب اللہ اعلیٰ لرسولہ الاعلیٰ، جیسے 31 علمی شہ پاروں پر مشتمل ہے۔

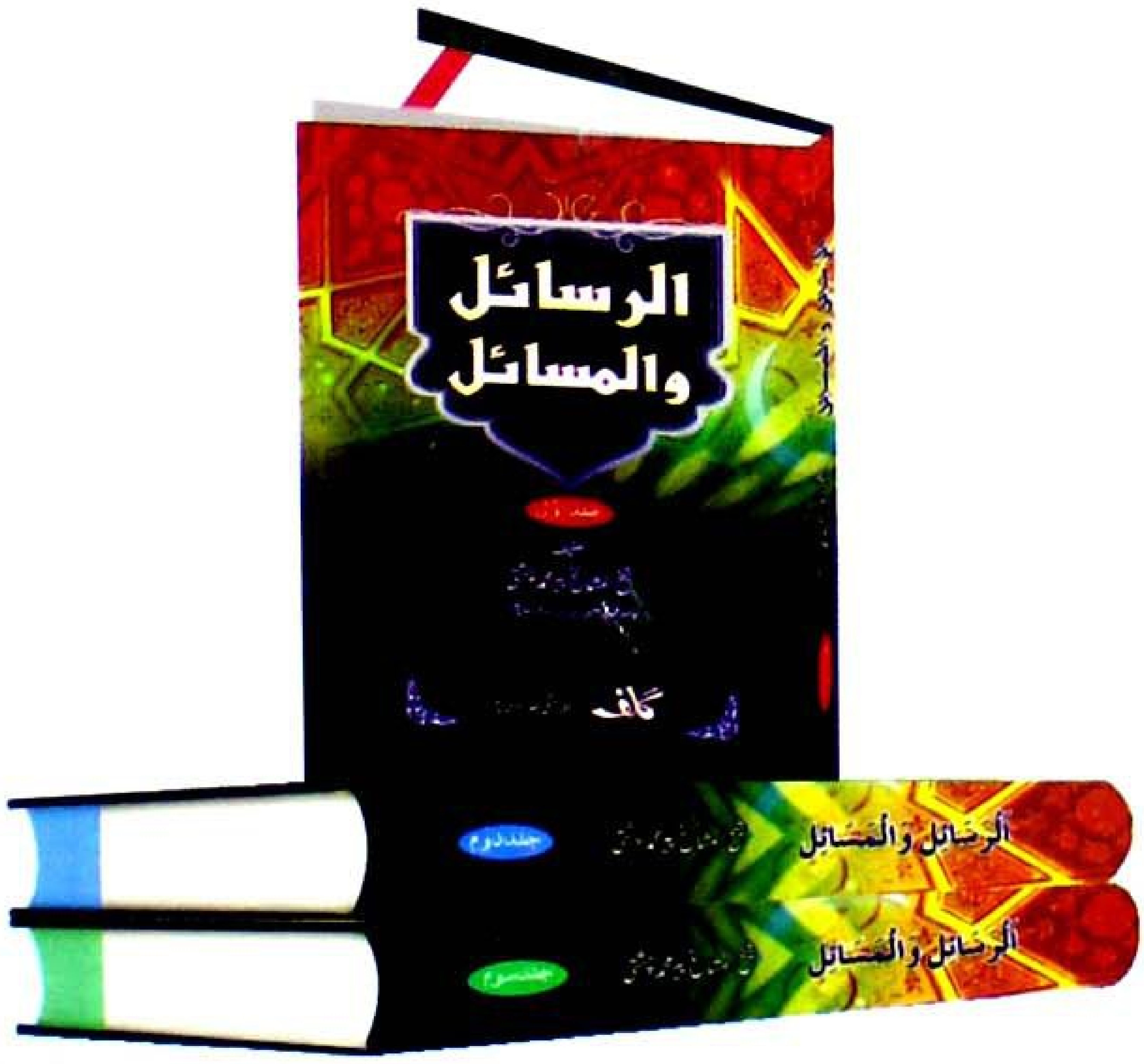

حضرت پیر طریقت کی علمی کاوش کے یہ شہ پارے حدیث وتفسیر سے لے کر فقہ اور اُصول فقہ تک قرآن فہمی کے لیے ضروری جملہ فنون سے لے کر علم سلوک وتصوف تک ہر فن سے شغف رکھنے والوں کے لیے منارۂ نور ہیں۔

Marfat.com